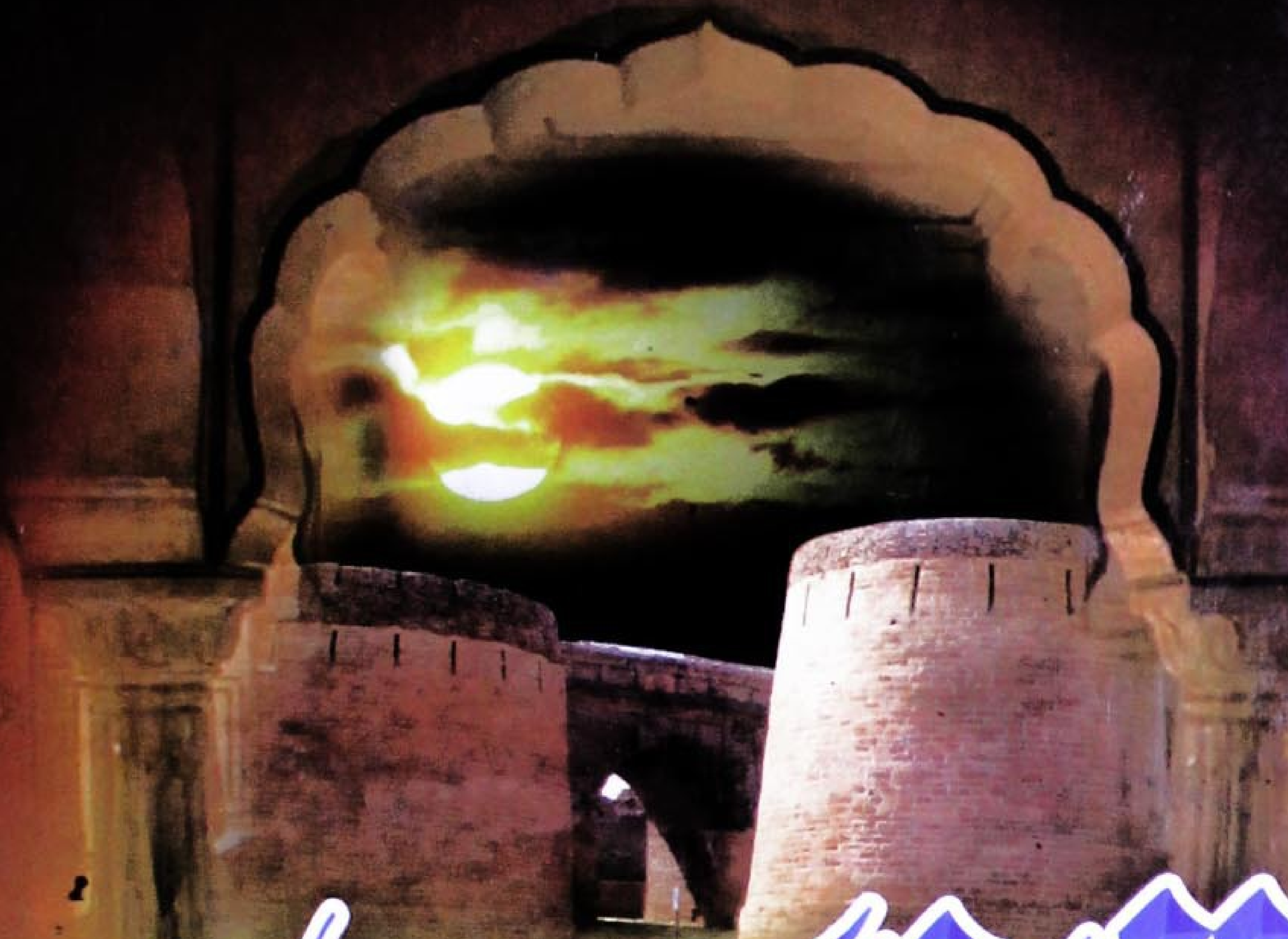

تاریخ گوجراں

مُصنّف

حافظ عبدالحق سیالکوٹی

قادری رضوی کُتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

تاریخ گوجراں

مصنف

حافظ عبدالحق سیالکوٹی

قادری رضوی کتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

Marfat.com

111298

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب .... تاریخ گوجراں

مؤلف .... حافظ عبدالحق سیالکوٹی

موضوع .... تاریخ

طباعت ۲۰۰۵ء

پروف ریڈنگ .... چوہدری نور احمد چوہان لاہور

صفحات 484

پیشکش .... محمد عارف چوہدری انسپکٹر کراچی

کمپوزنگ .... عزیز کمپوزنگ سنٹر دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

تحریک .... چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر .... چوہدری عبدالمجید قادری

قیمت .... 400/= روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

Marfat.com

جمیل احمد شرقپوری نقشبندی

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	تمہید اور سبب تالیف	8
2	معیار شرافت	9
3	تارکان قومیت کے لئے تنبیہ	11
4	مؤلف تاریخ کی دقتیں اور مشکلات	12
5	تاریخ کی ضرورت اور اس کے فوائد	17
6	قومی خصوصیات کی حفاظت	18
7	تاریخ اور شرافت نسبی	19
8	مقدمہ	20
9	تواریخ گوجراں	33
10	لفظ گوجر کی وجہ تسمیہ	33
11	گوجروں کا نسب	48
12	چند غلط فہمیوں کی توضیح اور تصحیح	48
13	اہل ہنود کے خلاف عقل و قیاس	59
14	دُنیا کو کس نے پیدا کیا؟	61
15	برہما کہاں سے پیدا ہوا؟	62
16	چار ورن کس طرح بنے؟	62
17	سورج بنسی و چندر بنسی خاندان کی پیدائش	63
18	اگنی کل خاندان کی پیدائش	67
19	نند مہر گوجروں کا مورث اعلیٰ نہیں	70
20	سکندر اعظم بے اولاد نہیں تھا	73
21	ایک اور غلط فہمی کا ازالہ	75
22	نسب نامہ قوم گوجر	77
23	حضرت ابراہیم علیہ السلام	78
24	حضرت عیص	87

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
25	حضرت عیص کی اولاد کے نام جو کنعان میں پیدا ہوئی تھی	97
26	ان قبیلوں کے نام جو اولاد عیص سے ملک روم میں آباد ہوئے تھے	100
27	سکندر اعظم	101
28	سکندر اعظم کی شادی و تخت نشینی	109
29	شہزادہ گرجی	112
30	بڑے پہلوانوں سے لڑائیاں و معرکہ آرائیاں	115
31	شہزادہ گُرجی کی پہلی شادی	119
32	شہزادہ گُرجی کی دوسری شادی	129
33	گرز گاؤ سے شہزادہ کو ملقب کیا جانا	131
34	شہزادہ گرجی کی مہم عرب	133
35	شہزادہ گرجی کا نالہ کرنا	135
36	سکندر کی وصیت	136
37	شہزادہ گرجی یونان میں اور گوشہ نشینی	138
38	شہزادہ کی اولاد اور اس کی تعداد	139
39	شہزادہ گرجی کی بیوی اور اولاد کا ترک یونان	140
40	شہزادہ گرجی کا قتل کیا جانا	142
41	گوجر سلطنتوں کی بنیاد	144
42	شہزادگان گرجی کا پیشہ چرواہی	145
43	شہزادگان گرجی کی خراسان پر حکومت حاصل کرنا	147
44	تسخیر گرجستان	156
45	مشرقی ترکستان میں بغاوت	164
46	قبیلہ یوچی کا اطاعت سے انکار	164
47	قبیلہ ہن کی بغاوت	165
48	قبیلہ یامین کی سرکشی	166
49	شہزادگان گُرجی کی حکمتِ عملی	167
50	شہزادہ کوشانیس گُرجی کی شادی	168

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
51	سکائی ٹیس گرجی کی دوسری شادی	168
52	شہزادہ تومائیس گرجی کی شادی	169
53	شاہ اشکائیکس گرجی	172
54	گوجر سلطنتیں	173
55	گوجر خانوادے اور حضرت اسحاق کی دعا	175
56	گوجر خانوادوں کی نبرد آزمائیاں	176
57	اشکانی گوجر	180
58	بالا گوجر	192
59	بہلوٹ گوجر	206
60	نسب نامہ خاندان بہلوٹ	223
61	جارجی گوجر	223
62	سمہ گوجر	232
63	ساکا گوجر	243
64	سالباہن	260
65	بھٹی گوجر	272
66	بھائی راؤ کے بیٹے آہے راؤ کا لاہور سے بھاگنا	278
67	راؤ کیہر	288
68	دیوراج کی سلطنت کا قیام	293
69	نسب نامہ خاندان بھٹی	304
70	کوتکیئس	304
71	نسب نامہ اولاد کوتکیئس	310
72	گوشان گوجر	312
73	چوہان گوجر	319
74	گوجروں کو ہندو بنایا گیا	320
75	چوہان گوجروں کا جدید دارالحکومت	322
76	چوہان گوجروں کے قومی افتراق	323

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
77	چوہانوں کی وسیع سلطنت	325
78	اجے پال چکوہ	326
79	نسب نامہ چوہان خاندان	340
80	گوجر سلطنتوں کو زوال	340
81	ہندوستان میں گوجروں کے ساتھ کیا ہوا	346
82	ہن قوم کی یورش	346
83	راجپوتوں کی اصلیت	349
84	راجپوت کون تھے؟	352
85	گوجر راجپوتوں کی گوتیں	360
86	خالص گوجروں کی گوتیں	361
87	نسب نامہ خاندان چیچی	370
88	ہکلہ گوجر	370
89	شجرہ نسب نامہ ہکلہ	372
90	مسلمانوں کے عہد میں گوجروں کی سیاسی حالت	373
91	چھاوڑی ریاست کی بنیاد	378
92	راجہ بہود چھاوڑی ریاست سہ بارہ کی تعریف اور راجہ جے شنکر سے اس کی لڑائی	379
93	بن راج	386
94	جوگ راج	389
95	سونگھی گوجر	392
96	تاس گوجر	405
97	تاس گوجروں کا ملک ہند پر حملہ	405
98	نسب نامہ خاندان تاس	407
99	تاس تاجر گوجر ہندو مذہب میں	407
100	تاس گوجروں کی ہندوستان میں مزید آمد	409
101	تاس گوجر دامن اسلام میں مذہب کو قبول کر کے سیاسی عروج حاصل کرنا	410
102	شجرہ شاہان تاس گوجر	425

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
103	متفرقہ حالات	426
104	رانی کشمیر سے گوجر کی شادی	427
105	نہلہ گوجر کا حاکم ماری کو شکست دینا	430
106	گوجروں کی بابر سے لڑائی	430
107	انوپ سنگھ عہدہ منصب داری	431
108	شیر کا شکار اور راجہ انوپ سنگھ کی بہادری	432
109	ریاست اندور کے گوجر حکمرانوں کے حالات	435
110	عہد مغلیہ میں عبد الفتاح گوجر نے علاقہ پونچھ میں علم آزادی بلند کیا	437
111	راجہ بہادر سنگھ کی معرکہ آرائیاں	441
112	محمود گوجر کا ڈیرہ غازی خان پر قبضہ	445
113	نجیب اللہ خان اور مشرف خان	446
114	چوہدری سلیمان گوجر کا قبیلہ ضلع جہلم پتہ روہتاس پر حکومت کرنا	449
115	قصبہ ڈنگہ کس نے آباد کیا تھا	450
116	۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں گوجروں کا حصہ	451
117	ایک رئیس گوجر	452
118	حضرت شیخ جمال گوجر قدس سرہ	456
119	گوجروں کا آبائی مذہب	458
120	گوجروں کا آبائی وطن	472
121	خاتمہ کتاب	484

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبب تالیف

حمد و ثنا کے بعد اب یہ خادم قوم حافظ عبدالحق خلف مولوی امیر الدین ساکن شہر سیالکوٹ محلہ اناری تاریخ گوجراں کے تالیف کا سبب بیان کرنے سے پیشتر اس بات کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ مجھے زمانہ طفولیت سے ہی کتب تاریخ کے مطالعہ کا از حد شوق پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے میں ہر ایک قوم و مذہب اور ملک کی تاریخ کا مطالعہ کیا کرتا تھا اور ضمناً ان زیر مطالعہ تواریخوں میں اکثر قوم گوجر کے حالات بھی میرے مطالعہ میں آتے رہتے تھے کیونکہ میں بھی اسی قوم کا ایک فرد تھا۔ اس لئے قدرتی طور پر مجھے اس کے متعلق مزید حالات و معلومات حاصل کرنے کا شوق رہتا تھا اور اکثر اس قوم کے بھاٹوں اور مراسیوں سے بھی اس کے متعلق حالات دریافت کیا کرتا تھا۔ آخر اسی جستجو و تلاش میں قوم گوجر کی دو مستند قلمی تاریخیں بھی جو خود گوجر مورخوں نے تالیف و تحریر کی تھیں میری نظر سے گزریں جن کے مطالعہ سے میری معلومات میں اور بھی بہت سا اضافہ ہو گیا۔ مگر میں نے اپنی نا قابلیت اور معمولی تعلیم کی وجہ سے کبھی اپنی قوم کے منتشر حالات اور تاریخی واقعات کو جمع کر کے ترتیب دینے کا حوصلہ نہ کیا لیکن آخر کار مجھے تواریخ گوجر کے لکھنے اور اس کیلئے حالات جمع کر کے ترتیب دینے کے دو سبب محرک ہو گئے جن میں پہلا سبب یہ ہے کہ غیر قوموں کے مورخوں نے جو گوجر قوم کے حالات اپنی تاریخوں میں لکھے ہیں وہ ضمنی طور پر بہت مختصر کر کے لکھے گئے ہیں جن میں کسی طرح بھی قوم گوجر کے حسب و نسب اور لفظ گوجر کی اصلیت و حقیقت کو پوری روشنی میں نہیں لایا گیا اور نہ ہی اس قوم کے صحیح حالات اور بہادرانہ

Marfat.com

کارناموں کو اچھے پیرایہ میں تحریر کیا ہے البتہ اگر کسی غیر قوم کے مورخ نے قوم گوجر کے حسب ونسب اور لفظ گوجر پر کچھ روشنی ڈالی ہے تو اس نے گوجروں کی روایات وخاص مسلمات کو چھوڑ کر اور خود اپنی تحقیق سے ایک غلط رائے قائم کر کے اس پر روشنی ڈالی ہے اس لئے ان مورخوں نے لفظ گوجر کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے بہت سی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ ان غیروں کے علاوہ خود گوجر مورخوں نے جو دو مستند تاریخیں اپنی قوم کی لکھی ہیں اور جو میری نظر سے بھی گزری ہیں یہ دونوں فارسی زبان میں ہونے کے ساتھ ہی قلمی اور غیر مطبوعہ ہیں جن کے غیر مطبوعہ اور نایاب ہونے کی وجہ سے کوئی مورخ یا عام لوگ مستفید نہیں ہو سکتے اور ان قلمی غیر مطبوعہ تاریخوں کے نام مرات گوجراں و مرقع گوجراں ہیں۔ مرات گوجراں کا مؤلف چودھری فیض محمد ہے اور مرقع گوجراں کے مؤلف حضرت شیخ جمال گوجر ہیں۔ غرض مجھ سے تواریخ گوجراں کے لکھوانے کا پہلا سبب یہ محرک ہوا تھا۔

دوسرا اصل اور خاص سبب جو محرک ہوا وہ یہ تھا کہ میری قوم کے بعض متمول اور تعلیم یافتہ اشخاص اپنی قوم کی جہالت اور قومی تاریخ سے لاعلم اور ناواقف ہونے کی وجہ سے گوجر قومیت کو خیر باد کہہ کر غیر قوموں میں جذب ہو رہے تھے اور اپنے قومی لقب گوجر کو ترک کر کے سید' قریشی' مغل' پٹھان' برہمن' راجپوت' ٹھاکر وغیرہ لقب اختیار کر رہے تھے اس لئے مجھے ضرورت محسوس ہوئی کہ میں اپنی قوم کی عظیم الشان تواریخ کو اردو زبان میں ترتیب دے کر ان تارکان قومیت کی خدمت میں مطالعہ کے لئے پیش کروں تا کہ یہ قومی خائن اپنی اس کمینہ حرکت سے باز آ کر اپنے آباؤ اجداد کے خزانہ شجاعت یعنی بہادرانہ خون کو غیروں میں تقسیم کرنے کے مرتکب نہ ہوں اور غیروں کے خون بھی ان کی ملاوٹ سے ہر طرح محفوظ ہیں۔

معیار شرافت

کسی شخص کی شرافت ونجابت کا معیار اس کا تمول وحکومت اور اعلیٰ نسب

Marfat.com

نہیں ہیں بلکہ اس کی شرافت کا معیار خود اس کے اعمال و افعال اور اخلاق حسنہ ہیں جن سے کہ وہ شناخت کیا جا سکتا ہے۔ خدا نے بھی انسانوں میں کسی انسان کو تمول اور نسب کی وجہ سے اعلیٰ اور شریف و نجیب قرار نہیں دیا جیسا کہ خود اس نے قرآن مجید میں ارشاد کیا ہے۔

یآیھا الناس انا خلقنا کم من ذکرٍ وانثٰی وجعلنکم شعوبا وقبآئل لتعارفوا اِنّ اکرمکم عنداللہ الصتکم ان اللہ علیم خبیر

(ترجمہ) یعنی اے لوگو بے شک ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہاری قومیں اور گوتیں و قبیلے بنائے ہیں تا کہ تم باہم پہچان قائم رکھو ورنہ اللہ کے نزدیک تم سب میں سے زیادہ عزت و شرافت والا وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہو۔ بے شک اللہ جاننے والا اور باخبر ہے۔ الشرف بالعلم وَالاِدب لا بالاصل والنسب یعنی بزرگی علم اور ادب سے ہے، نہ اصل اور نسب سے غرض اخلاق حسنہ اور علم و ادب و تہذیب میں ترقی کرنے سے انسان اور اس کا خاندان شریف و نجیب ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی برہمن یا سید علم نہیں پڑھتا اور نہ اپنے میں عمل اور اخلاق حسنہ پیدا کرتا ہے بلکہ اس کے خلاف وہ خلقت کو ستاتا اور چوری و زناہ کرتا ہے تو کوئی شخص بھی اس سید و برہمن کو شریف و نجیب نہیں کہے گا۔ بلکہ سبھی اس کو رذیل و بدمعاش خیال کریں گے۔ اسی طرح اگر کوئی راجہ یا مہاراجہ اور متمول شخص لوگوں پر ظلم کرتا اور رعایا کو لوٹتا اور انصاف نہیں کرتا تو اس کو سبھی لوگ ظالم و جابر اور چور و ڈاکو کہیں گے پس اسی طرح اگر کوئی رذیل یا اچھوت قوم کا آدمی اپنی رذالت اور کمینگی کو چھوڑ کر نیک کام کرتا اور علم پڑھتا ہے تو اس کو کوئی بھی رذیل یا کمینہ نہیں کہے گا بلکہ سبھی لوگ دلی خلوص سے اس کی عزت و تعظیم کریں گے۔ غرض انسان اعلیٰ نسب اور صاحب حکومت و متمول ہونے سے شریف و معزز نہیں ہوسکتا کیونکہ دولت و حکومت

Marfat.com

عارضی چیزیں ہیں جو آج ایک کے پاس ہیں تو کل دوسرے کے پاس چلی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ ایک رذیل و کمینہ آدمی بھی صاحب حکومت ہوسکتا ہے لیکن اگر وہ اپنی رذالت نہیں چھوڑے گا تو رذیل ہی تصور کیا جائیگا۔ اسی طرح ایک بازاری کسبن اور اسکے خاندان کے پاس اگرچہ بعض شریفوں اور نجیبوں سے بھی زیادہ دولت جمع ہو جاتی ہے لیکن اس کے کسب کی وجہ سے تمام لوگ اس کو رذیلہ ہی خیال کریں گے پس یہ چیزیں بھی کسی کی شرافت ونجابت کا معیار نہیں ہیں۔

تارکان قومیت کیلئے تنبیہ

قوم گوجر کے تارکان قومیت کو اس بات کی طرف ضرور خیال کرنا چاہئے اگر لقب گوجر کوئی ذلیل یا خوار لقب ہوتا تو غیر قوموں کے لوگ اپنے ذاتی ناموں کے ساتھ کیوں اس لقب کو شامل کرتے مثلاً مسلمانوں میں دیکھو گوجر خان اور ہندوؤں میں گوجرمل اور سکھوں میں گوجر سنگھ نام رکھے جاتے ہیں اور عورتوں میں بعض عورتوں کا نام گوجری ہوتا ہے۔ اب بتاؤ کہ سوائے تمہارے قومی لقب کے کسی دوسری قوم کے قومی لقب۔ راجپوت۔ برہمن۔ قریشی۔ مغل۔ پٹھان کو بھی کبھی کسی شخص نے اپنے ذاتی نام میں شامل کیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض جگہ ہندوؤں میں یہ رسم ہے کہ جب ان میں کوئی شخص اپنی نئی شادی کر کے سسرال سے اپنی عورت کا ڈولہ لاتا ہے تو لاتے ہی وہ اس نئی عورت کے ڈولا کو پہلے کسی گوجر کے گھر میں اتارتا ہے اور ایک دن یا کچھ دیر گوجروں کے گھر میں ٹھہرنے کے بعد پھر وہ معہ عورت کے اس ڈولہ کو اٹھوا کر اپنے گھر میں لے جاتا ہے۔ اس عجیب رسم کے متعلق جب ان لوگوں سے دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جب ان میں سے کسی شخص کی پہلی عورت فوت ہو جاتی ہے اور پھر وہ جب نئی شادی کر کے دوسری عورت لاتا ہے تو لاتے ہی اس کو گوجروں کے گھر میں پہلے اسلئے اتارتا ہے تاکہ وہ عورت اور اسکے بطن سے پیدا ہونے والی اولاد مدت مدید تک زندہ رہے

Marfat.com

گویا ان ہندوؤں کے اعتقاد میں گوجروں کے گھر سے ان کو زندگی وحیاتی حاصل ہوتی ہے لیکن ان تارکان لقب وقومیت کی حالت پر بہت افسوس آتا ہے کہ وہ گوجر قومیت اور لقب گوجر کو چھوڑ کر غیر لقب وغیر قومیتیں اختیار کر کے اپنی قوم گوجر کو بدنام کرتے پھرتے ہیں۔

اے تارکان قومیت کیا جب آپ کسی غیر قوم کی قومیت اختیار کر کے اس میں مل جائیں گے تو جب اس قوم کے لوگوں کو آپ کی اصلیت وقومیت کا صحیح حال معلوم ہوگا تو کیا وہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو یہ ہمیشہ نہیں کہا کریں گے کہ کیا آپ کی اصل اور سابقہ قومیت میں شرافت کم تھی۔ کہ ہماری قومیت کو اختیار کر کے ہم میں شرافت حاصل کرنے کیلئے گھس آئے تو بتاؤ اس وقت سوائے شرمندگی کے کیا جواب دو گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ آپ گوجر کہلا کر اور گوجر قوم میں ہی رہ کر عزت وشرافت حاصل کریں کیونکہ ہر انسان اپنی قوم میں ہی رہ کر شرافت و بزرگی حاصل کر سکتا ہے۔ جو شخص اپنی قوم سے علیحدہ ہوا وہ دھوبی کے کتے کی طرح نہ ادھر کا رہا نہ ادھر کا وہ ہمیشہ اپنوں اور غیروں کی نظروں میں ذلیل وخوار نظر آئے گا۔ میں کہتا ہوں کہ میں گوجر ہوں اور اول وآخر شریف ونجیب گوجر ہوں۔ اگر کوئی غیر گوجر قوم کا شخص اپنی قوم کی شرافت ونجابت کا میری قوم گوجر کی شرافت ونجابت سے مقابلہ میرے ساتھ کرنا چاہے تو میں اس کے ساتھ کر سکتا ہوں کیونکہ میں اپنی قوم کی تاریخ سے پوری طرح واقف ہوں اس لئے اے تارکان قومیت آپ کو چاہئے کہ آپ اپنی قوم کی تاریخ سے پوری طرح واقفیت حاصل کریں تاکہ آپکو غیر قوموں کے سامنے خجل اور شرمندہ ہونا نہ پڑے۔ آمدم برسر مطلب۔

مؤلفِ تاریخ کی دقتیں اور مشکلات

غرض ان دوسببوں سے متاثر ہو کر آخر میں نے گوجر تواریخ کیلئے مواد جمع کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا اور اس کیلئے جن کتابوں کی مجھے ضرورت تھی وہ میں

Marfat.com

نے باوجود اپنی مالی کمزوری اور استطاعت کے مطابق اپنی گرہ سے زرکثیر خرچ کر کے خرید کرلیں جسکے بعد پھر پنجاب کی تمام سرکاری وغیر سرکاری لائبریریوں میں پہنچ کر اور انکے متعلقہ شہروں میں کئی کئی روز تک قیام کر کے وہاں سے تاریخی مواد جمع کرنے لگا۔ خاص کر لاہور میں کئی دفعہ مجھے جانا پڑا اور وہاں کئی روز ٹھہر کر پبلک لائبریری کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ قلمی کتابوں سے گوجر تواریخ کیلئے تاریخی مواد بھی جمع کرتا رہا۔ ان لائبریریوں اور کتابوں کے علاوہ قوم گوجر کی گوتوں کے انساب حاصل کرنے کیلئے لہوسیوں کی طرح اس قوم کے بھاٹوں اور مراسیوں کے پیچھے بھی بہت مدت تک مجھے پھرنا اور خراب ہونا پڑا کیونکہ گوجر گوتوں کے شجرہ نسب انہی بھاٹوں اور مراسیوں کے پاس موجود رہتے ہیں اور ان لوگوں کی روزی کا انحصار اور ذریعہ معاش بھی یہی انساب ہیں اس لئے یہ لوگ انساب کے دکھانے اور ان کی نقلیں دینے سے گریز کرتے تھے کیونکہ یہ لوگ افلاس کی وجہ سے طامع اور لالچی ہوتے ہیں اس لئے میں ان کو کچھ نہ کچھ دے دلا کر اور ان سے گوجر گوتوں کے انساب دیکھنے اور ان کی نقلیں حاصل کرنے میں آخر کامیاب ہوگیا۔

جب میرے پاس گوجر تاریخ کے متعلق بہت سا مواد اور مسالہ جمع ہوگیا تو میں نے اپنی کم بضاعتی اور بے سرمائیگی کی وجہ سے جو اسی کی فراہمی میں خرچ کر چکا تھا مختصر طور پر اس کو مدون ومرتب کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر بھی وہ ضروری اور اہم حالات جو خاص گوجر تاریخ سے تعلق رکھتے تھے وہ اس میں درج ہونے سے رہ جاتے تھے کیونکہ وہ اہم اور ضروری حالات ہزار دو ہزار صفحہ کی کتاب میں کسی طرح بھی درج نہیں کئے جا سکتے تھے اور اگر ان تمام حالات کو بہت مختصر اور مجمل طور پر بھی لکھنا چاہتا تھا تو ان کے لئے بھی نو دس ہزار صفحہ کی ایک ضخیم کتاب کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ پھر اس کے ساتھ ہی جب مجھے ایک ضخیم کتاب کی

Marfat.com

کتابت وطباعت کے خرچ کا خیال آتا تھا تو وہ بھی میرے حوصلے کو کسی قدر پست کر دیتا تھا۔ آخر میں نے انہی تفکرات و مشکلات میں خدا کا نام لے کر اور اسی کے توکل و بھروسہ پر یہ شعر۔

دریں دریائے بے پایاں دریں بحر تلاطم زا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا

پڑھ کر اس تاریخ کو تدوین و ترتیب دینا شروع کر دیا لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ میرے ان تفکرات و مشکلات کو دور کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے میرے قبلہ ماموں بزرگوار جناب حکیم محمد حیات صاحب ساکن چوہالہ گوجراں ضلع جموں اور مکرم میاں جناب چودھری نور محمد صاحب سب رجسٹرار رئیس موضع پسی بیٹ و جناب چودھری رحمت علی صاحب کرسی نشین رئیس موضع بلہ تحصیل دوسوہہ ضلع ہوشیار پور جیسے محسنوں و معاونوں کو میری مدد پر آمادہ کر دیا چنانچہ جناب چودھری نور محمد صاحب رئیس پسی تحصیل دوسوہہ نے پندرہ کتب کی قیمت مبلغ ۳۸ روپے خاص اپنی گرہ سے ارسال فرما کر میری ہمت افزائی کی اسی طرح جناب مولانا مولوی عبدالغنی صاحب ناظم دارالعلوم مالیر کوٹلہ و جناب چودھری شرف الدین صاحب ڈسٹرکٹ کورٹ شملہ و جناب چودھری موج الدین صاحب رئیس موضع پنڈی عمر تحصیل شکر گڑھ و ڈاکٹر فضل کریم صاحب پنشنر ملٹری ساکن قادیان ضلع گورداسپور جیسے ہمدردان قوم نے پانچ پانچ کتب کی قیمت مبلغ ۱۲/۸ ساڑھے بارہ بارہ روپے بھیج کر میری حوصلہ افزائی کی۔ انجمن مسلم گوجراں ضلع جموں نے بھی تیس کتب خریدنے کا حتمی وعدہ کیا۔ میں ان تمام محسنوں و معاونوں کا تادم زیست ممنون احسان رہوں گا جنہوں نے کہ اس قومی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے قومی تاریخ کی تالیف و اشاعت میں اس خادم کو حتی المقدور مالی مدد ارسال فرما کر اپنے قومی فرض کو ادا کیا۔ انہی کی طرح اگر قوم گوجر کے دوسرے امراو رؤسا بھی اپنے

Marfat.com

قومی خادموں کی مالی مدد فرما کر حوصلہ افزائی فرماتے رہیں تو آج ہی یہ قومی کشتی بحر جہالت کو عبور کر کے ترقی و معراج کے بلند بام پر پہنچ سکتی ہے۔

الحاصل اس تاریخ کے لئے حالات و اخبارات جمع کرنے اور ان کی جستجو و تلاش میں جو جو دقتیں اور مشقتیں اور محنتیں مجھے اٹھانی پڑیں۔ اگر ان کا نصف حال بھی لکھا اور بیان کیا جائے تو وہ لوگ جو تاریخ نویسی کی دقتوں سے واقف نہیں ہیں میرے اس بیان کو مبالغہ اور لافزنی خیال کریں گے اور پھر جس خون جگر اور دماغ سوزی سے ان تمام منتشر حالات و اخبارات کو ترتیب دے کر میں نے مرتب کیا اور جو جو دقتیں و مشکلات ان کی تدوین و ترتیب میں آ کر حائل ہوئیں ان تمام دقتوں اور مشکلات سے وہی لوگ جو خود مصنف و مورخ ہیں واقف ہو سکتے ہیں اور میری اس محنت کی داد بھی وہی دے سکتے ہیں۔ غرض میں نے اس تاریخ کی عبارت میں کسی قسم کی عبارت آرائی و مضمون نگاری سے کام نہیں لیا اور نہ ہی مجھ میں کسی ایسی تحریر کی اہلیت ہے۔ میں نے صرف تحقیق و تدقیق حالات کے بعد اپنی ٹوٹی پھوٹی عبارت میں ان حالات کو قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ میں نے کسی دوسرے شخص کی قلمی یا علمی مدد کے بغیر یہ تاریخ لکھی ہے یہاں تک کہ چھاپے کے وقت طبع صحت کا کام جو اکثر اہل تصنیف و تالیف اپنے دوستوں کے ذمے یا نوکروں کے سپرد کرتے ہیں وہ بھی میرے ہی متعلق رہا ہے اس لئے کئی جگہ آپ میری عبارت کو بے ربط اور اس میں کئی قسم کی علمی و ادبی غلطیاں بھی پائیں گے لیکن مجھے امید ہے کہ آپ میری ان سب غلطیوں کو نظر انداز کر کے تاریخ کے اصل مطلب سے غرض رکھیں گے ہاں البتہ اگر کوئی افسانہ یا ناول لکھنا ہوتا تو پھر ان تمام باتوں کا خیال رکھا جا سکتا ہے اور اس کی عبارت میں لطافت و دلچسپی بھی پیدا کی جا سکتی تھی۔ ایسی کتابوں کی عبارت یا مضامین میں دلچسپی و لطافت پیدا کرنا کوئی دشوار کام نہیں لیکن تاریخ نویسی کچھ اور ہی چیز ہے۔ اگر یہ

Marfat.com

کتاب کسی اور زبان سے صرف اردو میں ترجمہ کرنا ہوتی تاہم کوئی ایسی مشکل پیش نہ آتی کیونکہ جس حال میں کہ اصل سامنے رکھا رہتا ہے تو بعینہ ترجمہ مطابق اس کے ہوتا ہے اور تلاش یا جستجو کی حاجت اور دوسری کتابوں کے دیکھنے اور ان کے ساتھ تقابل و مواجہ کرنے اور بالکل اس کی روایتوں کو تطابق دینے یا غور و تامل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

باوجودیکہ مجھ میں تاریخ نویسی کا مادہ موجود تھا کیونکہ میں اس علم کا مطالعہ ایام طفولیت سے ہی کرتا چلا آتا تھا لیکن بایںہمہ جب میں نے تواریخ گوجراں کے لکھنے کا عزم مصمم کرلیا تو پھر مجھے کئی زبانوں کی چالیس معتبر تاریخیں جن کی ایک سو دس جلدیں تھیں جمع کرنی پڑیں اور شروع سے آخر تک تمام کتابؔ کو نہایت غور و تامل کے ساتھ دیکھ کر ملاحظہ ثانی کرتے وقت جتنے مقامات قابل یاد ملے تھے ان کا خلاصہ لکھ لیا گیا۔ اس کے بعد پھر تمام مادہ کو اصل اور فرع میں تقسیم کیا گیا جس کے بعد پھر اس تاریخ کی تحریر شروع ہوئی اور اب اس تاریخ کو ترجمہ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ اس وضع کی کوئی تاریخ قوم گوجر کے حالات کے بیان میں کسی زبان میں بھی موجود نہیں ہے لیکن چونکہ اہل خرد کے نزدیک حقوق کے اظہار میں اگر کوئی لفظ افتخار کا آئے تو معیوب نہیں ہے اس واسطے جرات مؤلف کو یہ کہنے کی ہوتی ہے کہ تحریر کے وقت کوئی امر بغیر تمام تاریخوں سے رجوع کرنے اور اکثر میں تطابق پانے کے نہیں لکھا گیا اور جو بات کہ باوجود بعض تاریخوں میں مذکور ہونے کے خلاف عقل و قیاس کے معلوم ہوئی وہ درج نہیں کی گئی اور جس صورت میں کہ راقم نے ویسی بات کو لکھا تو ساتھ ہی اس کے سبب اپنے شک کا بھی لکھا ہے تاکہ کسی دوسرے کی عقل میں وجہ اس امر کو معتبر سمجھنے کے باوجود راقم کے شبہ کرنے کے ملے تو مجال غور و فکر کرنے کی باقی رہے۔

یہ تواریخ چار جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ اسکی پہلی جلد جو اس وقت ناظرین

Marfat.com

کے ہاتھوں میں ہے اسکے مضامین و حالات کے متعلق چنداں بتانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب آپ اس کو پڑھ کر خود اس کے مضامین و حالات سے واقف ہو جائیں گے لیکن اس کی دوسری جلد جو ابھی لکھی نہیں گئی اس میں گوجر قوم کی ان گوتوں کے شجرہ نسب اور حالات ہوں گے جو پہلی جلد میں لکھنے سے رہ گئے ہیں اسکی تیسری جلد میں ان اولیاء علماء و شعرا اور سنت سادھوں اور سوامیوں اور مہاتماؤں کے حالات لکھے ہوں گے جو گوجر قوم میں سے ہوئے ہیں اسکی چوتھی جلد زمانہ حال کے تمام بڑے بڑے رؤساوامرااور مشاہیر گوجروں کے حالات پر مشتمل ہوگی۔

تاریخ کی ضرورت اوراس کے فوائد

تاریخ ہم کو بزرگوں کے حالات سے واقف کر کے دل و دماغ میں ایک بابرکت جوش پیدا کر دیتی ہے۔ انسانی فطرت میں ایک خاص قسم کی پیاس اور خواہش ہے جو ممالک کی سیاحی' باغوں کی سیر اور کوہ وصحرا کے سفر پر آمادہ کر دیتی ہے۔ یہی فطری تقاضا ہے جو بچوں کو رات کے وقت چڑے چڑیا کی کہانی اور جوانوں کو طوطا مینا کی داستان سننے پر آمادہ کرتا ہے اور یہی تقاضا ہے جو فاسئلو اھل الذکران کنتم لاتعلمون کے حکم کی تعمیل اور تاریخی کتابوں کے مطالعہ کی طرف انسان کو متوجہ کرتا ہے اس فطری تقاضے پر نظر فرما کر فطرتوں کے خالق نے کتب سماویہ میں تاریخی چاشنی رکھی ہے۔ بنی اسرائیل کی کیسی عظیم الشان قوم تھی کہ نحن ابناء اللہ واحباۂ تک کہہ گزرے لیکن جب اپنے بزرگوں کے حالات سے بے خبر ہوتے گئے تو قعر مذلت میں اترتے گئے اسی لئے خدائے تعالیٰ نے یا بنی اسرائیل اذکرواکے الفاظ سے بار باران کو مخاطب فرمایا اور ان کے بزرگوں کے حالات کو یاد دلایا ہے۔

تاریخ کا مطالعہ حوصلہ کو بلند کرتا۔ ہمت کو بڑھاتا نیکیوں کی ترغیب دیتا اور

Marfat.com

بدیوں سے روکتا ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے دانائی اور بصیرت ترقی کرتی۔ دور اندیشی بڑھتی۔ جزم اور احتیاط کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ دل سے رنج و غم دور ہو کر مسرت و خوشی میسر ہوتی ہے۔ تاریخی کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں میں احقاق حق اور ابطال باطل کی قوت ترقی کرتی اور قوت فیصلہ بڑھ جاتی ہے کہ یہی اصل شجاعت ہے تاریخی مطالعہ سے صبر و استقلال کی صفت پیدا ہوتی ہے اور دل و دماغ میں ہر وقت تازگی اور نشوونمائی کی کیفیت موجود رہتی ہے غرضیکہ علم تاریخ ہزار واعظوں کا ایک واعظ اور عبرت آموزی کا بہترین ذریعہ ہے۔ تاریخی مطالعہ کے ذریعہ انسان ہر وقت اپنے آپ کو پادشاہوں، فاتحوں، رسولوں، ولیوں، حکیموں، عالموں اور باکمالوں کی مجلس میں موجود دیکھتا اور ان تمام معززین سے استفادہ کرتا ہے۔ بڑے بڑے بادشاہوں، وزیروں، سپہ سالاروں اور حکیموں سے جو غلطیاں سرزد ہوئیں یہ ان سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ کوئی علم ایسا نہیں جس کے مطالعہ کو انسان اس قدر مسرت اور شادمانی کے ساتھ بلا کسی قسم کی کوفت و ماندگی برداشت کئے ہوئے جاری رکھ سکے۔ جیسا کہ تاریخی مطالعہ کو جاری رکھ سکتا ہے۔

قومی خصوصیات کی حفاظت بذریعہ تاریخ

جس قوم کو اپنے تاریخی حالات اور پاستانی واقعات سے پورے طور پر اطلاع ہوتی ہے اس کے قومی امتیازات اور خصوصیات بھی محفوظ اور قائم رہتے اور قوم کے افراد کا کسی میدان اور کسی مقابلہ میں دل نہیں ٹوٹنے دیتے بلکہ کمر ہمت کو چست رکھ کر انجام کار کھوئے ہوئے کمالات تک پھر پہنچا دیتے ہیں۔ وہ شخص جو اپنے باپ دادا کے حالات سے بے خبر ہے۔ موقعہ پا کر خیانت کر سکتا ہے لیکن جو یہ جانتا ہے کہ میرے باپ دادا نے فلاں موقعہ پر لاکھوں روپیہ کی پرواہ نہ کر کے دیانت کو ہاتھ سے نہ دے کر عزت و ناموری حاصل کی اس سے خیانت کا ارتکاب دشوار ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو اپنے باپ دادا کے حالات سے بے خبر

Marfat.com

ہے میدان جنگ سے جان بچا کر فرار کی عار گوارا کر سکتا ہے لیکن جو واقف ہے کہ میرے باپ نے فلاں فلاں میدانوں میں اپنی جان کو معرض ہلاکت میں ڈال کر میدان جنگ سے منہ نہ موڑ کر عزت اور شہرت حاصل کی تھی وہ کبھی نہ بھاگ سکے گا اور فرار کا خیال دل میں آتے ہی اس کے باپ کے کارناموں کی یاد زنجیر پا ہو جائے گی اسی طرح وفا، صدق مقال، پاکدامنی، حیا، سخاوت وغیرہ اخلاق فاضلہ کو قیاس کرلو۔ بزرگوں کے حالات کی واقفیت ہی دنیا میں بہت کچھ امن اور قوموں میں زندگی کی روح پیدا کر سکتی ہے۔ غالبًا اسی بات پر غور کر کے ہماری ہمسایہ قوموں میں سے بعض نے جو اپنی کوئی شاندار تاریخ نہیں رکھتیں اپنی تاریخیں لکھنی شروع کر دی ہیں۔

تاریخ اور شرافت نسبی

تاریخ میں چونکہ اچھے آدمیوں کی خوبیاں اور برے لوگوں کی برایاں لکھی جاتی ہیں لہٰذا کسی رذیل یا کمینہ خاندان والے کو علم تاریخ سے بہت ہی کم محبت ہو سکتی ہے۔ شریف قوموں کو اپنے آباؤ اجداد کے کارہائے نمایاں یاد ہوتے ہیں۔ جن کی پیروی کو وہ اپنی شرافت قائم رکھنے کیلئے ضروری سمجھتے ہیں۔ رذیل قومیں امتداد زمانہ کے سبب اپنے بزرگوں کے بزرگ کاموں کو بھی بھول جاتی ہیں۔ کسی خاندان یا قوم کو جس کے باپ دادا نے خدا پرستی، جوانمردی، علم و ہنر، جاہ و حشمت وغیرہ میں خصوصی امتیاز حاصل کیا ہو اور وہ اس کو بالکل فراموش نہ کر چکے ہوں تو ان کو بزرگوں کے بڑے بڑے کارنامے بار بار یاد دلا کر عزم و ہمت اور غیرت و حمیت ان میں پیدا کر سکتے ہیں مگر رذیل قوموں کے اندر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ یہی سبب ہے کہ علم تاریخ کا شوق رکھنے والے اکثر شریف القوم عالی نسب، بزرگ زادے اور نیک آدمی ہوتے ہیں۔ کوئی کمینہ خاندان کا آدمی یا کوئی خدا تعالیٰ کا منکر یعنی دہریہ یا کوئی بزدلی میں شہرت رکھنے والا دنیا میں اعلیٰ درجہ کا مؤرخ اور تاریخ کا امام نہیں گزرا۔

Marfat.com

مقدمہ

کئی مہینوں اور کئی سالوں کی دماغ سوزیوں اور جانکاہیوں کے بعد تاریخ گوجراں کی یہ پہلی جلد تیار ہوئی ہے۔ اس جلد کے تین باب ہیں اور ہر باب چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلے باب کے پہلے فصل میں لفظ گوجر کی وجہ تسمیہ لکھی گئی ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ لفظ گوجر لفظ گرز گاؤ سر سے مشتق ہے اور یہ لفظ فارسی زبان کا ہے۔ اہل ایران اکثر اپنے بہادر جرنیلوں اور جنگی پہلوانوں اور بادشاہوں کو اسی معزز خطاب سے مخاطب کیا کرتے تھے۔ چنانچہ گوجر قوم کے مورث اعلیٰ شہزادہ اسکندر روس گرجی نے ایران میں آ کر جب اپنے جنگی کارناموں کا مظاہرہ کرنا شروع کیا تو اہل ایران نے اسکے بے نظیر جنگی کارناموں کو دیکھ کر اس کی خداداد طاقت وشجاعت کی وجہ سے اس کو بھی اپنے ملک کے معزز خطاب ''گرز گاؤ سر'' سے مخاطب کر دیا جس کے بعد پھر شہزادہ اسکندر روس کی اولاد یعنی گوجر قوم نے بھی خطاب کو اپنا آبائی ورثہ سمجھ کر اختیار کرنا شروع کیا۔

کیونکہ اہل ایران آریہ النسل تھے اسلئے وہ گائے کو ایک واجب التعظیم دیوتا سمجھ کر اس کی طرح پرورش ونگہداشت اور پرستش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اہل ایران کی زبان پر اس حیوان کی تعظیم کی عظمت کا یہ اثر ہوا کہ اس ایک لفظ گاؤ سے ہزاروں اصطلاحیں پیدا ہوگئیں۔ دودھ دوہنے کا کام کنبہ میں لڑکیوں کیلئے مخصوص کر دیا تھا۔ اس مناسبت سے انہیں دَوُختری یعنی دوہنے والی کہا کرتے تھے لیکن جب فارسی زبان بتدریج پیدا ہوئی تو یہی لفظ دُختر بن گیا۔ جو دوشیدن مصدر سے اسم فاعل ہے جس کے آخر ''ر'' علامت تانیث نسبتی ہے۔ کچھ دن بعد لڑکیوں کیلئے خاص ہوگیا۔ یہی لفظ ایران سے جب یورپ میں پہنچا تو ڈاٹر بن گیا۔ جو

Marfat.com

لفظ بمعنی دوہنا سے اسم فاعل معہ "ر" نسبتی کے مشتق ہے بہرکیف دیکھنا یہ ہے کہ تعظیم گاؤ نے زبان پر کیسا اثر کیا اور کتنی اصطلاحیں اس سے پیدا ہوئیں۔

گاؤ: اسکا مخفف "گو" اور مالہ "گیو" آتا ہے۔

گاؤ زمین: وہ بیل جسکی پیٹھ پر زمین قائم ہے۔

گاؤ آب: سبزہ زار جسکے اندر پانی جمع رہے۔

گاؤ زور: کشتی لڑنے والا پہلوان

گاؤ آہن: ہل کا پھل

گاؤ زوری: کشتی لڑنے کی قوت۔ بروز کشتی لڑنے کی خواہش کرنا

گاؤ غنم: فربہ گائے

گاؤ دوز: وہ پہلوان جو فن کشتی نہ جانتا ہو۔

گاؤ پشت: آسمان

گاؤ دیدہ: پاؤ روٹی جو اس شکل O کی ہو۔

گاؤ پیکر: گرز بشکل گاؤ

گاؤ رس: ارزن، چیہ، باجرا، غلہ

گاؤ تکیہ: بلند تکیہ

گاؤ رنگ: تخت شاہی

گاؤ خانی: بہت عمیق کنواں

گاؤ زادن: نئی دولت ہاتھ آنا

گاؤ درخرمن کردن: خراب و ویران کرنا

گاؤ زر: سونے کا ظرف

گاؤ دل: ابلہ، بیوقوف، سادہ لوح

گاؤ زنہ: چرواہوں کے ہاتھ کا ڈنڈا

گاؤ دنبال: ہر وہ چیز جو گاؤ دم ہو۔

گاؤ زہرہ: گاؤ لوچن

گاؤ دی: گاؤ دل کا مخفف۔ بزدل

گاؤ سر: نام فریدوں کے گرز کار جس کا سر بصورت بیل تھا۔

گاور: ایک درخت کا گوند معرب

گاؤ دوش: دودھ دہنے کا برتن

گاؤ شیر: جاؤ شیر

گاؤ شنگ: گائے ہنکانے کی لکڑی جس میں لوہا منڈھا ہو۔

گاؤ رسہ نقرہ گوں: کہکشاں

گاؤ شیر: وہ درخت جس سے دودھ نکلے

گاؤ ریش: خام، احمق، مسخرہ، لالچی

گاوک: وہ کیڑا جو گائے کے چمڑے میں سوراخ کر دیتا ہے

Marfat.com

گاؤ زبان: گاؤ زبان
گاؤ سار: گایوں کا پڑاؤ
گاؤ سفالین: شراب کا خم
گاؤ سیمیں: چاندی کا ظرف
گاؤش نہ لیبدہ: ناتجربہ کار متکبر
گاؤ قشقہ شدہ است: بھید کھل جانے سے رزیل ہوگیا۔
گاؤ کار: ہل چلانے والے بیل
گاؤ کون: ڈرپوک
گاؤ گلین: مٹی کی صراحی۔
گاؤ صراحی: صراحی بہ شکل گاؤ
گاؤ بارہ: نوشیرواں عادل کے بھائی کا نام
گاؤ پروری: ناز پروردہ گائے
گاؤ پلنگ: شتر مرغ۔ زرافہ
گاؤ تازی: گوتازی' گاؤ زوری دکھانا
گاؤ چشم: زرد پھول' عربی میں عین البقر ہے۔
گاود: جنگلی گائے
گاؤ دم: نفیر۔ قرنا

گاؤ کش: وہ گھاس جس کے کھانے سے
گاؤ کشک: گائے مرجائے
گاؤ گردون: برج ثور
گاؤ مشنگ: وہ غلہ جس کے کھانے سے گائے فربہ ہو۔
گاریش: ایال دار گائے
گاؤ سنگ: گاؤ لوچن
گاؤود: پہاڑی سرخ و سیاہ گائے
گادیس: وہ برتن جس میں دہی جمائیں
گیور: حس مشترک
گیوکان گیوہ: پہلوانی
گاؤنجک: ایک قسم کی لکڑی تعظیماً تھا۔
گارہ: پہلوان قاتل ضحاک
گیود: پانی کے کیڑے
گیوزان: توتیا کا پہاڑ
گیوہ کش: وہ جگہ جہاں تعظیماً جوتا اتار کر جائیں۔
گاؤ درخرمن بودن: تباہ و برباد ہونا۔

الحاصل اگر لفظ گوجر کو بغیر کسی اشتقاق کے اسی موجودہ صورت میں صحیح تسلم

111298

Marfat.com

کرلیا جائے تو پھر بھی اس کی اصل شان وعظمت میں کسی قسم کا فرق نہیں پڑ سکتا کیونکہ فارسی زبان میں ''لفظ گو'' کے معنی معتبر، بزرگ، شجاع بہادر کے ہیں۔ اسی طرح لفظ ''جر'' کے معنی شگاف زمین۔ مجازاً بمعنی سرنگ، سوراخ سلامت کوچہ کے ہیں۔ ملاحظہ ہو لغات کشوری، فصل کاف فارسی معہ واؤ فصل جیم معہ رائے مہملہ صفحہ ۱۲۷ و ۴۰۵ مصنفہ مولوی سید تصدق حسین صاحب۔

اب اس مجموعہ الفاظ سے یہ معنی اخذ ہوئے کہ وہ شخص جو زمین میں یا قلعہ کی دیوار میں شگاف کر کے یا کسی سرنگ کے ذریعہ قلعہ میں داخل ہو جائے یا قلعہ سے صحیح وسلامت باہر نکل آئے وہی شجاع و بہادر ہے چنانچہ زمانہ قدیم کے بہادر گوجر جنگ کے موقعوں پر اپنے دشمن کے بڑے بڑے مستحکم و مضبوط قلعوں کی دیواروں پر گرزیں مار مار کر ان کو گراتے اور ان میں شگاف کر کے قلعوں میں داخل ہو کر قبضہ کر لیتے تھے اس لئے ممکن ہے کہ اس نسبت سے لوگوں نے ان کو خطاب گرزگاؤ سر کے بجائے گوجر کے خطاب سے مخاطب کر دیا ہو۔ غرض گوجروں کے مسلمات کو چھوڑ کر غیر گوجر مورخوں نے جو لفظ گوجر کی چند وجہ تسمیہ لکھی ہیں ان کا اس فصل میں عقلی و نقلی جواب دے کر پوری طرح رد کیا گیا ہے۔

دوسرے فصل میں گوجر قوم کے نسب کے متعلق جو چند غلط تحقیقات تھیں ان کی توضیح کے بعد تصحیح کی گئی ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ گوجر قوم سری راچند رو سری کرشن جی اور نند مہر آہیر کی اولاد نہیں ہے بلکہ یہ قوم حضرت ابراہیم و حضرت عیص اور سکندر اعظم کی اولاد ہے اور صحیح طور وطریق سے اس قوم کا شجرہ نسب انہی بزرگوں سے جا کر ملتا ہے۔ پھر اس قوم کا تین طبقوں میں منقسم ہو کر ہندو مذہب کو اختیار کر کے ہندوؤں میں جذب ہو جانا بھی بتایا گیا ہے کہ کس طرح برہمنوں نے اس قوم کے لوگوں کو سورج بنسی و چندر بنسی اور اگنی کل وغیرہ کے خطاب دے کر اور ان کے نسب ناموں کو سری راچند دوسری کرشن جی مہاراج

Marfat.com

کے نسب ناموں سے ملا کر اپنا خادم ومرید بنا لیا تھا جس کے بعد گوجر قوم کے ان تینوں طبقوں میں ایسی اجنبیت وبیگانگی واقع ہوگئی تھی کہ یہ تینوں طبقے ایک دوسرے کو بیگانہ اور غیر قوم تصور کرنے لگے تھے اور آج تک ایسا ہی تصور کرتے چلے آتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہندوؤں کے پورانوں میں جو واقعات خلاف عقل و قیاس مذکور ہیں۔ ان کی تحقیق کے بعد ان کی اصلیت وحقیقت بھی بیان کی گئی ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ برہما اور ابراہیم ایک ہی شخص کے دو نام ہیں جس کے ناموں میں اپنی ملکی زبان اور تلفظ کی وجہ سے کچھ فرق معلوم ہوتا ہے ورنہ حقیقت میں یہ ایک ہی نام اور ایک ہی شخص ہے جس کو تلفظ کی وجہ سے دو ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے اور وہ شخص حضرت ابراہیم ہے جو کئی قوموں کا مورث اعلیٰ ہے۔ غرض اس فصل میں سورج بنسی و چندر بنسی اور اگنی کل خاندانوں کی پیدائش کی حقیقت و اصلیت بھی لکھی گئی ہے اور ان کے واقعات پیدائش کو حضرت ابراہیم کے واقعات سے تطبیق دیکر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ تینوں خاندان حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں۔ اس میں سکندر اعظم کا صاحب اولاد ہونا بھی ثابت کیا گیا ہے۔

تیسرے فصل میں حضرت ابراہیم کا پہاڑ کی غار میں پیدا ہونا اور اسی جگہ آپ کا پرورش پانا' چاند اور سورج کی الوہیت سے بذریعہ عقل انکار کرنا۔ جوان ہونے کے بعد نبی ہونا اور پھر خلقت خدا کو دعوت توحید دینا۔ نمرود کا چتا جلا کر اس میں آپ کو ڈالنا اور آپ کا صحیح وسلامت اس چتا سے باہر آنا۔ آخر نمرود کے ظلم سے تنگ آکر بابل سے آپ کا ہجرت کرنا اور سائرہ خاتون کو اپنے ہمراہ مصر میں لے جانا۔ وہاں کے بادشاہ کا سائرہ خاتون کو چھین لے جانا اور آپ کی بددعا سے بادشاہ مصر کے ہاتھ پاؤں کا شل ہونا۔ آخر بادشاہ کا توبہ کرکے سائرہ خاتون کو ایک کنیز پیش کرکے بڑی عزت کے ساتھ رخصت کرنا جس کے بعد حضرت

Marfat.com

ابراہیم کا فلسطین میں جا کر مستقل سکونت اختیار کر کے وہاں پر آباد ہونا اور وہیں وفات پا کر دنیا سے رخصت ہونا بیان کیا گیا ہے۔

چوتھی فصل میں گوجروں کے جد امجد حضرت عیص کا نبوت سے محروم ہونا اور حضرت اسحاق کا ان کے حق میں کثرت اولاد کی دعا کرنا۔ حضرت عیص کا اپنے بھائی یعقوب کی خاطر علاقہ فلسطین کو چھوڑ کر اور تمام جائیداد و املاک حضرت یعقوب کے سپرد کر کے خود ملک روم میں جا کر سکونت اختیار کر لینا آپ کے بعد آپ کی اولاد یعنی نبو عیص کی کثرت پیدائش اور کثرت آبادی کی وجہ سے ملک روم کا پر اور آباد ہونا۔ آخر قلت زمین اور قلت چارہ مویشیاں سے تنگ آ کر اور گنجائش آبادی و چارہ نہ پا کر ملک روم کو چھوڑ کر نیو عیص کے بعض خاندانوں کا ملک یونان میں چلا جانا اور وہاں مستقل سکونت اختیار کر کے اس ملک کو آباد کرنا لکھا گیا ہے۔

پانچویں فصل میں سکندر اعظم کے بزرگوں اور خاندان کا حضرت عیص کی نسل سے ثابت ہونا اور سکندر کے ایک مورث کا ملک یونان سے بھاگ کر مصر میں آنا اور پھر وہاں سے چل کر علاقہ مقدونیہ میں جا کر اپنی حکومت قائم کرنا کئی پشتوں کے بعد پھر اس خاندان میں سکندر اعظم کا پیدا ہونا اور اپنے باپ فیلقوس سے سکندر اور اسکی والدہ کا ناراض ہو کر اپنے ماموں کے پاس چلا جانا وہاں جا کر اپنے ماموں کی بیٹی منرواتس سے سکندر کا شادی کرنا جس کے بعد سکندر کی بیوی کے بطن سے گوجروں کے مورث اعلیٰ شہزادہ اسکندر روس گرجی کا پیدا ہونا۔ پھر منرواتس کا وفات پانا اور سکندر کا اپنے اسکندر روس کو تربیت اور پرورش کیلئے اپنی والدہ یعنی لڑکے کی دادی کے سپرد کرنا۔ فیلقوس کی وفات کے بعد سکندر کا تخت سلطنت پر متمکن ہو کر حکومت کرنا۔ پھر فتح ایشیا کی تیاریاں کر کے ایران پر چڑھائی کرنا۔ آخر ایران کو فتح کر کے اپنے بیٹے اسکندر روس کو یونان سے ایران

Marfat.com

میں اپنے پاس طلب کرنا بیان کیا گیا ہے۔

چھٹی فصل میں شہزادہ اسکندر روس کا جنگی فنون کی تعلیم پانا اور خاص کر فن گرزاندازی میں کمال حاصل کرنا جس کے بعد ایران میں جا کر اپنے باپ کو جنگی فنون کا امتحان دے کر مہم ترکستان میں اس کے ہمراہ جانا۔ وہاں پہنچ کر بڑے بڑے جنگی پہلوانوں سے شہزادہ کا معرکہ آرائیاں و نبرد آزمائیاں کر کے دنیا میں شہرت و ناموری حاصل کرنا۔ پھر ترکستان کے بادشاہ ٹاکسلس نامی کی بیٹی زوغہ خانم سے شہزادہ کی شادی ہونا جس کے بعد قفقاز میں بغاوت کا پھوٹنا اور سکندر کا بغاوت کو فرد کرنے اور باغیوں کو سزا دینے کیلئے شہزادہ کا وہاں بھیجنا اور شہزادہ کا قفقاز (کوہ قاف) میں پہنچ کر بغاوت کو فرد کر کے وہاں کے بادشاہ قنطال نامی کی بیٹی کذبان نامی سے اپنی دوسری شادی کرنا جس کے بعد سکندر کا بطور انعام کے شہزادہ کو اس علاقہ کی تمام جاگیر عطا کرنا۔ پھر اہل ایران کا شہزادہ اسکندروس کو اس کے کارہائے نمایاں کی وجہ سے ایک طلائی گرز جس کا سر گائے کے سر کے مشابہ تھا پیش کر کے اپنے ملک کے سب سے بڑے معزز خطاب گرز گاؤ سر سے ملقب کرنا۔ شہزادہ کا اپنی جاگیر واقع قفقاز کے پرانے نام کو تبدیل کر کے اپنے خطاب پر گرزستان کے جدید نام سے اس کو موسوم کرنا پھر اس نام کی اصل صورت بگڑ کر جستان ہو جانا۔ مہم عرب کے لئے سکندر کا شہزادہ کو قفقاز سے بلانا اور شہزادہ کا سکندر کے پاس آنا لیکن مہم عرب کی تیاری کے پیشتر سکندر کا وفات پانا اور وفات سے پہلے اپنے بیٹے اسکندروس کو اپنی خاص انگوٹھی پہنا کر وصیت کرنا۔ شہزادہ کا وفات سکندر کے بعد یونان کو واپس جانا اور یونان میں پہنچ کر اپنے آباؤ اجداد کے تخت سلطنت پر قبضہ کر کے حکومت کرنا آخر خانہ جنگیوں اور دشمنوں کی سازشوں سے تنگ آ کر تخت سلطنت سے دست بردار ہونا۔ دستبرداری کے بعد گوشہ نشین ہو کر عبادت و ریاضت کرنا۔ اسی زمانہ گوشہ نشینی میں شہزادہ کا اپنے دس بیٹوں کو فنون

Marfat.com

حرب کی تعلیم دے کر پورا سپاہی بنانا جس کے بعد اسکے دس بیٹوں اور دونوں بیویوں کا دشمن کے خوف سے یونان سے بھاگنا اور ترکستان میں آ کر پناہ گزین و قیام پذیر ہونا جن کے بعد شہزادہ اسکندروس کا ملک یونان میں دشمن کے ہاتھوں قتل ہونا تحریر کیا گیا ہے۔

باب دوم

اسی طرح دوسرے باب کے فصل اول میں جو گوجر سلطنتوں اور خانوادوں کی بنیاد کا ذکر مذکور ہے اور اس میں شہزادہ اسکندروس کے دس بیٹوں کا بلخ میں آ کر پیشہ چرواہی اختیار کرنا اور پارنی قوم کو ساتھ لے کر خراسان میں جانا۔ اہل خراسان اور پارنی قوم کی امداد سے یونانی حکومت کو تباہ و برباد کر کے اور یونانیوں کو خراسان سے نکال کر وہاں اپنی حکومت قائم کرنا جسکے بعد گرجستان' ایران اور ترکستان کے ممالک فتح کر کے اپنی مرکزی حکومت خراسان کے ساتھ ان کو ملحق کرنا۔ شہزادگان گرجی کی باقاعدہ حکومت قائم ہو جانے کے بعد پھر ان کی حکومت کیخلاف اہل تاتار کا علم بغاوت بلند کرنا۔ شہزادگان گرجی کا بغاوت کو فرو کر کے آخر امن قائم کرنا۔ پھر اہل تاتار کو اپنا دوست و معاون بنانے کیلئے تعلقات ازدواج کی حکمت عملی اختیار کر کے ترکی و تاتاری عورتوں سے اپنی شادیاں کرنا۔ جن عورتوں کے بطن سے ان دس گرجی شہزادوں کی بے شمار اولاد کا پیدا ہونا اور ان کی اولاد کا لقب گرجی یا گرجر کو موروثی و آبائی لقب سمجھ کر اختیار کرنا۔ جس کے بعد اس ایک خاندان گرجی یا گرجر کا دس خانوادوں میں منقسم ہونا اور ہر خانوادے کا اپنے خانوادے کو امتیاز کے طور پر ان دس شہزادوں کے ناموں سے نامزد کرنا۔ ایران و قفقاز اور ترکستان میں اُن دس خانوادوں کا جا بجا اپنی خودمختار حکومتیں قائم کر کے چین و ہندوستان پر حملے کرنا بیان کیا گیا ہے۔

اس باب کے دوسرے فصل میں شہزادہ اسکندروس گرجی کے سب سے

Marfat.com

بڑے بیٹے شاہ اشکانیس گرجی کی اولاد اور خاندان کا نام اسی کے نام پر موسوم ہو کر اشکانی گوجر مشہور ہونا۔ اشکانی گوجروں کا خراسان میں اپنی حکومت قائم کرکے پھر تمام ایران و عراق اور سام کو فتح کرنا۔ پھر اسی ضمن میں ترکستان و افغانستان کو فتح کرکے ہندوستان پر حملہ آور ہونا۔ آخر ہندوستان کو بھی فتح کرکے یہاں بھی اپنی ایک زبردست حکومت قائم کرنا۔ زوال حکومت کے بعد اشکانی گوجروں کے خاندان کا پھر متعدد خانوادوں میں منقسم ہونا جس میں سے بالا اور سولنکھی خانوادوں کا عالم وجود میں آکر ہندوستان میں جا بجا اپنی حکومتیں قائم کرنا۔ بالا خاندان کے زوال حکومت اور بلبھی پور کی تباہی و بربادی کے بعد اس خاندان سے گوجروں کے بہلوٹ خاندان کا پیدا ہونا اور پھر بہلوٹ خاندان سے کئی ایک گوتوں اور شاخوں کا عالم وجود میں آنا لکھا گیا ہے۔

تیسرے فصل میں شہزادہ اسکندروس گرجی کے دوسرے بیٹے جارجیس گرجی کی اولاد کا حال ہے۔ جارجیس گرجی کی اولاد اور خاندان کا نام اسی کے نام پر جارجی یا جاریجہ گوجر موسوم ہونا بتایا گیا ہے۔ جارجی گوجروں کا گرجستان واقع قفقاز سے آنا اور گوجروں کی مرکزی حکومت خراسان کے حکم سے ہندوستان پر حملہ کرنا ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں کو فتح کرکے ان علاقوں سے یونانیوں کو نکالنا۔ بعد فتح شہر سام نگر کی بنیاد رکھ کر اور اس کو اپنا دارالحکومت قرار دے کر آباد کرنا اور ہندو عورتوں سے شادیاں کرکے ہندوستان میں مستقل سکونت اختیار کرلینا۔ زوال حکومت کے بعد پھر جاریجہ گوجروں کے خاندان سے سمہ گوجروں کا خاندان پیدا ہونا۔ پھر سمہ گوجروں کا سندھ کے علاقہ جات تہری، ٹھٹھہ، سیوستان میں اپنی حکومت قائم کرنا اور شاہان تغلق سے ہمیشہ سمہ گوجروں کا معرکہ آرا و نبرد آزما رہنا رقم کیا گیا ہے۔

چوتھے فصل میں ساکا گوجروں کا حال تحریر ہے اور اس میں شہزادہ اسکندروس

Marfat.com

گُرجی کے تیسرے بیٹے سکائی نیئس گُرجی کی اولاد اور خاندان کا نام اسی کے نام پر ساکا گوجر قوم ہونا اور ساکا گُوجروں کا مشرقی ترکستان میں اپنی ایک زبردست حکومت قائم کر کے ترکی و تاتاری قبیلوں کو مطیع کرنا۔ پھر کشمیر و افغانستان کو فتح کر کے ہندوستان پر حملہ آور ہونا۔ ساکا گُوجروں کے بادشاہ گجنیئس کا شہر غزنی کو تعمیر و آباد کر کے اس کو اپنا دارالخلافہ قرار دینا۔ شاہ گجنیئس کی بیوی اور نابالغ بیٹے سامیئس کا ہندوستان میں آنا جس کے بعد دونوں ماں بیٹے کا جنوبی ہندوستان میں جا کر شہر پٹھن نگر میں سلوچن برہمن کے گھر قیام پذیر ہونا۔ سلوچن برہمن کا ان کی خدمت و حفاظت کرنا۔ آخر سالبیئس گُرجی (سالباہن) کا سن بلوغ کو پہنچ کر پٹھن نگر کی حکومت حاصل کر کے گردونواح کے علاقوں کو فتح کرنا۔ پھر راجہ بکر ماجیت کے علاقہ پر حملہ کر کے اس کو شکست دے کر قتل کرنا جس کے بعد جارحانہ اقدام کرتے ہوئے پنجاب کی طرف بڑھنا آخر پنجاب کو فتح کر کے وہاں ایک شہر بنام سیالکوٹ اپنے نام پر تعمیر و آباد کرنا۔ سیالکوٹ کو اپنا دارالحکومت قرار دے کر زابلستان پر حملہ آور ہونا۔ آخر سالباہن کی وفات کے بعد اس کی اولاد یعنی ساکا گُوجروں کے خاندان سے بھٹی گُوجروں کے خاندان کا عالم وجود میں آنا۔ پھر بھٹی اور ساکا گُوجروں کے خاندانوں سے بے شمار گوتوں اور ذاتوں کا پیدا ہونا لکھا گیا ہے۔

پانچویں فصل میں شہزادہ اسکندروس گُرجی کے بیٹے کوشانیس گُرجی کی اولاد اور خاندان کا بیان ہے۔ اس فصل میں کوشانیس گُرجی کی اولاد اور خاندان کا نام اسی کے نام پر کوشاں گُوجر موسوم ہونا اور کوشاں گُوجروں کا اپنے ننھیال یوچی تاتاری ریاست کا وارث ہو کر علاقہ کنسو میں اپنی حکومت قائم کرنا۔ پھر آہستہ آہستہ دیگر ممالک کو فتح کر کے ہندوستان پر حملہ آور ہونا۔ ہندوستان کو فتح کر کے اس میں مستقل سکونت و حکومت کرنا۔ آخر زوال حکومت کے بعد کوشاں گُوجروں میں انہل دیو کا پیدا ہونا۔ انہل دیو کا تمام گُوجر خانوادوں کی تنظیم کرنا جس کے بعد انہل دیو

Marfat.com

کے ایما سے تمام کوشاں گوجروں اور بعض دیگر گوجر خانوادوں کا کوہ آبو جا کر ہندو مذہب اختیار کر کے پھر ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کرنا۔ غرض کوشاں گوجروں کے خاندان سے پھر چوہان گوجروں کے خاندان کا پیدا ہونا۔ چوہان خاندان سے پھر کئی ایک شاخوں اور گوتوں کا عالم وجود میں آنا تحریر کیا گیا ہے۔

چھٹی فصل میں گوجر سلطنتوں کے زوال کے بعد گوجروں کی مذہبی و سیاسی تمدنی و معاشرتی جسی و نسبی حالات میں انقلاب عظیم کا واقع ہونا اور گپتا قوم کے ہندو راجاؤں کا گوجر قوم کے مفتوح لوگوں کو جبر و ظلم سے ہندو مذہب میں داخل کر کے ہندو بنانا جن کے بعد پھر ہن قوم کے بادشاہوں کا گوجروں پر ظلم کر کے ان کو تباہ و برباد کرنا جس کے بعد پھر گوجروں کے ایک طبقے کا گوجر لقب اور گوجر قومیت کو ترک کر کے راجپوت کہلانا جس کے بعد پھر راجپوتوں کا اپنے گوجر بھائیوں سے ہمیشہ کیلئے علیحدہ ہو جانا غیر گوجر مورخوں کی تاریخوں سے راجپوتوں کی اصلیت وقومیت یعنی ان کا گوجر انسل ہونا ثابت کرنا۔ پھر گوجر راجپوتوں کی گوتوں کے نام اور خالص گوجروں کی چھیانویں گوتوں کے نام لکھے گئے ہیں جس کے بعد چیچی اور دھکلہ گوجروں کا حال رقم کیا گیا ہے۔

باب سوم

اسی طرح تیسرے باب کے فصل اول میں گوجروں کے چھاوڑی خاندانوں کا حال مرقوم ہے۔ اس میں چھاوڑی گوجروں کے مورث اعلیٰ سراستس گرجی کے نام پر علاقہ دوارکا کا جدید نام سراستس موسوم ہونا اور پھر کثرت استعمال کی وجہ سے بجائے سراستس کے سوراشتر مشہور ہو جانا۔ چھاوڑی گوجروں کا پھر سہ بارہ پنچا سور واقعہ علاقہ رن کچھ میں اپنی حکومت قائم کر کے شاہی عروج حاصل کرنا۔ راجہ جے شنکر چھاوڑی کا اپنے ملک کو شاداب و آباد کر کے دولت و اقبال میں ترقی پانا۔ جس کے بعد پھر اردگرد کے تمام علاقوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت

Marfat.com

میں شامل کرنا اور بلاشرکت غیر تمام علاقہ سوراسترا (گجرات کا ٹھیا واڑ) پر حکومت کرتے رہنا۔ پھر راجہ بھوور کا ملک گجرات پر حملہ کرنا اور راجہ جے شنکر کا اپنے ملک کی حفاظت کرتے ہوئے آخر میدان جنگ میں قتل ہونا جس کے بعد راجہ بھودر کا گجرات پر قابض ہو کر حکومت کرنا تحریر کیا گیا ہے۔

دوسرے فصل میں گوجروں کے سولنکھی عرف چلوک خاندان کا ذکر مذکور اور اس میں سولنکھی گوجروں کا اہل دیو کے ساتھ کوہ آبو پر جا کر ہندو مذہب اختیار کر کے چلوگ گوجر کا خطاب پانا۔ بلبھی پور کی تباہی کے بعد مختلف اطراف ہند میں منتشر ہو کر دکن اور قنوج میں اپنی حکومتیں قائم کرنا مواراج سولنکھی کا اپنے ناموں سامنت سنگھ والی گجرات کاٹھیاوار کو قتل کر کے اس کے تخت پر متمکن ہونا۔ مواراج کے بعد اس کی اولاد کا پچپن سال تک تخت گجرات پر قابض رہ کر حکومت کرنا آخر ان کے دارالحکومت پر سلطان محمود غزنوی کا حملہ آور ہونا اور ان کا بڑی مردانگی سے سلطان کا مقابلہ کر کے شکست کھانا۔ سولنکھی گوجروں کے خاندان سے متعدد گوتوں اور خانوادوں کا پیدا ہونا بھی رقم کیا گیا ہے۔

تیسرے فصل میں شہزادہ اسکندروس گرجی کے نانویں بیٹے تاکتنیس گرجی کی اولاد اور خاندان کا حال لکھا گیا ہے اس میں تاکتنیس گرجی کی اولاد اور خاندان کا نام اسی کے نام پر تاک عرف تاس گوجر موسوم ہونا۔ پھر تاس گوجروں کا مغربی ترکستان میں اپنی حکومت قائم کرنا۔ تمام گوجر خانوادوں میں سے انہی کا سب سے پہلے ہندوستان پر حملہ آور ہونا۔ آخر ہندوستان کو فتح کرتے ہوئے مگدھ دیس (صوبہ بہار) میں آ کر اپنی حکومت قائم کرنا۔ پھر تین سو ساٹھ برس تک حکومت کرنے کے بعد ان کی حکومت کو زوال آنا جس کے بعد ان میں سے پھر ایک گروہ کا اہل دیو کے ساتھ کوہ آبو پر جا کر ہندو مذہب اختیار کر کے اور پرمار گوجر کا خطاب پا کر اپنی حکومت قائم کرنا۔ پرمار گوجروں کے خاندان سے پھر کئی ایک

Marfat.com

گوتوں اور شاخوں کا عالم وجود میں آنا۔ پھر باقی ماندہ تاس گوجروں کا مذہب اسلام اختیار کر کے مسلمانوں کے زمانہ میں سیاسی عروج حاصل کرنا بیان کیا گیا ہے۔

چوتھے فصل میں متفرقہ حالات تحریر کئے گئے ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ معمولی حیثیت کے بہادر گوجروں نے کس طرح اپنی قابلیت اور قوت بازو سے سیاسی اقتدار حاصل کر کے معمولی حیثیت سے اعلیٰ حیثیت اور ناموری حاصل کر لی تھی۔ ان نامور بہادروں مین سے تو نگ۔ نہلہ۔ انوپ سنگھ ملکررادار چودھری عبدالفتاح' چودھری عبدالرزاق' محمد زمان' محمد ولی' بہادر سنگھ' محمود' عبداللہ خان' نجیب اللہ خان مقدم مشرف' چودھری سلیمان' چودھری مقیم خان وغیرہ بہت بہادر اور نامور شخص ہو گزرے ہیں جنہوں نے اپنی قوت بازو اور قابلیت سے سیاسی اقتدار حاصل کر کے گوجروں کے نام کو روشن کر دیا تھا۔

پانچویں فصل میں یہ بتایا گیا ہے کہ گوجروں کا آبائی مذہب حنیف یعنی اسلام تھا۔ موجودہ گوجروں کے آباؤ اجداد حضرت ابراہیم کی شریعت اور صحیفہ کے عامل تھے اور ایک خدا وحدہ لاشریک کو مانتے اور اسی ایک کی پرستش کیا کرتے تھے لیکن زمانہ مابعد میں آکران کی اولادوں نے بت پرست قوموں کے مذاہب اختیار کر کے بت پرستی کرنی شروع کر دی تھی۔

چھٹی فصل میں گوجروں کے آبائی وطن گرجستان واقع کوہ قاف کے جغرافی و تاریخی حالات لکھے گئے ہیں۔ جن میں بتایا گیا ہے کہ علاقہ گرجستان میں کون کون سی قومیں آباد ہیں اور ان کی مذہبی تمدنی و معاشرتی حالت کیسی ہے اور کس قدر تعداد ان قوموں کی اس علاقے میں آباد ہے۔ اس کے علاوہ اس ملک کے دریاؤں' پہاڑوں' پرانی یادگاروں' ریلوں وغیرہ اور تجارت وملکی صنعت و پیداوار کا حال لکھ کر پہلی جلد کو ختم کر دیا گیا ہے۔

سیالکوٹ	خاکسار
۲۱ مئی ۱۹۳۰ء	حافظ عبدالحق

Marfat.com

تواریخ گوجراں

باب اول

فصل اول

لفظ گوجر کی وجہ تسمیہ

لفظ گوجر کی وجہ تسمیہ کے متعلق مورخین و محققین نے سات قسم کی وجوہات لکھی ہیں جن کو ہم ناظرین تاریخ کی توسیع معلومات کیلئے ذیل میں لکھتے ہیں تا کہ ہمارے ناظرین ان وجوہات کو پڑھ کر صحیح نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم وہ سب وجوہات لکھیں۔ناظرین تاریخ کو یہ پہلے ہی بتا دینا چاہتے ہیں کہ ان ساتوں وجوہات میں سے اخیر کی دو وجوہات گوجروں کے نزدیک نہایت معتبر و مستند مانی گئی ہیں اور گوجر مورخ انہی وجوہات کو صحیح و مستند تسلیم کرتے ہیں۔ باقی پانچ کو ناقابل اعتبار و غیر معتبر سمجھ کر ان کو تسلیم نہیں کرتے لیکن ہم پہلے وہ غیر معتبر پانچ وجوہات لکھیں گے۔اس کے بعد پھر چھٹی اور ساتویں وجہ تحریر کریں گے جن کو گوجر قوم صحیح و مستند مانتی ہے۔

پہلی وجہ

لفظ گوجر کی پہلی وجہ تسمیہ غیر قوموں کے مورخ یہ بیان کرتے ہیں کہ لفظ گوجر لفظ گئوچر سے مستخرج ہے۔یعنی گائے چرانے والوں کو گوجر کہتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک یہ وجہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ گئوچر گوہل ایک علیحدہ قوم ہے جو آج تک اسی نام سے موسوم چلی آتی ہے۔ علاقہ گجرات کاٹھیاواڑ کے مشرقی حصہ گوہلوار اور بھاؤنگر وگواگو میں آج بھی یہ گئوچر گوہل قوم آباد ہے اور ہندو مورخ

Marfat.com

اس قوم کو بھی چھتری راجپوت قوموں میں شمار کرتے ہیں اور یہ گوُچڑ قوم جس علاقہ میں رہتی ہے وہاں اس کے ساتھ ہی اس علاقہ میں گوجر قوم بھی سکونت پذیر ہے اور دونوں قومیں مل کر وہاں گلہ بانی اور کھیتی باڑی کا کام کرتی رہتی ہیں مگر ان دونوں میں کسی قسم کی نسلی وقومی مواصلات ومواقفت نہیں پائی جاتی حالانکہ یہ دونوں قومیں اپنا ایک ہی وطن اور ایک ہی مذہب و پیشہ رکھتی ہیں لیکن پھر بھی گوُچڑ قوم کے لوگ گوجروں سے علیحدہ اور گوجر قوم کے لوگ گوُچڑوں سے علیحدہ اپنی قومیت ونسل ظاہر کرتے ہیں۔ اتنے متحدہ تمدنی ومعاشرتی امور کے باوجود اور دو قوموں کے ناموں میں مشابہت پائے جانے کے باوجود پھر بھی یہ قومیں نسلی وقومی لحاظ سے اپنے کو ایک دوسری سے علیحدہ قوم تصور کرتی ہیں۔ پس ان کی اس تفریق سے ثابت ہوتا ہے کہ گوجر قوم گوُچڑ سے ایک علیحدہ قوم ہے اور گوُچڑ قوم گوجروں سے علیحدہ قوم ہے اور لفظ گوجر لفظ گوُچڑ سے مشتق نہیں۔

گوجر قوم کو اگر گائے چرانے یا پالنے کی وجہ سے گوجر کہا جاتا ہے تو پھر اس قوم کے علاوہ اور کئی قومیں بھی گائے چرانے اور دودھ بیچنے کا کام کرتی ہیں مثلاً آہیر' گوالے' جاٹ' برہمن' چھتری' راجپوت وغیرہ اور کئی دیگر قومیں دودھ بیچتی اور گائے چراتی ہیں۔ ان کو گوجر نام سے نامزد نہیں کیا گیا۔ باوجود اس پیشہ کے جاٹ اپنے کو جاٹ اور برہمن کہتا ہے۔ اسی طرح آہیر اپنے کو آہیر کہلاتا ہے اور دوسرے لوگ بھی ان قوموں کو ان کے آبائی وقومی ناموں سے پکارتے ہیں۔ کوئی ان کو گوجر نہیں کہتا اور باقی جو قومیں دودھ بیچتی اور گائے چراتی ہیں وہ بھی اپنے آبائی نام اور اہل قومیت پر قائم ہیں کبھی ان کو گوجر تسلیم نہیں کیا گیا اور نہ خود یہ قومیں اپنے آپ کو گوجر کہلانا پسند کرتی ہیں۔ اسی طرح گوجر قوم کے افراد بھی گلہ بانی کے علاوہ زمینداری و ملازمت اور دیگر قسم کے کئی صنعتی وحرفتی کام کرتے ہیں اور قومیت کے لحاظ سے یہ سب اپنے کو گوجر کہتے ہیں۔ اگر گوجر قوم کو گائے

Marfat.com

چرانے کی وجہ سے گوجر نام سے نامزد کیا جاتا ہے تو پھر گائے کے علاوہ یہ قوم اور کئی قسم کے مویشیوں کو بھی چراتی ہے مثلاً اونٹ' بھینس اور بکریاں بھی یہ لوگ رکھتے ہیں علاقہ کوہستان میں متمول گوجروں کے پاس عام طور پر بکریوں کے ہزاروں ریوڑ اور بھینسوں کے سو سو گلے موجود ہیں۔ جن کو یہ لوگ پہاڑوں میں چراتے پھرتے ہیں اور گائے ان کے پاس مطلق نہیں ہوتی لیکن پھر بھی یہ لوگ اپنے کو گوجر کہتے ہیں اور عام لوگ بھی ان کو اسی نام گوجر سے پکارتے ہیں۔ کوئی بھی ان کو بھینس چر یا بکر چر اور اونٹ چر نہیں کہتا اور نہ یہ خود اس نام کو پسند کرتے ہیں۔ بقول ان محققوں کے جو لفظ گوجر کو لفظ گئوچر سے مشتق سمجھتے ہیں ان بھینس' بکری چرانے والے گوجروں کو اگر بجائے گئوچر کے بھینس چر یا اونٹ چر اور بکر چر کہا جائے تو بہت اچھا اور موزون ہو۔ مگر ایسا کوئی نہیں کرتا۔ ان کو بھی ان کے آبائی وقومی نام سے پکارا جاتا ہے۔ پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ لفظ گوجر پیشہ کی وجہ سے نہیں بولا جاتا بلکہ اس کی وجہ تسمیہ کچھ اور ہے۔

بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے اگر اس وجہ تسمیہ کو تسلیم کر لیا جائے کہ مویشیوں کے گلہ چرانے والے کو گوجر کہتے ہیں تو اس میں بھی کچھ ہتک اور طعن کی بات نہیں بلکہ یہ سنت انبیاء علیہم السلام ہے جس پر گوجر قوم عامل چلی آتی ہے۔ اس پیشے اور کام کو حضرت ابراہیم و اسمٰعیل اور حضرت موسیٰ و محمد رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیا اور ہندوؤں کے بڑے بڑے رشیوں اور اوتاروں اور مہاتماؤں نے گلہ بانی کی۔ چنانچہ سری کرشن جی مہاراج بھی بہت مدت تک گلہ بانی کرتے رہے اور جب تبت سے آریوں کے بزرگ ہندوستان میں آئے تو گلہ بانی کرتے ہوئے اس ملک میں داخل ہوئے۔ بہت مدت تک زمینداری کا کام نہیں کیا صرف گلہ بانی پر اپنی بسر اوقات کرتے رہے۔

حیوانات کی چرواہی کرنے سے اگر اس قوم کو گوجر یا گئوچر کہا جاتا ہے تو

Marfat.com

پھر اس کو انسان چر بھی کہنا چاہئے کیونکہ گوجر قوم بہت مدت تک انسانوں کی چرواہیہ بھی رہ چکی ہے اور اس گلہ پر بھی اپنی سیاست وحکومت کا سکہ بٹھا چکی ہے۔ حیوانی گلہ کے علاوہ انسانی گلہ کی بہت مدت تک گوجر قوم نے حفاظت وگلہ بانی کی اس لئے اب اس قوم کو انسان چر کے لقب سے بھی ملقب کرنا چاہئے۔

گوجر قوم کے پیشہ جو بانی اختیار کرنے کی اصل حقیقت یہ تھی کہ یہ قوم بہت آزادی پسند تھی۔ جب ہندوستان کی حکومت اس قوم کے ہاتھ سے جاتی رہی اور مخالف و دشمن قومیں اس پر غالب ہوئیں تو گوجر قوم اپنی خودداری و آزادی کو قائم رکھنے کیلئے نواح ہند کے دشت وکوہ میں جا کر آباد ہوگئی اور اس نے غیروں کے ماتحت غلامانہ زندگی بسر کرنے سے دشت کوہ کی آزادانہ زندگی کو ترجیح دی کیونکہ یہ جنگجو سپاہی قوم سوائے تلوار چلانے کے اور کوئی ہنر یا کسب نہ جانتی تھی اس لئے جب یہ پہاڑوں اور جنگلوں میں جا کر آباد ہوگئی تو سوائے گلہ بانی کے وہاں اس کو اور کوئی کام نظر نہ آیا اور ذریعہ معاش کیلئے اس قوم کے بہت سے افراد نے اسی آسان پیشہ گلہ بانی کو اختیار کر کے اپنی روزی حاصل کرنی شروع کی اور زمیندارہ مفید پیشے اور شہری و دیہاتی مقید آبادی سے تنگ آ کر انہوں نے دشت و کوہ کی خانہ بدوش آزاد آبادی کو پسند کیا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ جب اس قوم نے ہندو تہذیب و مذہب اختیار کیا تو ہندوؤں کے میل جول سے وہ تمام ہندووانہ توہمات و انانیت پسندی اس میں بھی اُتر کر گئی جس کی وجہ سے اس چھتری یعنی سپاہی قوم میں دھرتی ماتا کے پیٹ کو پھاڑنا اور اس پر ہل چلانا عیب سمجھا جانے لگا۔ اس وجہ سے بھی گوجر قوم نے پیشہ چوپانی کو اختیار کیا اور بجائے انسانوں کے حیوانوں کی حفاظت ونگہبانی کر کے اپنی تحکمانہ عادت کو پورا کرنے لگی جو اس کو انسانی گلہ پر حکومت کرنے سے پڑ گئی تھی۔

Marfat.com

دوسری وجہ

دوسری وجہ اس لفظ کی یہ بیان کرتے ہیں کہ لفظ گوجر لفظ گذر یا گذارہ سے مشتق ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ یہ قوم زمانہ ماضی میں بوجہ کثرت سے مال مویشی رکھنے کے اور قوموں سے زیادہ متمول اور فارغ البال ہوا کرتی تھی اور اپنی زندگی کے دن بے فکری اور آرام سے بسر کرتی تھی اس لئے عام لوگ اس قوم کے ہر فرد کو صاحب گذر اور صاحب گذران کہہ کر پکارا کرتے تھے اور پھر یہ لفظ غلط العام ہو کر گذر سے گوجر اور گذارا سے گرجارا ہو گیا اور اس کی اصل صورت قائم نہ رہی۔

ہم کہتے ہیں کہ گوجر قوم ے علاوہ اس زمانہ میں جس میں کہ گوجر متمول اور صاحب گذارہ تھے اور قومیں بھی تو متمول اور صاحب گذارہ ہوں گی اور گوجروں میں بھی مفلس وغریب آدمی ہونگے۔ پھر کیا وجہ ہوئی کہ گوجر قوم کے ہر فرد امیر وغریب کو صاحب گذار یا صاحب گذر کہہ کر پکارا گیا اور دوسری قوموں کے متمول دولت مند افراد کو اس لقب یا نام سے نامزد نہ کیا گیا اور اس پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ فارسی زبان میں راستے یا راہ کو گذر کہتے ہیں کیا گوجر قوم کوئی راہ یا راستہ تھا جس پر کہ لوگ گذارا کرتے تھے اس لئے یہ وجہ تسمیہ بھی غلط ہے۔

تیسری وجہ

لفظ گوجر کی تیسری وجہ محققوں نے یہ بیان کی ہے کہ لفظ گوجر لفظ گریک سے مشتق ہے اور تفصیل اس کی یہ بیان کرتے ہیں کہ جب رومیوں نے ملک یونان پر پہلی دفعہ چڑھائی کی تو ان کا مقابلہ اول گرائیہ قوم سے ہوا۔ جو سرحد یونان پر رہتی تھی اس لئے رومیوں نے ملک یونان کی تمام قوموں کو گرائیہ قوم تصور کر کے سب کو اسی نام سے موسوم کیا حالانکہ یونان میں اور قومیں جو مثل بار بیرائن' ڈورین' اکائی' کنعانی وغیرہ کے موجود وآباد تھیں اور وہ اپنے مسلمات وقومی نام علیحدہ رکھتی تھیں۔

Marfat.com

رومیوں نے ان سب قوموں کو گریک یا گریکوی کے نام سے نامزد کر دیا اور آج تک یورپین مورخ رومیوں کی تقلید کر کے اہل یونان کو گریک لکھتے اور کہتے ہیں۔

اس کے بعد گریک یعنی یونانیوں نے جب ایشیائی ممالک کو فتح کر کے ان میں سکونت اختیار کی تو ایران وقفقار اور ترکستان کے لوگ بجائے لفظ گریک کے ان کو لفظ گاجار یا گرجر اور گرجی سے پکارنے لگے اور جب یہ لفظ بصورت مبدل ہندوستان میں پہنچا تو اس کی صورت اور بگڑ گئی اور اہل ہند نے بجائے گاجار یا گرجر کے گوجر کہنا شروع کیا اور اس لفظ کی اصل صورت کو اور بگاڑ دیا۔

ہمارے نزدیک یہ وجہ بھی صحیح نہیں کیونکہ رومیوں نے یہ حملہ سکندر اعظم کے کئی صد سال پیشتر ملک یونان پر کیا تھا اور گوجر قوم اس حملے کے کئی صد سال بعد جبکہ گریک یعنی یونانی قوم ممالک ایشیا' ایران و ترکستان اور ہندوستان وغیرہ کو فتح کر کے ان پر حکومت کر رہی تھی۔ اس وقت ایشیا میں گوجر قوم پیدا ہوئی اور یہیں اس قوم نے اپنے لئے لقب گرجی یا گرجر اختیار کیا جس کے بعد پھر گوجر قوم اپنی حریف قوم گریک معروف یہ یونانی قوم سے برسر پیکار ہو کر اس سے جنگ کرنے اور علاقے چھیننے لگی جیسا کہ آگے چل کر ان دونوں قوموں کے عناد اور جنگ و پیکار کا مفصل حال اس تاریخ سے معلوم ہو گا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ سوائے یورپین مورخوں کے کبھی کسی ایشیائی مورخ نے یونانی قوم کو لفظ گریک یا لفظ گرجر سے نامزد نہیں کیا۔ ایران و ترکستان اور عرب و ہندوستان کی پرانی قدیم تاریخیں دیکھو ان میں یونانیوں کے لئے کہیں بھی لفظ گریک یا گرجر استعمال نہیں ہوا۔ ہمیشہ ایرانی و عربی مورخ قوم گریک کو یونانی اور ان کے ملک گریس کو ملک یونان لکھتے چلے آئے ہیں اور آج تک اسی نام سے لکھتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی ہندوؤں کی پرانی کتابوں میں یونانی قوم کو لفظ یون کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان کتابوں میں بھی ان کو کسی جگہ لفظ

Marfat.com

گریک کے نام سے نامزد نہیں کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ جب یہ دونوں قومیں گریک اور گُوجر ایک وقت میں ایک جگہ موجود تھیں۔ اس وقت بھی ایشیائی لوگ ان دونوں کے ناموں میں نمایاں فرق و امتیاز کرتے تھے یعنی گریک قوم کو یونانی اور یون کہتے تھے اور گُوجر قوم کو گُرجر یا گُرجی اور بعض جگہ گاجاریا گوجین کہتے تھے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ لفظ گُوجر لفظ گریک سے مشتق نہیں اس کی وجہ تسمیہ کچھ اور ہے۔

چوتھی وجہ

لفظ گُوجر کی چوتھی وجہ تسمیہ غیر گُوجر مورخوں نے یہ لکھی ہے کہ لفظ گُوجر فارسی لفظ گرگ سے اخذ ہوا ہے جس کے معنی بھیڑیا کے ہیں اور اس قوم کی ایک شاخ وہاں ابھی تک آباد ہے جو گورگانی کہہ کر پکاری جاتی ہے۔

ہم ان محققین و مورخین کی اس تحقیق کو کہ لفظ گُوجر فارسی لفظ گرگ سے اخذ کیا گیا ہے ماننے کے لئے تیار نہیں کیونکہ انہوں نے ان لفظوں کے متعلق کوئی نسبت یا دلیل بیان نہیں کی جس نسبت یا سبب سے لفظ گُوجر لفظ گرگ سے متخرج ہو کر گُوجر بنا۔ ان محققین کو پہلے وہ حالات اور واقعات ضرور بیان کرنے چاہیئے تھے۔ جن حالات و اسباب کی وجہ سے لفظ گُوجر کو لفظ گرگ سے نسبت پیدا ہوئی تا کہ ثابت ہوتا کہ واقعی لفظ گُوجر لفظ گرگ سے مشتق ہے مگر ان محققوں نے ایسا کوئی واقعہ یا حال بیان نہیں کیا کہ کس سبب سے لفظ گرگ سے متخرج ہوا تھا اس لئے ہم ان محققین کی اس تحقیق کو کہ لفظ گُوجر لفظ گرگ سے اخذ ہے غلط سمجھتے ہیں۔ بفرض محال تھوڑی دیر کیلئے اگر ان کی اس تحقیق و تدقیق کو تسلیم کرلیا جائے تو پھر وہ مشوب با گرگ قوم گورگانی قوم ہوگی۔ نہ کہ گُوجر قوم جس کا کہ گورگانی قوم سے کسی قسم کا بھی قومی یا نسلی تعلق نہیں۔

ملک ایران میں ایک شہر گرگان نام ہے جس کو اہل عرب جرجان کہتے ہیں۔

Marfat.com

اس شہر اور اس کے گردونواح میں منسوب باگرگ قوم اور گوجر قوم دونوں ایک ملک میں ایک جگہ اکٹھی رہتی ہیں مگر اہل ایران ان دونوں قوموں کو انکے اصل اور مخصوص ناموں سے بلاتے ہیں یعنی منسوب باگرگ قوم کو گورگانی اور گوجر قوم کو قاچار یا گاجار کہتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں قومیں نسلی و قومی لحاظ سے اپنی قومیت میں ایک دوسری سے علیحدہ قومیں ہیں۔ ایران کا سابقہ شاہی[1] خاندان جو موجودہ پہلوی شاہی خاندان کے پیشتر ملک ایران پر حکمران تھا وہ بھی اسی قوم گاجار سے تھا جس کو ہندی لوگ گوجر کہتے ہیں۔ اب اگر یہ محققین یہ کہیں کہ لفظ گرگ کی اصل صورت ہندوستان میں آ کر بگڑ گئی اور بجائے گورگانی یا گرگ کے اہل ہند نے گوجر کہنا شروع کیا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہاں بھی تو وہی صورتحال ہے یعنی ہندوستان میں بھی اس نام کی دونوں قومیں موجود ہیں جن میں ایک کو گرگ بنسی اور دوسری کو گوجر کہتے ہیں لور یہ دونوں ایک ہی جگہ ہندوستان میں آباد ہیں۔ اگر کسی محقق کو گرگ بنسی قوم معلوم نہ ہو تو دیکھو تاریخ اقوام الہند صفحہ ۲۵ مولفہ منشی کشوری لال اپنی اس تاریخ میں لکھتے ہیں کہ گرگ بنسی قوم قدیم سے برسنگہ پور وسلطان پور سکونت پذیر چلی آتی ہے۔ اب دیکھئے کہ جہاں گرگ بنسی قوم رہتی ہے۔ وہاں ہی گوجر قوم بھی موجود آباد ہے اور آپس میں ان کا سوائے وطنی و مذہبی تعلق کے اور کسی قسم کا قومی یا نسلی تعلق نہیں۔ پھر ہم ان محققین کی اس تحقیق کو کس طرح تسلیم کریں کہ ایک ہی وقت ایک ملک میں ایک قوم کے ایک حصے کو گوجر یا گاجار کہیں اور دوسرے حصے کو گرگ بنسی یا گورگانی کہہ کر پکاریں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ لفظ گرگ اگر لفظ گوجر گاجار میں تبدیل ہوسکتا تھا تو

---

(۱) ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو ایران کی پارلیمنٹ نے گاجار خاندان کے آخری بادشاہ احمد شاہ گاجار کو معزول کر کے ملک کی عارضی حکومت رضا خاں پہلوی کو تفویض کر دی اور پھر ۱۴ دسمبر ۱۹۲۵ء کو رضا خاں پہلوی کی مستقل بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اس دن سے پہلوی خاندان نسلاً بعد نسلاً تخت ایران کا جائز وارث قرار پایا۔

Marfat.com

یہ لفظ فارسی و سنسکرت زبانوں کے علاوہ ایسی زبانوں میں ہوسکتا تھا کہ جن میں لفظ گاف بولنے میں نہیں آتا مثلاً عربی زبان میں یہ حروف بولنے میں نہیں آتے۔ (پ ٹ چ ڈ ڑ گ) جس لفظ میں یہ حروف بولنے میں آتے ہوں جب کوئی عرب اس لفظ کو اپنے تلفظ و زبان میں بولے یا ادا کریگا تو ضرور اس لفظ کی اصل صورت اور آواز کو بگاڑ دے گا جس سے اصل لفظ کی صورت و آواز میں تغیر و تبدل واقع ہو جائے گا مثلاً لفظ گل کو غل کہے گا اور لفظ گلہ کو غلہ اور لفظ ڈانٹ کو دانت کہے گا جس سے ان لفظوں کی اصل صورت اور معنوں میں تبدیلی واقع ہو جائے گی کیونکہ لفظ گل کے معنی فارسی اور اردو میں پھول کے ہیں اور لفظ گلہ کے معنی چوپاؤں کے قول مارٹور کے ہیں۔ اسی طرح لفظ ڈانٹ کے معنی اردو میں دھمکی اور ڈراوا کے ہیں مگر جب ایک عرب نے ان لفظوں کو اپنی زبان و تلفظ میں ادا کیا تو ان کی اصل صورت اور معنی بگڑ گئے یعنی لفظ گل کا لفظ غل بن گیا جس کے معنی اردو میں شوروشر کے ہوگئے اور لفظ گلہ کا لفظ غلہ بنا جس کے معنی اردو زبان میں اناج کے ہوئے اسی طرح لفظ ڈانٹ کا لفظ دانت بن گیا جس کے معنی اردو میں منہ کے دانت ہوئے جو کھانے کو چباتے ہیں اب اسی لفظ دانت کو ایک انگلش باشندہ جس کی زبان میں حرف (دال اور ت) موجود نہیں وہ اس لفظ کو اپنے تلفظ میں ڈانٹ کہے گا جس کے معنی اردو زبان میں بجائے منہ کے دانت کے دھمکی یا ڈراوا کے ہوں گے اور اب اسی اصول پر ہندی و سنسکرت زبانوں کو قیاس کرلیں جن میں کہ عربی و فارسی کے یہ حروف موجود نہیں مثلاً (ذ ز ض ظ غ) اور اب جب کوئی ہندی و سنسکرت بولنے والا شخص اس لفظ کو جس میں کہ یہ حروف بولنے میں آتے ہیں۔ جب وہ اپنے تلفظ و زبان میں اس لفظ کو ادا کریگا تو ضرور وہ بھی اس میں تغیر و تبدل کریگا مثلاً لفظ ذات کو جات زور کو جور ضامن کو جامن ظالم کو جالم اور غرض کو گرج کہے گا جس کے معنی عربی میں مقصود و حاجت کے تھے مگر ایک

Marfat.com

ہندی باشندہ کے تغیر نطق وتلفظ میں ادا ہونے سے ان الفاظ کی اصل صورت اور معنی بگڑ گئے یعنی لفظ غرض کو گرج کہنے سے اس کے معنی فارسی و اردو زبان میں آواز کے ہو گئے۔ اسی طرح لفظ ضامن کے معنی عربی میں ضمانت دینے والے کے تھے مگر ہندی تلفظ وتغیر نطق نے اس کے معنی تبدیل ہو کر اردو میں پھل کے ہو گئے جو پھل کے اسی نام جامن سے مشہور ہے۔ الحاصل لفظ گوجر لفظ گرگ سے اخذ نہیں ہوا بلکہ یہ لفظ گوجر فارسی لفظ گُرز سے مشتق ہے کیونکہ فارسی و ہندی اور سنسکرت زبانوں میں حرف گاف عام طور پر مستعمل ہوتا ہے۔ ان زبانوں میں لفظ گرگ کی تبدیلی یا تغیر کا کوئی امکان نہیں تھا۔ البتہ سنسکرت و ہندی زبان میں اگر کسی لفظ کے تغیر وتبدل کا امکان ہے تو وہ لفظ گُرز ہے جس کی زائے مبدّل با جیم ہو کر لفظ گُرز سے گُرج بنا جو بعد میں اور بگڑ کر گُرج سے گُوجر ہوا۔

اگر شجاعت یا بہادرانہ کارناموں کی وجہ سے ان محققوں نے گُوجر کے نام کو کسی بہادر درندہ کے نام سے نسبت یا تشبیہہ دینی تھی تو یہ اس قوم کے نام کو شیر کے نام سے نسبت یا تشبیہہ دیتے جس نسبت یا تشبیہہ کی یہ قوم ہر طرح مستحق تھی کیونکہ علاقہ کوہستان میں جو گُوجر لوگ آباد ہیں وہ شیر کو بلو یا بلی کہتے ہیں اور خود اپنے کو شیر تصور کرتے ہیں اور جب کبھی شیر ان کے چوپایوں کے پاس آ کر غراتا ہے تو یہ لوگ معمولی ہتھیار سے اس کو ہلاک کر ڈالتے ہیں اور پھر اس کی کھلڑی اتار کر فروخت کرتے یا اپنے استعمال میں لاتے ہیں اور ہمیشہ یہ لوگ عام طور پر اس بہادر درندہ کا شکار کرتے رہتے ہیں کیونکہ یہ ان کے مویشیوں کو نقصان پہنچاتا رہتا ہے مگر لفظ گُوجر تو کسی درندہ کے نام سے مشتق نہیں جس کو کہ لفظ گرگ سے متخرج سمجھا جائے اس کی وجہ تسمیہ تو کچھ اور ہے جو آگے چل کر بیان ہوگی۔

پانچویں وجہ

اس لفظ کی پانچویں وجہ بیان کرتے ہیں کہ لفظ گُوجر فارسی لفظ گاؤ زور سے

Marfat.com

مشتق ہے یعنی کشتی کرنے والا پہلوان تفصیل جس کی یہ ہے کہ زمانہ ماضی میں دوسری قوموں سے زیادہ اور بکثرت گوجر قوم میں ایسے بہادر اور جنگی پہلوان ہوا کرتے تھے جو کہ بوقت جنگ اپنے دشمن سے فتح وشکست کا فیصلہ تلوار کے بعد کشتی کر کے کیا کرتے تھے جس میں یہ لوگ اپنے دشمن پر ہر طرح کامیاب و فتح یاب رہتے تھے اس فن کشتی کی وجہ سے اہل فارس اس قوم کے ہر فرد کو گاوزور کہہ کر پکارتے تھے گویا یہ لفظ خاص اسی قوم کے لوگوں کیلئے مخصوص ہو چکا تھا اور خود یہ لوگ بھی اس لفظ کو اپنے لئے طغرائے امتیاز سمجھتے تھے اور پھر جب یہ قوم موسومہ بالفظ گاؤ زور ملک ہند میں آئی تو اہل ہند اپنے ہندی تلفظ کی وجہ سے بجائے گاؤزور کے اس کو گاؤجور کہتے تھے یعنی انہوں نے لفظ گاؤ زور کی زائے کو مبدل باجیم کر کے گاؤ جور کہنا شروع کیا جس کے بعد پھر اس مبدل لفظ گاؤ جور کو مخفف کرنے کیلئے اہل ہند نے اس کے حروف الف اور داؤ موخر کو محذوف کر کے لفظ گوجر بنا لیا جس کی مبدل صورت زمانہ حاضرہ میں اس وقت قائم و موجود ہے۔ غرض حرف زائے اور حرف جیم قریب المخرج تھے جیسا کہ حرف گاف اور حرف ڈال قریب المخرج ہیں اور بعد مکانی و زمانی اس فرق کے باعث ہیں۔ لفظ گرو اور لفظ ڈرو ملتے جلتے الفاظ ہیں اس لئے اس لفظ کے اصل حروف میں بوجہ تلفظ اور غیر زبانوں کے تغیر و تبدل واقع ہوتا گیا اور بجائے صحیح لفظ گاوزور کے گاؤجور ہو گیا پھر جس کو بعد میں مخفف کر کے لفظ گوجر بنا لیا گیا۔ اسی طرح ترکستان کے لوگ اس قوم کو بجائے گاؤزور کے گوجین اور گوجر ناموں سے موسوم کرتے تھے اس کے بعد اب ہم وہ دو وجوہات بھی لکھتے ہیں جن کو گوجر مورخ اور گوجر قوم صحیح و مستند تسلیم کرتی ہے وہ دو وجوہات یہ ہیں۔

چھٹی وجہ

لفظ گوجر کی چھٹی وجہ تسمیہ قوم گوجر کے مورخ حضرت شیخ جمال گوجر اپنی

Marfat.com

تصنیف مرقع گوجراں میں یہ بیان کرتے ہیں کہ لفظ گرجی اور لفظ گوجر یہ دونوں الفاظ قوم گوجر کے جدامجد شہزادہ اسکندروس گرجی کے صحیح خطاب گرزگاؤسر سے مشتق ہیں اور تفصیل اس اجمال کی یہ بیان کرتے ہیں کہ مختلف ممالک کے لوگوں نے بوجہ تلفظ زبان اور سہولت کیلئے اس طویل خطاب کومخفف اور اس کے حروف کو متبدل و متغیر کر کے لفظ گرجی اور گوجر بنا لیا۔ اول اہل قفقاز نے اس طویل خطاب کومخفف کرنے کیلئے اس کے مقدم لفظ گرز کو بولنا اختیار کیا اور پھر عوام جہلا نے اس لفظ کے حرف رائے کو مبدل یا حرف جیم کر کے لفظ گرجی بنا لیا کیونکہ حرف زائے اور حرف جیم قریب المخرج تھی اور عوام ان حروف کے مخارج میں تمیز نہ کر سکتے تھے اس لئے عوام نے صحیح لفظ گرز کی بجائے لفظ گرجی بولنا شروع کیا۔

اسی طرح اہل ہند نے بھی اس طویل خطاب گرزگاؤسر کو سہولت کیلئے مخفف کرلیا اور مخفف کرنے کیلئے اس کے موخر لفظ گاؤسر کو بولنا اختیار کیا جس کو بعد میں عوام جہلا نے حرف سین کو مبدل با حرف جیم کر کے گاؤجر بنالیا کیونکہ حرف زائے کی طرح حرف سین بھی حرف جیم کے قریب المخرج تھا اسلئے عوام جہلائے ہند نے بھی جو کئی حروف کی جائے مخارج سے بالکل ناواقف ہوتے تھے اس صحیح لفظ گاؤسر کو گاؤجر بولنے لگے۔ بعد میں انہوں نے اس لفظ کو اور بگاڑ کر گوجر بنا لیا۔

ہم آواز یا ہم مخرج اور قریب المخرج یا قریب الآواز لفظوں اور حرفوں میں عموماً تغیر و تبدل واقع ہو جایا کرتا ہے اس لئے عوام جہلا نے اس طویل خطاب کو مخفف کرنے کے بعد اس کے اصل حروف کو متبدل و متغیر کر کے گرجی اور گاؤجر بولنا شروع کیا جس کی وجہ سے اس خطاب کے صحیح لفظوں اور حرفوں کی اصل صورت بگڑ گئی اور گرزگاؤسر کی بجائے گرجی اور گوجر بن گیا۔

ساتویں وجہ

گوجر قوم کے دوسرے مورخ چودھری فیض محمد صاحب مصنفہ مرآت گوجراں

Marfat.com

لفظ گوجر کی ساتویں وجہ تسمیہ اپنی تاریخ میں یہ بیان کرتے ہیں کہ لفظ گوجر یا لفظ گرجر اور لفظ گرجی یہ تینوں الفاظ فارسی لفظ گرز سے مستق ہیں اور تفصیل اس اجمال کی یہ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ ماضی میں اس جنگجو قوم کا ہر فرد اپنے پاس ایک گرز دکھا کرتا تھا اور جب کبھی کسی دشمن قوم سے اس قوم کی جنگ ہو جایا کرتی تھی تو اس قوم کے بہادر جنگی پہلوان بجائے تلوار کے گرز استعمال کیا کرتے تھے کیونکہ فن گرز اندازی میں دیگر قوموں سے زیادہ ان کو مہارت ہوتی تھی بلکہ یہ اس فن کے پورے ماہر و استاد مانے جاتے تھے اس لئے یہ لوگ ہمیشہ جنگوں میں زیادہ تر اسی ہتھیار کو استعمال کرتے تھے اور اس زمانہ میں فتح یا شکست کا فیصلہ تلوار کی لڑائی کے بعد گرز کی لڑائی میں ہوا کرتا تھا جس میں یہ عام طور پر فن گرز اندازی کی وجہ سے اپنے دشمن پر فتح یاب ہو جاتے تھے اور ان کے یہ گرز گائے کے سر کی مشابہ ہوتے تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ جب گوجروں کے مورث اعلیٰ شہزادہ اسکندروس گرجی نے ملک قفقاز کو فتح کیا تو اس کے باپ سکندر اعظم کو اس کی فتح سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور اس نے اس فتح کی خوشی میں اپنی رعایا پر بہت سے انعام و اکرام کی بارش کر کے سب کو مالا مال کر دیا جس کے عوض تمام ملکوں کی رعایا نے بھی جشن فتح منا کر سکندر اعظم کے حضور میں تحفے تحائف پیش کر کے اپنی وفاداری و عقیدت کا ثبوت دیا۔ اس وقت ملک ایران کی رعایا نے جو آرین نسل ہونے کی وجہ سے گائے سے زیادہ محبت رکھتی تھی اس نے شہزادہ اسکندروس کے لئے ایک سنہری گرز جس کا کہ سر گائے کے سر کے مشابہ تھا۔ سکندر اعظم کے حضور میں بطور نذرانہ پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ گرز اور خطاب گرز گاؤسر جو ایرانیوں میں سب سے بڑا خطاب تصور کیا جاتا ہے رعایا ایران کی طرف سے خود حضور اپنے شہزادہ اسکندروس کو عطا کریں سکندر اعظم نے اپنی رعایا کی اس خواہش کو پورا کرنے کیلئے یہ گرز اور خطاب اپنے بیٹے اسکندروس کو عطا کر دیا۔ اس دن سے شہزادہ کا لقب گرز گاؤسر یا شہزادہ گرجی ہو گیا۔ پھر یہ گرز اور خطاب شہزادہ اسکندروس گرجی نے

Marfat.com

بطور ورثہ اپنی اولاد کیلئے چھوڑا جس کے بعد اس کی اولاد یعنی قوم گوجر[1] نے اپنے مورث اعلیٰ کے لقب اور طرز ہتھیار کی یادگار کو قائم رکھنے کیلئے اپنے پاس اس قسم کے گُرز رکھنے اختیار کئے تا کہ دوسری قوموں کو اپنے مورث اعلیٰ کے لقب کی یاد دلاتے رہیں۔ الحاصل اس ہتھیار کی نسبت اور وجہ سے اہل ایران اس قوم کے ہر فرد کو گرز زن یا گُرززد کے نام سے نامزد کرتے تھے جس کے بعد پھر انہوں نے لفظ گُرز زن یا گرز زد کو مخفف کرنے کیلئے ان الفاظ کے موخر حروف یعنی نون یا دال کو محذوف کر کے لفظ گُرز بنا لیا اور پھر یہ لفظ ایران سے نکل کر جب دوسرے ملکوں میں پہنچا تو غیر ممالک کے لوگوں نے اپنے ملکی تلفظ کی وجہ سے لفظ گُررز کو لفظ گُرجی یا لفظ گُوجر میں مبدل کر کے بولنا شروع کیا۔ جیسا کہ اہل قفقاز نے لفظ گُرزز کی زائے مقدم کو مبدل با حرف جیم اور زائے موخر کو مبدل با حرف یائے کر کے لفظ گُوجر بنا کر بولنا شروع کیا۔ اسی طرح اہل ہند نے جن کی کہ لغت اور زبان میں یہ حروف (خ ذ ژ ض ظ غ) موجود نہیں۔ جب وہ الفاظ جن میں کہ یہ حروف لکھنے یا بولنے مین آتے تھے جب یہ لوگ ان الفاظ کو اپنے تلفظ میں بولتے تھے تو ان الفاظ کی اصل صورت اور آواز کو بگاڑ دیا کرتے تھے مثلاً لفظ خط کو کہت' خادم کو کہادم' خاک کو کہاک' خاص کو کہاس بولتے تھے اور لفظ ذبح کو جبہہ' ذکر کو جکر' ذرا کو جرا' زبان کو جبان' زبون کو جبون' زخم کو جکھم' زمانہ کو

---

[1] گوجر قوم میں اب بھی وہی جنگی سپرٹ موجود ہے دیگر شجاع و جنگجو قوموں سے اب بھی یہ قوم کسی طرح بہادری و شجاعت میں کم نہیں چنانچہ جب ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم ہو رہی تھی اس وقت سلطنت برطانیہ کیلئے اس کے افسروں کی معیت میں اس کے جھنڈے کے نیچے اس کے دشمنوں سے لڑ کر گوجر قوم نے وفاداری کے ساتھ اپنی جوانمردی اور بہادرانہ کارناموں کے ایسے جوہر دکھائے کہ جس کا اعتراف اس وقت کے لیفٹیننٹ گورنمنٹ پنجاب سر مائیکل اوڈوائر کو برسر اجلاس کرنا پڑا۔ چنانچہ اس نے ہر دربار کے موقعہ پر اپنی دوران تقریر میں گوجر قوم کی شجاعت و بہادری کی بہت تعریف کی اسی طرح سلطنت روس کیلئے گُرجی قوم نے ہزار ہا قربانیاں کر کے اپنی جوانمردی و جاں نثاری کا ثبوت دیا۔

Marfat.com

جمانہ اور لفظ ضبط کو جبت' ضد کو جدہ' ضعف کو جھف' لفظ ظن کو جن' ظہور کو جھور' ظاہر کو جاہر کہتے تھے اور لفظ غم کو گہم' غصہ کو گہسا' غلط کو گلت' غلام کو گلام بولتے تھے۔ غرض اہل ہند نے بھی جو کہ دیگر ممالک کے باشندوں سے اصل الفاظ کی صورت کو بگاڑنے کے زیادہ عادی تھے۔ انہوں نے بھی اس لفظ کے اصل حروف کو متبدل و متغیر اور مقدم حروف کو موخر کر کے اس کی اصل صورت کو بگاڑ دیا۔ یعنی لفظ گُرزز کے حرف رائے کی جگہ حرف داؤ کا اضافہ کر کے حرف رائے کو موخر کر دیا اور پھر اس لفظ کے حرف زائے مقدم کو مبدل با حرف جیم اور زائے موخر کو محذوف کر کے لفظ گُوجر بنا لیا۔

اس لفظ کے متغیر ہونیکی اصل وجہ یہ تھی کہ اہل ہند علم الکلام سے ناواقف تھے اور علم الکلام مسلمانوں کی ایجاد ہے جب مسلمان ہندوستان میں آئے تو یہ لوگ اس علم کو بھی اپنے ہمراہ لائے۔ جب سے اہل ہند بھی اِس علم سے واقف ہوئے۔ ورنہ ان کے بیشتر ہندوستان کے لوگ بالکل اس علم سے ناوقف تھے بلکہ اس کا نام بھی نہیں جانتے تھے اسلئے انہوں نے کبھی غلط الفاظ کی چھان بین نہیں کی اور جس زمانہ کا ذکر ہم کرتے ہیں۔ اس وقت ہندوستان میں مسلمان موجود نہیں تھے بلکہ اسلام کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بھی دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے گُوجر قوم مسلمانوں سے آٹھ سو سال پیشتر ہندوستان میں آ کر آباد ہو چکی تھی۔ اس وقت کون اس لفظ کی درستی کر سکتا تھا جس وجہ سے یہ لفظ غلط العام ہو کر لفظ گُرزز کی بجائے لفظ گُوجر بن گیا۔ جس کی مبدل صورت زمانہ حاضرہ میں اس وقت موجود ہے۔

Marfat.com

فصل دوم

گوجروں کا نسب

چند غلط تحقیقات کی توضیح اور تصحیح

قوم گوجر کی دو پرانی و مستند تاریخیں مرقع گوجران و مرات گوجراں ہیں۔ انہی دو تاریخوں سے قوم گوجر کے صحیح و مستند حالات ملتے ہیں۔ ہم نے بھی ان دونوں تاریخوں سے مدد لے کر اپنی اس تاریخ کو مرتب کیا ہے۔ ان کے علاوہ قوم گوجر کی تاریخی روایات اور قومی حالات اس کے بھاٹوں اور مراسیوں کے پاس بھی تحریری موجود ہیں۔ بھاٹ لوگ اپنے ججمانوں کے تاریخی واقعات تحریر کرنے کے باوجود پھر انکو حفظ کرتے ہیں اور آج تک یہ طریقہ بھاٹوں میں اپنے ججمانوں کے نسب ناموں کو لکھنے اور حفظ کرنے کا پشت بہ پشت چلا آتا ہے۔ گویا تحفظ انساب کی ڈیوٹی انہی بھاٹوں کے سپرد ہے ان بھاٹوں کا کام یہ ہوتا ہے کہ بیاہ شادیوں کے موقعہ پر اپنے ججمانوں کے نسب نامے ان کی برادریوں کے سامنے سنایا کریں اور ججمانوں کا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ اس تحفظ انساب کے عوض ان بھاٹوں کی مالی مدد کیا کریں چنانچہ ہر تقریب اور فصل باڑی کے موقعوں پر گوجر لوگ ان بھاٹوں کی بہت مدد کرتے ہیں اور گوجروں کی ہر ایک گوت یا ذات کا ایک علیحدہ مراسی یا بھاٹ ہوتا ہے جس کی یہ لوگ بہت قدر و منزلت کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک گویا بھاٹ ہی ان کے مورخ ہوتے ہیں کیونکہ بھاٹوں کو ان کی قوم کے تاریخی واقعات اور نسبی حالات اکثر یاد ہوتے ہیں اس لئے ہم نے بھی کرنل ٹاڈ کی طرح ان بھاٹوں کی بعض مستند و صحیح روایتوں کو بعد از تحقیقات قبول کر کے اپنی اس تاریخ میں درج کیا ہے۔

Marfat.com

قوم گُوجر کے مورخ حضرت شیخ جمال گُوجر و چودھری فیض محمد صاحب اپنی قوم گُوجر کو سکندر اعظم شاہ مقدونیہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہونا ثابت کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی تاریخوں میں گُوجروں کی بڑی بڑی گوتوں اور شاخوں کے نسب ناموں کو تحریر کر کے ہر ایک گوت کے نسب نامہ کو شہزادہ اسکندروس بن سکندر اعظم تک پہنچا کر پھر اس کے آگے حضرت ابراہیم تک نام بہ نام پہنچاتے ہیں اور ان نسب ناموں کو صحیح و درست منوانے کیلئے بڑے بڑے دلائل و ثبوت پیش کرتے ہیں جن کو صحیح تسلیم کرنے کے سواہ کوئی چارہ نہیں رہتا اور یہ ماننا پڑتا ہے کہ واقعی قوم گُوجر سکندر اعظم کی اولاد ہے۔

مرات گُوجراں میں چودھری فیض محمد صاحب لکھتے ہیں کہ یہ حقیقت تمام نئی و پرانی تاریخوں سے تحقیق و ثابت ہو چکی ہے کہ اگرچہ جدا جدا اقوام گُوجراں کی باالقاب گوت علیحدہ ہیں مگر تمام اجداد کی بنیاد اس ایک جد شہزادہ اسکندروس بن سکندر اعظم سے ہے۔ وہی سب گُوجروں کا جدامجد اور مورث اعلیٰ ہے۔ اگرچہ ان کی گوتیں اور ذاتیں مابعد کے مورثوں کے نام یا اور کسی وجہ سے موسوم ہو چکی ہیں۔ مگر یہ سب کی سب ایک ہی درخت کی ٹہنیاں اور شاخیں ہیں۔ ان سب چھوٹی چھوٹی نالیوں اور نہروں کا ایک ہی منبع ہے جس سے یہ سب گوتیں مختلف لقبوں اور ناموں سے نامزد ہوئیں اور آج بھی اس منبع سے ان نہروں کا تعلق نہیں ٹوٹا چنانچہ آج بھی گُوجر لوگ باوجود اپنی ایک علیحدہ گوت و ذات رکھتے ہوئے مجموعی حیثیت میں یہ سب اپنے پرانے جدی لقب گُوجر کو ہی مشتہر کرتے ہیں۔

اسی طرح اس قوم کے بہاٹ اور مراسی بھی اس قوم کو سکندر اعظم کی اولاد سے بتلاتے ہیں چنانچہ پنجابی بہاٹ شادیوں کے موقع پر اپنے ججمان کی گوت کا نسب نامہ بیان کرنے کے پیشتر باقی گُوجروں کی تمام گوتوں اور ذاتوں کو مخاطب کر کے ہر نسب نامے کا افتتاح اس پنجابی بانی سے کرتے ہیں۔

Marfat.com

گوجر نسل سکندری اک دوجے تہیں جان
گجرات ورثہ گوجراں رب رکھے امن امان

اس بانی کا مطلب یہ ہے کہ قوم گوجر سکندر اعظم کی نسل و اولاد ہے اس کا ہر فرد ایک دوسرے سے بڑا ہے ان میں کوئی بھی ادنیٰ نہیں سب اعلیٰ ہیں اور گجرات ان کی ورثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو امن و امان میں رکھے غرض بہاٹوں کی روایات سننے کے علاوہ خود ہم نے جس قدر قوم گوجر کے انساب دیکھے اوران میں تحقیق و تدقیق کی سب سے ہم کو یہی تحقیق و ثابت ہوا کہ یہ قوم سکندر اعظم کی اولاد ہے علاوہ ان کے ہم نے عربی اور عجمی مورخوں کی ایرانی تاریخوں مثل انساب الترک و ابوالفدا تاریخ عجم و زینت التاریخ اور ابوالفارض وغیرہ کو بڑے غور سے پڑھا اور ان میں شاہان ایران و یونان اور شاہان ترکستان خصوصاً اشکانی بادشاہوں اور ان کی قوم کے حالات و انساب دیکھے اور نظر عمیق و گہری تحقیق سے ان پر غور وخوض کے بعد یہی تحقیق ہوا کہ اشکانی قوم اور گوجر قوم یہ دونوں سکندر اعظم کی نسل و اولاد ہیں کیونکہ ان تاریخوں میں کنائے و اشارے ایسے پائے جاتے ہیں جن سے کہ ہمارے مندرجہ بالا بیان کی تائید ہوتی ہے دیگر قوم گوجر کے انساب وقومی روایات کو سکندر اعظم کے واقعات اور اشکانی قوم کے حالات سے ہم نے تطبیق دے کر دیکھا تو ان میں بھی سوائے معمولی فرق کے باقی تمام واقعات و حالات میں پوری مطابقت پائی جاتی ہے اور یورپین مورخوں نے انساب قوم گوجر کے متعلق اپنی تاریخوں میں کوئی ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے اپنی تاریخوں مین قوم گوجر کے متعلق صرف یہ لکھا ہے کہ قوم گوجر چوتھی اور پانچویں صدی کے درمیان وسط ایشیا یا گرجستان واقعہ کوہ قاف سے آکر ہندوستان پر حملہ آور ہوئی اور یہیں سکونت اختیار کر کے آباد ہوگئی اس کے بعد اب ہم نسب گوجر کے متعلق ان غلطیوں کی تردید لکھتے ہیں جو زوال حکومت کے بعد پیدا ہوئیں۔

Marfat.com

گُوجروں کا تین طبقوں میں منقسم ہوکر اصل نسب میں اختلاف کرنا

جب قوم گُوجر کی حکومت کو زوال آیا تو یہ قوم تین طبقوں میں منقسم ہوگئی جس کی وجہ سے اس قوم کے نسب ناموں میں بھی اختلاف اور غلط فہمیاں پیدا ہوگئیں جس کے بعد گُوجر لوگ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوکر باوجود ایک خون و نسل ہونے کے اپنے کو ایک دوسرے سے بیگانہ تصور کرنے لگے اس تفریق یا تقسیم کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ زمانہ حکومت گُوجراں میں قوم گُوجر سے ایک طبقہ گُوجروں کا وہ تھا جس کے افراد کی خود اپنی قوم میں کوئی عزت و وقعت نہ تھی یہ طبقہ اپنی قوم و برادری سے اپنی عزت وتکریم کا مدت سے بھوکا و لالچی چلا آتا تھا مگر قوم کے قدامت پسند و غیور اشخاص اس طبقہ کے لوگوں کو وہ عزت نہیں دینا چاہتے تھے جس کے یہ خواہشمند تھے یعنی ان کو لقب گُوجر سے جو پرانے بہادر گُوجروں میں بڑا معزز و اعلیٰ خطاب تصور کیا جاتا تھا اس سے ملقب نہیں کرتے تھے۔ پرانے گُوجروں میں زمانہ ماضی سے یہ قومی آئین و دستور چلا آتا تھا کہ لقب گُوجر سے یہ اس شخص کو ملقب کیا کرتے تھے جو خاص گُوجر النسل عورت کے بطن سے پیدا ہوتا تھا یا اس صفت سے متصف ہوتا تھا جس سے کہ لقب گُوجر منسوب ہے جس شخص میں ان دونوں صفتوں میں سے کوئی صفت موجود نہ ہوتی تھی اس کو یہ لوگ لقب گُوجر سے ملقب نہیں کرتے تھے خواہ وہ قوم گُوجر سے کسی راجہ یا رئیس کا بیٹا کیوں نہ ہوتا تھا مگر یہ اس کو گُوجر نہیں کہتے تھے گو اس طبقہ کے لوگ باپوں کی طرف سے گُوجر النسل تھے مگر ان کی مائیں غیر گُوجر تھیں جن کے بطن سے یہ پیدا ہوئے اور دوسری کمی ان میں یہ تھی کہ یہ اپنے موروثی فن گرز اندازی سے محض ناواقف ہوتے تھے جس کے باعث قوم سے لقب گُوجر ملتا تھا اس لئے خالص اور بہادر گُوجر مندرجہ بالا صفات نہ رکھنے کے باعث اس طبقے کے

Marfat.com

لوگوں کو جدی لقب گوجر سے ملقب نہیں کرتے تھے۔ آخر جب قوم گوجر کی حکومت کو زوال آیا تو اس وقت اس طبقے کے لوگوں نے پھر اپنی قوم سے اس لقب کو حاصل کرنے کا مطالبہ کیا مگر قوم گوجر کے بہادر طبقے نے اس وقت بھی اس خطاب کے دینے سے اس طبقے کو انکار کر دیا جس کے بعد مایوس ہو کر اس طبقے کے لوگ اپنی برادری سے علیحدہ ہو گئے اور اپنے ننہال کی برادری میں جا شامل ہوئے۔ اتفاقاً ان دنوں ان کے ننہال کے مذہبی رہنماؤں یعنی برہمنوں کو ایسے بہادر چھتریوں کی ضرورت تھی جن کی مدد سے وہ اپنے برہمنی مذہب کو دوبارہ زندہ کر کے اپنی چھینی ہوئی عظمت کو بحال کر سکیں مگر ان کو بہادر سپاہی نہیں ملتے تھے جن سے یہ کام لے سکیں اور اسی طرح اس طبقے کے لوگوں کو ان دنوں اپنے اعزاز و اکرام کی ہوس آگے سے زیادہ ہو رہی تھی اور یہ کوشش کر رہے تھے کہ اپنے ننہال کی برادری میں ہی کوئی اعزاز و اکرام کی جگہ حاصل کر لیں آخر اتفاق زمانہ یا خوش قسمتی سے خدا نے ان دونوں کو اپنی اپنی اغراض و مقاصد حاصل کرنے کا موقعہ دیا جس میں اس طبقے کے لوگ تو برہمنوں کی خدمت کر کے باقی ہندو قوموں میں اعلیٰ و ممتاز درجہ حاصل کر سکتے تھے الغرض برہمنوں نے اس طبقے کے لوگوں کو اول اپنے مذہب میں داخل کر کے پھر اپنے سیاسی و مذہبی اغراض حاصل کرنے کیلئے اپنے دشمنان مذہب سے لڑایا اور پھر ان کے نسب ناموں کو سری رامچند ر دوسری کرشن جی مہاراج کے نسب سے ملا کر انکی عزت کرنے لگے کیونکہ اس طبقے کے لوگ ایک فاتح قوم کے افراد تھے جو مفتوح قوم یعنی ہندوؤں میں آ کر شامل ہوئے تھے اس لئے برہمنوں نے ان کی تالیف قلوب کیلئے ان کے بہادر گوجر بھائیوں کے بالمقابل ان کو لقب راجپوت سے ملقب کر کے ان کی عزت کو بڑھانا شروع کیا جس کے بعد پھر اس طبقے کے لوگ ہمیشہ کیلئے اپنے گوجر بھائیوں سے جدا ہو کر اپنے آپ کو سری رامچند ر دوسری کرشن جی مہاراج کی اولاد سے ظاہر

Marfat.com

کر کے راجپوت کہلانے لگے۔ دوسرے طبقہ کے لوگ قوم گوجر میں وہ تھے۔ جن کی مائیں اور باپ تو دونوں خالص گوجر ہوتے تھے۔ مگر اس طبقہ کے لوگ موروثی فن گرز اندازی کی تعلیم حاصل نہیں کرتے تھے جس تعلیم کا حاصل کرنا ہر گوجر النسل شخص کیلئے لازمی و لابدی امر ہوتا تھا جو شخص اس فن کو نہیں سیکھتا تھا۔ بہادر گوجر اس کو مجازی یا خطابی گوجر کہتے تھے خواہ وہ قوم گوجر میں سے کسی گوجر رئیس یا راجہ کا بیٹا کیوں نہ ہوتا تھا مگر حقیقی و بہادر گوجر اس شخص کو اصل گوجر تصور نہیں کرتے تھے کیونکہ اس زمانہ میں قوم گوجر میں عزت و فضیلت کا مدار بجائے دولت و جاگیر کے اس کی ذاتی شجاعت و بہادری پر سمجھا جاتا تھا۔ جب تک کوئی شخص اپنی ذاتی دلیری و بہادری کے جوہر میدان جنگ میں گرز اندازی کر کے نہیں دکھا دیتا تھا تب تک اس شخص کو یہ لوگ حقیقی و بہادر گوجر نہیں کہتے تھے پرانے گوجروں میں ایک یہ بھی دستور تھا کہ وہ اپنے بزرگوں اور حلف کے کارناموں پر اتنا فخر نہیں کرتے تھے جتنا کہ خود اپنی ذاتی شجاعت و دلیری پر کرتے تھے مگر اس طبقے کے لوگ خود اپنی ذاتی دلیری و جرأت کا کوئی کارنامہ دکھانے کے قابل تو نہ تھے البتہ اپنے سلف کے کارناموں پر ہمیشہ فخر و ناز کیا کرتے تھے اسلئے بہادر گوجر اس طبقے کے لوگوں کو مجازی اور خطابی گوجر کہہ کر پکارتے تھے جس سے ان کے رعب و وقار اور عزت و شان میں فرق آ جاتا تھا اس لئے اس طبقے کی طرح برہمنوں سے ساز باز کر کے بہادر گوجروں سے علیحدہ ہو گئے برہمنوں نے ان کو بھی اسی طرح اپنے مذہب میں داخل کر کے ان کے نسب نامہ کو راجچند رجی کے نسب سے ملا دیا اور پھر ان کے بہادر گوجر بھائیوں کے بالمقابل برہمنوں نے اس طبقے کے لوگوں کو بڑ گوجر کا خطاب دے کر ان کی عزت کو بڑھانا شروع کیا جس کے بعد اس طبقہ کے لوگ بھی پھر اپنے بہادر گوجر بھائیوں سے علیحدہ ہو کر بڑ گوجر کہلانے لگے۔

تیسرے طبقہ کے لوگ وہ تھے جو آج خالص گوجر کہلاتے ہیں اس طبقہ

Marfat.com

کے لوگ ماں باپ کی طرف سے خالص گوجر ہونے کے علاوہ اس زمانہ میں اپنی ذاتی شجاعت کی وجہ سے بہت عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور ہر خاص و عام ان کو حقیقی و بہادر گوجر کہتا تھا۔ ان کی بہادری و جوانمردی کا ہر شخص معترف ہو کر ان کی عزت کرنے پر مائل ہوتا تھا اس لئے قوم گوجر کے مذکورہ بالا وہ دو طبقے بھی جو ان سے علیحدہ تھے اس تیسرے طبقے کے بہادر گوجروں کی عزت و تکریم کرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ تیسرے طبقہ کے بہادر گوجروں کی مائیں اور باپ گو حقیقی گوجر تھے مگر یہ اپنے آبائی لقب و آبائی شجاعت پر فخر نہیں کیا کرتے تھے بلکہ خود اپنی ذاتی شجاعت کی وجہ سے موروثی فن گرزاندازی کے کرتب اور جوانمردی کے جوہر دکھا کر اپنی قوم سے لقب گوجر حاصل کرے تھے۔ دیگر اس طبقے کے لوگ سواری نیزہ بازی' شمشیر زنی وغیرہ کے علاوہ جب اپنی موروثی فن گرزاندازی کی تعلیم حاصل کر لیتے تھے تو پھر یہ میدان جنگ میں جا کر اپنے دشمنوں کے بالمقابل گرز اندازی کے ایسے ایسے کرتب دکھایا کرتے تھے کہ تمام اکابران قوم خوش ہو کر لقب بہادر گوجر سے ان کو ملقب کر دیا کرتے تھے۔ غرض اس طبقے کے بہادر گوجروں کو بھی برہمنوں نے اپنے مذہب میں شامل کرنے اور ان سے اپنی خدمت و مدد لینے کی از حد کوشش کی مگر اس غیور و بہادر طبقے نے اپنے آبائی مذہب و شرافت کو کسی قیمت یا معاوضہ پر بھی برہمنوں کے پاس فروخت کرنا پسند نہ کیا اور بدستور اپنے آبائی مذہب و اصل نسب پر قائم رہ کر اپنی قدیم عظمت و شرافت پر مدت دراز تک فخر کرتا رہا مگر انقلاب زمانہ دیکھئے کہ لقب گوجر کے بالمقابل جب ٹھاکر' راجپوت و بڑگوجر لقبوں نے مقبولیت حاصل کر لی تو پھر تیسرے طبقہ کے بہادر گوجروں نے بھی مدت مدید کے بعد برہمنی مذہب اختیار کر لینے پر اپنی آمادگی ظاہر کی تو برہمنوں نے بڑے تپاک سے اس طبقے کے بہادر گوجروں کو بھی اپنے مذہب میں لے کر ان کے نسب ناموں کو پرانے چھتری

Marfat.com

بزرگوں کے نسب ناموں سے ملا کر ان کو چھتری ورن میں داخل کیا۔ جب برہمن اس طبقے کے لوگوں کی بھی ویسی عزت کرنے لگے جیسی کہ پہلے دو طبقوں کی کرتے تھے تو قبل دخل شدہ طبقوں نے جو قوم گُوجر میں سے پہلے ہندو مذہب میں داخل ہو چکے تھے اور جنہوں نے بعد داخل شدہ طبقہ کے پیشتر ہی چھتری ورن میں آ کر اس ورن کے ہر اعزاز و اکرام کے مدارج پر قبضہ کر رکھا تھا ان دونوں طبقوں نے انتقامی جذبات سے متاثر ہو کر حسد کی وجہ سے اپنے بعد آمدہ بھائیوں کے ساتھ تعلقات قرابت داری یعنی روٹی بیٹی کا رشتہ قائم کرنے سے انکار کر دیا جس کا اثر بہادر گُوجروں کے طبقہ پر ایسا پڑا کہ یہ سب اپنی ذلت اور رسوائی کو محسوس کرنے لگے ان کی اس وقت کوئی پیش نہ جاتی تھی کہ یہ کسی ایسے مذہب میں جس میں کہ پوری پوری مساوات رواداری اوراخوت پائی جاتی ہو اس میں داخل ہو کر اس تذلیل و رسوائی کا ان تجرد پسندوں کو جواب دیں اور مساوی حقوق حاصل کر کے ان کو دکھائیں مگر اس وقت ہندوستان میں کوئی ایسا مذہب نہ تھا جس کو یہ اختیار کر کے اس تذلیل کا جواب دیتے آخر عرصہ بعید کے بعد ان کی خوش قسمتی سے جب مذہب اسلام ہندوستان میں آیا جس میں کہ پوری پوری رواداری و مساوات اور اخوت پائی جاتی تھی۔ جب اس مذہب کے مبلغوں نے آتے ہی قوم گُوجر کے اس طبقہ کے لوگوں کو دعوت سلام دی تو قوم گُوجر کے اس خوددار و غیور طبقہ کے لوگوں کی کثیر تعداد نے اس وقت مذہب اسلام قبول کر کے اپنی تذلیل و رسوائی کا ان تجرد پسندوں کو جواب دیدیا اور اسلام میں آ کر تمام سیاسی و مذہبی اور تمدنی و معاشرتی حقوق حاصل کر کے اس کے اہم سے اہم درجے وعہدے پر فائز ہو کر اپنی مراد کو پہنچے چنانچہ قوم گُوجر سے اس طبقہ کے ہزارہا افراد آج اس وقت مسلمانوں کے مذہبی و سیاسی رہنما بن کر عزت حاصل کر رہے ہیں اور آج پھر یہ اپنے اصل نسب وصحیح مذہب پر فخر ومباہات کرتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر اس طبقے

Marfat.com

کی ابھی قلیل تعداد ہندو مذہب میں باقی موجود ہے جو اپنے ان تجرد و خود پسند بھائیوں کے ہاتھوں اپنی ذلت و رسوائی ہندو مذہب میں رہ کر گوارا کر رہی ہے۔

گوجروں کے جن طبقوں کی نسب ناموں کو برہمنوں نے اپنے ہندو چھتری بزرگوں کے نسب سے ملا دیا تھا۔ اب ان طبقوں کی اولاد کو اپنا سلسلہ نسب صحیح و مستند طور سے ہندو چھتری بزرگوں تک پہنچانا بہت مشکل و دشوار نظر آ رہا ہے۔ یہ طبقے اپنے نسب ناموں کو صحیح و مستند بنانے کیلئے اب طرح طرح کی تاویلیں و عذرات پیش کر کے ان کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کبھی یہ ان بزرگوں کی عمریں ہزاروں سال بتا کر خلاف عقل قیاسات پیش کرتے ہیں کبھی کچھ بیان کرتے ہیں کبھی کچھ مگر کوئی صحیح واصل بات بنتی نظر نہیں آتی کہ جس سے ثابت ہو کہ واقعی ان کا سلسلہ نسب صحیح طور سے ان ہندو چھتری بزرگوں تک پہنچتا ہے چنانچہ گہلوت اور بڑ گوجر اپنے کو سری رامچندر جی کے بڑے بیٹے سری لو جی کی اولاد سے ظاہر کر کے اپنا سلسلہ نسب ان تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ اپنا سلسلہ نسب کسی مستند و صحیح طور سے سری لو جی تک پہنچانے میں کامیاب نہیں ہوتے کیونکہ اس سلسلے میں اول ان پر ایسے ہزاروں اعتراض وارد ہوتے ہیں جن کا کہ کوئی صحیح جواب ان کے پاس موجود نہیں چنانچہ اول اعتراض یہ ہے کہ سری لو جی کی دنیا میں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی وہ بالکل بے اولاد تھے جیسا کہ بھاگوت پران وغیرہ سے ان کا بے ولاد ہونا ثابت ہے جب وہ بے اولاد ہوئے تو یہ کس طرح ان کی اولاد بن کر ان سے اپنا سلسلہ نسب متوصل کرتے ہیں؟ بالفرض اگر تھوڑی دیر کیلئے یہ تسلیم کر لیا جائے کہ سری لو جی صاحب اولاد تھے اور جو قومیں ان کی اولاد بن کر اپنا سلسلہ نسب ان سے متوصل کرتی ہیں ان کے نسب نامے اور شجرے بھی صیح و مستند ہیں تو پھر ان قوموں اور ان کے نسب ناموں پر یہ اعتراض ہوگا کہ کیوں ان شجروں اور نسب ناموں میں اتنی کم تعداد پشتوں کے نام درج ہیں جن پشتوں کا

Marfat.com

بالحاظ عمر و کم تعداد کے سری لوجی وراچند رتک پہنچنا بہت مشکل ہے کیونکہ بقول اہل ہنود سری راچند رجن کو آج قریباً نو لاکھ سال کا عرصہ تاایں دم تحریر گزر چکا ہے۔ گویا سری راچند ر جی حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام سے بھی آٹھ لاکھ بانویں ہزار سال پیشتر گزر چکے ہیں۔ اب بالحساب عمر ادر وقفہ مدت کے اگر سری راچند رجی کی اولاد سے ہر ایک پشت کی عمر ایک ہزار سال تصور کر لی جائے تو پھر سری راچند رجی سے لے کر آج تک ان کے شجروں اور نسب ناموں میں نو سو پشتوں کے نام درج ہونے چاہئیں مگر موجودہ شجروں میں صرف اسی پشتوں کے نام درج ہیں اس سے زیادہ بالکل نہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شجرے جعلی اور بناوٹی ہیں سری راچند ر جی سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے جیسا کہ قوم گہلوت کے شجرۂ نسب جن کو راجہ جے سنگھ اور میناولی و جنرل ٹاڈ وغیرہ نے بڑی محنت وکوشش سے بعداز تحقیقات مرتب کیا ہے۔ ان شجروں میں سری راچند ر جی سے لے کر نیچے کو پشت بہ پشت جن پشتوں کے نام قوم گہلوت کے مورث اعلیٰ بایار اول تک لکھے گئے ہیں ان کی تعداد ۷۷ اور ۸۰ ناموں سے زیادہ نہیں ہے اور قوم گہلوت کا مورث باپار اول ۱۴۷ء میں علاقہ میواڑ پر حکومت کرتا تھا جس سے اس قوم کا سلسلہ نسب شروع ہو کر اوپر کو سری لوجی دراچند رجی تک پہنچتا ہے۔ پس اب ان تمام طبقوں اور قوموں کو جنہوں نے کہ اپنا سلسلہ نسب سری لوجی وراچند ر جی سے متوصل کیا ہوا ہے ان سب کو چاہئے کہ اپنے شجروں اور نسب ناموں میں ۹۰۰ پشتوں کے نام لکھے ہوئے دکھائیں۔ اگر ان کو اتنی تعداد لکھی ہوئی دکھانی مشکل ہے تو پھر یہ ۶۰۰ پشت کے نام ہی لکھے ہوئے دکھائیں۔ اگر یہ اتنے نام بھی لکھے ہوئے دکھانے سے قاصر میں تو پھر کم از کم تین چار سو پشتوں کے نام ہی بمعہ مختصر حالات کے اپنے شجروں و نسب ناموں میں لکھے بتا دیں۔ تب بھی ہم ان کے نسب ناموں کو صحیح و مستند ماننے کو تیار ہیں۔ پھر اگر یہ طبقے اور قومیں اتنی کم قلیل

Marfat.com

تعداد پشتوں کے نام بھی لکھے ہوئے نہیں دکھا سکتے تو ہم مجبور ہیں کہ ان کی تمام شجروں اور نسب ناموں کو جعلی اور بناوٹی قرار دادیں اسی ضمن میں اب ہمارا ایک اعتراض عام اہل ہنود خصوصاً برہمنوں پر بھی ہے جنہوں نے کہ قوم گوجر کو ایسے تواہم اور مغالطہ میں مبتلا کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس قوم کے بعض طبقوں نے اپنے اصل نسب سے سلسلہ نسب توڑ کر غیر نسبوں سے سلسلہ متوصل کرلیا تھا اب وہ وہم جس پر کہ ہمارا اعتراض ہے یہ ہے کہ اہل ہنود اس سرشٹی اور آدم خاکی کی پیدائش کو ایک ارب چھیانویں کروڑ آٹھ لاکھ ترپن ہزار اٹھائیس سال ۱۹۶۰۸۵۳۰۲۸ گزرے میان کرتے ہیں اور دوسری طرف تمام اہل کتاب اور دیگر عقلمند و مدبر انسان اس آدم خاکی کی پیدائش کو سات ہزار پانچ سو پچاس سال ۷۵۵۰ کا عرصہ گزرا بتاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں فریقوں میں سے کون سا فریق سچا ہے۔ اول ہم اہل ہنود سے پوچھتے ہیں کہ اگر یہ اپنے اس دعویٰ میں کہ آدم خاکی کی پیدائش کو قریباً دو ارب سال گزرے ہیں اس میں سچے اور صادق ہیں تو پھر یہ اپنا سمت تاریخ راجہ بکرما جیت سے لکھنا کیوں شروع کرتے ہیں ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے سمت تاریخ کی ابتدا سری مہادیو جی و برہما جی سے کرتے یا سورج بنسیوں و چندر بنسیوں کے سرتاج راجہ اکشواکو اور سری بد جی سے شروع کرتے اگر اس وقت بھی اہل ہنود کے آباؤ اجداد کو ایسا خیال نہیں آیا کہ اپنے کاروبار اور دیگر ضرورتوں کیلئے کوئی اپنا سمت تاریخ جاری کریں تو پھر وہ سری رامچند رجی کے وقت ہی ان کے نام سے کوئی سمت تاریخ جاری کر دیتے جبکہ ہر قسم کے علوم اور ترقی و تہذیب کا ملک ہندوستان میں دور دورہ تھا۔ اچھا اگر اس وقت بھی مدیرانِ ہنود سے تساہل ہوا اور انہوں نے اس اہم ضرورت کو محسوس نہیں کیا تو پھر سری کرشن جی مہاراج کے وقت ہی ان کے نام پر کوئی اپنا سمت تاریخ جاری کرتے کیونکہ سری کرشن جی مہاراج سری رامچند رجی

Marfat.com

کے کئی لاکھ سال بعد پیدا ہوئے تھے پس اس وقت سے بھی آج اگر اہل ہنود میں کوئی سمت تاریخ سری کرشن جی کے نام سے جاری نہیں تو پھران کا یہ دعویٰ کہ آدم خاکی کو پیدا ہوئے قریباً دو ارب سال گزرے ہیں بالکل لغو اور باطل ثابت ہوتا ہے ان کے بالمقابل اہل کتاب اور باقی دانشمند و محقق انسانوں کا یہ دعویٰ کہ آدم خاکی کو پیدا ہوئے سات ہزار پانچ سو پچاس سال کا عرصہ گزرا ہے۔ سچا اور قابل اعتبار ہے۔ اہل ہنود اگر یہ کہیں کہ مہاراجہ یوڈہشٹر کے وقت اس کے نام پر ہمارا سمت تاریخ جاری ہوا تھا تو ہم پوچھتے ہیں کہ اب بتاؤ وہ سمت تاریخ ہندوستان کے کس حصہ ملک میں مروج ہے اور ہندوؤں میں کون سی قوم آج اس سمت کو استعمال کرتی ہے۔ اگر آج کسی حصہ میں یا قوم میں وہ سمت مروج نہیں تو پھر اسی طرح یہ دعویٰ بھی کہ قوم گوجر و راجپوت ہندو چھتری بزرگوں کی اولاد ہیں۔ غلط اور دروغ ثابت ہوتا ہے اور اس کے بالمقابل ہمارا یہ دعویٰ کہ قوم گوجر کے یہ دو طبقے یعنی بڑگوجر اور راجپوت سری رامچند رو کرشن جی کی اولاد نہیں بلکہ ان کی خاکی انسانوں کی اولاد ہیں جن کے نام کہ حضرت ابراہیم وسکندر اعظم ہیں اور جن کے صحیح حالات مستند طور پر بمعہ سمت تاریخ آج بھی پرانی قدیم تاریخوں میں لکھے ہوئے ملتے ہیں۔ یہ صحیح و درست ثابت ہوتا ہے۔ الحاصل اہل ہنود کے پرانوں میں ایسے ہزاروں خلاف عقل ڈھکو سلے لکھے ہوئے موجود ہیں جن کو عقل انسانی تسلیم و باور کرنے کیلئے تیار نہیں اب ان ڈھکوسلوں میں سے چند بطور نمونہ ہم اپنے ناظرین تاریخ کی توسیع معلومات کیلئے درج تاریخ کرتے ہیں۔

اہل ہنود کے خلاف عقل قیاسات واعتقادات

اہل ہنود یہ چار جگ قرار دیتے ہیں۔ اول ست جگ۔ دوسرا ترتا جگ‘ تیسرا درا پر جگ‘ چوتھا کل جگ اور ان جگوں کے دور اور مدت کی تفصیل یہ ہے کہ جس وقت دور کل جگ تمام ہوتا ہے تو پھر از سر نو دو رست جگ آتا ہے اور کل

Marfat.com

جگ پر منتہی ہوتا ہے۔ علی ہذا القیاس ہمیشہ اس جہان کا احوال اسی طریق پر رہا ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی رہے گا۔ اس کی ابتدا و انتہا کا کوئی نشان نہیں ہے۔ بہر حال مدت ست جگ کی سترہ لاکھ اور اٹھائیس ہزار سال مشہور ہے اور امتداد یعنی درازی ایام ترتا جگ کی بارہ لاکھ ننانویں ہزار سال متعارف ہے اور تیسرا دور کہ عبارت دواپر جگ سے نامزد ہے اس کی مدت آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال متداول یعنی مشہور ہے اور چہارم دور یعنی کل جگ کی درازی چار لاکھ بتیس ہزار سال مستعمل ہے۔ علاوہ اس کے ہنود کا ایک یہ اعتقاد بھی ہے کہ عالم کی ابتدائے آفرینش سے اس آدم خاکی کی پیدائش ہے اس کے بعد بھی معتری الیہ ہوگا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عالم قدیم ہے ہرگز یہ فانی نہ ہوگا لیکن ہم اس امر کو ارباب دانش وبینش پر مخفی رکھنا نہیں چاہتے اور اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ اگرچہ ابتدائے آفرینش آٹھ لاکھ سال کا احتمال رکھتا ہے اور اس عرصہ میں شاید اتنے ہزار آدم ظہور میں آ کر پھر پردۂ اخفامین خراماں ہوئے ہوں کیونکہ مسلمانوں کی تواریخوں میں بھی جان ابن ابوالجان کا احوال مذکور ہو چکا ہے جو از انجمد ہیں لیکن وہ خاکی پیدائش نہ تھے ان میں بعض کی اصل نار سموم یعنی جنات سے تھی اور بعض کی اصل ہوا سے تھی جس وقت اس قوم میں نافرمانی اور سرکشی واقع ہوئی تو پھر جبار شدید الانتقام کے حکم سے معدوم کی گئی تھی اور اس کی جگہ دوسری قوم پیدا ہوئی تھی۔ مگر اس کی پیدائش بھی ظاہرا خاک سے نہیں تھی جس کو اہل ہنود آدم خاکی نہاد تصور کرتے ہیں۔ رامچندر و لچھمن اور ہنومان وغیرہ کے متعلق یہ جو کئی قسم کے عجیب وغریب امور منسوب کرتے ہیں اور ان کے قد آور جثہ وعظیم قامت اور طولہا طول عمریں بیان کرتے ہیں۔ یہ سب اقوال ترازو عقل میں کچھ وزن نہیں رکھتے کیونکہ یہ امور وصورت شکل موافق حال بشر کے نہیں ہے بر تقدیر اگر ایسا وقوع ہو بھی تو پھر یہ لوگ اس قوم جنات سے ہوں گے جس کا احوال اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

Marfat.com

دنیا کو کس نے پیدا کیا اور اس کا انتظام کن کے سپرد ہے

اہل ہنود کا قول ہے کہ دنیا انادی ہے اور برمھ یعنی خدا نے اپنی قدرت سے دنیا کے کاروبار کیلئے سب سے پہلے چار رکن اعظم یعنی دیوتے برہما، بشن، مہیشر اور کالاگنی دور پیدا کئے اور ہر ایک کو خاص طاقت اور قدرت بخش کر نظام دنیا ان کے سپرد کیا۔ یعنی برہما کو پیدائش کا کام سپرد کیا۔ برہما اصل آدم اس دنیا کا ہے۔ پیدائش انسان کا ظہور اسی سے ہوا۔ برہما کی عمر کا ایک سو دن دنیا کی عمر ہے۔ ہر چہار جگ کے ہزار دورے اس کی عمر کا ایک دن بناتے ہیں اور چہار جگ کا زمانہ بحیثیت مجموعی ۴۳ لاکھ ۲۰ ہزار مروجہ برس کا ہوتا ہے یعنی (۱) ست جگ ۱۷۲۸۰۰۰ برس (۲) ترتا جگ ۱۲۹۹۰۰۰ برس (۳) دوا پر جگ ۸۶۴۰۰۰ برس (۴) کلجگ ۴۳۲۰۰۰ برس گویا چار ارب بتیس کروڑ سال کا عرصہ برہما کی عمر کے ایک دن کے برابر ہے اس دن کا نام منوتر ہے بالفاظ دیگر ایک منوتر میں چودہ کلب یا یندر اور ایک یندر میں اکہتر دورہ چار جگ ۱۸ لاکھ اکاون ہزار چار سو اٹھائیس سال چھ ماہ پچیس دن آٹھ منٹ اور ۵۷۵/۷ سیکنڈ ہوتے ہیں۔ پیدائش دنیا کو چھ منوتر گزر گئی ہیں اور اب ساتویں منوتر کا آغاز ہے جس کے ستائیس دورہ تو پورے ہو چکے ہیں اور اٹھائیسویں دور کے بھی ۱۸۵ بکرمی تک اڑتیس لاکھ ترانویں ہزار انتیس برس گزر گئے ہیں اس حساب سے دنیا کی پیدائش کو آج تک پچیس ارب بانویں کروڑ اڑتیس لاکھ ترانویں ہزار انتیس برس کا زمانہ گزر چکا ہے۔

مدبران ہنود کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ہر چہار جگ کے بعد قیامت برپا ہوتی ہے اور تمام انسان فنا ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے آخری قیامت کے بعد آج تک اڑتیس لاکھ ترانویں ہزار انتیس برس گزر چکے ہیں اور نئی قیامت آنے میں چار لاکھ چھبیس ہزار نوسو ستر سال ابھی باقی ہیں۔ گویا موجودہ آبادی کی ابتدا بھی اڑتیس لاکھ ترانوے ہزار انتیس برس سے ہوئی ہے۔

Marfat.com

برہما کہاں سے پیدا ہوا

شیوان میں کہا ہے کہ سب سے پہلے بشن کی ناف سے کنول کا پھول نکلا۔ اس میں سے برہما پیدا ہوا۔ برہما اور بشن آپس میں جھگڑنے لگے۔ برہما نے کہا کہ تجھ کو میں نے پیدا کیا ہے۔ بشن نے کہا کہ میں نے تجھ کو پیدا کیا ہے اتنے میں آسمان سے ایک دھواں ظاہر ہوا۔ اس دھوئیں میں سے برہما کو خطاب ہوا کہ تو برہما اور یہ بشن ہے جس کی ناف سے کنول نکلا اور اس سے تو ظاہر ہوا۔ اب تو خلقت کو پیدا کر۔ جب برہما نے اس دھوئیں کی طرف غورے نگاہ کی تو اس میں سے ایک لنگ یعنی آلت نظر آئی۔ برہما ہنس کی شکل بن کر اس لنگ کی پیائش کیلئے اوپر کو اڑا اور بشن سور بن کر پاتال کو گیا۔ دس ہزار برس تک یہ دونوں دوڑتے گئے پر اس لنگ کا انتہا نہ پایا۔ بس برہما نے جان لیا کہ میرا مالک اور پیدا کرنے والا یہی ہے۔

چار ورن کس طرح بنے تھے

ان چار ورنوں یعنی قوموں کے مقرر کرنے میں اہل ہنود کی مختلف روایات ہیں چنانچہ پرسام وید اور اکثر پوتھیوں میں لکھا ہوا ہے کہ برہمن لوگ برہما[1] کے منہ سے پیدا ہوئے تھے اور کھتری یا چھتری برہما کے ہاتھوں سے اور ویش برہما کی

---

[1] حضرت ابراہیم وسری برہما جی کے اس واقعہ اور ان کے ناموں میں مشابہت و مطابقت پائی جاتی ہے اس لئے ہمارے خیال میں ممکن ہے کہ زمانہ قدیم کے اہل ہنود مصنفین پر ان نے اصل اور صحیح واقعہ کو کسی مصلحت یا ذاتی اغراض کیلئے خلط ملط کر کے تحریر کیا ہو۔ کیونکہ عبرانی زبان میں حضرت ابراہیم کا نام مبارک ابرہام لکھا ہوا ہے جو برہما نام کے مشابہ اور ہم لفظ ہے اور حضرت ابراہیم کی اولاد کے بھی اول اول چار ہی خاندان مقرر ہوئے تھے اور ان خاندانوں میں بھی تفاوت مراتب و فضیلت مدارج کا اختلاف موجود تھا جو آپ تک چلا آتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم کے بیٹے حضرت اسحاق کی اولاد میں سے ہو اسرائیل اپنے کو سب سے افضل اور باقی اولاد ابراہیم کو اپنے سے کمتر جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے تمام (بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

رانوں سے شودراس کے پاؤں سے پیدا ہوئے اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ چاروں قومیں راجہ شونک کے وقت مقرر ہوئی ہیں اور بھاگوت پران میں یوں لکھا ہے کہ برہمانے اپنے آپ کو دو حصوں میں تقسیم کرڈالا تھا۔ داہنا حصہ مرد بن گیا جسکا نام سویم بھومہ ہے اور بائیاں حصہ ست رو پا یعنی عورت بن گیا اور انہوں نے اپنی اولاد کو چار قسم یعنی برہمن، کھتری، ویش، شودر پر منقسم کر دیا۔ انتہیٰ' اب برہمنوں کی سپرد یہ کام ہوا کہ وہ خود علم پڑھیں اور مذہبی امور سرانجام دیں اور کھتری ملک کا انتظام و حفاظت کریں اور ویش کھیتی باڑی اور تجارت کریں۔ شودران تینوں کی خدمت کریں یعنی کپڑا بنیں، جوتے سیئیں اور پاخانہ اٹھائیں وغیرہ وغیرہ

سورج بنسی و چندر بنسی خاندانوں کی پیدائش کس طرح ہوئی؟

سورج کا پریوار تو بیشمار ہے لیکن یہاں اس کا مختصر طور پر اظہار کیا جاتا ہے چنانچہ لنگ پوران میں لکھا ہے کہ آدیتہ نام سورج کی دو پٹ رانیاں ہیں۔ ایک کا نام سنگیا یعنی دھوپ اور دوسرے کا نام چھایا یعنی سایہ یا چھاؤں ہے۔ سنگیا یعنی دھوپ سے شرادھ دیو اور منو جس کو دی دسوت منو بھی کہتے ہیں اور یم ایک لڑکی یمی یہ چاروں اولادیں پیدا ہوئیں مگر سنگیا سورج کا تیج برداشت نہ کرسکی اس لئے اپنی

انبیاء علیہم السلام کو ہمارے میں سے پیدا کیا اس لئے ہم خدا کے زیادہ پیارے ومحبوب ہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہودی لوگ کسی غیر یہودی کو اپنے مذہب میں داخل نہیں کرتے اسی طرح آپ کے دوسرے بیٹے اسماعیل کی اولاد بنو اسماعیل یعنی اہل عرب میں جنہوں نے کہ کسی زمانہ میں چار دانگ عالم میں اپنی بہادری و فتوحات کا ڈنکہ بجا کر سیاست وحکومت کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ یہ اہل عرب بنو قطورہ کو جو حضرت ابراہیم کے باقی بیٹوں کی اولاد ہیں ان کو عجمی کہہ کر اپنے سے ادنیٰ تصور کرتے ہیں پس اسی طرح بنو قطورہ بھی حضرت ابراہیم کی چہارم درجہ کی اولاد کو اپنے سے کمتر خیال کرتے ہیں گویا برہما کی اولاد کی طرح حضرت ابرہام کی اولاد میں بھی تفاوت و مراتب موجود تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابرہام ہی برہما تھا یا برہما ابرہام تھا۔

Marfat.com

شکل کی ایک عورت سورج کی خدمت میں چھوڑ کر آپ اتر وشا یعنی مغرب کو چلی گئی۔ سورج نے چھایہ یعنی سایہ کو اپنی عورت سمجھا اور چھایا سے سادرنی منور تپتی لڑکی اور سنیچر پیدا ہوئے۔ ایک دن یم نے دیکھا کہ ان کی ماں چھایا سنیچر سے زیادہ محبت و پیار کرتی ہے اس لئے اس کو مارنے کیلئے پاؤں اٹھایا۔ اس پر چھایانے یم کو شراب یعنی بددعا دیدی کہ جا تیرا ایک پاؤں نشٹ یعنی خراب ہو جائے۔ اس وقت سورج اور یم کو معلوم ہوا کہ یہ چھایہ سنگیا کا سایہ ہے اصل سنگیا نہیں ہے۔ تب سورج بھگوان بھی اتر وشا کو چلے گئے اور وہاں جا کر دیکھا کہ سنگیا اشونی یعنی گھوڑی کی شکل میں تپیا کر رہی ہے۔ سورج بھی اشوروپ یعنی گھوڑا بنے اور دونوں کے سنگ یعنی ملاپ سے اشوئی کمار کا جوڑا دولڑکے پیدا ہوئے۔ اس کے بعد وشوکرما نے سورج کو خراد پر چڑھا کر تیج کم کر دیا تا کہ سنگیا وغیرہ سب لوگ تیج برداشت کر سکیں۔ سورج کے بیٹے منو سے اکھواکو۔ نابھاگ۔ ارشٹ۔ کروپ وغیرہ نو بیٹے پیدا ہوئے اور ایک لڑکی ایلا نام پیدا ہوئی۔ بشسٹ رکھیشر نے دعا دی کہ تو پرش یعنی مرد ہو جا۔ بشسٹ کی دعا سے ایلا مرد ہوگئی اور اس کا نام سودمن رکھا گیا۔ سودمن ایک دن محض سیر کرنے کیلئے کیلاش پربت پر گیا۔ اس وقت اسکا آنا سری مہادیو جی کو برا معلوم ہوا اور انہوں نے بددعا دی کہ سودمن پہلے کی طرح عورت ہو جائے۔ مہادیو کی بددعا سے سودمن عورت ہوگیا بدھ پسر چندر ماہ نے اس سے صحبت کی ایلا کے لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا بعد پیدا ہونے کے ایل نام رکھا گیا اور اسی کو پروردا بھی کہتے ہیں پس نسل اکھواکو و سورج سے سورج بنسی ہیں اور نسل ایل سے چندر بنسی ہیں لکھا ہے کہ ایلا ایک مہینہ مرد اور ایک مہینہ عورت بنی رہی اور

[1] گوجر مورخ چوہدری فیض محمد صاحب سورج بنسی و چندر بنسی اور اگنی کل خاندانوں کے ایسے نام رکھتے جانے کی وجہ حضرت ابراہیم کے یہ دو واقعات قرار دیتے ہیں یعنی حضرت ابراہیم نے شروع میں جب تحقیق ابوہیت کے وقت سورج اور چاند جیسی عظیم الشان ہستیوں کو غروب ہونے والے اور حادث یعنی فانی صفت سمجھ کر ان کی الوہیت اور ان کو خدا ماننے سے انکار کر دیا تھا اور دوسرا واقعہ وہ تھا جبکہ حافظ حقیقی نے آتش کدہ نمرود سے آپ کو صحیح وسلامت نکال لیا تھا اور آگ نے کسی قسم کا گزند آپ کو نہیں پہنچایا تھا انہی دو واقعات کی طرف یہ تینوں خاندان

Marfat.com

یہ ایلا چندر ماہ کے بیٹے بدھ سے بیاہی گئی تھی۔ جس سے چندر بنسی خاندان چلا۔ پورانوں میں سورج کے بنس کا پرمان تو بڑا لمبا چوڑا لکھا ہے اور منوجی کا شجرہ نسب

(سابقہ بقیہ) اپنی فضیلت منسوب کر کے مشرک قوموں کے سامنے فخر کیا کرتے تھے اور بطور یاد دہانی مشرکوں کو یہ واقعات یاد دلا کر ان پر اپنی فضیلت ظاہر کرتے تھے۔ یعنی مشرکین ہند کے بالمقابل ان دونوں واقعات کو مدنظر رکھ کر یہ کہتے تھے کہ ہم اس بزرگ کی اولاد ہیں جس نے تمہارے سورج و چاند اور اگنی جیسے دیوتاؤں کو خدا تسلیم نہیں کیا تھا اور یہ اگنی تابع ہو کر اس پر سرد ہوگئی تھی اور ہم بھی ان دیوتاؤں کی طرح خدا کی ایک مخلوق ہیں یہ سب کچھ خدا نے ہی سورج و چاند اور آگ ہمارے آرام و فائدہ کیلئے پیدا کئے۔ جیسے ہم خدا کی مخلوق ہیں ویسے یہ بھی اس کی ایک مخلوق ہیں اس لفظ مخلوق یا دعویٰ مخلوق نے مشرکین ہند کو اس مغالطہ میں ڈال دیا۔ کہ شاید یہ بھی ان دیوتاؤں کی قوم یا برادری سے ہیں جو ان کی ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بھی انہی کی طرح ایک مخلوق ہیں۔ گویا مشرکین ہند نے ان خاندانوں کے اس دعویٰ ہم مخلوق یا لفظ مخلوق سے استنباط کر کے ان کو اپنے دیوتاؤں کی نسل یا برادری سے تصور کیا۔ جس کی وجہ سے یہ تینوں خاندان سورج بنسی و چندر بنسی اور اگنی کل ناموں سے نامزد کئے گئے۔ حضرت شیخ جمال گوجر نے بھی سورج بنسی و چندر بنسی اور اگنی کے خاندانوں کے متعلق اپنی تاریخ مرقع گوجراں میں کچھ روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ وہ اس واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں کہ جب گوجروں کے پہلے گروہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تو اس گروہ کا اول مقابلہ سورج پرست قوموں سے ہوا۔ جب گوجروں نے سورج پرستوں کو شکست دے کر ان کی گردنوں میں اپنی اطاعت کا جوا ڈال کر سورج کی پرستش سے ان کو منع کیا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ سورج بھی ہماری طرح خدا کی ایک عاجز اور فنا ہونے والی مخلوق ہے اس کی پرستش نہ کرو اس کو بھی خدا نے ہماری طرح پیدا کیا دیکھو اس کے بالمقابل خدا کی ایک دوسری مخلوق ابر ہے جو اس کی دھوپ اور تیزی کو مدھم اور بند کر کے اس کے روشن چہرے کو چھپا دیتا ہے اور اس کی دھوپ اور تیزی اپنا پورا کام نہیں کر سکتی۔ کیوں تم لوگ ایک قائم اور دائم صفات والے خالق کو چھوڑ کر اس کی ایک فانی مخلوق کی پرستش کرتے ہو جب گوجروں سے یہ نئی باتیں سورج پرستوں نے سنی تو انہوں نے گوجروں کی اس نصیحت سے الٹا نتیجہ اخذ کر کے یہ کہنے لگے کہ ہو نہ ہو یہ لوگ سورج بھگوان کے شریک یا قوم سے معلوم ہوتے ہیں جو اس کی ہمسری اور ہم مخلوق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسلئے ممکن ہے کہ یہ لوگ قومی [illegible] اور حسد کی وجہ سے ہم کو سورج بھگوان کی پرستش سے منع کرتے ہوں۔ کیونکہ یہ سورج

Marfat.com

سورج بنسی راجاؤں تک ملایا ہوا ہے مگر اس وقت صرف حسب موقعہ تھوڑا سا لکھا گیا ہے۔

(سابقہ بقیہ) بھگوان کے ہم جنس اور رشتہ دار ہیں اس لئے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سورج بھگوان نے ان کے یعنی گوجروں کے حسد اور عداوت سے تنگ آ کر اپنے کلی اختیارات ان کو دے دیئے ہوں جس کی وجہ سے یہ قوم گوجر ہم پر مسلط ہوگئی ہے۔ گویا لفظ مخلوق کے اشتباہ میں پڑ کر سورج پرستوں نے گوجر قوم کے اس گروہ کو سورج کا خاندان تصور کر کے سورج بنسی کہنا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے یہ گروہ سورج بنسی نام سے مشہور ہوگیا علیٰ ہذا القیاس جب مدت مدید کے بعد وسط ایشیاء سے پھر گوجروں کا دوسرا گروہ ہندوستان پر آ کر حملہ آور ہوا تو اس کا مقابلہ اول چاند کی پوجا کرنے والی قوم سے ہوا تو بعد آمدہ گروہ نے چاند کی پوجا کرنے والوں سے کہا کہ چاند بھی ہماری طرح خداوند تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے تم اس کی پرستش نہ کرو تو چاند پرستوں نے بھی سورج پرستوں کی طرح دوسرے گروہ کو چندو ماہ کی قوم یا نسل سے تصور کر کے چندر بنسی لقب سے اس کو ملقب کیا اس طرح پر یہ دوسرا گروہ چندر بنسی نام سے نامزد ہو کر چندر بنسی کہلانے لگا۔ عرصہ بعید کے بعد پھر تیسرا گروہ گوجروں کا وسط ایشیا سے آ کر جب ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اس گروہ کا مقابلہ آگ کی پوجا کرنے والی قوم سے پہلے ہوا سابقہ گروہوں کی طرح اس گروہ نے بھی آگ کی پوجا کرنے والی قوم کو آگ پرستش سے منع کیا اور کہا کہ تم لوگ اس آگ کی پوجا کیوں کرتے ہو جبکہ یہ پوجا کرنے والے اور نہ پوجا کرنے والوں میں کوئی تمیز نہیں کرتی اور دونوں فریق کو جلانے میں برابر اپنا اثر دکھاتی ہے پھر تم کو اس کی پوجا کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے یہ بھی تو ہماری طرح خدا کی ایک عاجز مخلوق ہے۔ جس کے جوش اور شعلوں کو خدا کی ایک دوسری مخلوق پانی مدہم و سرد کر دیتا ہے بلکہ جو لوگ اس اگنی دیوتا کی پرستش نہیں کرتے تھے اور نہ اس کو خدا مانتے تھے ان پر یہ آگ اپنے خالق و مالک حقیقی کے حکم سے سرد و گلزار ہو جاتی رہی ہے جیسا کہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم پر آتش کدہ نمرود میں سرد ہو کر گلزار بن گئی تھی۔ جب گوجروں کے تیسرے گروہ سے اگنی پرستوں نے یہ تعجب انگیز باتیں سنیں تو انہوں نے بھی سورج و چاند پرستوں کی طرح گوجروں کے اس تیسرے گروہ کو اگنی نسل یا آگ کے رشتہ دار اور قوم سے خیال کر کے اگنی کا خاندان تصور کیا۔ جس کے بعد تمام آتش پرست اس گروہ کو اگنی کل کہہ کر پکارنے لگے اس دن سے اس تیسرے گروہ کا نام اگنی کل مشہور ہوگیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اگنی کل خاندانوں کو کس طرح پیدا کیا گیا

چوہانوں کا بڑا بھاٹ کب چندر چھتیس راج کلوں سے اگنی کل کو سب سے بڑا اور افضل ثابت کرتا ہے جس کی وجہ فضیلت یہ بتاتا ہے کہ اور خاندان تو عورتوں کی وجہ سے عالم وجود میں آئے ہیں لیکن اگنی کل والوں کو برہمنوں نے یگیہ کے ذریعہ پیدا کیا تھا۔ چنانچہ پورانوں میں اگنی کل راجپوتوں کی پیدائش کے متعلق اس طرح مذکور ہے کہ جب چھتری راجپوتوں کی بداعمالی اور تشدد بیجا کی وجہ سے پرسرام جی کو خفگی وغصہ آیا تو اس نے اکیس مرتبہ چھتری راجپوتوں کی بیخ کنی کے لئے روئے زمین سے بالکل ان کا نام ونشان مٹا دیا اور ہر جگہ چھتری نسل کو نیست و نابود کر کے برہمنوں کی حکومت قائم کی لیکن برہمنوں سے حکومت کا انتظام نہ ہو سکا کیونکہ برہمنوں کا مقدم اور زبردست ہتھیار دعایا بددعا تھا اس لئے اس ہتھیار سے کچھ فائدہ نہ نکلا سارے ملک میں ادہرم یعنی بیدینی کا سکہ بیٹھ گیا اور دھرم شاستر یعنی دین ہنود کی متبرک کتابیں قدموں کے نیچے پائمال ہونے لگیں برہمنوں کو بہت تکلیف محسوس ہوئی کیونکہ ان کی حفاظت کرنے والا اب کوئی نہ رہا اور ان کے لئے شک وغیرہ کرنا مشکل ہوگیا۔ تب برہمن نے بھگوان کے اردگرد یعنی مرشد جنگ آموز بسوامتر کے پاس جا کر التجا کی کہ چھتریوں کو پھر از سر نو پیدا کیا جائے۔ بسوامتر نے ان کی اس درخواست کو منظور کر کے دعا کی اور بددعا کے چار دیوتاؤں کو جن کے نام یہ ہیں اندر، برہما، رودر، بشن ان چار بڑے دیوتاؤں کے علاوہ دیگر کم درجہ دیوتاؤں کو ہمراہ لے کر کوہ آبو پر جھانکے رشی دمنی ہمیشہ دھرم کے کاموں میں مصروف رہتے تھے وہاں آئے اور اگنی کنڈ یعنی آتشی چشمہ کو گنگا جل سے پاک کیا گیا۔ آہوتی دے کر پوجا پاٹ کے بعد اندر دیوتا پر حصر کر کے اس سے درخواست کی کہ وہ یگیہ اور پیدائش کا آغاز کرے اسے دوب یعنی گھاس کی پتلی بنا کر اس پر آب حیات چھڑک کر اگنی کنڈ میں ڈالی پھر جس وقت سنجیون

Marfat.com

منتر پڑھا تو اس کی برکت سے آگ کا ایک شعلہ صورت انسانی بن کر کنڈ سے آہستہ ہاتھ میں سانگ یعنی نیزہ لئے ہوئے اور مار مار کہتا ہوا باہر نکلا اس لئے اس کا اور اس کی اولاد کا نام پر مار رکھا گیا اور اس کی بود و باش کیلئے اس کو آبو دہار اور اوجین کے علاقے بتلا گئے۔

اسکے بعد پھر برہما دیوتا سے کہا گیا کہ آپ بھی اپنی آتش میں سے ایک آدمی پیدا کریں تب اس نے بھی ایک مورت بنا کر ہون کنڈ میں ڈالی۔ جس سے ایک اور آدمی نمودار ہوا جس کے ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں بید تھا اور گلے میں جینو پہنے ہوئے باہر آیا اس کو چالک عرف سولنکی کا خطاب دیا گیا اور پھر اس کو سکونت کرنے کیلئے انہلواڑ پٹن کی جگہ بتائی گئی۔ پھر اسی طرح تیسرے دیوتا رودر نے ایک مورت بنا کر اس پر پانی چھڑکا اور منتر پڑھ کر اس کو ہون کنڈ میں ڈالا تو اس وقت ایک سیاہ فام بدشکل آدمی ہاتھ میں تیر و کمان لئے ہوئے ہون کنڈ سے باہر نکلا۔ جب اس کو دیتوں اور سرکشوں سے مقابلہ کرنے کو بھیجا گیا تو اس کا پاؤں لڑکھڑا گیا۔ اس لئے اس کا نام پریہار رکھا گیا اور اس کو دربان بنا کر نونانگل مارستھلی یعنی جنگل کی نو آبادیوں پر اختیار دیا گیا۔ غرض پھر چوتھے دیوتا بشن جی نے ایک مورتی بنا کر اور اس پر منتر پڑھ کر ہون کنڈ میں ڈالی اسی طرح ایک شخص ہون کنڈ سے ظاہر ہوا جس کے چار ہاتھ تھے۔اور چاروں ہاتھوں میں مختلف ہتھیار تھے اس لئے اس کا نام چتر بھوجا چوہان رکھا گیا۔ دیوتاؤں نے ترقی عمر و اقبال کی دعا دے کر پھر اس کو مکاوتی نگر عرف گورمنڈل کی حکومت عطا کی۔ یہ کل کارروائی دیتوں کی آنکھوں کے سامنے ہوئی تھی۔ تمام دیئت ان رسمیات کا تماشا دیکھ رہے تھے بلکہ اس وقت انکے دو افسر ہون کنڈ کے پاس موجود تھے مگر ان سے یہ پیدائش کا کام روکا نہ جاسکا۔ آخر جب پیدائش کا کام ختم ہوگیا تو ان چارون بہادر جنگ آوران جدید کو دشمن دیتوں کے مقابلے کے واسطے بھیجا گیا اور بڑی خونریز لڑائی

Marfat.com

ہوئی۔ دیتوں کے خون میں سے نئے وئیت پیدا ہونے لگے۔ تب ان نو پیدائش جنگی بہادروں نے دیتوں کا خون پینا شروع کیا اور اس کے بعد ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرنے دیا تا کہ اور وئیت راکش پیدا نہ ہوسکیں اس طرح ان کی زیادتی کو بند کیا گیا۔ جب تمام وئیت مارے گئے تو دیوتاؤں کو بڑی خوشی ہوئی آسمان سے امرت برسا اور پھولوں کی بارش ہوئی۔ جوش خوشی میں آ کر تمام دیوتا اپنے اپنے باہنوں یعنی سواریوں پر سوار ہوکر آسمان پر افق ہوا میں سواریاں دوڑانے لگے۔ اس طرح اس عظیم الشان فتح کی خوشی منائی گئی۔

مندرجہ بالا روایات اور حکایات کو عقل انسانی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ہے کیونکہ یہ ادراک انسانی سے باہر ہیں۔ ان کو سمجھنے اور اندازہ کرنے میں عقل اور فہم دونوں قاصر ہیں۔ ہنود کے پورانوں میں جو ایسے بعید از قیاس واقعات تحریر کئے گئے ہیں۔ یہ سب تاریخی پایہ سے ساقط اور شاعرانہ تخیلات کا نتیجہ ہیں جو ایک افسانہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس خاکی انسان کی پیدائش حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام سے پیشتر نہیں تھی اور زمانہ حضرت آدم علیہ السلام کو تا ایندم تحریر سات ہزار پانچ سو پچاس سال سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور یہ جو کہتے ہیں کہ خاکی انسان کی پیدائش کو پونے دو ارب سال سے زیادہ زمانہ گزرا ہے۔ یہ محض جھوٹ اور باطل ہے۔ اصل تحقیق یہ ہے کہ مملکت ہند بھی مثل دیگر ممالک ربع مسکوں کے حضرت آدم علیہ السلام کے فرزندوں کے وجود سے معمور آباد ہوئی تھی۔ شروع اس اجمال کی یہ ہے کہ طوفان کے بعد منوجی یعنی حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تینوں فرزندوں کو جن کے نام سام و حام اور یافث تھے۔ خالق ارض و سما کے حکم سے اطراف ربع مسکوں میں آبادی کے لئے بھیج کر ان کو کشت و کار کا حکم دیا تھا کیونکہ زمانہ قدیم کے اہل ہنود علم تاریخ سے بالکل ناواقف ہوتے تھے اسلئے انہوں نے اوٹ پٹانگ بعید از قیاس واقعات اپنی

Marfat.com

کتابوں میں تحریر کر دیئے ہیں۔ جن کو اگر آج صحیح مان کر تاریخ کا درجہ دیا جائے تو گویا اپنی عقل و سمجھ کو دماغ سے رخصت کرنے کے مترادف ہے۔ ہندوستان اور اہل ہند کی صحیح و مستند تاریخ اصل میں مسلمانوں کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے۔ جب مسلمان اس ملک میں آئے تو انہوں نے اس ملک کی تاریخ بھی لکھنی شروع کی کیونکہ مسلمانوں کو ہمیشہ علم سیر و تاریخ کا شوق رہا ہے اس لئے یہ اپنے زمانہ حکومت میں ملک ہند کے صحیح حالات بالتفصیل قلمبند کرتے رہے ہیں جن کی طفیل ملک ہند میں آج علم تاریخ نظر آتا ہے لیکن مسلمانوں سے پیشتر جو تاریخ ہند کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ ماضی کے حالات اور واقعات پر سخت پردہ تاریک پڑا ہوا ہے۔ آمدم برسر مطلب۔

نند مہر قوم آہیر سے تھا اس کا گوجروں سے اور گوجروں کا اس سے کسی قسم کا قومی یا نسلی تعلق نہیں گوجروں نے کبھی اس کو اپنا مورث اعلیٰ تسلیم نہیں کیا

• بھاٹوں سے ایک قلیل التعداد گروہ جو علم تاریخ و انساب سے محض ناواقف اور کورا ہے یہ گوجر قوم کو نند مہر آہیر جو کرشن جی مہاراج کا کفیل اور پرورش کنندہ تھا اس کی اولاد قرار دیتا ہے حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور غلط بات ہے کیونکہ نند مہر گوجر نہیں تھا۔ یہ قومیت کے لحاظ سے آہیر تھا جس کو تمام اہل ہنود آج بھی آہیر قوم سے تسلیم کرتے ہیں اور آہیر قوم گوجر قوم سے ایک جدا قوم ہے جس کا گوجر قوم سے کسی قسم کا بھی قومی یا نسلی تعلق نہیں اور نہ ان دونوں قوموں میں آج تک تعلقات ازدواج ہی قائم ہو سکے ہیں۔ باوجود ہم وطن اور ہم پیشہ ہونے کے گوجر قوم آہیروں سے علیحدہ اور آہیر قوم گوجروں سے علیحدہ زمانہ قدیم سے چلی آتی ہے کبھی ان دونوں قوموں نے آپس میں برضاؤ رغبت رشتہ و ناطہ داری کے تعلقات قائم نہیں کئے بلکہ ہمیشہ سے یہ دونوں ایک دوسرے کو اپنے سے علیحدہ ایک جدا قوم تصور کرتی چلی آتی ہیں۔ سوائے پیشہ چوپانی و زمیندارے کے ان

Marfat.com

دونوں قوموں میں کسی قسم کی مواصلت و مطابقت بھی نہیں پائی جاتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ آہیر قوم کے لوگ ہندوستان کے اصل اور قدیم باشندے ہیں جیسا کہ تاریخوں سے ثابت ہے اور گوجر قوم ایک بیرونی قوم ہے جو دو سو سال قبل مسیح اور بقول انگریزی مورخوں کے چوتھی اور پانچویں صدی عیسوی کے درمیان وسط ایشیا سے آکر ہندوستان میں آباد ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ایک یہ دلیل ہے کہ نند مہر کے زمانہ کو آج تک پانچ ہزار ایک سو سال کا عرصہ تا ایندم تحریر گزرا بیان کرتے ہیں اور اس کے بالمقابل جین مت والے نند مہر کے زمانہ کو آج تک چھیاسی ہزار سال سے اوپر عرصہ گذرا بیان کرتے ہیں اب قوم گوجر اور نند مہر کے تفاوت زمانہ کو دیکھو کہ آج گوجر قوم کے مورث اعلیٰ شہزادہ اسکندر روس کے زمانہ کو دو ہزار دو سو سال تا ایندم تحریر گزرا ہے اور اتنا ہی عرصہ عالم وجود میں آئے ہوئے گوجر قوم کو گزر چکا ہے اب بحساب پانچ ہزار سال کے نند مہر کے زمانہ سے گوجر قوم اور اس کے مورث اعلیٰ کا زمانہ تین ہزار سال بعد آتا ہے اور اگر بحساب جین مت کے چھیاسی ہزار سال کو لیا جائے تو اس حساب سے نند مہر کے زمانہ کے بعد گوجروں کے مورث اعلیٰ کا زمانہ چوراسی ہزار سال بعد آتا ہے۔ گویا ایک حساب سے نند مہر کے تین ہزار سال بعد اور دوسرے حساب سے چوراسی ہزار سال بعد گوجر قوم اور اس کے مورث اعلیٰ کا زمانہ آتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ نند مہر ہندوستان میں پیدا ہوا اور ہمیشہ یہیں رہا اور یہیں فوت ہوا۔ ہندوستان کے باہر غیر ممالک میں یہ کبھی نہیں گیا اور نہ کہیں اس کا باہر جانا ثابت ہے۔ اس کے بالمقابل گوجروں کے مورث اعلیٰ کو دیکھو کہ وہ ملک یونان میں پیدا ہوا۔ پھر وسط ایشیا میں جا کر اپنے باپ کے ہمراہ فتوحات کرتا رہا۔ پھر اسی ملک میں رہ کر اس نے اس ملک کی عورتوں سے اپنی دو شادیاں کیں۔ اسی ملک میں ان عورتوں کے بطن سے اس کی اولاد پیدا ہوئی جس نے وسط ایشیا اور دیگر ملکوں پر قبضہ کر کے اپنی

Marfat.com

حکومتیں قائم کیں۔ پھر وسط ایشیا سے واپس جا کر گوجروں کا مورث اعلیٰ یونان میں فوت ہوا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ کرشن جی مہاراج کے بیٹوں کی طرح ممکن ہے کہ نندمہر کی اولاد سے بھی بعض اشخاص ہندوستان سے باہر جا کر غیر ممالک میں سکونت پذیر ہوئے ہوں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں ہندوستان سے باہر کوہ ہمالیہ کے پار کسی غیر ملک میں جانا اور سفر کرنا ہندو قانون اور ہندو مذہب میں ایک جرم و گناہ عظیم سمجھا جاتا تھا۔ پھر کس طرح کوئی ہندوستان سے باہر جا کر سکونت پذیر ہوسکتا تھا۔ اب ان سب امور کو مدنظر رکھ کر خیال کیا جائے کہ نندمہر اور گوجر قوم میں کس قدر اختلاف نسل و اختلاف سکونت اور تفاوت زمانہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے فرق و امتیازات ایسے ہیں جو گوجر قوم کو نندمہر کی اولاد ثابت نہیں کر سکتے پھر کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ گوجر قوم نندمہر آہیر کی اولاد ہے حالانکہ بھاٹوں کا یہ گروہ گوجر قوم کے جو شجرے اور نسب نامے اپنے پاس رکھتا ہے۔ ان شجروں اور نسب ناموں میں بھی نندمہر کا کہیں نام نہیں آتا۔ پھر معلوم نہیں کہ یہ گروہ کیوں ایسی جھوٹ اور غلط باتیں بیان کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض چالاک بھاٹ اور مراسی عمداً بھی اپنے ججمانوں کو ایسے من گھڑت اور جھوٹ قصے سنا کر ان کو غلط فہمی میں مبتلا رکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ جب دیکھتے ہیں کہ ہمارے ججمان ہماری خدمت و مدد نہیں کرتے تو پھر اس گروہ کے بھاٹ یا مراسی اس حکمت عملی سے کام لے کر اپنے ججمانوں کو مغالطوں میں ڈالتے ہیں تاکہ یہ لوگ بھاٹوں کی ضرورت کو محسوس کیا کریں لیکن بھاٹوں کے اس گروہ کو یاد رکھنا چاہئے کہ اب گوجر قوم ایسے مغالطوں میں نہیں پڑ سکتی کیونکہ اب اس کی روشن تاریخ اس کے سامنے ہے۔ اب کوئی لاعلم اور ایسا ناواقف گوجر ہوگا جو باوجود اتنے فرق و امتیازات کے ہوتے ہوئے نندمہر آہیر کو اپنا مورث اعلیٰ تسلیم کرے گا۔ نندمہر اگر کسی قوم کا مورث اعلیٰ ہوسکتا ہے تو وہ قوم

Marfat.com

آہیر کا ہو سکتا ہے نہ کہ گوجروں کا جن سے اس کا کسی قسم کا بھی قومی یا نسلی تعلق نہیں ہے اس لئے ہم بھاٹوں کے اس گروہ کے اس بیان کو کہ گوجر قوم نند مہر کی اولاد ہے نا قابل اعتبار اور غلط سمجھ کر رد کرتے ہیں۔

سکندر اعظم بے اولاد نہیں تھا بلکہ صاحب اولاد تھا

اس کے ساتھ ہی اب ہم ان لوگوں کی غلط فہمی کو بھی دور کرنا چاہتے ہیں جو کہ بوجہ کم علمی یا تاریخ سے ناواقفیت کے باعث اس مغالطہ میں مبتلا ہیں کہ سکندر اعظم بے اولاد تھا۔ اس کی بیویوں کے بطن سے اس کی کوئی نرینہ اولاد پیدا نہیں ہوئی اور وہ دنیا سے لاوارث فوت ہوا ہے۔ جن لوگوں کا سکندر اعظم کے متعلق یہ خیال ہے ان کی معلومات و تحقیقات کا ذریعہ صرف تاریخ ہند یا چند سنی سنائی حکایتوں اور قصہ جات تک محدود ہے۔ بس اس کے آگے ایسے لوگوں کا سرمایہ معلومات ختم ہو جاتا ہے۔ علاوہ تاریخ ہند کے اگر ان کو علم سیر پہ عبور ہوتا اور یہ دیگر ملکوں کی قدیم و مستند تاریخوں کو بھی مطالعہ کرتے تو پھر یہ کبھی اس بات کے قائل نہ ہوتے کہ سکندر اعظم لاولد یا بے اولاد تھا کیونکہ ممالک ایران و یونان کی قدیم تاریخوں سے یہ بات ثابت ہے کہ سکندر اعظم نے اپنی عمر میں چار شادیاں کی تھیں اور ان چاروں عورتوں کے بطن سے سکندر کی اولاد بھی پیدا ہوئی تھی جس سے اسکندر اعظم کی نسل کا سلسلہ قائم ہو کر آگے بھی بدستور بڑھتا رہا اور آج تک یہ سلسلہ بدستور چلا آتا ہے۔ سینکڑوں خاندان دنیا میں اولاد سکندر سے اس وقت بھی موجود ہیں۔ الغرض سکندر اعظم کی پہلی عورت یونانی قوم سے تھی۔ دوسری عورت بخارا کے رہنے والی ترکی قوم سے تھی۔ تیسری اور چوتھی ملک فارس کے رہنے والی فارسی النسل عورتیں تھیں۔ جن میں دارا شاہ فارس کی لڑکی بھی شامل ہے جس کے بطن سے سکندر کی وفات کے بعد ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا جو چند روز زندہ رہ کر پھر مر گیا تھا لیکن بعض مورخین ماضی کی طرح بعض مورخین حال بھی ایک

Marfat.com

پرانی اور غلط تحقیق کی پیروی کرتے چلے آتے ہیں اور خود تحقیق و تدقیق کی زحمت برداشت کرنا نہیں چاہتے اور یہ لکھتے ہیں کہ شہزادہ اسکندر روس گرجی شہزادی روشنگ کا بیٹا تھا جو داراشاہ فارس کی بیٹی تھی حالانکہ یہ دونوں باتیں بالکل غلط ہیں نہ شہزادی روشنگ دارا کی بیٹی تھی اور نہ اسکندر روس شہزادی روشنگ کا حقیقی بیٹا تھا بلکہ یہ سکندر اعظم کی یونانی بیوی منرواتس کے بطن سے تھا جو سکندر کی زندگی میں اس کے بادشاہ ہونے سے پیشتر ملک یونان میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے بعد اب ہم مستند تاریخوں سے بطور شہادت و ثبوت کے چند حوالے ایسے پیش کرتے ہیں کہ جن سے سکندر کی زندگی میں اس کا صاحب اولاد ہونا ثابت ہوگا لیکن سب سے اول ایک منظوم فارسی تاریخ جو سکندر کے حال میں لکھی ہوئی ہے اور جس کو اکثر عوام اور خاص لوگ بڑے شوق سے پڑھا کرتے ہیں اس کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔

زشاہ جہاں روشنگ[1] بارذاشت ۔ صدف در شکم در شہوار داشت
چوموکب درآمد بیونان زمیں ۔ گرانبار شد گوہر نازنیں
چو نہ ماہ شدگان گوہر کشاد ۔ جہاں برگہر گوہر نونہاد
نہاد ند نامش پس ازمہد بوس ۔ بفرمان اسکندر سکندروس
ہارسطو کہ دستور درگاہ بود ۔ بیونان زمین نائب شاہ بود
ملکزادہ رادرخرام و خورش ۔ ہمیداوچوں جان خود پرورش

(بحوالہ سکندر نامہ فارسی صفحہ ۳۰۶ مصنفہ حضرت نظامی گنجوی)

۲۔ درہنگام بازگشت درشہر زور بابل کہ نزدیکی بغداداست جہاں رابدرود گفت روزگار زندگانیش سی وشش سال بود پس از دے دریونان بادشاہی بہ پسرش اسکندروس واوند۔ نہ پذیرفت وگفت دانشورے مرا از بادشاہی بے نیاز ساختہ۔ گوشہ گیری گزید ناچار دریونان بتلیموس رابہ شہریاری نشاندند (بحوالہ نامہ ضروان صفحہ ۴۷، ۵۷ مولفہ آقا مرزا ملک الکتاب شیرازی)

---

[1] شہزادی روشنگ اصل میں بخارا کے بادشاہ اوگزز بیز کی بیٹی تھی جس کا اصل نام رکسانا تھا۔

Marfat.com

۳۔ ۳۲۳ قبل از مسیح جب یہ خبر ہندوستان سے دریائے نیل تک پہنچ گئی کہ سکندر اعظم فوت ہو گیا ہے تو ہر ایک جگہ فساد برپا ہو گئے اور سکندر کے جرنیل لڑ پڑے تو پرویکس نے جو سکندر کے بیٹے کے نابالغی کے زمانہ میں بلن میں ایجنٹ تھا طبعی طور پر ایجنسی کا دعویٰ کیا۔

بحوالہ تاریخ ایران قدیم ترجمہ اردو صفحہ ۱۰۶ مولفہ مسٹر ایس۔ جی ڈبلیو نجمین سابق سفیر امریکہ

۴۔ دارا کی بڑی بیٹی سے سکندر کی دوسری شادی تھی اور اس کے بیشتر سکندر اعظم نے بخارا کی شہزادی رکسانا سے شادی کی تھی۔ اور رکسانا کے بطن سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا۔ جب سکندر اعظم کی وفات کی اطلاعیں اس کے سپہ سالار انٹی پاٹر کو ملک یونان میں پہنچیں تو اس نے سکندر کے ضیف القویٰ بیٹے کی اور اپنی مشترکہ بادشاہت کا اعلان کر دیا تو یہ اس کا محض حیلہ تھا اور جلدی اور کچھ دیر بعد انٹی پاٹر خود بادشاہ بن بیٹھا بحوالہ تاریخ یونان قدیم اردو مولفہ سید ہاشمی فرید آبادی علیٰ ہذالقیاس تاریخ دلکشائے شمشیر خانی قلمی بزبان فارسی اور مرقع گوجراں و شاہنامہ فردوسی و گلدستہ شجاعت اور مرأت گوجراں و زینت' لتاریخ وغیرہ کتابوں میں سکندر اعظم کا اپنی زندگی میں صاحب اولاد ہونا ثابت ہے۔ ان تاریخوں کے علاوہ اور بھی متعدد تاریخوں میں لکھا ہے کہ سکندر اعظم کی اولاد نرینہ موجود تھی۔ جس سے نسل سکندری کا سلسلہ آگے بھی بدستور بڑھتا رہا۔ لیکن ہم بخوف طوالت مزید حوالے اس کتاب میں درج نہیں کر سکتے اگر کسی کو زیادہ اطمینان کی ضرورت ہو تو وہ علم سیر و تاریخ کی بڑی بڑی کتابوں اور قومی انساب میں تدقیق و تحقیق کرے۔

ایک اور غلط فہمی کا ازالہ

بعض دفعہ بعض جاہل و بنجر بھاٹوں اور قوم گوجر کے بعض اہل علم اشخاص میں ابتدائی نسب نامہ سے لاعلمی اور ناواقفیت کے باعث ایک غلط فہمی پڑ جاتی ہے

Marfat.com

یعنی قوم گوجر کے اہل علم اشخاص کہتے ہیں کہ ہم حضرت عیص بن اسحاق کی اولاد ہیں اور جملہ اقوام گوجر انہیں کی ذریات سے ہے لیکن جب یہ اپنے بھاٹوں سے دریافت کرتے ہیں تو وہ انکو سکندر اعظم کی اولاد اور نسل سے ظاہر کرتے ہیں جس وجہ سے ان دونوں کے بیان میں اختلاف واقع ہو جاتا ہے اور اکثر بحث چھڑی رہتی ہے مگر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں یہ دونوں عاجز رہ جاتے ہیں جس کا سبب ابتدائی نسب نامہ سے ناواقفیت ہوتا ہے۔ حقیقت میں دونوں سچے ہوتے ہیں مگر ابتدائی نسب نامہ نہ جاننے کے موجب دونوں فریق غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں جسکی اصل وجہ یہ ہے کہ بھاٹ یا مراسی لوگ اکثر ناخواندہ اور جاہل ہوتے ہیں۔ ان کو وہی کچھ یاد ہوتا ہے جو ان کے باپ دادا ان کو پڑھا سکھا گئے ہوں۔ اس کے آگے ان کی معلومات کا علم محدود ہوتا ہے اور جن بھاٹوں کے باپ دادا ان کو کچھ سکھا پڑھا نہیں جاتے تو وہ بھاٹ سرکاری دفتروں میں جا کر کسی قانون گو یا پٹواری کو کچھ دے دلا کر اپنے ججمانوں کے شجرے نسب حاصل کرکے ان سے اپنے ججمانوں کے بڑے بزرگوں کے نام یاد کرکے ان کو سنا دیا کرتے ہیں اور بعض بھاٹ یہ بھی کرتے ہیں کہ جس کسی گوت یا ذات کا انہوں نے مراسی یا بھاٹ بننا ہوتا ہے اس ذات کے کسی بڑے بوڑھے شخص سے پہلے ملاقات کرتے ہیں۔ پھر اس سے اس کی ذات والوں کے چند بڑے بڑے فوت شدہ بزرگوں کے نام یاد کرکے اس ذات کے لوگوں کو آ کر سنا دیتے ہیں لیکن تمام بھاٹ ایسے نہیں ہوتے اور نہ تمام ایسا کرتے ہیں۔ ان میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو گوجروں کے تمام نسب ناموں سے پوری طرح واقف اور ان کی قومی روایات سے پورے باخبر ہوتے ہیں۔ ایسے باخبر بھاٹ یا مراسی لوگ قوم گوجر کے اہل علم اشخاص کی اچھی طرح تسکین قلب کرکے انکو مطمئن کر دیا کرتے ہیں۔ یہ اختلاف یا غلط فہمیاں صرف جاہل بھاٹوں یا ابتدائی نسب نامہ سے ناواقف اہل علم اشخاص

Marfat.com

میں واقع ہوتی ہیں جس کی وجہ وہی ہے کہ اہل علم اشخاص کو اپنا ابتدائی نسب نامہ معلوم نہیں ہوتا اور نہ یہ اس کو معلوم اور یاد کرنے کی کوشش ہی کرتے ہیں۔ اسی طرح جاہل بھاٹ ہیں جن کو اپنے گوجر جمانوں کا ابتدائی نسب نامہ مکمل طور پر یاد نہیں ہوتا۔ یہ بھی سکندر اعظم سے شروع کر کے اس کے بعد جو پشتیں ہیں ان کے نام ان جاہل بھاٹوں کو بھی یاد نہیں ہوتے اس لئے دونوں فریق غلط فہمی میں مبتلا ہو کر بحث کرتے رہتے ہیں لیکن اب ہم ان تمام غلط فہمیوں کو شروع فصل سے اخیر فصل تک ناظرین تاریخ پر واضح کرتے چلے آئے ہیں ان کو دور کرنے کیلئے قوم گوجر کا ابتدائی اور صحیح نسب نامہ یہاں درج کر کے ان سب کا ازالہ کرتے ہیں اس کے بعد پھر صاحبان نسب کے مختصر حالات حضرت ابراہیم سے لے کر سکندر اعظم تک نام بنام لکھ کر پھر قوم گوجر کی تاریخ لکھیں گے۔

نسب نامہ قوم گوجر

۱۔ حضرت آدم	۲۔ شیت	۳۔ انوش
۴۔ قینان	۵۔ مہلا بل	۶۔ یرو
۷۔ اخنوغ	۸۔ متوشلخ	۹۔ لمک
۱۰۔ حضرت نوح	۱۱۔ سام	۱۲۔ ارفخشذ
۱۳۔ شالخ	۱۴۔ عابر	۱۵۔ فالغ
۱۶۔ ارعو	۱۷۔ ساروع	۱۸۔ ناحور
۱۹۔ تارخ	۲۰۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ۱۹۹۶ قبل مسیح	۲۱۔ اسحاق
۲۲۔ عیص	۲۳۔ رعوائیل	۲۴۔ ضارہ
۲۵۔ ایوب	۲۶۔ حومل	۲۷۔ بشر عرف ذوالکفل
۲۸۔ عبدان	۲۹۔ ارغولس	۳۰۔ الکیس

Marfat.com

۳۱۔ پرسیس	۳۲۔ امفی تریون	۳۳۔ ہرقلیس
۳۴۔ ہائی لیئس	۳۵۔ زوتھیئس	۳۶۔ آئی لیکس
۳۷۔ آیونیئس	۳۸۔ پروکاس اول	۳۹۔ کلائیفس
۴۰۔ انیطس	۴۱۔ امن تاس اول	۴۲۔ سکندر اوّل
۴۳۔ طرطیوس	۴۴۔ پروکاس ثانی	۴۵۔ شاہ ارکیلوس
۴۶۔ امن تاس ثانی	۴۷۔ فیلقوس	۴۸۔ سکندر اعظم

۴۹۔ شہزادہ اسکندر روس
گرجی

یہی شہزادہ قوم گوجر کا مورث اعلیٰ ہے اس کے دس بیٹے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) اشکانیئس (۲) جازجیئس (۳) سکائی نیئس (۴) ایگو ویئس (۵) کوشانیئس (۶) کدارئیس (۷) تونامیس (۸) کارلیکس (۹) تاکتیس (۱۰) تریدئیس۔ انہی دس شہزادگان گرجی کی پشتوں سے قوم گوجر عالم وجود میں آئی تھی۔

فصل سوم

حضرت ابراہیم

یسو پوٹیمیا یعنی عراق عرب میں جہاں اب شہر کوفہ واقعہ ہے وہاں پر پہلے زمانہ میں ایک بڑا عظیم الشان شہر بابل نام آباد تھا اور یہ عظیم الشان شہر نمرود بادشاہوں کا دارالخلافہ تھا۔ اس شہر کے نزدیک ایک قصبہ ارفہ نام تھا جس میں حضرت ابراہیم کے والدین رہا کرتے تھے۔ اسی قصبہ کے پاس ایک پہاڑ کی غار میں حضرت ابراہیم جد امجد انبیاء علیہم السلام اور جد قوم گوجراں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا غار کوہ میں پیدا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت کا نمرود جس کا اصل نام

Marfat.com

کادولا اومر تھا۔ وہ بڑا ظالم و جابر بادشاہ تھا اورخود اپنے آپ کو خدا کہتا تھا اور دعوے الوہیت کر کے خلقت سے اپنی پرستش کراتا تھا۔ اسی لئے یہ نمرود کتب تاریخ میں بہت مشہور چلا آتا ہے۔ شاہان بابل کا لقب شاہی نمرود ہوا کرتا تھا۔ مگر اس لقب نے کادولا اومر کے پیشتر اتنی شہرت حاصل نہیں کی جتنی کہ کادولا اومر کے ظلم کی وجہ سے اس وقت اور اس کے بعد اس کو حاصل ہوئی بلکہ کادولا اومر کا اپنا اصل ذاتی نام بھی جاتا رہا اور آج تاریخ میں اسی نام نمرود سے نامزد ہے۔ منجموں نے اس نمرود کے متعلق ایک پیشگوئی کر کے اس کو کہا کہ ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو تیری الوہیت کو باطل قرار دے کر تیری بادشاہت کو بھی تباہ و برباد کرے گا تب نمرود نے اس خطرہ کو محسوس کر کے پیش از خطر احتیاطی تدبیریں اختیار کرنی شروع کیں اور اپنے تمام قلم رو میں حکم دیا کہ جو بچہ کسی کے گھر نیا پیدا ہو اس کو قتل کر دیا جائے چنانچہ بہت مدت یہ سلسلہ قتل جاری رہا ہزار ہا بیگناہ اور معصوم بچے اس ظالم نے قتل کرادیئے۔ انہی دنوں تارخ کی بیوی بھی حاملہ تھی مگر اس کے حاملہ ہونے کی سوائے اس کے اور کسی کو خبر نہیں تھی۔ جب اس نیک بی بی کے ایام حمل پورے ہوئے تو وہ بخوف قتل فرزند کے ایک پہاڑ کی غار میں چلی گئی، وہاں جا کر اس کے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام اس نے ابراہیم رکھا اور پھر اس بچے کو دودھ پلا کر غار کا دروازہ بڑے پتھروں سے بند کر کے بچے کو اکیلا غار میں چھوڑ کر گھر میں چلی آئی کہ مبادا ظالم نمرود بچے کو میری گود میں دیکھ کر قتل نہ کروا ڈالے اس لئے وہیں غار میں اس نے اپنے بچے کو پرورش کرنا شروع کیا۔ ہر روز حضرت ابراہیم کی والدہ غار میں آپ کے پاس جاتی اور آپ کو دودھ پلا کر غار کا دروازہ پتھروں سے بند کر کے اپنے گھر واپس چلی آتی۔ اسی طرح سات سال غار میں رہتے ہوئے حضرت ابراہیم کو گزر گئے اور خداوند تعالیٰ آپ کی حفاظت کرتا رہا۔ خدا نے آپ کی پرورش کے تمام سامان وہاں ہی پیدا کر دیئے تھے اور ہر بلا سے حضرت ابراہیم

Marfat.com

کو محفوظ رکھا تھا۔

ایک دن حضرت ابراہیم نے اپنی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ اے ماں تمہارا خدا کون ہے۔ آپ کی والدہ نے کہا کہ تمہارا باپ تارخ جو مجھے کھانے کو دیتا ہے۔ پھر ابراہیم نے کہا کہ اس کا خدا کون ہے والدہ نے کہا کہ ستارے ہیں جن کی وہ پرستش کرتا ہے پھر ابراہیم نے کہا کہ ستاروں کا خدا کون ہے تو آپ کی والدہ اس کا کچھ جواب نہ دے سکی اور لاجواب ہو کر گھر کو چلی گئی۔ ایک رات حضرت ابراہیم غار سے باہر نکل کر آسمان کی طرف دیکھنے لگے اور ستاروں کو دیکھ کر کہنے لگے کہ میرے ماں باپ ان ستاروں کو خدا کہتے ہیں۔ پھر آپ کی ایک موٹے ستارے پر نظر پڑی تو کہا کہ شاید یہ میرا رب ہو جب وہ ستارہ غائب ہوگیا تو کہا کہ مجھے ایسے چھپنے والے خدا کی خواہش نہیں ہے اس کے بعد پھر چاند نمودار ہوا تو آپ نے اس کو دیکھ کر کہا کہ شاید میرا حقیقی خدا ہو جب چاند بھی غروب ہوگیا تو کہا کہ میرا حقیقی خدا مجھے سمجھ و ہدایت نہ کرتا تو آج میں گمراہوں میں ہو جاتا۔ جب رات ختم ہوئی اور دن کو سورج طلوع ہوا تو حضرت ابراہیم نے اس کو کہا کہ یہ میرا اصل اللہ ہوگا کیونکہ یہ سب سے زیادہ منور ہے آخر جب شام کو سورج بھی غروب ہونے لگا تو آپ نے کہا کہ مجھے ایسے طلوع و غروب ہونے والے خداؤں کی ضرورت نہیں ہے۔ اسکے بعد پھر اپنی قوم میں آئے اور آ کر کہا کہ اے قوم جن کو تم خدا و اللہ مانتی ہو وہ ہرگز اس لائق نہیں کہ ان کو اپنا الہ یا خدا تسلیم کیا جائے کیونکہ یہ اپنی اصل حالت پر قائم نہیں رہتے اور ان کی حالتیں بدلتی رہتی ہیں کبھی یہ طلوع ہوتے ہیں اور کبھی غروب ہوتے ہیں لیکن حقیقی خداوند تعالیٰ کی ذات اس تغیر و تبدل سے پاک ہے اس لئے میں تمہارے ان معبودوں اور خداؤں سے بیزار ہوں اور میرا خدا وہ ہے جو قادر مطلق ہے۔ زمین و آسمان کا مالک و خالق ہے اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا جن کو تم خدا مانتے ہو وہ سب کے سب حادث اور فانی صفت ہیں آ

Marfat.com

اب تم ایک خدا کی عبادت کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے۔

حضرت ابراہیم کا باپ تارخ بادشاہ نمرود کا خاص چوبدار تھا۔ جب وہ فوت ہونے لگا تو اس نے حضرت ابراہیم کو اپنے بھائی آذر کے سپرد کیا جس کے بعد حضرت ابراہیم اپنے چچا آذر کے پاس رہنے لگے۔ جب آپ جوان ہوئے تو خداوند تعالیٰ کی طرف سے آپ کو پیغمبری کی بشارت ملی۔ ساتھ ہی آپ پر وحی بھی نازل ہونے لگی اور خدا نے آپ کو حکم بھیجا کہ اب جا کر تم میری مخلوق کو میری طرف بلاؤ اور سب کو ہدایت کرو کہ میرے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور بتوں کی پوجا سے ان کو منع کرو۔ جب حضرت ابراہیم کو یہ حکم ملا تو آپ اعلانیہ گھر سے باہر نکل کر مخلوق خدا کو توحید کی دعوت دینے لگے۔ بتوں اور نمرود کی خدائی کو باطل قرار دے کر ان کی پرستش سے لوگوں کو منع کرنے لگے ہوتے ہوتے جب نمرود کو بھی اس بات کی خبر ملی کہ ابراہیم تیری اور بتوں کی پوجا سے لوگوں کو منع کرتا ہے تو نمرود نے حضرت ابراہیم کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ جب نمرود کے دربار میں حضرت ابراہیم تشریف لائے تو آپ نے آتے ہی نمرود کو بھی توحید کی دعوت دے کر اس کو خدا کے عذاب سے ڈرایا لیکن اس ظالم پر کچھ اثر نہ ہوا اور طرح طرح کی حجتیں پیش کرنے لگا جن کو حضرت ابراہیم خوب طرح رد کرتے رہے آخر یہ لاجواب ہو کر آپ کا سخت جانی دشمن ہو گیا اور درپے آزار ہو کر آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگا جب ان تکلیفوں کی وجہ سے بھی حضرت ابراہیم اپنی تبلیغ توحید سے باز نہ آئے تو پھر اس ظالم نمرود نے ایک آتش کدہ آپ کے جلانے کیلئے تیار کرایا جب وہ آتش کدہ خوب گرم ہوا تو منجنیق کے ذریعہ اس میں حضرت ابراہیم کو ڈال دیا گیا مگر اس حافظ حقیقی نے آپ کی حفاظت کیلئے وہاں بھی سامان مہیا کر دیئے اور آگ میں جلنے سے آپ کو محفوظ رکھا گو بظاہر میں وہ آگ نظر آتی تھی لیکن حقیقت میں وہ گلزار ہو گئی تھی جس میں حضرت ابراہیم بیٹھے ہوئے تھے۔ جب

Marfat.com

نمرود کی یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی تو پھر وہ اور قسم کی تدبیریں آپ کو تکلیف دینے کی سوچنے لگا اور حضرت ابراہیم بھی اس کے ظلم سے تنگ آ کر ہجرت کرنے پر آمادہ ہوگئے اور اپنے وطن عزیز شہر بابل کو چھوڑ کر مصر کی جانب روانہ ہوئے جب راستے میں ایک شہر جزائن الوجہ میں پہنچے تو وہاں کے بادشاہ کی بیٹی آپ کو دیکھ کر عاشق ہوگئی اور آپ سے نکاح کی درخواست کرنے لگی آخر آپ نے اس کے باپ بادشاہ کی اجازت سے اس کے ساتھ نکاح کرلیا اس شہزادی کا نام سائرہ خاتون تھا اور یہ بہت حسینہ وجمیلہ عورت تھی۔ حضرت ابراہیم کچھ مدت اس شہر میں رہے پھر اس شہزادی سائرہ خاتون کو ساتھ لے کر ملک مصر کی طرف روانہ ہوئے ان دنوں ملک مصر کا بادشاہ ابی ملک تھا جو بڑا فاسق فاجر اور ظالم بادشاہ تھا جب حضرت ابراہیم ملک مصر میں بمعہ اپنی بیوی کے پہنچے تو وہاں کا بادشاہ ابی ملک شہزادی سائرہ کے حسن و جمال کو دیکھ کر دنگ رہ گیا اور حضرت ابراہیم سے سائرہ خاتون کو یہ ظالم بادشاہ جبراً چھین کر اپنے محلسرائے میں لے گیا تب حضرت ابراہیم نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور کہا کہ اے خداوند میرے ناموس کا تو ہی محافظ ہے اور سائرہ خاتون کی عصمت کو اس ظالم کے ہاتھ سے تو ہی محفوظ رکھ سکتا ہے یہ دعا فوراً حضرت ابراہیم کی قبول ہوگئی جب وہ ملعون ابی ملک ناموس پیغمبر پر دست اندازی کرنے کا قصد کرنے لگا تو فوراً خداوند تعالیٰ کے حکم سے اس کے ہاتھ پاؤں شل ہوگئے اور زمین میں زانوں تک دھنس گیا آخر یہ کمبخت مجبور و لاچار ہو کر توبہ کرنے لگا اور سائرہ خاتون سے معذرت کر کے کہنے لگا کہ للہ میرا قصور معاف فرما کر میرے حال زار پر رحم فرمائیں اور اپنے خدا سے میرے لئے دعا کریں کہ مجھے اس مصیبت و عذاب سے نجات بخشے اور آزاد کر دے۔ خاتون موصوفہ نے کہا کہ اے بدبخت یہ میری بددعا نہیں ہے بلکہ میرے صاحب کی بددعا ہے جو اللہ کا پیارا اور دوست و مقبول ہے وہی تجھے یہ خطا معاف کر سکتا ہے میرا اس میں مطلق کوئی

Marfat.com

اختیارنہیں تب اس نے حضرت ابراہیم کو اپنے پاس بلا کر درخواست کی کہ میری یہ خطا معاف فرما کر مجھے اس عذاب سے نجات دلائیں اور میں نے آپ پر ظلم کیا ہے لیکن اب میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں آئندہ پھر کبھی ایسی خطا کا مرتکب نہیں ہوں گا ابی ملک کو حضرت ابراہیم نے کہا کہ یہ عذاب میرے حکم سے نازل نہیں ہوا بلکہ یہ میرے خدا کے حکم سے نازل ہوا ہے میں تو اس کا ایک بندہ ہوں میرا اس میں کچھ اختیارنہیں اسی اثنائے میں جبریل فرشتہ اللہ کا سلام اور پیغام لے کر حضرت ابراہیم کے پاس پہنچا اور بعد سلام کے پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب تک ابی ملک تجھ کو اپنا تمام ملک وخزانہ نہ دیوے تب تک تو اس پر ہرگز راضی نہ ہونا تب حضرت ابراہیم نے اس بادشاہ سے کہا کہ میرا رب مجھے ایسا فرماتا ہے کہ جب تک تو مجھے اپنا تمام خزانہ و ملک نہ دیوے تب تک میں تجھے معاف نہیں کرسکتا ابی ملک بادشاہ نے یہ شرط سن کر اسی وقت اپنا تمام ملک وسلطنت بمعہ خزانہ حضرت ابراہیم کو دے دیئے جس کے بعد حضرت ابراہیم نے دعا کر کے اس کو اس عذاب سے نجات دلا دی۔

مروی ہے کہ حضرت ابراہیم نے اس کے تمام ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر کے امکھیہ جو جانب کنعان تھا وہ بمعہ کنعان کے اپنے پاس رکھا اور باقی امکھیہ ملک اس کو واپس دے دیا پھر بادشاہ ابی ملک نہایت خوبصورت ایک دوشیزہ خادمہ لے کر سائرہ خاتون کی خدمت میں حاضر ہوا اور دست بستہ ہو کر عرض کی اے عفت مآب نیک خاتون میں اس بے ادبی اور بے اندیشہ سے جو آپ کے متعلق میرے دل میں پیدا ہوا تھا معافی کا خواستگار ہوں اور یہ باندی بی بی ہاجرہ آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرتا ہوں یہ سن کر سائرہ خاتون نے بھی ابی ملک کی خطا کو معاف کر کے بی بی ہاجرہ کو اپنے پاس رکھ لیا اس کے بعد حضرت ابراہیم بمعہ سائرہ خاتون و بی بی ہاجرہ اپنے چچا زاد بھائی لوط کے کنعان کی طرف روانہ

Marfat.com

ہوئے اور کنعان میں آکر مستقل سکونت اختیار کر کے پھر اس علاقے کو آباد کر کے اس میں رہنے لگے حضرت ابراہیم کے پاس گائے بیل اور بھیڑ بکری بے شمار تھی اور اس ملک میں مال مویشی کی چرائی کے لئے اتنی گنجائش نہیں تھی کہ آپ کے خاندان کے تمام لوگوں کے مویشیوں کا گزارا اس ملک میں آرام سے ہو سکے چنانچہ ایک دن حضرت ابراہیم کے چرواہوں اور حضرت لوط کے چرواہوں میں اسی بنا پر جھگڑا ہو پڑا تب حضرت ابراہیم نے حضرت لوط سے کہا کہ دیکھو ہم اور تم دونوں بھائی ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں بھائی جُدا جُدا رہیں تاکہ تیرے اور میرے درمیان یا تیرے اور میرے چرواہوں کے درمیان آئندہ کوئی جھگڑا فساد نہ ہو پڑے اور میری رائے یہ ہے کہ تم پورب کی طرف علاقہ یرون میں جہاں کی زمین بہت سرسبز وزرخیز ہے اور چرائی کے لئے گھاس کے وسیع جنگل ہیں اس میں چلے جاؤ اور یا تم یہاں رہو اور میں خود وہاں چلا جاتا ہوں حضرت لوط نے علاقہ یرون کی سرسبزی وتازگی دیکھ کر اس کو پسند کیا اور پھر حضرت ابراہیم سے جدا ہو کر اس علاقہ میں چلے گئے جس کے بعد حضرت ابراہیم نے شہر بیت المقدس کی بنیاد رکھ کر اس میں عمارتیں بنانی شروع کیں اور اس کے آباد کرنے میں بہت جدوجہد کرتے رہے سارا ملک کنعان آپ کی کوشش سے ہی آباد ہوا تھا اسی ملک میں آکر آپ کی اولاد پیدا ہوئی جو بعد آپ کے ہر طرف پھیل گئی تھی حضرت ابراہیم کے گھر بی بی ہاجرہ کے بطن سے اوّل حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے تھے جن کی پیدائش پر سائرہ خاتون کو بہت رشک پیدا ہوا اس لئے سائرہ نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوسکتا کہ ہاجرہ کے فرزند پیدا ہو اور میرے کوئی فرزند نہ ہو تو یا میں آپ کے پاس رہوں گی اور ہاجرہ کو نکال دوں گی اور یا ہاجرہ رہے گی تو میں خود چلی جاؤں گی حضرت ابراہیم کو اس معاملے میں بہت تشویش پیدا ہوئی اور وہ بہت متفکر ومتردد ہو کر سوچنے لگے آخر ایک دن لاچار ہو کر

Marfat.com

بی بی ہاجرہ اور ان کے بیٹے اسماعیل کو ایک اونٹ پر سوار کیا اور دوسرے اونٹ پر خود سوار ہو کر ان دونوں ماں بیٹا کو لے کر بیت المقدس سے روانہ ہوئے اور ملک عرب میں آ کر جہاں اب شہر مکہ ہے اسماعیل اور آپ کی والدہ ہاجرہ کو چھوڑ کر واپس بیت المقدس چلے گئے اور جاتی دفعہ فرما گئے کہ اب تم دونوں ماں بیٹا یہاں مقام کرو خدا تمہارا محافظ ہے وہ اسماعیل کو بہت ترقی دے گا اور اس کی اولاد سے اس زمین کو آباد کرے گا حضرت ابراہیم کے بعد حضرت اسماعیل بحالت طفلی مکہ ہی میں رہ کر پرورش پاتے رہے جب آپ جوان ہوئے تو وہاں ایک قبیلہ کے سردار کی لڑکی سے آپ کی شادی ہوگئی اور اسی جگہ آپ کی بہت سی اولاد پیدا ہوئی جس نے ملک عرب کو آباد کر کے اپنا لقب بنو اسماعیل رکھا اکثر اہل حجاز و عرب قبیلے آپ کی نسل و اولاد ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو بشارت دی کہ اب میں سائرہ خاتون کے بطن سے بھی ایک لڑکا پیدا کروں گا جس کا نام تم نے اسحاق رکھنا ہو گا کیونکہ اسماعیل و اسحاق سے تمہاری نسل کہلائے گی اور میں اُن دونوں کو ایسی برکت دوں گا کہ کوئی ان کی اولاد کو شمار نہ کر سکے گا تیری نسل کو آسمان کے ستاروں اور دریا کے کنارے کی ریت کی مانند بڑھاؤں گا اور تیری نسل اپنے دشمنوں کے دروازوں پر قابض ہو گی تیری نسل سے زمین کی تمام قومیں برکت پائیں گی کیونکہ تو نے میری بات کو مان کر میرے حکم کی تعمیل کی ہے میں یقیناً سائرہ خاتون کو ایسی برکت دوں گا کہ وہ قوموں کی ماں ہو گی اور ملکوں کے بادشاہ اس سے پیدا ہوں گے یہ بشارت سن کر حضرت ابراہیم نے اپنا سر سجدہ میں رکھ دیا اور ہنس کر کہا کہ کیا یہ سو برس کا بوڑھا مرد بیٹا پیدا کرے گا کیا سائرہ خاتون جو نوے برس کو پہنچ گئی ہے بیٹا جنے گی؟ تب خدا نے کہا کہ بے شک تیری جورو سائرہ خاتون تیرے لئے ایک بیٹا جنے گی جس کا نام تم نے اسحاق رکھنا ہو گا کیونکہ میں اپنا عہد ہمیشہ پورا کرتا ہوں

Marfat.com

اس عہد کو بھی ضرور پورا کروں گا اور میں اسے ایک قوم بناؤں گا۔

حضرت ابراہیم نے یہ خوشخبری سائرہ خاتون کو آ کر سنائی تو وہ بھی ہنس کر کہنے لگیں کہ میں اور آپ دونوں بوڑھے ہیں کیا سچ مچ میں بیٹا جنوں گی حضرت ابراہیم نے کہا کہ یہ خدا کے نزدیک کوئی بڑی مشکل بات نہیں وہ جو چاہے کر سکتا ہے آخر وہ وعدہ بشارت پورا ہوا جو خدا نے حضرت ابراہیم سے کیا تھا یعنی وقت معین پر سائرہ خاتون کے بطن سے حضرت اسحاق پیدا ہوئے جن کے پیدا ہونے پر سائرہ خاتون اور حضرت ابراہیم کو بہت بڑی خوشی حاصل ہوئی۔

توریت میں لکھا ہے کہ ان دونوں بیویوں کے علاوہ حضرت ابراہیم کی تیسری جورو بھی تھی توریت میں جس کا نام قطورہ لکھا ہوا ہے اس بی بی کے بطن سے حضرت ابراہیم کے یہ چھ بیٹے زمران، تسیان، مدان، مدیان، اسباق، سوخ پیدا ہوئے لیکن اسلامی مورخ مصنف قصص الانبیا اس کتاب میں لکھتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے کل چار بیٹے تھے جن میں حضرت اسحاق، مدین، مدائن تو سائرہ خاتون کے بطن سے پیدا ہوئے اور حضرت اسماعیل بی بی ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے حضرت ابراہیم کا پوتا حضرت اسمٰعیل کا بیٹا جس کا نام قیدار تھا وہ تمام عرب کا بادشاہ ہوا ہے حضرت اسحاق کے دو بیٹے عیص و یعقوب تھے عیص کی اولاد اہل روم واہل یونان ہیں اور یعقوب کی اولاد بنو اسرائیل یہود ہیں اور مدان و مدیان کے بیٹے جو ہوئے ہیں وہ بنو قطورہ کہلاتے تھے یہ ایران و ترکستان کے بادشاہ ہوئے تھے حضرت اسحاق جب جوان ہوئے تو آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم نے بیتوایل کی بیٹی ربقا سے جو آپ کے خاندان سے تھی اس کے ساتھ حضرت اسحاق کی شادی کر دی پھر بعد از شادی مسند خلافت پر حضرت اسحاق کو بٹھا کر حضرت ابراہیم نے سب کچھ اس کو دے کر اپنے گھر کا مختار کل بنا دیا اور باقی بیویوں کے بیٹوں کو بھی ان کے حصوں کے مطابق کچھ دے دلا کر اپنی زندگی میں ہی حضرت

Marfat.com

اسحاق سے علیحدہ کر کے حضرت ابراہیم نے ان کو سرزمین یورپ کی طرف بھیج دیا۔ حضرت ابراہیم نے فوت ہونے سے پیشتر اپنے سب بیٹوں کو اپنے پاس طلب کیا تھا جب وہ سب آ کر حاضر خدمت ہوئے تو انہوں نے ان کو چند وصیتیں کرنے کے بعد ایک سو پچھتر ۱۷۵ برس کی عمر میں اس دنیا ناپائدار سے انتقال کیا بعد تکفین و تدفین کے پھر آپ کے سب بیٹے اپنے اپنے مقاموں کی طرف چلے گئے مگر حضرت اسماعیل نے حضرت اسحاق سے کہا کہ باپ کی چیزوں میں سے مجھے بھی حصہ دو تاکہ میرے پاس بھی باپ کا کوئی تبرک ونشان رہے اسحاق نے اسمٰعیل کو یہ جواب دیا کیونکہ تم محروم المیراث ہو اس لئے میں تم کو باپ کے حصہ سے کچھ نہیں دے سکتا اور نہ تم ہمارے برابر ہو سکتے ہو یہ جواب سن کر حضرت اسماعیل رنجیدہ ہو کر مکہ معظمہ میں واپس چلے گئے اس کے بعد حضرت اسحاق مسند خلافت پر بیٹھ کر اپنے باپ کی طرح مخلوق خدا کو دین حنیف کی دعوت دیتے رہے خدا کی طرف سے حضرت اسحاق کو بھی ایک بشارت ملی تھی کہ اے اسحاق تیرا خدا تیری پشت سے چار ہزار نبی و رسول پیدا کرے گا حضرت اسحاق کے دو بیٹے عیص و یعقوب تھے، جب وہ دونوں بڑے ہوئے تو اس وقت حضرت اسحاق نے ایک سو ساٹھ سال کی عمر میں دنیا سے انتقال کیا اور اپنے والد ماجد حضرت ابراہیم کی قبر کے پاس دفن کئے گئے۔

فصل چہارم

حضرت عیص

حضرت عیص اہل روم و یونان کے جد امجد ہیں اور گوجر قوم بھی اسی شجر اعظم کی ایک شاخ ہے لکھتے ہیں کہ حضرت عیص و حضرت یعقوب دونوں بھائی ایک ہی وقت میں یکے بعد دیگرے اپنی والدہ ماجدہ کے بطن سے جوڑے کی

Marfat.com

صورت میں پیدا ہوئے تھے پہلے حضرت عیص بعد میں حضرت یعقوب ماں کے پیٹ سے باہر آئے تھے عبرانی زبان میں پیچھے آنے یا پیچھے پیدا ہونے والے کو یعقوب کہتے ہیں اسی وجہ سے حضرت یعقوب اس نام سے موسوم کئے گئے تھے جب دونوں بھائی بڑے ہوکر عالم شباب کو پہنچے تو ان کے باپ حضرت اسحاق نے اپنے بھائی حضرت اسماعیل کی بیٹی بشامتھہ نام سے اپنے بڑے بیٹے عیص کا نکاح کردیا جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت اسماعیل نے حضرت اسحاق کو وصیت کی تھی کہ ملک عرب میں ہماری نسب سے کوئی اور شخص موجود نہیں جس سے کہ میں اپنی بیٹی کا رشتہ کروں اس لئے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میری بیٹی بشامتھہ کا بیاہ اپنے بیٹے عیص سے کر دینا حضرت اسحاق نے اس وصیت کے مطابق اپنی بھتیجی کا نکاح اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ کر دیا تھا حضرت عیص بڑے بہادر اور شاہزور آدمی تھے ان کو شکار کا بہت شوق تھا یہ ہمیشہ اپنے باپ کے لئے شکار کر کے لاتے تھے پھر کباب بنا کر حضرت اسحاق کو کھلایا کرتے تھے اور ہر وقت اپنے باپ کی خدمت گزاری کے لئے ان کی خدمت میں رہا کرتے تھے اس لئے حضرت اسحاق کو بہ نسبت یعقوب کے عیص سے زیادہ محبت و پیار تھا یہ عیص کو بہت چاہتے تھے لیکن دوسری طرف حضرت اسحاق کی جورو بی بی ربقہ جو عیص و یعقوب کی والدہ تھیں ان کو بہ نسبت عیص کے چھوٹے بیٹے یعقوب سے زیادہ انس و پیار تھا یہ حضرت یعقوب کو بہت چاہتی تھیں اس لئے کہ حضرت یعقوب زیادہ تر والدہ ہی کی خدمت میں رہا کرتے تھے حضرت یعقوب کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت اسحاق نابینا ہوگئے تھے اور آپ کی قوت بصارت بوجہ سن رسیدہ وضعیف ہونے کے جاتی رہی تھی اس لئے آپ کسی شخص کو اچھی طرح شناخت بھی نہیں کر سکتے تھے ایک دن عیص کو بلا کر حضرت اسحاق نے فرمایا کہ میرا دل آج شکار کے بھنے ہوئے گوشت کو بہت چاہتا ہے اگر تم آج مجھے شکار کا گوشت لا کر کھلاؤ تو میں

Marfat.com

تمہارے لئے چند دعائیں نیک کروں گا منجملہ ان دعاؤں کے علاوہ اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست بھی کروں گا کہ خداوند تعالیٰ تم کو خلعت نبوت سے سرفراز کرے اور اپنے پیارے انبیاء علیہم السلام کے زمرہ میں تم کو شامل کرے مجھے قوی امید ہے کہ خداوند تعالیٰ میری اس دعا کو قبول فرمالے گا۔ عیص یہ وعدہ امید افزا سنکر فوراً ہتھیار لگا کر شکار کے لئے جنگل کی طرف روانہ ہوگئے لیکن باپ بیٹے کی یہ گفتگو اس وقت ربقہ عیص کی والدہ بھی سن رہی تھیں وہ فوراً چھوٹے بیٹے یعقوب کے پاس آئیں اور آکر حضرت یعقوب سے کہا کہ بیٹا آج تمہارے والد بزرگوار تمہارے بھائی عیص کے حق میں چند دعائیں نیک کرنے والے ہیں منجملہ ان دعاؤں کے خلعت نبوت سے بھی اس کو سرفراز کریں گے کیونکہ پیغمبر خدا نے آج اس سے وعدہ کیا ہے کہ اگر تو آج مجھے شکار کا گوشت لا کر کھلا دے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ خداوند تعالیٰ تمہیں اپنے نبیوں کے زمرہ میں شامل کر لے سو آج یہ امید افزا وعدہ سن کر عیص شکار لانے کے لئے جنگل کو چلا گیا ہے مگر تم میں اتنی قوت نہیں ہے کہ پیغمبر خدا کے لئے شکار کر کے لاسکو کیونکہ تم کمزور و لاغر جسم ہونے کی وجہ سے اس کام میں بہت عاجز ہو اس لئے میں تمہیں ایک ایسی تجویز بتلاتی ہوں کہ اگر تم اس تجویز میں کامیاب ہوگئے تو پھر عیص پر تمہیں سبقت حاصل ہو جائے گی اور امید ہے کہ اس طرح خلعت نبوت حاصل کرنے میں تم ہی کامیاب ہو جاؤ گے۔ حضرت یعقوب نے کہا کہ فوراً وہ تجویز ارشاد فرمائیں حضرت یعقوب کی والدہ نے کہا کہ ہمارے گھر میں بہت سی بکریاں ہیں ان میں سے ایک جوان اور موٹا تازہ بکرا ذبح کر کے اس کے کباب بنا کر پیغمبر خدا کی خدمت میں جلدی پیش کر دو، حضرت یعقوب نے یہ تجویز سن کر اسی وقت ایک موٹا تازہ بکری کا بچہ ذبح کر کے اسکے کباب بنائے پھر اپنی والدہ کو ہمراہ لے کر پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ بُھنا ہوا گوشت چپ چاپ ہو کر نہایت خاموشی کے ساتھ

Marfat.com

حضرت اسحاق کے آگے لا کر رکھ دیا جس کے بعد حضرت اسحاق کے حرم محترمہ نے عرض کی کہ بھونا ہوا گوشت حاضر خدمت ہے آپ اس کو تناول فرمائیں حضرت اسحاق نے کہا یہ بھُونا ہوا گوشت کون شخص لایا ہے ابھی حضرت یعقوب نے تو اس کا کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ آپ کی والدہ مکرمہ نے ان کے بولنے کے پیشتر حضرت اسحاق کو جواب دیا کہ یہ گوشت آپ کا بیٹا لایا ہے آپ اس کو تناول فرمائیں مگر حضرت اسحاق نے اس طرف مطلق خیال نہ کیا کہ پہلے یہ تو پوچھ لوں کہ یہ کون سا بیٹا ہے جو گوشت لایا ہے کیونکہ آپ نے عیص کو خود شکار کا گوشت لانے کے لئے بھیجا ہوا تھا اس لئے آپ نے یہی سمجھا کہ یہ عیص ہی گوشت لایا ہوگا اس لئے آپ نے کھانا شروع کیا جب کھانے سے آپ فارغ ہوئے تو آپ کے حرم محترمہ نے آپ سے عرض کی کہ اب آپ وہ وعدہ عطائے نبوت پورا کریں اور اس شخص کے حق میں جو آپ کے لئے بھُونا ہوا گوشت لایا ہے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اس شخص کو جو گوشت لایا ہے خلعتِ نبوت عطا کرے تب حضرت اسحاق نے بارگاہِ رب العزت میں بصد عجز دُنیاز دعا کی اور درخواست کی کہ خداوندا جو آج میرے لئے گوشت لایا ہے اس کو خلعت نبوت عطا کر اس کی تمام خواہشوں و امیدوں کو پورا کر اس کی آرزو و تمنا کو برلا جب حضرت اسحاق یہ دعا کر چکے تو خداوند تعالیٰ نے آپ کی درخواست کو منظور کر کے حضرت یعقوب کو خلعت نبوت سے سرفراز کر دیا تب حضرت یعقوب یہ نعمت عظمیٰ حاصل کر کے اور حضرت اسحاق کی دعا سے مستفیض ہو کر واپس چپ چاپ اپنی جگہ پر لوٹ آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر حضرت عیص بھی شکار کا گوشت لے کر جنگل سے واپس آ گئے اور کباب بنا کر حضرت اسحاق کی خدمت میں لا کر رکھ دیئے پھر عرض کی کہ شکاری گوشت بھونا ہوا حاضر خدمت ہے اب آپ اس کو تناول فرمائیں حضرت اسحاق آواز پہچان کر حیران ہو گئے آپ نے اس وقت معلوم کیا کہ عیص تو اب گوشت لے کر آیا ہے

Marfat.com

اب کیا کیا جائے وہ نعمت تو یعقوب لے گیا اب اس کو کیا جواب دوں عیص کی اس محنت شاقہ کا خیال کر کے حضرت اسحاق کا دل بھر آیا اور نہایت محبت و شفقت کے ساتھ فرمایا کہ اے میرے پیارے و بہادر بیٹے وہ دولت نبوت تو اور شخص کی طرف منتقل ہوگئی ہے یعنی اس نعمت عظمیٰ سے تیرا بھائی یعقوب مستفیض ہو چکا ہے حضرت عیص یہ بات سن کر ششدر رہ گئے کہ یہ معاملہ ہے کہ میں اس عزت سے محروم کیا گیا ہوں آخر حضرت عیص کے دل میں آتش غضب شعلہ زن ہوئی جس نے خرمن محبت و صبر کو جلا کر خاکستر کر دیا اور حضرت یعقوب کی اس کاروائی کی وجہ سے حضرت عیص کے دل میں سخت کینہ پیدا ہو گیا اور وہ ان کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے پھر گھر میں آ کر یعقوب کو تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہ ملا گھر سے پھر باہر گئے تمام شہروں اور گاؤں میں جستجو کی وہاں بھی ان کا کوئی سراغ نہ مل سکا کیونکہ ان کی والدہ نے حضرت یعقوب کو گھر کے اندر تہ خانہ میں چھپا رکھا تھا، خفیہ طور پر وہیں ان کو روٹی پانی ان کی والدہ پہنچا دیا کرتی تھیں مگر حضرت عیص نے بھی ان کی جستجو نہیں چھوڑی وہ ہمیشہ اس عرصے میں اسی جستجو میں رہے کہ اگر مجھے کہیں یعقوب مل جائے تو میں اس کو قتل کر کے اپنے دل کی بڑھاس نکال لوں لیکن جس کو خدا بچانا چاہے اس کو کون مار سکتا ہے؟

حضرت اسحاق نے ایک دن حضرت عیص کو اپنے پاس بلا کر نہایت نرمی و محبت سے سمجھایا کہ دیکھ اے بیٹا اب تو اپنے بھائی یعقوب کے قتل کے درپے نہ ہو جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب اس معاملہ میں ہم اور تم دونوں کچھ نہیں کر سکتے یہ نعمت روز ازل سے خدا نے یعقوب کی قسمت میں لکھی ہوئی تھی سو وہ نعمت اس کو مل گئی حالانکہ میں نے تیرے لئے بیحد کوشش کی تھی کہ یہ نعمت تیرے نصیب میں ہو لیکن خدا کو یہ منظور نہیں تھا کہ یہ نعمت تجھے ملے اس لئے اب میں تمہارے لئے خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک اور دعا کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ تم کو اتنی کثیر اولاد عطا

Marfat.com

کرے کہ جس کا شمار نہ ہو سکے یہ دعا حضرت اسحاق نے اسی وقت کر دی جو فوراً خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں منظور ہوگئی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ آج دنیا میں حضرت عیص کی اولاد کروڑ ہا کی تعداد میں موجود ہے یہ دعا لے کر حضرت عیص خوش تو ہوئے لیکن ان کی اس دشمنی و عداوت میں جو اپنے بھائی کے ساتھ پیدا ہوگئی تھی اس میں سر بال فرق نہ آیا وہ غصہ اور کینہ بدستور دل میں موجود رہا کیونکہ وہ کثرت اولاد کو نبوت جیسی نعمت کے مقابلے میں ہیچ جانتے تھے حضرت عیص کی اصل خواہش تو یہی تھی کہ وہ نبیوں کے گروہ میں شامل ہو کر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کریں گو وہ ایک نبی کے بیٹے اور ولی تھے لیکن خود نبی نہیں تھے جو قدر و منزلت ایک نبی کو بارگاہِ رب العزت میں حاصل ہوتی ہے وہ عزت اور درجہ کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے حضرت عیص کا غصہ فرد نہیں ہوتا تھا اور وہ ہمیشہ ہاتھ میں تلوار لے کر حضرت یعقوب کو ڈھونڈتے رہتے تھے کہ جب کبھی یعقوب ملا تو اس کو قتل کر کے اپنے دل کو ٹھنڈا کروں گا۔ آخر ان دنوں حضرت اسحاق بھی فوت ہوگئے اب عیص کو اس کام سے منع کرنے یا روکنے والا کوئی نہ رہا تھا جب حضرت یعقوب کو اپنے والد بزرگوار حضرت اسحاق کے فوت ہونے کی خبر ملی تو ان کو بھی نہایت رنج و غم پیدا ہوا اور وہ تہ خانہ کی زندگی سے گھبرا گئے کیونکہ تہ خانہ میں رہتے ہوئے آپ کو ایک سال ہوگیا تھا اور بھائی کی دشمنی اور باپ کی جدائی اور تہ خانہ کی تنہائی کی وجہ سے سخت گھبراہٹ اور اوچاہٹ دل میں پیدا ہوگئی تھی بالآخر ایک دن مجبور و بیقرار ہو کر تہ خانہ سے باہر نکل آئے اور اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر رو پڑے پھر دست بستہ عرض کی کہ میرا دل بوجہ تنہائی اور باپ بزرگوار کی جدائی کے باعث بہت گھبرا گیا ہے اور بھائی صاحب کا غصہ بھی ابھی تک کم نہیں ہوا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں کنعان کو چھوڑ کر کسی اور طرف جا کر اپنی زندگی کے دن پورے کروں صرف آپ کی اجازت چاہتا ہوں حضرت یعقوب کی والدہ نے آپ

Marfat.com

کو گلے لگا کر نہایت محبت و پیار سے کہا کہ اچھا بیٹا اب میں تجھے اجازت دے کر خدا کے سپرد کرتی ہوں لیکن یہ بات یاد رہے کہ کسی اور طرف نہ چلے جانا اگر تم ضرور جانا ہی چاہتے ہو تو پھر اپنے ماموں کے پاس ملک شام میں چلے جاؤ اور اس کو میرا اسلام دے کر یہ کہنا کہ تمہاری ہمشیرہ نے درخواست کی ہے کہ آپ اپنی لڑکی کا نکاح میرے اس بیٹے یعقوب کے ساتھ کر دیں اور مجھے امید واثق ہے کہ ضرور میرا بھائی اپنی بیٹی کا نکاح تمہارے ساتھ کر دے گا۔ وہ بہت بڑا رئیس شخص ہے اس کے پاس رہنے سے تمہیں ہر قسم کا آرام و آسائش رہے گا ایک بات یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب یہاں سے جانا چاہو تو رات کے وقت گھر سے باہر نکلو تا کہ تمہارا بھائی عیص تمہیں دیکھ نہ سکے آخر حضرت یعقوب اپنی والدہ کی وصیت کے مطابق بڑی احتیاط سے سامان سفر تیار کر کے پھر اپنی والدہ سے دوبارہ اجازت لے کر رات کے وقت ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے اسی رات کو سفر کرنے کی وجہ سے حضرت یعقوب کا نام اسرائیل مشہور ہو گیا جس کے معنی عبرانی زبان میں رات کو جانیوالے کے ہیں حضرت یعقوب جب منازل سفر طے کر کے اپنے ماموں کے پاس ملک شام میں پہنچے تو پھر آپ نے اپنی والدہ کا سلام و پیغام دے کر اپنے ماموں کو کہا کہ مجھے بھی توقع ہے کہ آپ مجھے اپنی فرزندی میں قبول کرنے سے دریغ نہیں کریں گے آپ کے ماموں نے یہ سب حالات سن کر جواب دیا کہ بے شک میں اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کرنے کو تیار ہوں اور ہمشیرہ صاحبہ کا پیغام بھی بسر و چشم منظور ہے لیکن بحکم شرع تمہیں عورت منکوحہ کا حق مہر ضرور ادا کرنا پڑے گا اگر تمہارے پاس زر نقد اس وقت موجود ہے تو بہتر ورنہ سات سال تک تم ہمارے گلہ کی گلہ بانی کرو جب سات سال یہ خدمت سرانجام دے لو گے تو پھر میں اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں گا حضرت یعقوب نے یہ شرط منظور کر کے پھر اپنے ماموں کے گلہ کی گلہ بانی شروع کر دی جب

Marfat.com

حضرت یعقوب مویشیوں کو لے کر چرانے کے لئے باہر جایا کرتے تھے تو اکثر شامی لوگ آپ سے پوچھا کرتے تھے کہ آپ کون ہیں تو آپ اُن کو جواب دیتے تھے کہ میں ملک کنعان کے سردار عیص کا غلام ہوں اپنا اصل نام اور حسب ونسب کبھی نہیں بتلاتے تھے گلہ بانی کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے جب آپ کے سات سال پورے ہوگئے تو آپکے ماموں نے بھی اپنا وعدہ پورا کرنا چاہا اور اس نے اپنی بڑی بیٹی جس کا نام مالیا تھا حضرت یعقوب کے ساتھ اس کا نکاح کردیا۔

حضرت یعقوب کے ماموں کی ایک اور چھوٹی بیٹی تھی جس کا نام راحیلہ تھا وہ بہت خوبصورت و جمیلہ تھی حضرت یعقوب کا دل راحیلہ سے نکاح کرنے کو چاہتا تھا مگر آپ کے ماموں نے آپ کا نکاح اپنی بڑی بیٹی سے کردیا تھا اس لئے حضرت یعقوب نے ایک دن اپنے ماموں سے اپنی رائے کا اظہار کر کے کہا کہ میں نکاح آپ کی چھوٹی بیٹی راحیلہ سے کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے بڑی سے میرا نکاح کردیا آپ کے ماموں نے جواب دیا کہ یہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ میں بڑی کو گھر میں رکھ چھوڑتا اور چھوٹی کے ساتھ تمہارا نکاح کردیتا ہاں البتہ اگر تم چھوٹی سے بھی نکاح کرنا چاہتے ہو تو اس کے حق مہر کے عوض بھی سات سال اور میرے پاس رہ کر میرے گلہ کی گلہ بانی۔ کرو تو پھر میں چھوٹی لڑکی راحیلہ سے بھی تمہارا نکاح کردوں گا حضرت یعقوب نے پھر دوبارہ بعوض حق مہر سات سال کے لئے گلہ بانی کی خدمت اختیار کی جب یہ سات سال بھی پورے ہوگئے تو پھر آپ کے ماموں نے اپنی چھوٹی لڑکی راحیلہ کا نکاح بھی حضرت یعقوب کیساتھ کردیا اس زمانہ میں دوسگی بہنوں کے ساتھ ایک وقت میں نکاح کر کے دونوں کو اپنے گھر میں رکھنا شریعت ابراہیمی میں جائز تھا اور یہ حکم حضرت موسیٰ کی پیدائش تک جاری رہا۔ آخر حضرت موسیٰ کے وقت شریعت موسوی میں یہ حکم منسوخ قرار دے دیا گیا تھا کہ کوئی شخص ایک وقت میں دوسگی بہنوں سے نکاح نہیں کرسکتا جب تک کہ پہلی

Marfat.com

فوت نہ ہو جائے غرض اس نکاح کے بعد حضرت یعقوب اپنی خوشی سے اور سات سال ملک شام میں اپنے ماموں کے پاس رہے شادی پر آپ کے ماموں نے بہت سا جہیز دیا تھا جن میں دو لونڈیاں بھی خدمت کے لئے اپنی لڑکیوں کو عطا کی تھیں۔ حضرت یعقوب نے ایک دن اپنے ماموں سے کہا کہ مجھے آپ کے پاس آئے ہوئے اکیس سال گزر گئے ہیں حب وطن کے باعث اب میرا دل بہت اداس ہو گیا ہے بھائی اور والدہ صاحبہ کی ملاقات کرنے کیلئے میرا دل ترستا رہتا ہے اگر آپ بخوشی اجازت دیں تو پھر اپنے وطن مانوف میں جا کر اپنی والدہ ماجدہ اور بھائی بزرگوار کی زیارت کا شرف حاصل کر لوں حضرت یعقوب کے ماموں نے آپ کی خواہش رخصت کو منظور کر کے پھر اس نے آپ کو زر نقد اور بہت کچھ مال مویشی دے کر ان کے چرانے کے لئے غلام اور نوکر عطا کئے اور اپنی دونوں بیٹیوں کی خدمت کے لئے لونڈیاں ہمراہ کر کے بخوشی خاطر اجازت دے کر ملک شام سے حضرت یعقوب کو رخصت کیا جب منازل سفر طے کر کے حضرت یعقوب ملک کنعان میں پہنچے تو وہاں قریب ہی ایک جنگل میں خیمے نصب کر کے وہیں مقیم ہو گئے اتفاقاً اسی جنگل میں ایک دن حضرت عیص بھی شکار کے لئے آ گئے خیمے کے سوراخ سے حضرت یعقوب نے بھی اپنے بھائی کو آتے ہوئے پہچان لیا پھر اپنے نوکروں اور غلاموں کو ادب کی تعلیم دے کر حکم دیا کہ جو سامنے سردار آ رہا ہے جب تم سے کچھ دریافت کرے تو پہلے تم نے نہایت عجز و انکسار سے اس کی تعظیم و تکریم بجا لا کر اس کے سوال کا جواب نہایت ادب سے دینا اتنے میں حضرت عیص بھی ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے غلاموں کی طرف چلے آئے اور آتے ہی آپ نے دریافت کیا کہ یہ مال مویشی کس کا ہے جو ہمارے جنگل میں چر رہا ہے تب غلاموں نے دست بستہ ہو کر نہایت ادب سے جواب دیا کہ اے حضرت ملک کنعان کا ایک سردار عیص نام جو اولاد انبیاء علیہم السلام سے ہے اس کا ایک غلام

Marfat.com

یعقوب نام ہے جو اس تمام مال مویشی و اسباب کا مالک ہے اور ہم سب اس کے نوکر و غلام ہیں جو اس کے مال مویشی کو چرانے کی خدمت پر مامور ہیں جب حضرت عیص نے غلام کی زبان سے یعقوب کا نام سنا تو گویا وہ ایک تیر تھا جو غلام کی زبان سے نکل کر حضرت عیص کے نازک دل پر جا لگا اسی وقت حضرت عیص کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور حضرت یعقوب کی محبت نے ایسا جوش مارا کہ بہت بیقرار ہو کر رونے لگے آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور بار بار بھائی کو یاد کر کے روتے تھے آخر حضرت یعقوب سے بھی صبر نہ ہو سکا وہ بھی جھٹ خیمے سے باہر آ کر اپنے بھائی سے بغل گیر ہو گئے اور دونوں مل کر خوب رونے لگے پھر حضرت عیص نے نہایت شفقت و محبت سے حضرت یعقوب کو پیار دے کر اپنے گلے سے علیحدہ کیا اور خداوند تعالیٰ کا ہزار ہا شکر کر کے اس کی حمد و ثناء کی جس کے بعد حضرت عیص نے کمال عزت و حرمت سے حضرت یعقوب کو گھر میں لا کر اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر کیا۔ جس وقت حضرت یعقوب اپنی والدہ کی قدم بوسی کر کے زیارت سے مشرف ہو چکے تو پھر حضرت عیص نے اپنے گھر کو حضرت یعقوب کے لئے خالی کر دیا اور کہا کہ اے بھائی یہ گھر اور ملک کنعان کی زمین و حکومت تیرے سپرد اب تم اس ملک میں رہو میں کسی اور طرف چلا جاتا ہوں کیونکہ ہم دونوں کے مال مویشیوں کے لئے اس ملک میں گنجائش نہیں ہے پھر حضرت عیص اپنے بیٹے بیٹیوں اور جوروؤں اور اپنے تمام نوکروں سمیت گھر کا تمام اسباب و مال مویشی لے کر ملک کنعان سے رخصت ہوئے ان کا مال و اسباب اتنا وافر تھا کہ باہم مل کر ایک جگہ ان کی گنجائش نہیں ہو سکتی تھی اور جس زمین میں ان کے بزرگ مسافر کی حیثیت میں آئے تھے وہ زمین ان کے مال مویشیوں کی کثرت کے سبب ان کو برداشت نہ کر سکی اس لئے حضرت عیص اپنے بھائی یعقوب کیلئے یہ زمین خالی کر کے اس سے جدا ہو کر ملک روم میں چلے گئے

Marfat.com

اور گھر کے تمام اندرونی بیرونی انتظامات یعقوب کو سپرد کر کے اس کو اپنے تمام چراگاہوں کا مالک ومختار کل بنا گئے۔

حضرت عیص کی اس اولاد کے نام جو کنعان میں پیدا ہوئی تھی

حضرت عیص کی تین بیویاں تھیں جنکے نام یہ ہیں۔ حدہ، بشامتھ، اہلیبامہ ان تینوں کے بطن سے سرزمین کنعان میں پانچ بیٹے پیدا ہوئے تھے جن کے نام یہ ہیں ایک کا نام انفر تھا جو عدہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا دوسرا رعوائیل تھا جو حضرت اسماعیل کی بیٹی بشاہستہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ باقی یہ تین یعوس ویعلام اور قرہ نام تھے جو تیسری بیوی اہلیبامہ کے بطن سے پیدا ہوئی اس اولاد کے علاوہ باقی اولاد حضرت عیص کی ملک روم میں جا کر پیدا ہوئی تھی۔ حضرت عیص کے پوتوں کے نام یہ ہیں جو ملک روم میں جا کر پیدا ہوئے تھے حضرت عیص کا پلوٹھا بیٹھا انفر تھا جس کی جورو کا نام تمنع تھا تمنع کے بطن سے انفر کے پانچ بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں تیمن، آمیر، صفو، جعتام، رقنز حضرت عیص کے دوسرے بیٹے رعوائیل کے بیٹوں کے نام یہ تھے تحت، ضارہ، سمہ، مزہ باقی حضرت عیص کے تین بیٹوں کی جو اولاد ہوئی تھی اس کے نام ہم کو معلوم نہیں ہو سکے اس لئے ہم نے انکی اولاد کے نام نہیں لکھے، الحاصل حضرت عیص کی اولاد ان کی زندگی میں ان کی آنکھوں کے سامنے اتنی کثیر ہوگئی تھی کہ آپ نے اپنے پوتوں وپڑپوتوں کو بڑھتے اور بستے ہوئے دیکھ کر اس جہاں فانی سے انتقال کیا تھا۔ حضرت عیص جیسے کنعان میں رئیس ریاست تھے اسی طرح آپ نے ملک روم میں آکر سیاسی اقتدار حاصل کر کے اپنی ایک علیحدہ ریاست قائم کر لی تھی جس میں آپ ایک حکمران کی حیثیت سے حکومت کرتے تھے اس لئے آپ جب فوت ہوئے تو آپ کا بیٹا رعوائیل اتفاق رائے سے رئیس قوم منتخب ہو کر آپ کی مسند خلافت پر متمکن ہوا اور یہ بھی آپ کی طرح دین کے احکام جاری کر کے لوگوں سے ان پر عمل درآمد کرانے کی

Marfat.com

کوشش کرنے لگا ہمیشہ لوگوں کو یہ بھی توحید اور دین حنیف کی دعوت دیتا رہتا تھا آخر جب رعوائیل بھی فوت ہوگیا تو پھر اس کا بیٹا ضارہ مسند خلافت پر بیٹھ کر دین حنیف کے احکام جاری کرتا رہا اور حلقت خدا کو شرک سے منع کر کے توحید پر چلنے کی ہدایت کرتا رہا جب ضارہ نے بھی دنیا سے انتقال کیا تو اس کے بعد گدی خلافت پر اس کا بیٹا موص گدّی نشین ہوا یہ بھی شریعت ابراہیمی کے مطابق ملک روم میں احکام جاری کرتا رہا اور لوگوں کو دین حنیف اور توحید کی طرف بلاتا رہا لیکن اس کے وقت میں دین حنیف بہت کمزور ہو رہا تھا بہت لوگ توحید کو چھوڑ کر پھر بت پرستی کرنے لگے تھے جب موص بھی فوت ہوگیا تو مسند خلافت پر اس کا بیٹا ایوب متمکن ہوا یہ حضرت بادشاہ ہونیکے علاوہ نبی اللہ بھی تھے خداوند تعالیٰ نے اہل روم کی ہدایت کیلئے حضرت ایوب کو نبی بنا کر بھیجا تھا چنانچہ اس ضمن میں خدا کی طرف سے ایسی کٹھن آزمائشیں انکی گئیں مگر وہ ان تمام آزمائشوں میں پورے صابر و شاکر پائے گئے اسی لئے آپ کا نام نامی ایوب صابر مشہور ہوگیا جب آپ نے بھی دنیا سے رحلت کی تو آپ کے بعد تختِ خلافت پر آپ کا بیٹا حومل تخت نشین ہوکر احکام الٰہی جاری کرنے لگا حومل کے علاوہ حضرت ایوب صابر کے اور بھی کئی بیٹے تھے جن کے مال مویشی بہت تھے حومل کے عہد میں حضرت عیص کی اولاد میں اسقدر کثیر اضافہ ہوگیا تھا کہ ملک روم میں تمام بنو عیص کے خاندانوں کو باہم ایک جگہ رہنے کے لئے گنجائش نہیں ملتی تھی اس لئے بنو عیص کے کئی خانوادے ملک روم میں اپنے رہنے کیلئے کافی گنجائش نہ پا کر دوسرے ملکوں کی طرف جانے پر آمادہ ہو رہے تھے چنانچہ ایک دن خود حومل کے بھائیوں نے حومل کے پاس آ کر اپنے چراگاہوں کے تنگ ہونے کی شکایت کی اور کہا کہ اب ہمارے مویشیوں کو ان چراگاہوں میں چرنے کیلئے چارہ اور جگہ نہیں ملتی ہم کو تو اب ایسے وسیع چراگاہ چاہئیں جن مین ہمارے مویشی آسانی سے پھر پھرا کر چارا

Marfat.com

تلاش کر کے کھا سکیں ورنہ ہم اس ملک کو چھوڑ کر کسی اور ملک میں جا کر اپنے لئے وسیع چراگاہیں تلاش کر لیں گے اور وہیں آباد ہو جائیں گے اور اس ملک کو خالی کر دیں گے حومل نے یہ سن کر بھائیوں کی تنگی و تکلیف کو محسوس کرتے ہوئے دل میں یہ خیال کیا کہ بہتر ہے کہ ان تمام کے باہر چلے جانے سے میں اپنی وسیع چراگاہیں ان کے حوالے کر کے خود کسی ملک میں چلا جاؤں تا کہ یہ سب تکلیف نہ اُٹھا کر آرام کی زندگی بسر کریں اس طرح میں ان کی ذمہ داری سے بھی سبکدوش ہو جاؤں گا آخر حومل نے نہایت کشادہ دلی سے اپنی ریاست اور تمام ذاتی چراگاہیں اپنے بھائیوں کے سپُرد کر کے انتظام ریاست سے سبکدوشی حاصل کر لی جس کے بعد خود حومل اپنا اہل و عیال اور تمام نوکر غلام بمعہ جنگی سامان کے اور باقی اپنا تمام مال مویشی اور چند خاندان بنو عیص سے جو اس کے ہمراہ جانے کو تیار تھے ان کو ساتھ لے کر ملک یونان میں چلا گیا وہاں ایک ویرانہ زمین دیکھ کر بمعہ اپنے اہل وعیال کے مستقل سکونت اختیار کر کے اپنے ہمراہی خاندانوں سمیت وہاں آباد ہو گیا پھر یونان کی قدیم وحشی قوموں کو مغلوب کر کے ان پر اپنی سیاست و حکومت کا سکہ بٹھا کر ایک وسیع علاقہ پر قبضہ کر کے حومل نے اپنی جدید ریاست ملک یونان میں قائم کر لی جس کے بعد پھر آہستہ آہستہ تمام یونان کو فتح کر کے بادشاہ بن کر حکومت کرنے لگا اخیر جب حومل اپنی زندگی کے دن پورے کر کے دنیا سے انتقال کر گیا تو اس کے بعد تخت حکومت پر اس کا بیٹا بشر نامی سریر آرائے تخت ہوا طبری لکھتا ہے کہ بشر کا دوسرا نام ذوالکفل تھا، خداوند تعالیٰ نے بنو عیص اور اہل یونان کی ہدایت کیلئے ذوالکفل کو بھی نبی بنا کر بھیجا تھا گویا اس طرح حضرت عیص کو بھی اپنی اولاد کے ذریعے شرف نبوت کی عزت حاصل ہو گئی تھی کیونکہ عیص کی اولاد میں سے خدا نے اپنے دو نبی حضرت ایوب و ذوالکفل پیدا کر دیئے تھے اس وجہ سے وہ بھی دو نبیوں کے باپ شمار کئے جا سکتے ہیں الغرض جب ذوالکفل بھی فوت

Marfat.com

ہو گئے تو ان کے بعد مسند خلافت پر ان کا بیٹا عبدان یا عبدانوس متمکن ہو کر ملک کا انتظام کرنے لگا آخر یہ بھی کچھ مدت کے بعد اپنے وقت معین پر فوت ہو گیا پھر اس کے بعد مسند حکومت پر اس کا بیٹا ارغولس نام بیٹھ کر ملک یونان پر حکومت کرنے لگا جب ارغولس بھی دنیا سے انتقال کر گیا تو اس کے بعد تخت حکومت پر اس کا بیٹا الکیس متمکن ہو کر ملک کا نظم ونسق کرنے لگا، اب ہم اس ذکر کو یہاں چھوڑ کر بنو عیص کے باقی دوسرے قبیلوں کے نام لکھتے ہیں۔

ان قبیلوں کے نام جو اولاد عیص سے ملک روم میں آباد ہوئے تھے

اسلامی مورخ لکھتے ہیں کہ حضرت عیص کے ایک بیٹے کا نام روم تھا جو اس ملک میں جا کر پیدا ہوا تھا تمام اہل روم اسیؒ کی اولاد ہیں اور اس ملک کا نام بھی اسی کے نام پر روم رکھا گیا تھا حضرت عیصؑ کے فوت ہونے کے بعد جب ان کی اولاد بہت کثرت سے بڑھ گئی تو بنو عیص کے بہت سے خاندان اور قبیلے بن گئے تھے جو مختلف ناموں سے نامزد ہو کر مختلف جگہوں میں جا کر آباد ہو گئے تھے اور اکثر ان خاندانوں اور قبیلوں کے نام ان کے سردار یا رئیس قبیلہ کے نام پر بولے جاتے تھے۔ چنانچہ خاندان روعوائیل کے علاوہ باقی حضرت عیص کی اولاد سے جو خاندان و قبیلے بنے تھے ان کے نام بمعہ ان کے رئیسوں اور مقاموں کے یہ ہیں۔ رئیس تمنع، رئیس لوان، رئیس متییت، رئیس اہلیبامہ، رئیس ایلہ، رئیس فینون، رئیس قنز، رئیس تیمن، رئیس بلسار، رئیس مجدایل، رئیس عرام یہ سب رئیس ملک روم میں اپنے اپنے قبیلوں کے سردار اور ریاستوں کے رئیس تھے۔

Marfat.com

فصل پنجم

سکندر اعظم

بنو عیص جب اول جا کر یونان میں داخل ہوئے تو وہ اپنی علیحدہ علیحدہ بستیاں بسا کر آباد ہو گئے تھے پھر آہستہ آہستہ یونان کی قدیم وحشی قوموں کو انہوں نے مغلوب کر کے یونان کو فتح کر لیا جس کے بعد انہوں نے تمام ملک میں پھیل کر اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لیں ان کی طرز حکومت شخصی بادشاہوں کی بجائے ان کی خاندانی امرا کے ہاتھ میں ہوتی تھیں وہ ہر جگہ جمہوری طرز کی حکومتیں قائم کرتے جاتے تھے جیسے اہل یونان حکومت خواص یعنی چند آدمیوں کی حکومت کے نام سے موسوم کرتے تھے چنانچہ ساتویں صدی قبل از مسیح تک سوائے علاقہ اسپارٹہ کے یونان کی ہر ریاست میں انتظام سلطنت انہی امرا خاندانی کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور اگر کہیں بادشاہت باقی رہی تھی تو وہ محض ایک نمائشی اور رسمی چیز تھی اکثر مورخین کی رائے ہے کہ اس زمانہ میں بنو عیص کی آبادی غالباً ایسی زیادہ نہیں تھی وہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھے جن کے مختلف شہروں میں باہم گر میل جول اور خاصی آمد و رفت جاری تھی اور رسم و رواج یا زبان و معاشرت لحاظ سے وہ قریب قریب ایک سے تھے ان کی عام حالت ایک جنگجو دیہاتی آبادی کی سی تھی جو اپنے سیدھے سادھے طریقوں سے اور خوشگوار آب و ہوا میں مگن ہو مذہب و معاشرت کی یکسانیت کی بدولت وہ بیسیوں قبائل اور ریاستوں میں بٹی ہونیکے باوجود ایک ہی کل کے اجزاء معلوم ہوتے تھے، بنو عیص کا پیشہ زیادہ تر گوال یعنی مویشی کی پرورش وزراعت تھا صنعت و حرفت برائے نام تھی مگر شکار ماہی گیری اور جنگ آمدنی کے معقول ذریعے سمجھے جاتے تھے زراعت میں غلہ اور

Marfat.com

انگور کی کاشت نیز باغبانی بھی شامل تھی اس میں بیل سے مدد لی جاتی تھی اور بار کشی میں گدھے اور خچر کام دیتے تھے گھوڑا شاذو نادر سواری میں استعمال ہوتا تھا البتہ لڑائی کے وقت جنگی رتھوں میں اسے ہی جوتتے تھے اور مویشیوں میں گائے بھینس اور بھیڑ بکری پالے جاتے تھے اور انہی کا دودھ دہی کھاتے تھے ادنیٰ درجے کا کام غلاموں سے لیا جاتا تھا اور جہاز رانی سے بھی انہیں واقفیت تھی بہت سی دھاتوں کے متعلق بھی معلومات رکھتے تھے گو لوہے کا تیار کرنا ابھی تک دشوار تھا مگر اس سے وہ کام لینے لگے تھے اور کپڑے کی بنائی عورتوں سے مخصوص تھی لیکن اچھے بنے ہوئے کپڑے کنعانیوں سے خریدتے جاتے تھے جن کی تجارت کا یونانی سمندروں میں کوئی مدمقابل نہ تھا اسلحہ البتہ خاص یونان میں تیار ہوتے تھے ذات پات کی نامبارک قیود ان میں مفقود تھیں بیش بہا امرا اور عوام دونوں طبقے ان میں موجود تھے لیکن ملکی معاملات میں عوام برابر کے شوق اور دعوے کے ساتھ حصہ لیتے تھے اور امراء کا امتیاز محض نسب پر مبنی نہ تھا بلکہ اس کے لئے ذاتی دلیری اور قوت و فراست لازمی تھی اور یہ اوصاف اوروں کی دسترس سے بھی باہر نہ تھے طرز سلطنت اگرچہ شخصی تھا لیکن بادشاہ محض امرا اور احرار کا ایک سرکردہ ہوتا تھا جو طبقہ اول کے مشورے بغیر کوئی کام نہ کرتا تھا اور اہم معاملات میں اسے قوم کی رضامندی بھی لینی ضروری ہوتی تھی البتہ سپہ سالاری اور اعلیٰ پروہت کا منصب اس کے واسطے خاص تھا اور اسی لئے اس کی بڑی فوقیت یہ ہوتی تھی کہ وہ جسمانی قوت اور دلاوری و عقل اور تجربہ کاری میں دوسروں سے بڑھ جائے وہ شعائر دینی کی ادائیگی میں رہنمائی اور قوم کی طرف سے نذرونیاز یا قربانیاں بھی کرتا تھا وہ اکثر سن رسیدہ اور تجربہ کار امرا کی معیت میں مسند عدالت پر بیٹھ کر مقدمات کے جھگڑے چکاتا لیکن اس کا مقصود صرف کمزور کو طاقتوروں کے جبر و تشدد سے بچانا ہوتا تھا کیونکہ جب تک کوئی مدعی نہ ہو سرکار کسی کے معاملے میں دخل نہ دیتی تھی، غریب الوطنوں

Marfat.com

کی مہمانی اور سفرائے غیر کی خاطر مداراں کا فرض بھی بادشاہ کے ذمّے ہوتا تھا مال غنیمت میں اس کا حصہ اوروں سے کچھ زیادہ ہوتا اور اپنی مقررہ زمینوں کے حاصل کے سوائے رعایا محض خوشی سے جو کچھ پیش کر دے وہی اس کی آمدنی تھی اور ایک چوبدار جو عصائے شاہی لئے اس کے آگے آگے چلتا اس کا نشان بادشاہی ہوتا تھا سرکاری مجلسوں اور تہواروں میں اسے صدر پر جگہ دی جاتی تھی اور قربانی کی ضیافتوں میں بھی اس کا حصہ دوہرا ہوتا تھا گفتگو میں اسے بالفاظ تعظیمی خطاب کرتے تھے مگر اس کے علاوہ اس کے پاس آنے جانے یا نشست برخاست میں کسی ایسے غلامانہ آداب یا ضابطے برتنے کی ضرورت نہ تھی جو ایشیائی درباروں کی خاص شان ہے لڑائی میں لوگ اپنے ہونے پر فخر کرتے تھے غرض بنو عیص کا اس زمانہ سے جبکہ وہ ملک یونان میں وارد ہوئے تھے اس زمانہ ورود سے لے کر پانچ صدی قبل از مسیح تک ان کا یہی حال رہا اس زمانہ میں بنو عیص کے جو بادشاہ گزرے ہیں ان کے وقعات و حالات کی کوئی صحیح و مستند تاریخ نہیں ملتی اور جو کچھ بھی معلومات و تحقیقات کا ذریعہ ہے ان کا دارومدار یونانی بھاٹوں کی نظموں اور کہانیوں اور شعراء کے افسانوں یا گوجر قوم کی تاریخ پر منحصر ہے لیکن ہم کوشش کریں گے کہ تاریخ یونان قدیم کے وہی حالات لکھیں جو زمانہ ماضی و حال کے مورخین اہل تحقیق و تدقیق کے نزدیک معتبر و مستند مانے گئے ہیں۔

لکھتے ہیں کہ ارغولیس بن عبدان بن ذلکفل یا بشر بن حومل بن ایوب بن موص بن ضارہ بن رعوائیل بن عیص جب رئیس قوم منتخب ہو کر مسند حکومت پر بیٹھا تو اس نے مسند پر بیٹھتے ہی اپنے پوتے پرسیس کو ایشیا کی تسخیر کرنے کے واسطے بھیجا تھا اس لئے ارغولس کے تمام کارناموں کا میدان ملک شام و ایشیا کو چک میں ہے جب ارغولس فوت ہوگیا تو قوم نے اس کے بیٹے الکئیس کو جائز وارث سمجھ کر مسند خلافت ال کئیس کے سپرد کی اس نے عنان حکومت ہاتھ میں لے کر ملک کا

Marfat.com

خوب انتظام کیا پھر اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا امفی تریون مسند نشین ہوا لیکن اس وقت بنو عیس میں ذاتی کاوشیں اور تنازعات پیدا ہو گئے اور خانہ جنگی شروع ہوئی پرسیس کے تیسرے بیٹے ستھی نیلوس نے اپنے بھائی امفی تریون کو چین سے نہ بیٹھنے دیا اور قتل جد کے الزام پر ملک سے نکال کر اس کی بادشاہت چھین لی اور خود بادشاہ بن گیا تب امفی تریون اور اس کی بیوی شہر تھیبنز یا شہر (تھیبیہ) میں جا کر آباد ہو گئے اور وہیں ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے ہرقلیس (ہرکیولیز) رکھا جب ہرقلیس سن بلوغ سے نکل کر شباب میں پہنچا تو وہ بڑا شجاع و بہادر ثابت ہوا یہی سبب تھا کہ اہل یونان اس کے قد و قامت شجاعت کے فوق العادت کارناموں کی وجہ سے اس کو دیوتا مان کر اس کی پرستش کرتے تھے اس رستم کے ابتدائی کارنامے بیوشیہ کے علاقوں سے متعلق ہیں جہاں تھس پیبہ کے شیر کو مار کر اس نے مویشیوں کو نجات دلائی تھی اور شاہ ارجی نوس کو قتل کیا جو مجبور و مغلوب اہل تھیبز کے ساتھ بڑی سختی سے پیش آیا کرتا تھا اسی موقعہ پر اس نے سفی سس ندی کی زمین دوز زدگاہ کو توڑ کر وہاں جھیل بنا دی تھی تاکہ دشمن اسے عبور نہ کر سکیں اس عرصے میں مائی کینہ کے تخت پر اس کے چچا ستھی نلوس کا بیٹا یورس تھیس نامی تاجدار بن کر متمکن ہو چکا تھا یہ وہی شخص تھا جسے ہرقلیس کے ساتھ خاص عداوت تھی مگر ہرقلیس باوجود اتنا شاہزور و بہادر ہونے کے اپنے باپ امفی تریون کی وراثت اس سے واپس لینے میں کامیاب نہ ہو سکا آخر ہرقلیس اپنی عمر کے دن پورے کر کے فوت ہو گیا اور اس کے مرنے کے بعد یورس تھیس نے ہرقلیس کے بیٹوں کو گرفتار کرنا چاہا مگر وہ بھاگ گئے اور شہر بہ شہر چھپتے پھرے حتیٰ کہ ایٹ کا کے علاقہ میں جا کر انہوں نے پناہ لی پھر اپنے ایک رشتہ دار مسمی تھی سی ایس کی مدد لے کر غاصب یورس تھیس کو آ کر انہوں نے مغلوب کیا اور علاقہ مائی کینہ کی بادشاہت اپنے بھائی یعنی ہرقلیس کے بڑے بیٹے ہائی لیس کے سپرد کر

Marfat.com

دی ہائی لیس نے عنان حکومت ہاتھ میں لے کر ملک کا خوب انتظام کیا جب وہ مر گیا تو اس کا فرغوی النسل ماموں قابض تخت ہو کر بادشاہ بن گیا اس نے ہائی لیس کی اولاد کو محروم المیر اث کر کے شہر مائی کینہ سے نکال دیا۔ تب ہائی لیس کے بیٹے محروم المیر اث ہو کر شہر آرگس میں چلے گئے وہاں جا کر اپنی منتشر قوتوں کو انہوں نے فراہم کرنا شروع کیا اور شہر آرگس کو اپنا جدید دارالحکومت قرار دے کر سب نے اپنے بڑے بھائی یعنی ہائی لیس کے بڑے بیٹے زو تھنئیس کو بادشاہ منتخب کر کے اطمینان سے حکومت کرنے لگے زو تھنئیس بھی بہت اچھا منتظم بادشاہ ثابت ہوا جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے مسند حکومت پر اس کا بیٹا آئی نیکس متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا لیکن خانہ جنگی پھر شروع ہو گئی خود آئی نیکس کا بڑا بیٹا آیوئیٹس اس کے خلاف ہو گیا جس کی وجہ یہ تھی کہ آئی نیکس اپنے بعد اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت کا وارث بنانا چاہتا تھا اس بنا پر باپ بیٹے میں آخر سخت جنگ ہوئی تو باپ نے آیوئیٹس کو شکست فاش دے کر ملک مصر کی طرف بھگا دیا جب آیوئیس باپ سے شکست کھا کر ملک مصر میں آ کر سکونت پذیر ہو گیا تو اس وقت اس کا ایک بیٹا پروکاس نامی اس سے جدا ہو کر علاقہ مقدونیہ میں چلا گیا اس نے وہاں جا کر مستقل سکونت اختیار کر کے رہنا شروع کیا۔ اب اسی کی نسل سے شاہانِ مقدونیہ کے خاندان کا آغاز ہوتا ہے گو پروکاس کو مقدونیہ میں خود سیاسی اقتدار حاصل نہیں ہوا لیکن اس کے بعد اس کی اولاد نے اس علاقے میں سیاسی اقتدار حاصل کر کے اپنی حکومت کا سکہ بٹھا دیا تھا غرض جب پروکاس فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے کلائیلیس نامی نے علاقہ مقدونیہ میں رہ کر ہاتھ پاؤں ہلانے شروع کئے اور اہل مقدونیہ سے دوستانہ تعلقات پیدا کر لئے اور ان کی اصلاح کرنے کا اس نے بیڑا اٹھایا جس کی وجہ سے دن بدن اس کی عزت و وقعت لوگوں میں بڑھنے لگی آہستہ آہستہ پھر اس نے ایک چھوٹے سے رقبہ کا انتظام ہاتھ میں لے کر ایک منتظم کی

Marfat.com

حیثیت اختیار کرلی اور اپنے مال واملاک کو بڑھا کر رئیس اعظم بن گیا اور اپنے رقبہ کے لوگوں پر حکومت کرنے لگا آخر کلائیلس اپنی زندگی کے دن پورے کر کے جب فوت ہوا تو اس کے بعد اس کی جاگیر کا منتظم اس کا بیٹا انیطس نامی مقرر ہوگا جس نے اپنے باپ کے کام کو اور ترقی دے کر اپنی جاگیر ورقبہ کو وسیع کرنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی اپنے تمام خاندان کو مصر سے طلب کر کے مقدونیہ میں آباد کیا جس کے بعد فوج فراہم کر کے اس سے کام لینے لگا اور اپنی اصل جاگیر بڑھا کر یہاں تک کیا کہ تمام ریاست مقدونیہ پر قابض ہو کر بادشاہ بن گیا آخر انیطس اس جدید ریاست کو اپنے بیٹے امن تاس کے سپرد کر کے جہاں فانی سے انتقال کر گیا جس کے بعد امن تاس نے مسند ریاست پر متمکن ہو کر ریاست کے نظم ونسق کو درست کرنا شروع کر دیا لیکن ۵۲۳ء قبل از مسیح دارا اعظم شاہ ایران نے مقدونیہ پرحملہ کر دیا تو امن تاس نے مقابلے کی بتاب نہ لا کر دارا اعظم ایران کی اطاعت قبول کر کے اس کو خراج دینا منظور کیا جب امن تاس فوت ہوگیا تو اس کے بعد مسند حکومت. پر اس کا بیٹا سکندر اول مسند نشین ہو کر حکومت کرنے لگا یہ بھی حکومت ایران کا وفادار اور باجگزار بنا رہا اس کے مرنے کے بعد مسند خلافت پر اس کا بیٹا طرطیوس مسند نشین ہو کر ملک کا انتظام کرتا رہا وہ بھی حکومت ایران کی زیر سیادت اپنے باپ کی طرح ساری زندگی گزار کر دنیا سے چلا گیا اور عنان حکومت اس کے بعد اس کے بڑے بیٹے پروکاش ثانی کے ہاتھ میں آئی پروکاش ثانی کے تعلقات بھی دولت ایران سے اچھے رہے وہ بھی ہمیشہ دولت ایران کے ساتھ اپنی عقیدت و دوستی کا اظہار کرتا رہا آخر جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد تخت حکومت پر اس کا بیٹا ارکیلوس سریر آرائے تخت ہو کر انتظام ملک کرنے لگا اس نے تخت ایران کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات و روابط کو زیادہ مستحکم کر کے اور اطمینان کے ساتھ ملک کا انتظام کرنا شروع کر دیا تھا اس نے بڑے بڑے یونانی مدبروں واہل کمال سے

Marfat.com

میل جول پیدا کر کے ملک کی اصلاح کرنی شروع کر دی تھی جسکی وجہ سے مقدونیہ کے دربار میں رفتہ رفتہ یونانی اہل فن و شعر انظر آنے لگے تھے وہ مقدونیہ کا سب سے پہلا مصلح اور محسن سمجھا جاتا ہے اس نے جا بجا قلعے و شہر تعمیر کر کے سیدھے راستے بنائے تھے اور اندرون ملک کے نظم و نسق کو بہت کچھ درست کر کے مقدونیہ کی نیم برہنہ رعایا کو جواب تک مدنیت و تعلیم سے بالکل نا آشنا تھی اس کو تعلیم و مدنیت سے آشنا کیا ارکیلوس نے اس کی طرف بہت توجہ کی تھی کہ انہیں آدمیت کے ابتدائی سبق سکھائے جائیں اور غالباً اس نے سوار و پیادہ فوج کی تنظیم بھی کی تھی جو کہ آگے چل کے دنیا کی بہترین سپاہ بن گئی تھی۔

۳۹۹ قبل از مسیح میں جب ارکیلوس نے وفات پائی تو اس کا بڑا بیٹا امن تلس ثانی تخت مقدونیہ پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا تھا اس وقت ریاست مقدونیہ کو سب سے بڑا خطرہ یونانی آبادکاروں سے پیدا ہو گیا تھا جو تھریس اور چالکی ڈیس پر آبسے تھی اور روز بروز اندرون ملک میں پھیلتے جاتے تھے خصوصاً جب شہر اولن تھس کو اقتدار حاصل ہوا تو مقدونیہ کے اکثر ساحلی علاقے امن تاس ثانی کے ہاتھ سے نکل گئے تھے اس پر امن تاس نے اسپارٹہ کی حکومت سے مدد کی درخواست کی تھی ۳۷۹ قبل از مسیح میں یہ شہر امن تاس نے تسخیر کر لیا تھا جس کا مفصل ذکر تاریخ یونان قدیم میں مذکور ہے مگر اس وقت اہل اسپارٹہ کے وہم و گمان میں بھی نہیں آیا تھا کہ ایک دن یہی اہل مقدونیہ قوت پا کر خود تمام یونان کے فاتح اور مالک بن جائیں گے۔

جب امن تاس ثانی فوت ہو گیا تو اس کے بعد تختِ سلطنت پر اس کے دو بیٹوں نے باری باری بیٹھ کر حکومت کی ان کے بعد پھر امن تاس کا تیسرا بیٹا فلپ ثانی تخت نشین ہوا جس کو مشرقی مورخ فیلقوس کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۳۵۹ قبل از مسیح میں مقدونیہ کا یہی بادشاہ یونان کی آزادی کا سخت دشمن تصور کیا جاتا

Marfat.com

ہے اس نے یونان کے بہت سے علاقے فتح کر کے اپنے قلمرو میں شامل کر لئے تھے اس کی الوالعزمی و بلند خیالی کے لئے مقدونیہ ایک طرف سارے ملک یونان کا میدان جنگ تھا اور جو بہت دن پہلے سے دولت عجم کو تسخیر کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا جس کی تعبیر اس کے زیادہ نامور اور زیادہ اقبال مند بیٹے سکندر اعظم کے عہد میں نکلی تھی۔

فیلقوس ثانی کا وہ نامور بیٹا سکندر ثالث تھا جو سکندر اعظم کے نام نامی سے مشہور ہے جو حضرت مسیح سے ۳۵۶ سال پیشتر یا آج سے ۲۲۷۲ سال پیشتر مقدونیہ متصل ملک یونان میں پیدا ہوا تھا اس کی والدہ اولپکس نامی نیو پطولیمس شاہ اپیرس کی دختر تھی اسی لئے سکندر اعظم ماں اور باپ کی جانب سے اپنا سلسلہ نسب ہر قلیس مشہور دلاور تک پہنچایا کرتا تھا اگر ہمیں سکندر اعظم کے حالات سے ماسوائے اس کے کہ حکیم ارسطو اس کا معلم تھا مطلق آگاہی نہ ہو تو بھی ہم اس حکیم انفس معلم کی نسبت سے شاگرد کی قابلیت کے خیالات کی نسبت پر ہی اپنی رائے قائم کر سکتے ہیں کیا عجب اتفاق تھا کہ ایک ایسے بڑے جلیل القدر اور اول درجہ کی فاتح کی تعلیم کے لئے سب سے پہلا عظیم الشان فلاسفر میسر ہو گیا تھا یعنی سکندر کوئی بارہ برس کا ہوا تھا تو اس کے باپ نے ارسطو کو اس کا اتالیق مقرر کیا جس رتبہ کا شاگرد تھا اسی پایہ کا اس کو استاد ملا تھا شاگرد نے اپنی فتوحات سے ایک عالم کو مسخر کیا اور استاد نے اپنی تصانیف سے جہان کو معتقد بنایا اس استاد کامل نے تین برس کے اندر سکندر کو بہت علوم سے ماہر کر دیا اور اس کی حسن خدمت کے صلہ میں فیلقوس نے اس کے شہر کو جسے پہلے ویران کر دیا تھا، ازسرِ نو آباد کیا۔

سکندر کی عمر کوئی سولہ برس کی ہو گی کہ اس کے باپ نے قسطنطنیہ کے قرب وجوار کے علاقہ پر تاخت کی اور بیٹے کو دارالخلافہ میں اپنی بجائے چھوڑ گیا باپ کی غیبت میں سکندر سلطنت کا نظم ونسق بڑی خوش اسلوبی اور لیاقت سے کرتا رہا اور

Marfat.com

ایک قوم جو اس کے پیچھے باغی ہوگئی تھی اسے مطیع کرلیا پھر باپ کے ہمراہ جا کر یونانیوں سے لڑا اور فتح یاب ہوا انہی باتوں سے مقدونیہ کے لوگ سکندر کو بادشاہ اور فیلقوس کو جرنیل کہتے تھے لیکن وہ بھی بیٹے کی محبت میں اس سے ناخوش نہ ہوتا تھا مگر آخر ش بیٹے میں اَن بَن ہوگئی جس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ فیلقوس نے پچھلی عمر میں ایک اور شادی کی نکاح کے روز جب سب مہمان محفل رقص و سرور میں جمع تھے اور شراب کا دور چل رہا تھا تو اس وقت دلہن کا چچا شراب کے نشہ میں ہنکار اٹھا کہ اے حضار مجلس دعا کرو کہ خدا اس نوکتخدا کو اولاد دے اور تخت کا حقیقی وارث پیدا کرے یہ سن کر سکندر ایسا افروختہ ہوا کہ شراب کا پیالا جو ہاتھ میں تھا اس کے منہ پہ کھینچ مارا اور یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا کہ تو مجھے حرامی بناتا ہے فیلقوس کو بھری مجلس میں بیٹے کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری اور نشہ شراب میں تلوار لے کر بیٹے کو مارنے کے لئے اٹھا مگر خیر گزری کہ غصہ کے جوش اور شراب کے نشہ میں لڑکھڑا کر گر پڑا سکندر نے کہا کہ تو ایشیا پر چڑھائی کی تیاریاں کیسی کر رہا ہے تجھ سے تو دو قدم بھی چلا نہیں جاتا اور گر گر پڑتا ہے غرض سکندر اس طرح اپنے باپ سے آزردہ خاطر ہو کر مقدونیہ کی ایک قریب کی ریاست میں چلا گیا اور وہاں اپنی ماں کو ماموں کے ہاں پہنچا دیا۔

سکندر کی شادی اور تخت نشینی

سکندر کے ماموں کی ایک نہایت حسین و جمیل بیٹی تھی جس کا نام مزوالتس تھا جن دنوں سکندر اپنے ماموں کے پاس رہا کرتا تھا انہی دنوں سکندر کی والدہ نے اپنے بھائی سے ایک دن درخواست کی کہ وہ اپنی بیٹی مزوالتس کی شادی سکندر سے کر دے اس نے اس درخواست کو منظور کرلیا اور اپنی بیٹی مزوالتس کی شادی بڑی دھوم دھام سے سکندر کے ساتھ کر دی جس کے بعد سکندر بمعہ بیوی اور ماں کے اس وقت تک اپنے ماموں کے پاس رہا جب تک کہ وہ اپنے باپ کے بعد تخت

Marfat.com

مقدونیہ پر بیٹھ کر بادشاہ نہیں بنا تھا اسی جگہ میں سکندر کی بیوی مزوالتس کے بطن سے سکندر کا ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جس کا نام خود سکندر نے اکسندارلس رکھا تھا اور جس کو مشرقی مورخ اسکندروس کے نام نامی سے نامزد کرتے ہیں یہ وہی لڑکا تھا جو آج قوم گوجر کا مورث اعلیٰ کہلاتا ہے یونان کا ایک سوداگر جو خاندان کا امیر اور فیلقوس سے رسم اتحاد رکھتا تھا ایک دن فیلقوس کے پاس بطور مہمان آیا ،فیلقوس نے اثنائے گفتگو میں اس سے دریافت کیا کہ یونان کی ریاستوں میں اتفاق کی کیا صورت ہے اس نے جواب دیا کہ جب خود تمہارے گھر میں سلوک نہیں ہے تو پھر اوروں کا کیا حال پوچھتے ہیں دوست کی اس بات نے فیلقوس کے دل پر ایسا اثر کیا کہ فوراً اس نے اسی دوست کو بھیج کر اپنے بیٹے سکندر کو مقدونیہ میں طلب کر لیا سکندر اپنی بیوی والدہ اور بچے کو وہیں ماموں کے پاس چھوڑ کر اسی سوداگر کے ہمراہ مقدونیہ میں چلا آیا مگر باپ بیٹے میں پھر کسی بات پر دوبارہ ان بن ہوگئی جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سکندر کی والدہ نے جو کینہ توز اور مغرور عورت تھی باہم باپ بیٹے میں صفائی نہ ہونے دی ادھر سکندر کی پیاری بیوی مزوالتس بھی دو سال کا بچہ چھوڑ کر اسی اثنائے میں بعارضہ ذات الجنب فوت ہوگئی جب مقدونیہ میں سکندر کو اپنی بیوی کے فوت ہونے کی خبر ملی تو وہ فوراً اپنے ماموں کے پاس اسی جگہ پہنچا اور اپنے ننھے بچے کو لے کر اس کی غور و پرواخت اپنی والدہ کے متعلق کر کے خود واپس مقدونیہ میں چلا آیا اور اس کا بیٹا ننھیال میں رہ کر وہیں اپنی دادی کی گود میں پرورش پاتا رہا لیکن جب سکندر بادشاہ ہوا تو پھر اس نے اپنی والدہ اور بیٹے کو بھی مقدونیہ میں بلا کر اپنے پاس رکھا۔

فیلقوس جن دنوں مہم ایشیا کے لئے تیاریاں کر رہا تھا کہ اپنی دختر کی شادی میں ایک امیر کے ہاتھ سے ۳۳۶ قبل حضرت مسیح مارا گیا ،فیلقوس کی ناگہانی موت کی خبر سن کر یونان کی بہت سی ریاستوں نے جب دیکھا کہ تخت و تاج کا وارث ایک ناتجربہ کار لڑکا رہ گیا ہے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ شاہان مقدونیہ کی

Marfat.com

اطاعت سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جاویں اس لئے بغاوت پر سب ریاستیں مستعد ہوگئیں سکندر بیس برس کی عمر میں مقدونیہ کے تخت پر بیٹھا اور اپنے باپ کے بڑے بڑے ارادوں کو سنبھالنا چاہا گو اس وقت چاروں طرف سے اسے خطرہ ہی خطرہ نظر آتا تھا کیونکہ شمال سے وحشیوں کے مہیب حرکات اور جنوب سے کے ہن یونانیوں کی شورش سکندر جیسے نوجوان تخت نشین کے دھمکانے کے لئے کافی تھیں لیکن اس کی طبیعت کی جسارت اور خداداد لیاقت و استقلال ان تمام خطرات پر غالب آ گئی اہل تھسلی نے اس کو اپنی ریاست کا حاکم تسلیم کرلیا اور قوم ایمفکفائن نے بلاتعرض اس کو وہ تمام اعزاز بھی سپرد کر دیئے جن سے فیلقوس معزز کیا گیا تھا گو سکندر ابھی جواں سال شاہزادہ تھا لیکن اس کی تعلیم کی تکمیل عرصہ سے ہو چکی تھی وہ ہمیشہ اپنے آپ کو مشہور دلاوروں پہلوانوں اور دیوتاؤں کا جانشین سمجھتا تھا اس کا خیال تھا کہ (۱)اچیلز کی تلوار کو استعمال کرنا میرا فرض اور نیز میری عزت کا باعث ہے اس کے دل میں رجز خوانی سے جوش مردانگی پیدا ہو جاتی تھی اور مطالعہ سے دل و دماغ کو روشنی حاصل ہوتی تھی۔ جب سکندر سے اکثر یونان کی قومیں منحرف ہوگئیں تو اس کے وزیروں نے اسے مشورہ دیا کہ یونانیوں سے معترض ہونا چاہیے تاکہ ہمارے پیچھے جب ہم مہم ایشیا پر جائیں تو یہ شورش نہ مچائیں مگر سکندر اعظم نے کہا کہ ایسا نہیں ہوگا میں جب تک گھر کا انتظام درست نہ کرلوں میرے شان کے شایاں نہیں کہ میں باہر جا کر لوگوں کو دھمکاؤں غرض اس نے یونانیوں کو کچھ تو سختی اور کچھ نرمی سے جس طرح ہوسکا سنبھالا، اس اثنائے میں اس کی کامیابی کی بڑی وجہ اس کی طبیعت کی ہوشیاری اور پھرتی قرار دی جا سکتی ہے وہ دفعتاً جو ایشیا کا فساد فرو کرنے کیلئے چڑھ گیا اور یکایک قوم تھبیز کے دروازوں پر اس طرح جا موجود ہوا کہ وہاں کے لوگ حیران و ششدر رہ گئے اس کی قوت بازو اور جسارت طبع کے باعث لوگوں کی نگاہ میں اس کی رحمت فیلقوس سے بھی زیادہ ہوگئی تھی ریاست لیس ویمن کے سوائے یونان کی باقی سب ریاستوں نے بمقام کارنث اپنے وکیل بھیج کر کمال اطاعت اور تابعداری کے اظہار کے بعد مہم فارس کے لئے

(۱) اچیلو یونانیوں کے ایک دیوتا کا نام تھا۔

Marfat.com

اس کو اپنا سپہ سالار تسلیم کیا یہ وہی عہدہ ہے جو کچھ عرصہ پیشتر اس کے والد کو تفویض کیا گیا تھا لیکن سکندر کے باقی حالات بخوف طوالت اب ہم یہیں ختم کرتے ہیں کیونکہ یہ تواریخ جو لکھی جارہی ہیں قوم گوجر کی ہے اس میں کسی صاحب نسب کے حالات اسی قدر لکھے جارہے ہیں جس قدر کہ ان حالات کا اس تاریخ سے تعلق ہے اگر کسی ناظر تاریخ کو سکندر کے مزید حالات اور ایشیائی فتوحات دیکھنے کا شوق ہو تو وہ سکندر نامہ فارسی یا گلدستہ شجاعت کو مطالعہ کرے۔

فصل ششم

شہزادہ گرجی

شہزادہ گرجی سکندر اعظم کا بیٹا اور قوم گوجر کا جد امجد ہے یہ تمام قوم گوجر جو آج ہندوستان میں ہر جگہ آباد نظر آتی ہے یہ سب اسی شہزادہ گرجی کی نژاد اور اولاد ہے اس شہزادہ کا اصل نام اکسندارلس تھا اور شہزادہ گرجی اس کا اعزازی و صفاتی لقب ہے جس کی وجہ تسمیہ ہم آگے چل کر اس موقعہ پر لکھیں گے جبکہ وہ اس لقب گرجی سے ملقب ہوا تھا جس روز وہ اپنے والدین کے گھر پیدا ہوا تو اس کی والدہ مزوالتس نے اس کا نام یوسٹیئس تجویز کیا تھا لیکن اب کے باپ سکندر اعظم نے اس نام کو ناپسند کر کے اس کا دوسرا نام خود اکسندارلس رکھا تھا جو بعد میں اصل نام قرار پاکر تمام ملک یونان میں مشہور ہوا مگر مشرق میں اس شہزادہ کو مشرقی زبانوں اور تاریخوں میں شہزادہ اسکندروس کے نام نامی سے نامزد کیا جاتا تھا اس لئے ہم نے بھی اپنی اس تاریخ میں ہر موقعہ پر اس شہزادہ کا نام اسکندروس تحریر کیا ہے شہزادہ اکسندارلس یا اسکندروس کی تربیت اور پرورش ایسے عمدہ طریق پر ہوئی تھی کہ جس کی وجہ سے وہ بہت جلدی جوان ہوگیا جوان ہو کر مشہور شجاع زمانہ بہادر طاقتور نکلا وہ اس قدر شاہزور تھا کہ گیارہ تہ کی آہنی چادروں کو جن کو موٹائی چار انچ ہوتی ہے تیر سے چیر ڈالتا اور کوئی پہلوان اس کا تیر نہ نکال سکتا تھا جب وہ

Marfat.com

اپنی والدہ کی گود میں پرورش پا رہا تھا تو اس وقت بھی وہ تنومند اور توانا بچہ نظر آتا تھا جب اس کی عمر ایک سال ہوئی تھی تو وہ دو سال کا معلوم ہوتا تھا اور جب پانچ سال کا ہوا تو اس وقت وہ دس سال کا لڑکا نظر آتا تھا اس کا جسم سڈول اور قوائے جسمانی بہت مضبوط تھے جب وہ اپنے ہم عمر لڑکوں میں کھیلا کرتا تو تمام لڑکوں کو مارتا دباتا اور ان سے کشتی کرتا ہر ایک چیز ان سے جبراً چھین لیتا اور ہمیشہ مردانہ و بہادرانہ عادات و اطوار ظاہر کرتا تھا ابھی وہ دو سال کا بچہ ہی تھا کہ اس کے سر سے اس کی ماں کا سایہ اٹھ گیا تھا تب اس کے باپ سکندر اعظم نے اس کی تعلیم و تربیت کا کام خود اپنی والدہ اوپلس کے سپرد کیا جس کے بعد شہزادہ اسکندروس اپنی دادی اوپلس کی آغوش عاطفت میں پرورش پانے لگا تھا ابھی وہ صغیر سن تھا کہ علامات فراست و شجاعت ظاہر ہوتی تھیں اور استقلال شاہانہ چہرہ سے عیاں تھا ابتدا میں وہ اپنی دادی کے کہنے پر چلتا رہا جب وہ بڑا ہوا تو اپنے باپ کا بھی ویسا ہی تابعدار اور فرمانبردار بن گیا جیسا کہ وہ اپنی دادی کا فرمانبردار تھا اور بچپن کی حالت میں جب کبھی سکندر اعظم اس کو اپنی گود میں اٹھایا کرتا تھا تو اس وقت سکندر کو اپنی پیاری بیوی مزواتس بھی یاد آجایا کرتی تھی۔

ایک دن شہزادہ کو جنگی کھیلیں کھیلتا ہوا دیکھ کر سکندر اعظم نے اپنی فراست سے اس کے رجحان طبیعت کو سمجھ کر کہ اس کے مناسب حال کس قسم کی تعلیم مفید ہو گی اس نے شہزادہ کا استاد بجائے کسی فلسفی و منطقی حکیم کے ایسے جنگی پہلوان کو اس کی تعلیم کے لئے مقرر کیا کہ جو فنون جنگ اور گرز اندازی میں بڑا ماہر و تجربہ کار جرنیل تھا اور اس استاد نے شہزادہ اسکندروس کو سواری، نیزہ بازی، نشانہ بازی، پٹے بازی، تلوار چلانا اور نبوٹ کشتی وغیرہ کی تعلیم دی اس کے بعد پھر اس نے گرز اندازی سکھانا شروع کی گرز اندازی سیکھنے کا خود شہزادہ کو بھی بہت شوق تھا اس لئے استاد نے اس فن کو خاص کر سکھانے اور شاگرد نے خاص کر سیکھنے میں بہت

Marfat.com

کوشش کی شہزادہ کا وہ جنگی استاد گرز اندازی کے کرتب دکھانے اور گُرز چلانے میں ایسا بے نظیر اور شہرہ آفاق پہلوان تھا کہ کوئی دوسرا پہلوان اس کا ثانی تمام ملک یونان میں نہیں ملتا تھا جیسا وہ خود جملہ فنون حرب سے ماہر اور فن گُرز اندازی کے کرتبوں میں مشہور تھا ویسا ہی اس نے اپنے شاگرد شہزادہ اسکندروس کو ان تمام فنون اور کرتبوں سے واقف اور ماہر کر کے جنگی پہلوان بنا دیا تھا غرض شہزادہ جب ان تمام فنون جنگ میں دستگاہ کامل بہم پہنچا چکا تو پھر ادھر سے فارغ ہو کر وہ دیگر علوم طب فلسفہ منطق ریاضی وغیرہ کی طرف متوجہ ہوا اور دوسری طرف سکندر اعظم بھی مہم ایران کی تیاریاں مکمل کر کے ایران کو فتح کرنے کے لئے انہی دنوں یونان سے روانہ ہو گیا جس کے بعد شہزادہ اسکندروس کی دادی نے اس کے شوق علم کو پورا کرنے کے لئے ایک ایسے فلسفی حکیم کو جو کہ تمام علوم سے پورا واقف اور بڑا عالم فاضل تھا اس کا معلم مقرر کیا مگر ابھی شہزادہ کی تعلیم کی تکمیل نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس تعلیم کو چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس ایران میں چلا گیا۔

شہزادہ اسکندروس ایران میں

سکندر اعظم اور شہزادہ اسکندروس دونوں باپ بیٹا میں کمال درجہ کی محبت تھی جن دنوں سکندر وطن میں تھا تو وہ اس کو ایک گھڑی بھی اپنے سے جدا نہیں کرتا تھا پھر جب وہ ایران میں جانے لگا تو اس وقت شہزادہ کو وہ تعلیم کے لئے بامر مجبوری وطن میں چھوڑ گیا تھا مگر ایران میں جا کر سکندر کا دل بغیر شہزادہ کے بہت اداس ہو گیا اس لئے جب اس نے دارا کو شکست فاش دے کر تمام ایران کو فتح کر لیا تو اس وقت پھر اس نے اپنی والدہ کو ملک یونان میں ایک خط لکھ کر روانہ کیا اور اس میں لکھا کہ میرے بیٹے شہزادہ اسکندروس کو بہت جلد ہی کسی فوجی کمک کے ہمراہ جو ایران آنے والی ہو میرے پاس بھیج دیں اس خط کے ساتھ ہی اس نے ایک دوسرا خط اپنے قائم مقام کو بھی لکھا کہ اب میں ایران کے بعد ممالک ترکستان اور

Marfat.com

ہندوستان کو فتح کرنا چاہتا ہوں اس لئے تم کو یہ حکم لکھا جاتا ہے کہ بہت جلد ان ممالک کو فتح کرنے کیلئے ہمارے پاس مزید کمک روانہ کرو غرض جب یہ دونوں خط ملک یونان میں پہنچے تو اہل یونان نے فتح ایران کی خبر سن کر تمام ملک میں بڑے جشن اور خوشیاں منائیں اور جذبہ خوشی میں ہزار ہا یونانی و رومی بہادر جنگ ترکستان کے لئے بھرتی ہو کر بڑے شوق سے ایران جانے پر تیار ہو گئے آخر جب یہ کمک روانہ ہونے لگی تو سکندر کی والدہ نے اس کمک کے ہمراہ اپنے پوتے شہزادہ اسکندروس کو بھی ملک ایران میں اس کے باپ کے پاس بھیج دیا جب شہزادہ بمعہ فوجی کمک کے ملک ایران میں پہنچ کر اپنے باپ کو ملا تو اس کے باپ سکندر اعظم نے بڑی محبت و شفقت پدری کے ساتھ اس کو گلے لگا کر بہت پیار کیا پھر چند روزہ آرام و آسائش کے بعد سکندر اعظم نے اس کی تمام حاصل کردہ جنگی فنون اور سپاہیانہ کرتبوں کا امتحان لینا چاہا شہزادہ نے بڑی خوشی سے یہ امتحان دیا جس میں وہ ہر طرح پاس ہو کر کامیاب سپاہی ثابت ہوا سکندر اپنے بیٹے کے وہ تمام ہنر اور جنگی کرتب دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ جھٹ اس نے ایک بڑی فوج کی کمان شہزادہ اسکندروس کے حوالے کر کے اس کو جرنیلی عہدہ پر فائز کر دیا۔

شہزادہ گرجی کی حیرت انگیز جنگی کاروائیاں اور بڑے بڑے پہلوانوں سے لڑائیاں و معرکہ آرائیاں

جب سکندر نے مہم ترکستان کی تیاریاں مکمل کرلیں تو پھر اس نے اپنے بیٹے اسکندروس کو ساتھ لے کر بمعہ اپنی فوج کے پرسی پولس (اصطخر) دارالخلافہ فارس سے کوچ کر کے وادی گرگان میں آ کر مقام کیا اور پھر وادی گرگان کے شمالی جانب ہوتا ہوا کالپوش کی چراگاہ میں آ ٹھہرا وہاں سے رخصت ہو کر پھر سوسیا میں پہنچا اور سوسیا میں سکندر کو اطلاع ملی کہ بلخ کے گورنر بی سس نامی نے آپ سے بغاوت کر کے شاہ اعظم کا لقب اختیار کر لیا ہے لہٰذا اُس نے فوراً ہی ہرات کے

Marfat.com

راستہ سے گزر کر بی سس پر حملہ کیا جب لڑائی بہت زور سے شروع ہوئی تو اس وقت بی سس کی فوج سے ایک دیو ہیکل ایرانی پہلوان نے قلعہ سے نکل کر للکارا کہ یونانیوں میں جو سب سے زیادہ شاہزور اور بہادر جوان ہو وہ مبازرت کے لئے میدان میں نکلے چونکہ اس وقت سب سے زیادہ زور آور جوان شہزادہ اسکندروس ہی تھا اس لئے وہ فوراً یہ کلمہ سنتے ہی اس پہلوان کے مقابل جا کھڑا ہوا اوّل گرزیں ہاتھ میں لے کر دونوں پہلوانوں نے گرزوں سے لڑنا شروع کیا جب گرزوں کی لڑائی سے کوئی فیصلہ فتح یا شکست کا نہ ہو سکا تو پھر میانوں سے دونوں پہلوان اپنی تلواریں نکال کر لڑنے لگے اور طویل نبرد آرائی کے بعد مخالف کے سر پر شہزادہ اسکندروس نے ایسی ضرب کاری لگائی کہ اس کی تلوار دشمن کے خود اور کھوپڑی کو کاٹتی ہوئی ٹھوڑی تک چلی گئی جس کے باعث وہ ایرانی پہلوان وہیں فوت ہو گیا اور شہزادہ خوشی سے نعرے مارتا ہوا اپنے لشکر میں چلا آیا اور غاصب بی سس بھی کشتیاں چلا کر ان کے ذریعہ دریائے جیحون کو عبور کر کے صوبہ صغدی کے ایک شہر طوطیکا میں جا گھسا لیکن سکندر کے پاس اس وقت کشتیاں موجود نہیں تھیں اس لئے سکندری فوج نے اپنے خیموں قناتوں میں گھاس اور سرکنڈے وغیرہ لپیٹ اور باندھ کر ان کے ذریعہ دریائے جیحون کو عبور کر لیا اور یہ کام بمشکل پانچ روز میں ختم ہو سکا غرض سکندر نے اس طرح دریا کو عبور کر کے پھر آگے بڑھ کر آرنوس اور بلخ پر قبضہ کر لیا جس کے بعد غدار بی سس کو بھی گرفتار کر کے اس کے کان اور ناک کٹوا کر پھر اس کو ہمدان میں بھجوا کر قتل کروا دیا۔

عبور دریا کے بعد سکندر نے سمر قند کا راستہ لیا اور خطہ ماور النہر میں پہنچ کر ترکی تاتاری قوموں کو مطیع و منقاد کرنے لگا مگر تاتاری قوموں نے اس کی بہت سخت مدافعت کی آخر وہ قومیں اس کی تربیت یافتہ فوج کی سیل رواں کے آگے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکیں اسی جگہ شہزادہ اسکندروس گرجی کو دوسرا مقابلہ ایک دوسرے قوی ہیکل

Marfat.com

تاتاری پہلوان آغوز نامی سے کرنا پڑا آغوز پہلوان بڑا شہ زور تمام جنگی فنون سے واقف اور پرانا تجربہ کار جرنیل تھا لیکن شہزادہ کی زندگی میں یہ دوسرا واقعہ تھا کہ وہ ایک ایسے بہادر تجربہ کار پہلوان سے نبرد آزما ہونے لگا تھا کہ جو اس سے قوت اور طاقت میں کئی گنا زیادہ قد قامت اور عمر میں اس سے بڑا تھا جب اس پہلوان نے مبارز طلب کیا تو شہزادہ اسکندروس اس کے مقابل بھی جا کھڑا ہوا وہ پہلوان شہزادہ کو اپنے بالمقابل دیکھ کر کہنے لگا کہ اے نوعمر جوان تو ابھی میرے ساتھ کشتی لڑنے کے لائق نہیں ہے کیونکہ تو ابھی نوعمر لڑکا ہے اور مجھے ایسے نوعمر بچوں کے ساتھ کشتی کرنا زیبا نہیں دیتا اس لئے میں تمہاری نوعمری اور خوبصورتی پر رحم کھا کر تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ تم میرے ساتھ مقابلہ کر کے اپنی جان کو مفت میں ضائع نہ کرو مگر شہزادہ نے یہ سن کر جواب دیا کہ گو میں ابھی لڑکا ہوں اور عمر میں تجھ سے چھوٹا ہوں لیکن اپنے ہنر اور کرتب میں تجھ سے بڑا ہوں اس لئے تیرے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے آیا ہوں آغوز پہلوان اس جواب سے لاجواب ہو کر کہنے لگا کہ اچھا آؤ تم پہلے مجھ پر حملہ کرو پھر میں تم پر حملہ کروں گا آخر شہزادہ نے اس کے کہنے پر ایسا ہی کیا جب دونوں کی کشتی ہونے لگی تو دونوں طرف کی فوجیں بھی اپنی لڑائی چھوڑ کر ان کی کشتی دیکھنے میں مصروف ہو کر آخری نتیجے کا انتظار کرنے لگیں شہزادہ گرجی گو ابھی نو عمر لڑکا تھا لیکن جنگی کرتب اور داؤ پیچ کرنے میں وہ بڑا ہوشیار اور چالاک سپاہی تھا اس لئے جب اس نے دشمن سے لڑائی شروع کی تو اوّل دشمن کے گھوڑے کو ایسی ترکیب سے چھیڑ کر خوف زدہ کر دیا کہ وہ گھوڑا کودنے اور سرکشی کرنے لگا شہزادہ نے اس موقع کو غنیمت جان کر بڑے جوش اور پھرتی سے آغوز پر حملہ کر کے اس کو ایک تلوار ماری کہ اس کی زرہ بکتر کو کاٹ کر جسم میں جا لگی مگر آغوز نے اس ضرب کو محسوس نہ کرتے ہوئے پھر شہزادہ پر حملہ کیا لیکن شہزادہ نے اس حملہ کو روک کر صاف اپنے آپ کو بچا لیا اسی طرح شہزادہ نے دوسرا حملہ آغوز پر نیزہ سے کیا مگر وہ نیزہ

Marfat.com

آغوز کی زرہ میں جا کر پیوست ہوگیا جس کو آغوز نے تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دیا ایک ٹکڑا شہزادہ کے ہاتھ میں اور دوسرا ٹکڑا آغوز کی زرہ میں پیوست رہا لیکن شہزادہ کی دلیری و ہنرمندی دیکھ کر آغوز نہایت متعجب تھا آخر وہ اپنی زرہ سے نیزہ کا پھالا نکال کر بھاگنے لگا مگر شہزادہ نے آگے سے روک کر اس کو کھڑا کر لیا اور پھر اپنا بھاری گُرز اٹھا کر اس کے سر پر ایسا مارا کہ ایک ہی ضرب میں اس خود کے جو اس کے سر پر تھا پرخچے اُڑ گئے اور خود کے کئی ٹکڑے آغوز کے سر میں بھی دھنس گئے جن کے صدمہ سے وہ حواس باختہ ہو کر دوبارہ بھاگنے کی کوشش کرنے لگا مگر شہزادہ اسکندروس نے جھٹ کمند ڈال کر اس کو قید کر لیا جب آغوز قید ہوگیا تو پھر اس کی فوج بھی دل چھوڑ کر بھاگنے لگی مگر اس فوج کا تعاقب کر کے سکندری فوج نے قتل کرنا شروع کر دیا اور جو باقی بچی ان کو قید کر لیا اس فتح عظیم پر سکندری فوج نے شہزادہ گُرجی زندہ باد کے نعرے لگانے اور فتح کے شادیانے بجانے شروع کئے اور سرداران فوج نے شہزادہ کے باپ سکندر اعظم کو اس کے بیٹے کی کامیابی پر مبارکبادیں دے کر خوشی کا اظہار کیا غرض شہزادہ اسکندروس نے ان دونوں معرکوں میں اپنی ذاتی شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھا کر اپنے باپ اور اس کی فوج کو بہت خوش کیا تھا۔ قصہ خوان بیان کرتے ہیں کہ شہزادہ کا وہ گُرز جو بوقت جنگ وہ میدان میں استعمال کیا کرتا تھا اس گُرز کا وزن ساٹھ من پختہ ہوتا تھا مگر قوم گوجر کی تواریخوں سے اس وزن اور بیان کی تصدیق نہیں ہوتی چنانچہ مرأت گوجران و مرقع گوجراں میں لکھا ہے کہ قصہ خوان لوگ جو بیان کرتے ہیں کہ شہزادہ اسکندروس گُرجی کی گُرز کا وزن ساٹھ من پختہ ہوتا تھا اس میں وہ بہت مبالغہ سے کام لیتے ہیں البتہ اتنا ضرور صحیح ہے کہ شہزادہ کا گُرز جو وہ جنگ میں استعمال کیا کرتا تھا وہ بہت بھاری اور وزنی ہوتا تھا سوائے کسی جنگی پہلوان کے معمولی طاقت کا کوئی دوسرا شخص اس کو نہیں اُٹھا سکتا تھا۔

Marfat.com

شہزادہ گُرجی کی پہلی شادی

سکندر جب ایشیا میں داخل ہوا تو ایشیائی مفتوحہ مما لک کی حفاظت کے متعلق اس نے یہ حکمت عملی اختیار کی کہ وہ ایشیائی قوموں اور بادشاہوں سے تعلقات ازدواج پیدا کر کے ان مما لک میں امن قائم رکھے اس لئے اس نے تمام یونانی سپاہیوں کو عام حکم دے دیا کہ وہ ایشیائی عورتوں سے شادیاں کرلیں چنانچہ اس کے حکم کے مطابق ہزار ہا یونانی سپاہیوں نے ایشیائی عورتوں سے شادیاں کر کے انہی مما لک میں سکونت اختیار کر لی خود سکندر نے اپنی دو شادیاں ایران کے شاہی خاندان میں کیں اور ان دو شہزادیوں کے نام یہ ہیں جن سے سکندر نے شادیاں کی تھیں بارئن ،اور استاترہ تیسری شادی سکندر نے بخارا کے بادشاہ اور گزڑ ہیز کی بیٹی رُکسانا نامی سے کی تھی الغرض مندرجہ بالا حکمت عملی کو مدنظر رکھ کر سکندر نے اپنے بیٹے شہزادہ اسکندروس کی شادی بھی تاتار کے ایک بادشاہ ٹاکسلس نامی کی بیٹی زوغہ خانم نامی سے کر دی تھی جس کا مفصل حال اس طرح مذکور ہے۔
جب سکندر علاقہ ماوارالنہر اور سمرقند کو فتح کر کے شہر خجند میں پہنچا تو وہاں کے خاقان ٹاکسلس نامی نے جس کا دوسرا نام ایشیائی زبانوں میں ایشیائی مورخوں نے شاہ قید تحریر کیا ہے اس نے اپنے میں طاقت مقابلہ نہ پا کر سکندر کی اطاعت قبول کر کے خراج دینا منظور کیا اس خاقان کی ایک بیٹی جس کا نام زوغہ خانم تھا نہایت حسینہ و جمیلہ تھی خاقان ٹاکسلس کو سکندر نے کہا کہ اگر تم اپنی بیٹی شہزادی زوغہ خانم کی شادی میرے بیٹے شہزادہ اسکندروس کے ساتھ کر دیں تو اس شادی کی وجہ سے ہمارے ساتھ تمہارے سیاسی اور دوستانہ تعلقات زیادہ مضبوط ہو سکتے ہیں خاقان ٹاکسلس نے بخوشی سکندر کی اس بات کو منظور کر کے اپنی بیٹی شہزادی زوغہ خانم کی شادی شہزادہ اسکندروس کے ساتھ کر دی ،سکندر اس شادی کے بعد پھر دریا سیحون کے پار جا کر وہاں کی سرکش قوموں کو مطیع کرنے لگا۔

Marfat.com

دریا سیحون کے پار جو تا تاری قبیلے آباد تھے وہ بڑے سرکش اور مفسد تھے ان قبیلوں نے کبھی بھی بادشاہ کی اطاعت قبول نہیں کی تھی وہ ہمیشہ فغفوران چین اور شاہان ایران کو تنگ اور لاچار کیا کرتے تھے اور جب کبھی موقعہ ملتا تو ان بادشاہوں کے خاص مقبوضہ علاقوں پر یورش کر کے ان میں لوٹ مار کرتے تھے اس لئے تسخیر خجند کے بعد سکندر نے دریا سیحون کے پار جا کر ان مفسد قبیلوں کو مطیع و منقاد کر کے آئندہ انسداد فتنہ کی خاطر ہر جگہ اس ملک میں فوجی چوکیاں قائم کیں اور اپنے نام پر دریائے سیحون کے کنارے ایک شہر تعمیر کرانا شروع کیا لیکن ابھی اس شہر کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی تھی کہ سکندر کو خبر ملی کہ تمہارے مفتوحہ علاقہ قفقاز میں تمام قوموں نے تمہاری اطاعت کا جوا اتار کر بغاوت کا علم بلند کر دیا ہے یہ وحشت ناک خبر سن کر سکندر بہت پشیمان ہوا جھٹ اس نے پانچ ہزار بدرقہ فوج تیار کر کے شہزادہ اسکندروس کو اس کا سپہ سالار بنا کر بطور مقدمۃ الجیش کے علاقہ قفقاز میں بغاوت فرو کرنے کے لئے بھیج دیا اور خود بھی شہزادہ کی مدد کے لئے مزید فوج لے کر پیچھے آنے کا وعدہ کیا۔

شہزادہ کا کوہ قاف میں جانا اور باغیوں سے جنگ کرنا

شہزادہ اسکندروس بمعہ اپنی فوج کے بحیرہ کیسپین کو عبور کر کے جب ملک قفقاز میں پہنچا تو بذریعہ جاسوسوں کے اول اس نے بغاوت کے حالات دریافت کرنے کی کوشش کی جاسوسوں نے اس کو خبر دی کہ بغاوت کا اصل سرغنہ شاہ قنطال والی قفقاز ہے جو سکندر کی اطاعت کا جوا اتار کر باغیوں میں شامل ہو چکا ہے قنطال کے تمام فوجی افسر باغیوں کی مدد کرتے ہیں اور باغی گروہ ان افسروں کی سرکردگی میں ہر طرف لوٹ مار کر کے ملک میں بدامنی اور فتنہ فساد پھیلا رہے ہیں شہزادہ نے یہ تمام حالات معلوم کر کے ایک قلعہ کے سامنے جو وسطی قفقاز کی چابی تھا اور پچیس ہزار باغی فوج اس پر قابض تھی اپنے خیمے نصب کر کے قلعہ کا محاصرہ

Marfat.com

کرلیا باغیوں نے جب دیکھا کہ سکندری فوج ہماری سرکوبی کرنے کے لئے آ گئی ہے تو وہ سب قلعہ سے نکل کر جنرل ورِدلیس کی زیر کمان جو قلعدار تھا شہزادہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے شہزادہ نے بھی بڑی عجلت سے اپنی فوج کو مرتب کر کے اس حملہ کا جواب دیکر باغیوں کو پسپا کیا باغیوں میں سے بوزنجر نامی ایک فوجی پہلوان جو وردلیس کا شاگرد اور قلعہ گیر فوج کا کپتان تھا ایک دن قلعہ سے اکیلا باہر نکل کر شہزادہ گُرجی کو اپنا مقابلہ کے لئے طلب کرنے لگا شہزادہ اس کے طلب کرنے پر فوراً اس کے بالمقابل جا کھڑا ہوا جب دونوں کی کشتی ہونے لگی تو اول بوزنجر نے اپنا وار کر کے شہزادہ کو خوفزدہ کرنا چاہا مگر شہزادہ نے اس وار کو روک کر پھر اپنا بھاری گُرز اٹھا کر بوزنجر کے سر پر ایسا مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گھوڑے سے گر پڑا شہزادہ نے اس کو جھٹ سے قید کر کے اپنے خیمے میں پہنچا دیا لیکن باغیوں نے جب اپنے سردار کو قید ہوتے دیکھا تو جوش میں آ کر پھر شہزادہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے شہزادہ کے بہادر جاں نثار بھی مدافعت کے لئے تیار ہو کر لڑنے لگے تمام دن بڑے زور شور سے لڑائی ہوتی رہی مگر غالب و مغلوب کے نشانات کسی طرف بھی ظاہر نہ ہوئے لیکن جب دن غروب ہوا تو وردلیس قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر شہزادہ گُرجی پر تضحیک کرنے لگا جس کو شہزادہ نے اپنی خفت محسوس کر کے قسم کھائی کہ جب کل سورج نکلے گا تو میں اس تضحیک کا ضرور بدلہ لوں گا اور قلعہ کے دروازوں کو توڑ کر فصیلوں کو مسمار کر کے تمام باغیوں کو بڑی بے رحمی سے قتل کروں گا وردلیس نے یہ سن کر پھر ہنس کر کہا کہ اے نوجوان اب ذرا ہمارے بہادر پہلوان برلاس یولدوز سے ہوشیار رہنا اگر وہ مقابلہ کے لئے آیا تو وہ تیرا اور تیری فوج کا روئے زمین سے نام و نشان مٹا دے گا مگر اس وقت وردلیس کی یہ گیدڑ بھبکیاں سن کر شہزادہ واپس اپنے لشکر گاہ میں چلا گیا وردلیس نے اس لڑائی کے بعد شاہ قنطال کو ایک مراسلہ اس مضمون کا لکھ ایک تیز رفتار قاصد کے ہاتھ روانہ کیا کہ سکندر فوج پانچ

Marfat.com

ہزار کی تعداد میں ہماری سرکوبی کے لیے قفقاز میں پہنچ گئی ہے اور اس کا سپہ سالار ایک قوی ہیکل اور تجربہ کار نوجوان ہے جس کی زیر کمان یہ ہم سے دو لڑائیاں کر چکی ہے اور ہم اس تربیت یافتہ فوج کا مقابلہ بغیر کسی بیرونی مدد اور خوراک کے زیادہ دیر تک نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارا راشن ختم ہو چکا ہے اور اب ہم کو بوجہ محصور ہونے کے کوئی شے کھانے والی باہر سے نہیں پہنچ سکتی اس لئے اب ہم باامر مجبوری قلعہ کو خالی کر کے دشمن کے حوالے کرنے والے ہیں اور آپ کو بذریعہ مراسلہ مطلع کیا جاتا ہے کہ بہت جلدی اس نوجوان کی جرار فوج سے مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ ورنہ یہ نوجوان آپ کو اور آپ کی فوج کو تباہ و برباد کر کے آپ کی تمام کوششوں کو ملیا میٹ کر دے گا۔ وردلیس نے یہ مراسلہ دے کر جب قاصد کو رخصت کر دیا تو خود بمعہ فوج قلعہ کو خالی کر کے کسی خفیہ راستے سے بھاگ گیا کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر ہم صبح تک قلعہ میں ٹھہرے رہے تو ہمارا کیا حال ہو گا مگر شہزادہ کو جب وردلیس کے بھاگنے کی خبر ملی تو اس کو اپنی قسم کے پورا نہ ہونے کا بہت افسوس ہوا آخر شہزادہ اپنی فوج کو لے کر بڑی شان سے قلعہ میں داخل ہو کر قابض ہو گیا۔

وردلیس کا مراسلہ جب شاہ قنطال کو پہنچا وہ اس مراسلہ کو پڑھ کر بہت گھبرا گیا آخر اس نے اپنے تمام مشیران سلطنت و داعیان دولت کو جمع کر کے وہ مراسلہ سنا کر ان سے مشورہ طلب کیا سب مشیروں نے یہی صلاح دی کہ ہم کو اپنے ملک کو آزاد کرانے کے لئے اب ایک لاکھ فوج لے جا کر اور یولدوز کو بلا کر سکندری فوج اور اس نوجوان کے ساتھ ضرور مقابلہ کرنا چاہیے شاہ قنطال نے اپنے مشیروں کے مشورے سے برلاس یولدوز کو اپنے پاس طلب کیا پھر اس کو اور ایک لاکھ فوج کو جس میں بہت سے ہاتھی اور زرہ پوش سوار تھے ساتھ لے کر شہزادہ سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا جب اس کا لشکر شام کے وقت ایک میدان میں آرام کے لئے جا کر ٹھہرا اور رات کو خیموں میں مشعلیں روشن ہوئیں تو وہ تمام لشکر گاہ

Marfat.com

ایک بڑے شہر کی مانند معلوم ہوتا تھا اور ادھر شہزادہ اسکندروس بھی دارالخلافہ قفقاز کی طرف بڑھنے کی تیاریاں کر رہا تھا لیکن اس کے پاسبانوں نے جو قلعہ کے بلند مناروں پر چڑھ کر قلعہ کی نگرانی کر رہے تھے دور سے ایک بڑی فوج کی رچھان دیکھ کر شہزادہ کو انہوں نے خبر دی کہ کسی دشمن کی بے بہا فوج ہماری طرف بڑھی چلی آ رہی ہے شہزادہ بھی اس فوج کو دیکھنے کے لئے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گیا اور اس نے دیکھا کہ دشمن کی بے شمار فوج ٹڈی دل کی طرح تمام میدان میں پھیلی ہوئی ہے فصیل سے نیچے اتر کر پھر اُس نے اپنے باپ سکندر اعظم کو کمک کے لئے ایک مراسلہ لکھ کر ایک تیز رفتار قاصد کے ہاتھ روانہ کر دیا چونکہ شہزادہ سکندری فوج کا سردار تھا وہ کسی طرح سست نہیں رہ سکتا تھا اس لئے اس نے شاہ قنطال کے پہنچنے سے پیشتر ایک ہوشیار جرنیل کی طرح اپنی حفاظت کی تمام ضروری پیش بندیاں کر لیں اور مطمئن ہو کر قلعہ میں بیٹھ گیا۔

ایک لاکھ باغیوں نے جب شاہ قنطال کی زیر سرکردگی آ کر شہزادہ اسکندروس کو بمعہ اس کی فوج کے قلعہ میں محصور کر لیا تو شہزادہ کئی دن تک قلعہ میں ہی محصور ہو کر ان باغیوں کا مقابلہ کرتا رہا آخر اپنی ذاتی شجاعت دکھانے اور دشمن پر رعب ڈالنے کے لئے ایک دن شہزادہ نے اپنی زرّیں ٹوپی اتار کر اس جگہ سر پر بھاری خود پہن لیا اور پہلو میں تلوار حمائل کر کے پھر اپنی زین کے ہرنے سے ایک کمند آویزاں کی جو اس زمانہ میں جنگی لوگ استعمال کیا کرتے تھے اور یہ کمند اس قدر لمبی تھی کہ ہرنے کے گرد اس کے ساٹھ بل پڑے ہوئے تھے پھر ہاتھ میں اپنی بھاری گُرز پکڑ کر بمعہ اپنی جرار فوج کے قلعہ سے باہر نکلا اور میدان میں آ کر باغیوں پر حملہ آور ہوا سینکڑوں باغیوں کو قتل کرتا ہوا شاہ قنطال کے شامیانہ تک جا پہنچا جس کے گرد ایک خندق کھودی ہوئی تھی اُسی خندق نے شاہ قنطال کو شہزادہ کی قید سے بچا لیا تھا اگر وہ خندق درمیان میں حائل نہ ہوتی تو شہزادہ ضرور شاہ قنطال

Marfat.com

کو گرفتار یا قتل کر دیتا شہزادہ کی یہ دلیری اور جرأت دیکھ کر شاہ قنطال کو اپنے بچاؤ کی فکر پیدا ہوگئی وہ اپنی فوج کے بہادروں کی طرف دیکھ دیکھ کر مایوس ہو رہا تھا کہ کوئی بھی بہادر شہزادہ کے جارحانہ حملوں کی مزاحمت کرتا ہوا نظر نہیں آ رہا سب خوف کے مارے بھاگے چلے جا رہے ہیں یہ حالت دیکھ کر آخر شاہ قنطال نے برلاس یولدوز کو بلا بھیجا جب شاہ قنطال کا پیغام یولدوز کو ملا تو اس کا صبر و قرار جاتا رہا اس نے خیال کیا کہ شاہ قنطال مجھے کبھی نہیں بلایا کرتا جب تک کہ وہ کسی بڑی مصیبت میں مبتلا نہ ہو اس لئے وہ فوراً اپنی زرّہ پہن کر بڑی گرمجوشی سے اپنے رخش پر سوار ہو کر شاہ قنطال کی خدمت میں حاضر ہو کر ادب بجا لایا اور عرض کی کہ حضور نے اس خادم کو کس خدمت کے لئے طلب فرمایا ہے شاہ قنطال نے کہا کہ اے برلاس اب تمہاری شجاعت و بہادری دیکھنے کا موقع آیا ہے اب تم اس مقدونوی نوجوان سے جس نے کہ ہمارے لشکر میں قیامت برپا کر رکھی ہے مقابلہ کر کے اپنی شجاعت کے جوہر دکھاؤ اور اپنے وطن کو آزاد کراؤ یہ حکم سن کو برلاس یولدوز فوراً میدان میں جہاں کہ شہزادہ باغیوں کو اپنی گرز سے فناہ کر رہا تھا پہنچا اور شہزادہ گرجی کو آ کر کہا کہ اے بہادر نوجوان اب میں تمہارے مقابلے کے لئے یہاں آیا ہوں اگر تم میں جرأت ہے تو آؤ اب ہم دونوں اپنی فوجوں سے علیحدہ ہو کر کشتی کے ذریعے اس جنگ کا فیصلہ کریں شہزادہ نے اس کی اس بات کو منظور کر لیا جس کے بعد پھر دونوں پہلوان اپنی فوجوں سے علیحدہ ہو کر دور جا کر ایک جگہ کشتی کرنے کے لئے جا کھڑے ہوئے۔

یولدوز کا قد بہ نسبت شہزادہ کے لمبا اور سینہ چوڑا تھا اور ہاتھ پاؤں بھی اس کے مضبوط تھے طاقت میں بھی بہت زیادہ تھا مگر شہزادہ نے بوقت کشتی یولدوز سے کہا کہ اے برلاس تو گو مجھ سے طاقت میں زیادہ اور قد میں لمبا ہے لیکن فن گرز اندازی میں تو میرا مقابلہ کسی طرح نہیں کر سکتا شہزادہ کا یہ کلام سن کر یولدوز نے

Marfat.com

اس کے جواب میں کہا کہ اے کودک خامکارز میں خشک اور سرد ہے آسمان کی ہوا نرم اور خوشگوار ہے گو میں بوڑھا ہوں لیکن میں نے بہت سے میدان جنگ دیکھے ہیں اور بہت سے لشکروں کو شکست دی ہے اور آج تک مجھ پر کوئی جنگی پہلوان غالب نہیں آیا اگر تم آج میرے ہاتھ سے بچ گئے تو فی الحقیقت پھر تم اژدھاؤں کا مقابلہ کرسکو گے کیونکہ میری طاقت کو ستاروں نے دیکھا ہے اور دنیا میرے قابو میں ہے مجھے تمہاری نوعمری پر رحم آتا ہے اس لئے میں تمہیں جان سے مارنا نہیں چاہتا تم یونان کے لوگوں کو چھوڑو شاید یونان میں تمہارے جیسا کوئی اور پہلوان نہ ہو لیکن اس ملک میں تمہارے جیسے لاکھوں پہلوان موجود ہیں اس گفتگو کے بعد پھر دونوں پہلوان لڑائی کے لئے تیار ہو گئے جن میں ایک نہ ایک کی تقدیر میں مرنا لکھا تھا پہلے وہ ایک اکھاڑا مقرر کر کے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر تیروں کی لڑائی لڑنے لگے تیر ڈھالوں پر لگ لگ کر جب کند ہو گئے تو پھر انہوں نے تلواریں نکال کر لڑنا شروع کر دیا جس وقت ان کی تلواریں ایک دوسرے کی زرہ پر لگتی تھیں تو ان میں سے شعلے نکلتے تھے آخر جب ضرب پر ضرب لگنے کی وجہ سے تلواروں کی دھاریں بھی کند ہو گئیں اور کوئی دونوں میں سے زخمی نہ ہوا تو پھر انہوں نے عمود گراں ہاتھ میں لے کر لڑنا شروع کر دیا اور اس قدر تندہی اور جوش سے لڑے کہ اس سے گھوڑوں کی زینیں پارہ پارہ ہو گئیں اور خود ان کے دم اکھڑ گئے پھر دونوں پہلوان دم لینے کے لئے ایک دوسرے کے مشورے سے علیحدہ ہو کر اکھاڑا کے دونوں جانب جا کھڑے ہوئے مگر یولدوز کو اپنی تمام عمر میں ایسے بہادر پہلوان سے کبھی سابقہ نہیں پڑا تھا اس کے لئے یہ پہلا موقعہ تھا کہ وہ اپنی فتح میں شک کرنے لگا تھا۔

آخر پھر دونوں پہلوان دوبارہ لڑائی کے لئے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر خونریز میدان میں نکل آئے اور ایک دوسرے پر تیر و خنگ سے آکر وار کرنے لگے اس وقت تیران کی آہنی زرہوں پر لگ لگ کر زمین پر گرتے تھے مگر کسی کا تیر

Marfat.com

بھی کارگر نہ ہوتا تھا رحم اور امید اب دونوں کے دلوں سے جاتی رہی تھی ہر طرف خوفناک تندہی نے ان کو گھیر رکھا تھا پھر وہ اپنے گھوڑوں کو ایک دوسرے کے نزدیک لے جا کر دست بدست لڑائی کرنے لگے تھے برلاس یولدوز نے شہزادہ کو کمر بند سے پکڑ کر زمین سے اٹھانے کے لئے بہت زور لگایا مگر وہ شہزادہ کو زمین سے ہرگز نہ اُٹھا سکا پھر جب شہزادہ کی باری آئی تو اس نے اپنا بھاری گرز اُٹھا کر یولدوز کے کاندھے پر ایسا مارا کہ یولدوز کی ہڈیوں کو چکنا چور کر گیا اور اس کاری ضرب نے یولدز کو بہت نقصان پہنچایا تھا مگر اس نے اس درد اور تکلیف کو چھپائے رکھا تا کہ شہزادہ کو مجھ پر تضحیک کرنے کا موقع نہ ملے لیکن شہزادہ اس کو معلوم کر گیا تھا اس لئے یولدوز کو شہزادہ نے ہنس کر کہا کہ آج اس بوڑھے کی قضا نوجوان کے ہاتھ میں ہے غرض جب دونوں پہلوان لڑتے لڑتے تھک گئے تو پھر دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر اپنے لشکر گاہوں میں چلے گئے جن کے بعد پھر دونوں طرف کی فوجیں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر لڑنے لگیں سکندری بہادروں نے آگے بڑھ بڑھ کر قفقازی باغیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا جب یولدوز نے دیکھا کہ سکندری بہادر گاجر مولی کی طرح قفقازیوں کو کاٹ رہے ہیں تو فوراً وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا شہزادہ کے پاس آیا اور آ کر کہا کہ آج لڑائی کو صبح پر ملتوی کر دیا جائے تو بہتر ہے کہ کل ہم پھر دونوں صبح کے وقت لڑائی کر کے اس جنگ کا فیصلہ کریں گے آخر شہزادہ نے یولدز کی استدعا کو منظور کر کے دوسرے روز پر جنگ کو ملتوی کر دیا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ لڑائی کا رنگ اب تک ایسا چلا آتا تھا کہ سکندری فوج کی ہیبت اور رعب باغیوں کے دلوں میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ ہر روز پژمردہ خاطر ہو کر اپنے خیموں میں واپس جایا کرتے تھے جس سے شہزادہ گرجی کو اپنی فتح کا پورا یقین ہوتا تھا مگر پھر بھی اپنی قلت اور دشمن کی کثرت فوج سے شہزادہ خوف زدہ رہا کرتا تھا اور اسی غم وفکر میں دن رات سکندر کی طرف سے مدد کا انتظار کیا

Marfat.com

کرتا تھا ایک دن جب وہ تھکا ماندہ اپنے خیمے میں واپس آ کر ٹھہرا تو اسی اثناء میں سکندر اعظم بھی کمک لے کر اس کی مدد کیلئے پہنچ گیا جس کے آنے سے شہزادہ اور اس کی فوج بہت خوش ہوئی اور ان کی ہمتیں آگے سے زیادہ بڑھ گئیں اسی طرح دوسری طرف گویلدوز کے دل میں ایک انتقامی جوش تھا مگر اس کی فوج کے حوصلے پست ہو گئے تھے وہ اگرچہ افسردہ خاطر نہیں ہوا تھا مگر وہ یہ بھی ضرور جانتا تھا کہ کل پھر اسی مقدونوی نوجوان سے میرا مقابلہ ہونے والا ہے جس نے کہ میری اس عزت کو جو کہ میں نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھا دکھا کر سینکڑوں میدانوں میں حاصل کی تھی خاک میں ملا دی ہے اس لئے یولدوز بھی ایک دور اندیش آدمی کی طرح اپنے تجہیز و تکفین کی وصیتیں پیشتر ہی کرنے لگ پڑا تھا اور شہزادہ گر جی سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتا تھا، دوسرے دن جب سورج طلوع ہوا اور پہاڑی سیاہ کوے سنسان میدان میں بولنے اور اڑنے لگے تو اس وقت وہ دونوں بہادر بھی لڑائی کی بردباخت آزمانے کے لئے میدان جنگ میں اپنی فوجوں سے پہلے پہنچ گئے تا کہ دونوں طرف کی فوجیں جوش میں آ کر دخل اندازی کر کے ایک دوسرے پر حملہ آور نہ ہوں پھر اپنی فوجوں کو وہیں چھوڑ کر چند میل کے فاصلے پر ایک اور سنسان اور بے شجر میدان میں جہاں ایک گہرا اور پیچدار دریا بہتا تھا اور دور دراز افق میں پہاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں وہاں جا کر دونوں بہادر لڑنے لگے اوّل شہزادہ نے اپنے دشمن یولدوز کو مسکرا کر سلام کیا اور پھر اس کو کہا کہ اے برلاس کل ہم دونوں گذشتہ دن کی لڑائی میں مساوی طور پر اپنی جگہ پر اپنی جنگی لیاقت کا اظہار کر کے ایک دوسرے کی طاقت کا اندازہ کر چکے ہیں اس لئے اب میری تجویز ہے کہ اگر ممکن ہو سکے تو ہم دونوں آپس میں صلح کر کے اس لڑائی کا فیصلہ کر لیں تو ہمارے لئے بہتر ہوگا مگر یولدوز نے شہزادہ کی اس تجویز کو منظور نہ کیا حالانکہ گذشتہ روز کی لڑائی کے مشکوک نتیجہ نے اس کے لئے یہ ضروری امر پیش کر

Marfat.com

دیا تھا کہ وہ اپنے فیاض مگر خوفناک دشمن سے صلح کر کے اپنی ضائع شدہ عزت اور شہرت کو دوبارہ حاصل کرے مگر اس نے ایسا نہ کیا اور لڑائی پر آمادہ رہا غرض اس دفعہ دونوں پہلوانوں نے اپنے گھوڑوں کو چٹانوں سے باندھ کر پیادہ پا لڑائی شروع کی جب وہ پینترے بدلتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب پہنچے تو شیروں کی طرح حملہ آور ہو کر لڑنے لگے صبح سے دوپہر تک لڑتے رہے مگر دونوں میں سے کوئی بھی غالب و مغلوب نہ ہوا آخر شہزادہ اسکندروس نے ایک ایسا جنگی کرتب کیا کہ جس کے ذریعہ یولدوز کو زمین پر چت گرا لیا اور پھر اس کے سینے پر بیٹھ کر جب اس کا سر تن سے جدا کرنے لگا تو یولدوز نے شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر عاجزانہ لہجہ میں کہا کہ اے بہادر نوجوان یہ قاعدہ اکھاڑہ کشتی کے خلاف ہے کہ پہلی دفعہ دشمن کو گرا کر قتل کر دیا جائے بلکہ اصل قاعدہ اور بہادری کا تقاضہ یہ ہے کہ دشمن کو پہلی دفعہ فیاضانہ طور پر چھوڑ کر دوبارہ اس کے ساتھ کشتی کی جائے پھر دوبارہ اگر غالب پہلوان مغلوب کو گرا لے تو بیشک اس کو قتل کر دے شہزادہ گرجی جیسا بہادر تھا ویسا ہی رحم دل بھی تھا وہ یہ کلام سنتے ہی فوراً یولدوز کو چھوڑ کر اس کے سینے سے علیحدہ ہو گیا یولدوز نے اس حیلہ سے اپنی جان کو بچا کر خدا کا شکر ادا کیا اور پھر زمین سے اٹھ کر تھوڑی دیر دم لینے کے بعد اپنے خیمہ میں جا کر خون اور مٹی اپنے بدن سے دھونے لگا اس کے پیشتر یولدوز کو کبھی کسی پہلوان نے کشتی میں اس طرح نہیں گرایا تھا اور نہ کبھی کسی نے اس کے ساتھ اتنی دیر تک کشتی کی تھی جتنی دیر کہ شہزادہ اس کے ساتھ کشتی لڑتا رہا۔

جب دم لینے کی خاطر شہزادہ بھی اپنے خیمہ میں واپس گیا اور سکندر کو جا کر صبح کی لڑائی کے حالات سنانے لگا تو سکندر نے سب حالات سن کر نہایت افسوس کے ساتھ شہزادہ کو کہا کہ تم نے بہت سخت غلطی کی ہے کہ دشمن کو بغیر قتل یا گرفتار کئے چھوڑ دیا ہے اگر تمہارا دشمن ایسا موقع پاتا تو وہ تمہیں ضرور قتل کر دیتا اس نے تو اپنی

Marfat.com

جان بچانے کے لئے تمہیں دھوکا دیا لیکن اب تم ایسے خوفناک دشمن سے ہوشیار رہ کر کشتی کرنا ایسا نہ ہو کہ پھر تمہیں دھوکا دے کر چلا جائے سکندر اعظم سے ہر قسم کی جنگی ہدائتیں حاصل کر کے اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد شہزادہ اپنے دشمن سے لڑنے کے لئے جنگی اکھاڑا میں چلا گیا ادھر سے تازہ دم تیار ہو کر یولدوز بھی مقابلہ کے لئے اکھاڑا میں چلا آیا مگر اس دفعہ دونوں پہلوانوں نے یہ پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ آج رات کو سورج غروب ہونے کے پیشتر اس خوفناک لڑائی کا خاتمہ کر کے پیچھے ہٹیں گے اس عزم اور ارادہ کے ساتھ پھر دونوں پہلوان نبرد آزما ہو کر اپنی شجاعت کے جوہر دکھانے لگے ادھر موت بھی ان دونوں میں سے ایک کا انتظار کر رہی تھی کہ شہزادہ نے ایک نیا پہلوانی داؤ پیچ کر کے پھر اس دفعہ یولدوز کو کمر بند سے پکڑ کر زمین پر گرا لیا جب وہ گرنے کے بعد زمین پر پڑا ہوا ہانپ رہا تھا تو شہزادہ اسکندروس نے سرعت برق کی طرح جھٹ اپنا خنجر نکال کر یولدوز کا سینہ فگار کر دیا جس کے صدمہ سے وہ بہادر خستہ جگر دم توڑتے ہوئے ایک آہ سرد کھینچ کر فوراً مر گیا اور اس کی موت کو مشتہر کرنے کے لئے شہزادہ نے اس کا سر کاٹ کر نیزہ پر ٹانک لیا اور باغیوں کے سامنے جا کر پھر اس سر کا مظاہرہ کرنے لگا۔

شہزادہ کی دوسری شادی

باغیوں نے جب اپنے سردار کا سر نیزہ پر دیکھا تو غضب آلود ہو کر وہ بڑے جوش کے ساتھ سکندری فوج پر حملہ آور ہوئے سکندری فوج نے بھی ہر طرف سے مدافعت کر کے ان کو پسپا کیا باغیوں کو اس پسپائی میں بہت نقصان اٹھانا پڑا جس کی وجہ سے ان کے حوصلے پست ہو گئے اور پائے استقلال میں لغزش آنی شروع ہو گئی جس کے بعد سکندر اعظم نے ان کی اس کمزوری کو معلوم کر کے فوراً ایک جوابی حملہ کر دیا شدید لڑائی کے بعد پھر باغیوں کو شکست فاش دے کر ہزاروں کو قتل اور گرفتار کر کے از سر نو ملک قفقاز کو فتح کر لیا جو باغی اس وقت قتل یا

Marfat.com

گرفتاری سے بچ گئے تھے وہ قفقاز سے بھاگ کر ملک روس میں اپنی جان بچانے کے لئے چلے گئے اور بھاگنے والوں میں خود شاہ قنطال بھی شامل تھا جو اپنے اہل و عیال کو قفقاز میں چھوڑ کر اکیلا باغیوں کے ہمراہ جا کر ملک روس میں پناہ گزین ہو گیا تھا اس کے اہل و عیال کو اس کے بعد سکندری فوج نے گرفتار کر کے سکندر اعظم کے حضور میں لا کر پیش کیا اس شاہی گروہ کے قیدیوں میں شاہ قنطال کی ایک نہایت حسینہ و جمیلہ بیٹی کذبان نامی بھی گرفتار ہو کر سکندر کے حضور میں آئی تھی اس سے پیشتر اس شہزادی کے پاس اس ملک کے کئی شہزادے اس کے ساتھ شادی کرنے کی درخواستیں پیش کر چکے تھے مگر وہ شہزادی کسی شہزادے سے شادی کرنا پسند نہیں کرتی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ اس ملک کے شہزادے اس شہزادی جیسے بہادر اور شاہسوار نہیں ہوا کرتے تھے کیونکہ وہ شہزادی خود ایک بہادر سپاہی کی طرح میدان جنگ کی شہسوار اور شجاع تھی ہمیشہ جنگوں میں اپنے باپ کے ہمراہ سپاہیوں کی طرح جا کر اپنے ملک اور قوم کی خاطر دشمنوں سے لڑا کرتی تھی مگر وہ آرام طلب اور نازک مزاج شہزادے اس جیسے جفاکش نہیں ہوتے تھے اس لئے شہزادی کذبان ان کی تمام درخواستیں رد کر دیا کرتی تھی جب اس کے باپ شاہ قنطال کو بغاوت کی سزا دینے کے لئے شہزادہ اسکندروس نے ملک قفقار پر چڑھائی کر کے جنگ شروع کی تو اس وقت اپنے باپ کے ہمراہ سکندری فوج سے جنگ کرنے کے لئے وہ شہزادی بھی میدان جنگ میں آئی ہوئی تھی اور شہزادہ اسکندروس کی معرکہ آرائیاں و نبرد آزمائیاں اپنے ملک کے بہادر پہلوانوں کے ساتھ دیکھنے لگی تھی خصوصاً جب برلاس یولدوز سے شہزادہ اسکندروس کی کشتی ہو رہی تھی اس موقعہ پر بھی شہزادی کذبان میدان میں موجود تھی اور شہزادہ کے جنگی کرتب اور کارہائے نمایاں دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئی تھی مگر شہزادہ کو اپنے سے اس کے عشق اور محبت کرنے کا کوئی علم نہ تھا اس لئے جب وہ شہزادی سکندر کے حضور میں پیش کی گئی

Marfat.com

اور سکندر نے اپنی فوج کے ایک افسر کے ساتھ اس کی شادی کرنی چاہی تو اس وقت اس شہزادی نے اس افسر سے شادی کرنا نامنظور کر کے سکندر کو کہا کہ اے شہنشاہا جس شخص کے ساتھ آپ میری شادی کرنا چاہتے ہیں وہ شخص رتبہ اور مرتبہ میں برابر نہیں تو پھر میں کس طرح ایک معمولی افسر کے ساتھ اپنی شادی کر سکتی ہوں ہاں البتہ اگر آپ اپنی فوج میں سے میرے ساتھ کسی شخص کی شادی کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ اپنے بیٹے شہزادہ اسکندروس کے ساتھ میری شادی کر دیں جو رتبہ اور مرتبہ میں میرے برابر ہے کیونکہ بادشاہوں کی بیٹیاں ہمیشہ بادشاہوں کے بیٹوں کے ساتھ ہی بیاہی جاتی ہیں اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو پھر مجھے آزاد کر کے میرے باپ کے پاس بھیج دیں سکندر اعظم نے شہزادی کذبان کی پہلی بات منظور کر کے شہزادہ اسکندروس کو بلا کر بڑے تزک و احتشام کے ساتھ اسی وقت اس کے ساتھ شادی کر دی جس کے بعد شہزادہ اسکندروس کی دو بیویاں ہوگئیں الحاصل بغاوت کی سزا میں شاہ قنطال کی ریاست کو ضبط شدہ قرار دے کر سکندر اعظم نے وہ ریاست شہزادہ اسکندروس کو اس کی خدمات کے صلہ میں بطور جاگیر عطا کر کے پھر ایران کی جانب مراجعت کی۔

لقب گُرزِ گاؤ سر سے شہزادہ کو ملقب کیا جانا

سکندر اعظم قفقاز سے مظفر و منصور ہو کر جب ایران میں آیا تو اول اس نے ایران میں آ کر فتح قفقاز کی خوشی میں جشن فتح منانے کی تیاریاں شروع کیں اور اپنے قلمرو کی تمام رعایا کے رؤسا و امرا کو بھی اس جشن میں شامل ہونے کے لئے دعوت نامے لکھ کر روانہ کئے پھر تاریخ مقررہ پر جب تمام رؤسا امرا اور اعیان دولت جمع ہو گئے تو پھر ایک عام دربار منعقد کر کے سکندر اعظم نے اپنی فوج کے تمام سپاہیوں اور افسروں کو ان کی خدمات کے لحاظ سے انعام و اکرام دے کر پھر شہزادہ اسکندروس کو عطیہ جاگیر کا بھی جو اس کو علاقہ قفقاز میں عطا کی گئی تھی اس کا

Marfat.com

اعلان کیا اس کاروائی کے بعد پھر ہر ملک کی رعایا نے جب سکندر کے حضور میں شاہی نذرانے پیش کرنے شروع کئے تو اس وقت ملک ایران کی رعایا نے جس کو شہزادہ اسکندروس کے ساتھ اس کے بہادرانہ جنگی کارناموں کی وجہ سے خاص عقیدت و محبت پیدا ہوگئی تھی اس نے شہزادہ سے اظہار عقیدت اور اس کی عزت افزائی کے لئے شاہی نذرانہ کے علاوہ خاص اس کو ایک طلائی گُرز جس کا سر گائے کی مشابہ تھا اور دوسرا خطاب گُرزِ گاؤ سر جو ایرانی بہادروں میں سب سے اعلیٰ و معزز خطاب تصور کیا جاتا تھا دینا تجویز کیا پھر وہ گُرز اور نذرانہ لے کے جب ایرانی رؤسا دربار سکندری میں حاضر ہوئے تو شاہی نذرانہ پیش کرنے کے بعد پھر انہوں نے وہ طلائی گُرز جو شہزادہ کو دینا تجویز کیا تھا پیش کر کے سکندر سے درخواست کی کہ ہم یہ طلائی گُرز اور دوسرا خطاب گُرزِ گاؤ سر جو ہم لوگ رستم اور طوس اور گیو جیسے بہادر پہلوانوں کو ان کے بہادرانہ کارناموں کے صلہ میں دیا کرتے ہیں اب تمام رعایا ایران کی طرف سے دینا چاہتے ہیں اگر قبول اُفتدز ہے عزو شرف سکندر اعظم نے ایرانی رؤسا کے ہاتھ سے وہ گُرز لے کر پھر شہزادہ اسکندروس کو اپنے ہاتھ سے وہ گُرزِ پکڑا کر خطاب گُرزِ گاؤ سر سے اس کو ملقب کر کے پھر اس اعزاز پر اس کو مبارک باد دے کر خوشی کا اظہار کیا جس کے بعد شہزادہ اسکندروس نے بھی وہ گُرزِ اور خطاب قبول کر کے اول اپنے باپ کی نوازشات اور مہربانیوں اور پھر بعد میں رعایا ایران کے خلوص و عقیدت کا شکریہ ادا کیا اس دن سے پھر اس کا عام لقب شہزادہ گُرزِ گاؤ سر یا شہزادہ گرزی ہوگیا۔

خطاب حاصل کرنے کے بعد شہزادہ اسکندروس ایران سے واپس اپنی جاگیر واقعہ قفقاز میں چلا گیا تھا وہاں جا کر وہ اپنی ریاست کے نظم و نسق کو درست کر کے اس کی غیر آباد اور ویران جگہوں کو آباد کرنے لگا تھا جب وہ تمام غیر آباد جگہیں آباد ہوگئیں تو پھر اس نے اس ریاست کے سابقہ نام کو تبدیل کر کے اس کا

Marfat.com

جدید نام اپنے خطابی نام پر گُرزستان رکھا اور پھر اسی جگہ مستقل سکونت اختیار کر کے مدت تک اس ریاست کے باشندوں پر حکومت کرتا رہا شہزادہ کے خطابی نام کو اس کے ذاتی نام کے بالمقابل اس زمانہ میں اس قدر عزت اور شہرت حاصل ہوگئی تھی کہ عام لوگوں نے اس کے ذاتی نام کو بالکل بولنا چھوڑ دیا تھا بلکہ وہ لوگ ایک طرح پر اس نام کو بالکل فراموش کر چکے تھے ذاتی نام صرف شعرا کی زبانوں پر یا مورخوں کی تصنیفوں اور یادداشتوں میں لکھا جاتا تھا عام لوگ شہزادہ کو اس کے خطابی نام گُرزِ گاؤ سر یا شہزادہ گُرزی کے ناموں سے پکارتے تھے مگر عوام نے پھر آہستہ آہستہ خطابی نام کے اصل الفاظ کی صحیح صورت کو بگاڑ کر بولنا شروع کیا یعنی لفظ گُرز گاؤ سر کے صحیح حروف زائے اور سین کو مبدل با جیم کر کے شہزادہ گُرجی گاؤجر کہنے لگے اور اس کے علاقہ گُرزستان کو بھی گُرجستان بولنے لگے گویا اس طرح سے یہ صحیح لفظ غلط العام ہو کر گُرز گاؤ سر سے گُرجی گاؤجر بن گیا اور جس کی مبدل صورتیں اس وقت بھی لفظ گُوجر اور گاجار یا لفظ گُرجی اور گوجُر موجود ہیں الحاصل شہزادہ کے بعد شہزادہ کی اولاد نے بھی اس کی یاددہانی کے طور پر اس لقب کو آبائی ورثہ سمجھ کر اختیار کرلیا تھا اور آج بھی اس کی اولاد لقب گُوجر یا گُرجی سے ملقب چلی آتی ہے۔

آمدم برسرِ مطلب

شہزادہ کو مہم عرب کیلئے قفقاز سے طلب کرنا اور سکندر کا وفات پانا

ایک عالمگیر مہم کے بعد جب سکندر اعظم کو کسی قدر فراغت حاصل ہوئی تو پھر اس نے اپنی سلطنت میں سیر و سیاحت کرنے کا ارادہ کیا اور اس ارادہ سے پھر وہ قرون سے کشتیوں میں بیٹھ کر خلیج فارس میں چلا گیا یہاں سے سے دریائے دجلہ و فرات کے ڈلتا کو بغور دیکھ کر پھر شط العرب سے ہوتا ہوا دجلہ میں مقام اوپس تک

Marfat.com

آیا اور پھر وہاں سے شہر بابل کو چل دیا جب بابل کے قریب پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ قریباً دنیا کے تمام اطراف و اکناف سے مختلف ممالک کے بادشاہوں کے سفیر مجھے مبارک باد دینے کے لئے آئے ہوئے ہیں اسلئے اس نے اس جگہ دارا کے سنہری تخت پر بیٹھ کر ایک دربار منعقد کیا اور اس تخت کے اوپر ایک طلائی درخت لگا ہوا تھا جس کے پتے زمرد کے اور پھل چراغ کے تھے سکندر کا ارادہ تھا کہ شہر بابل کو اپنا دار الامارت قرار دیکر اس شان وشوکت سے عیش وعشرت میں اپنی آئندہ زندگی بسر کرے جو مشرقی بادشاہوں کو کبھی خواب میں بھی نصیب نہ ہوئی ہو تاہم اس کے ارادے بڑے بڑے جلیل اور عظیم الشان تھے اس کی یہ بھی آرزو تھی کہ میرے جہاز جزیرہ نما عرب کے گرد گھوم آئیں تاکہ وہاں کے لٹیرے خانہ بدوش بدوی قبیلوں کو مطیع کیا جائے اس لئے اس نے اپنے بیٹے شہزادہ اسکندروس گُرجی کو قفقاز سے طلب کر کے مہم عرب کے لئے جنگی تیاریوں کا حکم دیا تھا مگر اس کے کسی امیر البحر نے راس میکاٹا سے جو خلیج فارس پر واقع ہے آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ کیا اسی اثنا میں جبکہ سکندر اعظم جزیرہ نما عرب کی مہم پر تُلا بیٹھا تھا کہ پیغام اجل آیا اور اس کے دل کے ارمان دل ہی میں رہے کہ اس دُنیا ناپائدار سے چل دیا۔

اس جگہ ہم ناظرین تاریخ کی دلچسپی اور ان لوگوں کے ثبوت کے لئے جو کہ سکندر کی زندگی میں اس کے بیٹے کی بلوغت کے قائل نہیں ہیں گلدستہ شجاعت سے جو سکندر کے حالات میں ایک منظوم تاریخ لکھی گئی ہے اس میں ہم سکندر کے بیٹے شہزادہ اسکندروس گُرجی کا وہ مرثیہ جو اس نے سکندر کی وفات پر کہا تھا من و عن بطور ثبوت کے درج کرتے ہیں تاکہ ان معترضین کو یہ ثابت ہو جاوے کہ سکندر کا بیٹا سکندر کی زندگی میں ہی بالغ اور حکومت کرنے کے قابل ہو گیا تھا مگر اس نے اس دنیا ناپائدار سے برگشتہ خاطر ہو کر یا اپنے باپ کے غدار جرنیلوں کی غداری اور بیوفائی سے تنگ آ کر خود بخود تخت حکومت سے دستبرداری اختیار کر لی

Marfat.com

تھی بحوالہ گلدستہ شجاعت عرف سکندر نامہ اردو صفحہ ۱۸،۱۷ مصنفہ مولوی غلام حیدر صاحب۔

شہزادہ گُرجی کا نالہ کرنا

پس ازمرگِ اسکندرا سکندروس رہا مدت العمر اندر فسوس
نہ کشور خدائی کا جویاں ہوا نہ آشوب شاہی پہ جنباں ہوا
وہ تھا گوبشاہاں فیروز بخت نہ تھا کوئی غیر اس کے حقدار تخت
نہ رکھتا تھا پر ملک فانی پہ رائے نہ رکھا کبھی تخت پر اس نے پائے
کیا نالہ جوں بلبلِ ارجمند رہا جب تک زیست کا پائے بند
بزرگانِ لشکر نے کی پیروی کہ ہو اس سے تختِ کیاں کونوی
کریں بابِ گنج اس کے اوپر کشاد بجائے سکندر کریں اس کی یاد
مگر اس کو جو عزم شاہی نہ تھا بدل غیر ایزد پناہی نہ تھا
کہا اس نے مجلس سے اے اہل رائے نہ ہو حُبِ شاہی پہ تم راہنمائے
کہ پینا ہے اب مئے کا مجھ پر حرام کرونگا نہیں تخت پر میں قیام
نہیں مجھ کو کام اس جہاں سے رہا کہ جس کو نہیں استواری ذرا
ہوا خدمت خاکیوں سے میں دور بہ ایزد پرستی ہوا پُر سرور
بہ ایں سر سری ملک و ناپائیدار کروں کس طرح پر قدم اُستوار
سکندر سے بڑھ کر نہیں میری جا گیا وہ یہاں سے تو میں کیا بھلا
نہ ہوں گا میں اس سے جہانگیر تر نہ میں اس سے باعقل و تدبیر تر
نہ کی اس جہاں نے جو اس سے وفا تو کیا اپنی نسبت اُس سے رجا
اسی سے نہیں مجھ کو شاہی پسند کئے دیدہ تخت کیانی سے بند
ہوا میں چوافتادگاں گوشہ گیر نہیں مجھ کو پروائے تاج و سریر
یہی دلنشیں ہے کہ پیش از ہلاک کروں حُب دنیا سے میں دلکو پاک

Marfat.com

نہیں ہے مجھے خواہش تاج و تخت ۔ یہ ڈر ہے کہ آوٗ شب خوان سخت
یہ ہے قصد یک گنج لاؤں بدست ۔ اسی جا پہ تنہا کروں میں نشست
کروں دُور آلودگی ہائے خاک ۔ بہ اشک خوداز گوہر جان پاک
لپیٹوں سر اس سے جو ہے ناگوار ۔ کروں حق پرستی کو میں اختیار
رہوں طاعتِ حق میں شام و پگاہ ۔ قناعت کروں میں بہ شیخِ گیاہ
در آوے مرا جبکہ وقتِ رحیل ۔ تو کہہ لوں فرشتہ کے اوپر سبیل
کہ جاؤں میں تا غم سے آسان گزر ۔ کہ دشوار ہے مرگ آسان خور
کرو مثل شہ مجھ کو زیرِ مغاک ۔ کرو خاک کو میری تُم زیرِ خاک
غرض اس نے کی کوہ میں اپنی جا ۔ کیا شغل گیتی سے دل کو رہا
رہا طاعتِ حق میں بستہ کمر ۔ اسی میں ہوئی عمر اس کی بسر
گیا عیش دنیا سے وہ نا مراد ۔ نہ لایا کبھی ملک و دولت کو یاد

وصیت کرنا سکندر کا شہزادہ گُرجی کا

گُوجر مورخ وفات سکندر کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ بابل کے گردو نواح کی دلدل والی زمین میں جہاز رانی کے کارخانے کے لئے کام کروا رہا تھا تو اس وقت زیادہ محنت کرنے کے باعث سکندر اعظم کو بخار چڑھ آیا اور شدت بخار کی وجہ سے جب اس کو اپنی زندگی کی کوئی امید نہ رہی تب اس نے اپنے بیٹے شہزادہ اسکندروس گُرجی کو مُہر خاصکی انگوٹھی اپنی اُنگلی سے اتار کر دے دی اور ایک وصیّت نامہ خاص اس کے نام اور دوسرا اپنی والدہ ماجدہ کے نام لکھ کر دونوں شہزادہ گُرجی کے حوالے کئے اور پھر اس کو زبانی یہ وصیت کی کہ تم میری وفات کے بعد ملک یونان میں اپنی دادی کے پاس چلے جانا اور اس کو یہ وصیّت نامہ دے کر پھر اس کے ساتھ مشورہ کر کے اپنے آباؤ اجداد کے تخت حکومت پر متمکن ہو کر اپنے ملک کا انتظام کرنا ۔لیکن یونانی مورخ اس واقعہ کے متعلق یہ لکھتے ہیں کہ ابھی سکندر

Marfat.com

اعظم کو طاقت گفتار کسی قدر باقی تھی کہ اس سے پوچھا گیا کہ سلطنت کی عنان کس کے ہاتھ میں دیئے جاتے ہو تو اس نے فقط اس قدر جواب دیا کہ جو سب سے بہادر ہے۔

غرض جب یہ خبر ہندوستان سے دریا نیل تک پہنچ گئی کہ سکندر اعظم جو اپنے آپ کو دیوتاؤں کی اولاد بتاتا تھا فوت ہو گیا ہے تو ۳۲۳ قبل از مسیح میں ہر جگہ اس کی وسیع سلطنت میں فساد برپا ہو گئے۔ اور اس کے غدار جرنیلوں نے اس کے بیٹے اور خاندان کے ساتھ سخت بیوفائی اور غداری کر کے اس کی سلطنت کے مفتوحہ مقبوضات پر ہر جگہ قبضہ جمانا شروع کر دیا اور پھر تخت سلطنت کی خاطر آپس میں تمام جرنیل لڑنے لگے چنانچہ پروکاس نے جو سکندر کے زمانہ میں بلن (بابل) میں گورنر تھا سب سے پہلی طبعی طور پہ اس نے سلطنت کا دعویٰ کر دیا پھر اس کو پھتو میڈیا کے گورنر نے قتل کر کے اپنی حکومت کا دعویٰ کر دیا۔ اسی طرح پھر دوسرے گورنروں نے سازش کر کے اس کو حکومت سے برطرف کیا، اور ۳۱۶ قبل از مسیح بمقام موسا میں ڈمٹ رئیس کو تخت پر بٹھلانے کے لئے منتخب کیا گیا مگر ڈمٹ رئیس کے پاسوں مقدونیہ کے ایک اور بڑے جرنیل انٹی گونس نے تخت چھین لیا پھر انٹی گونس کو بھی سکندر کے ایک اور جرنیل سلیوکس نامی کے مطیع ہونا پڑا، سلیوکس نے بلن (بابل) پر قبضہ کر کے ۳۱۲ قبل از مسیح میں خاندان سلیوسیڈی کی بنیاد ڈالی تھی لیکن اس وقت ان تند خانہ جنگیوں میں سلطنت ایران کی اصلی گری پرسیس (فارس) کو کچھ ایذا نہ پہنچی گویا یہ ایک طرف بھنور میں تھا اور جنگ کی لہر بڑے زور سے میڈیا، عراق، عجم، آذربائیجان، بلوینا (بابلستان) اور پارتھیا (خراسان) میں موجزن تھی۔

Marfat.com

شہزادہ کا یونان میں جانا اور تخت سے دستبرداری اختیار کر کے گوشہ نشین ہونا

الحاصل وفات سکندرز کے بعد اسکی ایشیائی سلطنت سے مایوس ہو کر جب شہزادہ گرجی اس کی وصیت کے مطابق حصول سلطنت کے لئے ملک یونان میں گیا تو وہاں بھی اس نے اپنی حکومت کے خلاف مُفسد لوگوں کو فتنہ و فساد برپا کرتے ہوئے پایا اکثر یونانی ریاستیں بھی مرکزی حکومت مقدونیہ کی اطاعت کا جوا اتار کر علانیہ اس سے بغاوت اور سرکشی کا اظہار کر رہی تھیں ایسی خوفناک اور پُر خطر حالت میں شہزادہ اسکندروس گُرجی نے اپنی دادی کے کہنے پر تخت یُونان پر بیٹھ کر تاج شاہی اپنے سر پر رکھا اور عنان حکومت ہاتھ میں لے کر ملک کے نظم ونسق کو درست کرنا شروع کیا مگر اس کو سکندر کے ایک اور باغی جرنیل انٹی پاٹر نے ملک کے نظم ونسق کو درست کرنے کا موقع نہ دیا وہ ہمیشہ شہزادہ کی حکومت کے خلاف شورش برپا رکھتا تھا کیونکہ وفات سکندر کے بعد جو اس کی ایشیائی سلطنت میں شورشیں اور بغاوتیں برپا ہوگئی تھیں ان تمام شورشوں اور بغاوتوں کی خبریں انٹی پاٹر کو بھی مل گئی تھیں اس لئے وہ بے فکر ہو کر شہزادہ کی حکومت کے خلاف سازشی کاروائیاں کرتا رہتا تھا چنانچہ انٹی پاٹر اس بات کو خوب جانتا تھا کہ سکندر کے ساتھ ہی اس کے بادشاہی خاندان کا بھی خاتمہ ہو چکا ہے اگر چہ سپہ سالار پردکاس نے سکندر کے ضعیف القویٰ بھائی اری دیوس اور اس کے بیٹے شہزادہ اسکندروس گرجی کی مشترکہ بادشاہت کا اعلان کر دیا ہے مگر یہ اس کا محض ایک بہانہ اور حیلہ ہے بہت جلد یا کچھ دیر بعد ضرور پردکاس خود بادشاہ بن بیٹھے گا پس اس خیال کو مدنظر رکھ کر سکندر اعظم کی سلطنت کے یورپی حصے کا انٹی پاٹر وارث بننا چاہتا تھا اور وہ یونان کو قابو میں رکھنا آگے سے بھی زیادہ ضروری سمجھتا تھا وہ شاہی خاندان کے واسطے نہیں بلکہ خود اپنی قوت مضبوط کرنے کے لئے چاہتا تھا غرض اس طائف

Marfat.com

الملوکی سے شہزاد گرجی کی طبیعت ایسی متنفر ہوگئی کہ اس نے اپنی آبائی سلطنت سے بے نیاز ہو کر اور تاج شاہی سر سے اُتار کر تخت حکومت سے دست برداری کا اعلان کر کے خلوت گزینی اختیار کر لی جس کے بعد انٹی پاٹر نے شہزادہ اسکندروس گرجی کو بمعہ اس کی دادی اور دونوں بیویوں کے کسی قریبی گاؤں میں سکونت اختیار کرنے کے لئے بھیج کر خود ان محلات پر قبضہ کر کے ان میں رہنے لگا۔

شہزادہ کی اولاد اور اس کی تعداد

جب شہزادہ اسکندروس گرجی تخت و تاج چھوڑ کر تمام سیاسی معاملات سے اپنے تعلقات منقطع کر کے بادشاہت سے بے نیاز ہو کر گوشہ نشین ہوگیا تو اس کے بعد پھر اس نے کبھی دعویٰ سلطنت نہیں کیا وہ ہمیشہ ریاضت و عبادت میں مصروف ہو کر اپنی زندگی مذہبی معلومات اور علمی تحقیقات میں گزارنے لگا اور جب تک زندہ رہا اسی شغل میں مصروف رہ کر اپنی باقی زندگی گزارنے لگا کبھی اس نے کسی دوسرے شخص سے سوائے اپنی دو بیویوں کے کسی قسم کا تعلق نہ رکھا اس عرصہ تنہائی اور خاموشی کے زمانہ میں شہزادہ گرجی کے گھر اس کی دونوں بیویوں کے بطن سے اس کے دس لڑکے پیدا ہوئے تھے چنانچہ اس کی قفقازی بیوی کذبان نامی کے بطن سے چار بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں، اشکائیس، تریدئیس، جارجئیس، کارلکیس اور دوسری تاتاری بیوی زونغہ خانم کے بطن سے چھ بیٹے تھے جن کے نام یہ بیان کئے جاتے ہیں، سکائی تیس، ایگوئیس، تومائیس، کدارئیس، کوشائیس، تاکتئیس، شہزادہ اسکندروس گرجی خود اپنی اولاد کو آپ تعلیم دیا کرتا تھا کیونکہ وہ خود ایک جنگی پہلوان اور بہادر سپاہی رہ چکا تھا اس لئے وہ اپنے بیٹوں کو بھی فن حرب اور فن کشتی کی تعلیم دے کر اپنے جیسا بہادر سپاہی اور جنگی پہلوان بنانا چاہتا تھا چنانچہ سب سے پہلے اس نے اپنے بیٹوں کو گھوڑے کی سواری، نیزہ بازی، تلوار چلانا، نشانہ بازی، پٹے بازی، بنوٹ کشتی وغیرہ فنون کی تعلیم دینا شروع کی جب وہ

Marfat.com

ان تمام فنون حرب کے پورے ماہر گئے تو پھر اس نے خاص طور پر ان کو گرز زنی کی تعلیم دینی شروع کی جب وہ گرز زنی کے تمام ہنروں اور کرتبوں میں بھی پورے ماہر اور واقف ہو کر ہر کمال میں کمالیت حاصل کر کے کامل سپاہی اور بہادر پہلوان بن گئے تو پھر ان کو شہزادہ اسکندروس گرجی نے اپنی خاندانی تاریخ کا درس دینا شروع کیا اور اپنے دشمنوں کے تمام مظالم اور بے انصافیوں سے ان کو آگاہ کر کے یونانیوں کا پورا دشمن بنا دیا جس کے بعد وہ ہوش سنبھال کر جب سن بلوغ کو پہنچے تو یونانیوں کے خلاف سازشی کاروائیاں کر کے اپنی موروثی سلطنت کو واپس لینے کی کوششیں کرنے لگے جن میں انہوں نے اپنے باپ شہزادہ اسکندروس گرجی کو بھی اپنی موروثی سلطنت واپس لینے کی ترغیب دی مگر شہزادہؒ نے اس طرف مطلق التفات نہ کیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ اب میں تو تارک الدنیا ہو چکا ہوں اور سیاسی کاموں میں میں نے بالکل حصہ لینا چھوڑ دیا ہے اور اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم اپنی آبائی سلطنت کو غاصب دشمنوں سے واپس لو یا نہ لو میں نے تم کو تمام فنونِ حرب کی تعلیم دے کر اپنی تاریخ سے واقف کر کے پورا سپاہی اور جنگی پہلوان بنا کر باقی تمام سیاسی معاملات اور دینوی امورات سے آگاہ کر کے حق پدری ادا کر دیا ہے اب آگے تمہارا کام ہے کہ دنیا میں بہادر اور نامور بن کر اپنے باپ دادا کے نام کو روشن کرو یا نہ کرو۔

شہزادہ گرجی کی دونوں بیویوں اور بیٹوں کا یونان کو چھوڑ کر ترکستان میں جا کر قیام کرنا

شہزادگان گرجی بھی اپنے باپ شہزادہ اسکندروس گرجی کی طرح بہت بہادر اور شاہزور تھے انہوں نے بھی فن گرز اندازی میں کمال حاصل کر کے حقیقی اور صحیح معنوں میں اپنے آپ کو لقب گرجی یا گرزِ گاؤ سر کا مستحق بنالیا تھا اسی واسطے عام لوگ ان کو بھی شہزادگانِ گرجی کے نام نامی سے نامزد کرتے تھے انہوں

Marfat.com

نے اپنی موروثی سلطنت کو غاصب دشمنوں سے واپس لینے کی اپنے باپ کو ترغیب دے کر اس بات کی ازحد کوشش کی تھی کہ ان کا باپ گوشہ نشینی سے باہر آ کر دوبارہ سلطنت کا دعویٰ کرے لیکن ان کے باپ شہزادہ اسکندروس گُرجی نے مطلق اس طرف توجہ نہ کی آخر وہ سب شہزادے اپنے باپ سے نا اُمید ہو کر خود اس کام میں کوششیں کرنے لگے تھے اور ان کی تمام خفیہ کوششوں اور کاروائیوں کی خبریں ہوتے ہوتے بذریعہ جاسوسوں کے انٹی پاٹر کے بیٹے اکسینڈر کو بھی ملی جو اس وقت یونان کا حاکم اور تخت مقدونیہ پر متمکن ہو کر اس وقت حکومت کرتا تھا اس لئے اس نے شہزادگان گُرجی کی گرفتاری کے احکام جاری کر کے حکم دے دیا تھا کہ شہزادگان گُرجی جہاں ملیں فوراً ان کو گرفتار کر کے قتل کیا جائے شہزادگان گُرجی کو بھی جب اپنی گرفتاری اور حکم اور قتل کا حال معلوم ہوا تو وہ سب بھائی مل کر اپنے باپ شہزادہ اسکندروس گُرجی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کو کسینڈر کے حکم کی جو اس نے ان کی گرفتاری اور قتل کے متعلق جاری کر رکھا تھا خبر سنا کر اپنے بچاؤ کے واسطے اس سے مشورہ طلب کیا شہزادہ اسکندروس نے اپنے بیٹوں کو یہ مشورہ دیا کہ تم سب بھائی بمعہ اپنی دونوں ماؤں کے یونان کو چھوڑ کر وسط ایشیاء میں چلے جاؤ اور وہاں اپنے ننہال کی پناہ میں رہ کر اپنے اصل مطلوب کے لئے کوشش کرو اور اگر تم اسی جگہ یونان میں رہ کر کوشش کرو گے تو یہ ظالم کسینڈر تم سب کو پکڑوا کر مروا ڈالے گا اور تم اس کا ہرگز کچھ نہیں بگاڑ سکو گے کیونکہ تمہارے پاس نہ کوئی فوج اور نہ اتنا سامان حرب ہے کہ تم اکیلے دس جوان کسینڈر کی زبردست فوجی طاقت کا مقابلہ کر سکو اس لئے میں تمہیں پھر یہی مشورہ دوں گا کہ تم یونان کو چھوڑ کر وسط ایشیا میں جا کر اپنے کام کو سرانجام دو کیونکہ وہاں کے لوگ خاندان سکندری کے بڑے خیر خواہ اور وفادار ہیں اور خاص کر ان کو میرے ساتھ بہت محبت و عقیدت ہے جب وہ سنیں گے کہ تم شہزادے اسکندروس گُرجی کے

Marfat.com

بیٹے ہو تو وہ تمہاری عزت و تکریم کر کے بڑے خلوص اور محبت سے پیش آئیں گے اور مجھے اُمید ہے کہ وہ تمہیں اس کام میں جہاں تک ہو سکے گا مدد دینے میں بھی دریغ نہیں کریں گے اب اس جگہ رہ کر جان بوجھ کر تم اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو جہاں تک ہو سکے بہت جلدی سامان سفر تیار کر کے یہاں سے چلے جاؤ پھر بیٹوں نے کہا کہ آپ بھی یونان کو چھوڑ کر وسط ایشیاء میں ہمارے ساتھ چلیں ۔شہزادہ نے کہا کہ میں تو اب اپنی زندگی سے بیزار ہو چکا ہوں اور میرا ارادہ اسی خاک پاک وطن میں مدفون ہونے کا ہے مجھے صرف تمہاری جانوں کا فکر ہے کہ تمہاری جانیں ضائع ہونے سے میری نسل کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اس لئے میں تمہیں یہ مشورہ دے رہا ہوں ورنہ میں تمہیں بھی یہاں سے کبھی نہ جانے دیتا الغرض شہزادگانِ گُرجی نے اپنے باپ کی وصیّت کے مطابق فوراً سامان سفر تیار کیا اور اپنی دونوں ماؤں کو ہمراہ لے کر راتوں رات یونان سے کوچ کر کے وسط ایشیا کی جانب روانہ ہو گئے جس کے بعد شہزادہ اسکندروس گُرجی بھی اپنے اہل و عیال کی طرف سے مطمئن ہو کر اور اپنی جان سے ہاتھ دھو کر اکیلا یونان میں رہنے لگا اور اس کا تمام اہل و عیال دشمن کی زد سے بچ کر ترکستان میں جا کر مقیم ہو گیا۔

شہزادہ گُرجی کا قتل کیا جانا

جب کسینڈر کو شہزادگان گُرجی کے اس طرح بچکر چلے جانے کا حال معلوم ہوا تو وہ اپنی ناکامی اور ان کے کامیاب ہو جانے کا بہت افسوس کرنے لگا مگر اب اس کی کوئی پیش نہ جاتی تھی کہ شہزادگان گُرجی کو گرفتار کرے اور ان کو سزا دے کر اپنے انتقامی جذبات کو ٹھنڈا کرے، کیونکہ شہزادگان گُرجی سرحد یونان کو عبور کر کے وسط ایشیا کی سرحد میں جا کر مقیم ہو چکے تھے کسینڈر نے بڑے بڑے تیز رو اسپ سواروں کو شہزادوں کے تعاقب میں روانہ کیا تھا اور اس بات کی از حد کوشش کی تھی کہ جس طرح بھی ہو سکے وہ شہزادگان گُرجی کو گرفتار کر کے لے آئیں یا ان کو وہیں

Marfat.com

قتل کر دیں مگر وہ سوار کسی طرح بھی شہزادوں کو قابو کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے اس لئے کسینڈر نے ادھر سے مایوس ہو کر اب اپنی حکومت کے وقار کو قائم رکھنے اور شہزادگانِ گُرجی سے انتقام لینے کے لئے ان کے باپ شہزادہ اسکندروس گُرجی کو اپنے معاونین کے ذریعے خفیہ طور پر قتل کرانے کا ارادہ کرلیا اور اپنے ہوا خواہوں اور معاونین کو اس کام پر مقرر کر کے حکم دے دیا کہ وہ شہزادہ اسکندروس گُرجی کو بحالت خواب سوتے ہوئے کو قتل کر دیں کیونکہ کسینڈر اس بات کو خوب جانتا تھا کہ گو شہزادہ اسکندروس گُرجی تارک الدنیا ہو کر خلوت گزین ہو چکا ہے مگر وہ شاہی خاندان سکندر کا ایک بہادر اور دلیر شاہزادہ ہے اس میں سپاہیانہ اوصاف اور بہادرانہ جذبات ابھی تک باقی ہیں وہ اس طرح اپنے آپ کو قتل کرانے کے لئے آسانی سے ہمارے حوالے نہیں کرے گا بلکہ جہاں تک ہو سکے گا وہ ہمارا مقابلہ کر کے قتل ہو گا پھر جس سے ہمارے سیاسی وقار کو بہت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، دوسری بات اس کے مدنظر یہ تھی کہ اگر شہزادہ کو گرفتار کر کے اور میدان میں لا کر قتل کیا گیا تو اس میں بھی بہت سے فتنوں اور فسادات کے اٹھنے کا اندیشہ ہے کیونکہ ابھی ملک یونان میں خاندان سکندری کے بہت لوگ اندرونی طور پر خیر خواہ اور ہوا خواہ موجود ہیں پھر ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ غضبناک ہو کر اور اس قتل کو ایک بہانہ اور آڑ بنا کر میری حکومت کے خلاف بغاوت اور شورش پھیلانے کی کوشش کریں پس ان حالات اور خدشات کو پیش نظر رکھ کر خفیہ طور پر کسینڈر نے شہزادہ کو قتل کرانے کا بندوبست کیا تھا ظالم اور بزدل کسینڈر نے آخر اپنے بزدل معاونین اور ہوا خواہوں کے ذریعے اس عابد اور بیگناہ شہزادہ اسکندروس گرجی کو بحالت خواب سوتے ہوئے کو قتل کروا دیا تھا لیکن اس ظالم کو بھی بہت جلدی اس ظلم اور خون ناحق کا بدلہ مل گیا تھا وہ بھی اس دنیا میں زیادہ دیر تک آرام اور چین سے تخت مقدونیہ پر بیٹھ کر حکومت نہ کر سکا۔ یعنی تھوڑی مدت کے بعد ۳۰۷ قبل از مسیح

Marfat.com

میں انٹی گونس کے بیٹے ڈمٹ رئیس نے ظالم کسینڈر کو تخت مقدونیہ سے بے دخل کر کے بہت بُری طرح مروا ڈالا تھا پھر اسی زمانہ میں اسی طرح ۳۰۲ قبل از مسیح میں ڈمٹ رئیس پر سلیوکس اور بطلی موس اور لفوما جس نے مل کر حملہ کیا تھا اور انہوں نے ڈمٹ رئیس کو تخت مقدونیہ سے علیحدہ کر کے قید کر لیا تھا، غرض اسی طرح سکندر کے غدار جرنیل ایک دوسرے سے تخت مقدونیہ چھین کر یکے بعد دیگرے ملک یونان پر حکومت کرتے رہے تھے۔

باب دوم

فصل اوّل

گوجر سلطنتوں اور خاندانوں کی بنیاد

ملک یونان سے ہجرت کر کے جب شہزادگانِ گرجی وسط ایشیاء میں پہنچے تو اوّل انہوں نے باختر (بلخ) میں آ کر قیام کیا مگر اس وقت بلخ میں بھی یونانیوں کی ایک جدید حکومت قائم تھی جو کچھ عرصہ سے سلیوسیڈی اور مقدونوی حکومتوں سے علیحدہ مقام بلخ میں قائم ہوئی تھی اور جس کا خود مختار بادشاہ اس وقت ایک یونانی گورنر ڈایومیٹرئیس نامی تھا جو تمام علاقہ بلخ پر اس وقت حکمران تھا ڈایومیٹرئیس بھی ویسا ہی شہزادگانِ گرجی کا جانی دشمن تھا جیسا کہ مقدونیہ کا ظالم حاکم کسینڈر تھا اس لئے شہزادگانِ گرجی جب بلخ میں داخل ہونے لگے تھے تو اس وقت بلخ میں داخل ہونے کے پیشتر ہی انہوں نے یونانی لباس کو ترک کر کے تاتاری لباس کو زیب تن کر لیا تھا کہ مبادا کوئی یونانی سپاہی ہمیں شناخت کر کے شاہی خاندان کے گرجی شہزادے سمجھ کر ڈایومیٹرئیس کے پاس پکڑ کر انعام کے لئے نہ لے جائے، ڈایومیٹرئیس نے شہزادگانِ گرجی کے ننہال کی ریاست کو بھی غصب کر لیا ہوا تھا وہ بھی اپنی آبائی ریاست سے بیدخل ہو کر نہایت بے سروسامانی کی حالت میں صحرانوردی

Marfat.com

کرتے پھرتے تھے غرض اس ملک میں بھی سوائے خدا کے شہزادگانِ گُرجی کا کوئی ایسا یارو مددگار نہ تھا جو اس آڑے وقت میں ان کی دستگیری کر کے مدد کرتا آخر وہ خدا پر بھروسہ کر کے چھ ماہ تک دارالخلافہ بلخ میں رہ کر اپنے سیاسی اصول وخیالات کی خفیہ طور پر اشاعت کرتے رہے مگر اس قلیل عرصہ میں وہ کسی طرح بھی اہل بلخ کو اپنا ہم خیال نہ بنا سکے کیونکہ اہل بلخ پر یونانیوں کا سیاسی اثر بہت زیادہ تھا وہ یونانیوں کے جبر وتشدد اور ان کے جاسوسوں کی جاسوسی سے ہر وقت ڈرتے اور لرزتے رہتے تھے بلخ کی یونانی حکومت کے محکمہ جاسوسی کا انتظام ایسا زبردست تھا کہ بلخی باشندے ہرگز شہزادگانِ گُرجی کے خیالات کو سننے اور قبول کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے اس لئے باشندگان بلخ سے نا اُمید ہو کر جب شہزادگان گُرجی نے اس جگہ اپنی کامیابی کی کوئی صورت نہ دیکھی تو پھر انہوں نے نواحِ بلخ کے پہاڑوں میں جانے اور وہاں کی قوموں میں اپنے سیاسی خیالات کی اشاعت کرنے کا مصمم ارادہ کیا۔

شہزادگان گُرجی کا چرواہا قوموں سے مل کر پیشہ چرواہی اختیار کرنا

آخر شہر بلخ کو چھوڑ کر شہزادگان گُرجی نواح بلخ کے پہاڑی علاقہ میں چلے گئے اور وہاں کی چرواہا قوموں سے روابط اور اتحاد پیدا کر کے ان میں اپنے سیاسی اصول وخیالات کی اشاعت کرنے لگے مگر اس اشاعت پر جب ان کا جمع شدہ سرمایہ بہت سا خرچ ہو گیا تو اس وقت ان کو اپنے دشمن یونانیوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے مزید ضرورت اور خرچ کی تنگی محسوس ہونے لگی لیکن ان کو مزید سرمایہ حاصل کرنے کا اس وقت کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا تھا کیونکہ پہاڑی علاقہ میں سوائے پیشہ گلہ بانی اور چرواہی کے اور کوئی ایسا پیشہ یا ذریعہ نہیں تھا جس پیشہ یا ذریعہ سے کوئی حاجت مند انسان اپنی معاش یا سرمایہ حاصل کر سکے اس لئے باامر

Marfat.com

مجبوری شہزادگان گرجی نے بھی اپنے بڑے بھائی اشکانیس گرجی کے مشورہ پر عمل کر کے اپنے باقی ماندہ سرمایہ سے مویشیوں کے چند گلے خرید کر کے پیشہ چرواہی کو اختیار کرلیا اور پہاڑ کی چرواہا قوموں کے ساتھ مل کر انہی پہاڑوں میں وہ بھی اپنے چوپاؤں کو چرانے لگے جس کے بعد وہ خود اپنی معاش اور مزید سرمایہ کی ضرورتوں سے بیفکر ہو کر پہاڑ کی چرواہا قوموں میں مدت تک اپنے دشمن یونانیوں کے خلاف پراپیگنڈا کرتے رہے۔

بلخ کی چرواہا قوموں میں ایک قوم پارنی نام بھی تھی جس کے ساتھ مل کر شہزادگان گرجی ہمیشہ اپنے چوپاؤں کو بلخ کے چراگاہوں میں چرایا کرتے تھے شہزادگان گرجی نے پارنی قوم کے سردار نسولن نامی اور اس کی قوم کو چند دنوں میں اپنی خوش اسلوبی سے ایسا گرویدہ دام الفت کرلیا تھا کہ پارنی قوم کا سردار شہزادگان گرجی کو بمعہ ان کے مال مویشیوں کے خاص اپنے باڑے میں بڑی عزت کے ساتھ لے گیا وہ سردار بہت شریف اور متمول تھا جس کے گھر میں سوائے ایک لڑکی کے اور کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی اس لئے اس نے شہزادگان گرجی کے بڑے بھائی شہزادہ اشکانیس گرجی کو ایک قابل اور لائق آدمی سمجھ کر اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کر دی جس کے بعد پھر اس نے اشکانیس گرجی کو بمعہ اس کے بھائیوں کے اپنے خاص گھر میں لا کر آباد کیا پھر سردار نسولن نے کچھ عرصہ بعد ایک دن اپنی قوم کے تمام معزز و مقتدر آدمیوں کو جمع کر کے ان کے روبرو اس نے اپنی بیٹی اور اپنے داماد اشکانیس گرجی کو اپنی کل جائداد اور مال مویشیوں کے گلوں کا وارث قرار دے کر اپنا جانشین مقرر کر کے اپنی قوم سے اس کی سرداری قبول کرنے کا عہد لیا پھر جس کے بعد پارنی قوم نے بھی اشکانیس گرجی کو اپنا سردار تسلیم کر کے اس کی سرداری پر مہر تصدیق ثبت کر دی آخر چند دن کے بعد جب سردار نسولن فوت ہو گیا تو پھر اس کی جگہ اشکانیس گرجی سردار قوم منتخب ہو کر

Marfat.com

اپنے فرائض سرداری کومحسوس کرتے ہوئے پارنی قوم کی اصلاح کرنے لگا جس کے مشوروں سے پارنی قوم مستفیض ہوکر چند دنوں میں اپنی اصلاح و تنظیم کر کے ایک مہذب اور خود دار قوم کی طرح عزت گزارنے لگی ورنہ اس کے پیشتر بلخ کی یونانی حکومت پارنی قوم کو ایک وحشی اور حقیر قوم سمجھ کر اس کے ساتھ بہت ہتک آمیز سلوک کیا کرتی تھی بلخ کی یونانی حکومت کا طرزِ حکومت اُن دنوں نہایت متشددانہ اور جابرانہ تھا اور اس کے بادشاہ ڈایومیٹرئیس نے اپنے نوکروں کو اہل بلخ کا مال لوٹنے اور ان کو بلخیوں پر جبر و تشدد کرنے کی عام اجازت دے رکھی تھی اس کے ظلم سے تنگ آ کر بلخ کے بہت سے لوگ اپنے وطن کو چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں جا کر آباد ہوگئے تھے چنانچہ جب اشکائنیس گُرجی نے بھی پارنی قوم کے لوگوں کی اصلاح کرنے کوشش کی تو بلخ کی یونانی حکومت اس کی اصلاحات کو بھی نگاہِ چشم سے دیکھ کر پارنی قوم پر پہلے سے زیادہ ظلم و تشدد کرنے لگی جس سے تنگ آ کر آخر پارنی قوم بھی بلخ کو چھوڑنے پر مجبور ہوگئی اور اشکائنیس گرجی کے مشورے سے اس نے علاقہ پارتھیا (پارسان) میں جانے کا ارادہ کرلیا غرض بلخ کی یونانی حکومت کے طرز حکومت کو تمام اہل بلخ اور خصوصاً پارنی قوم کے لوگ بہت ناپسند کرتے تھے اس لئے پارنی قوم بھی مجبور ہوکر اشکائنیس گُرجی کی معیت میں بمعہ اس کے بھائیوں کے بلخ سے ہجرت کر کے یونانیوں سے آزادی حاصل کرنے کے لئے علاقہ پارتھیا (خراساں) میں چلی گئی۔

شہزادگان گُرجی کا خراساں میں جا کر وہاں کی حکومت حاصل کرنا

ان دنوں خراسان میں بھی یونانیوں کی حکومت تھی مگر یہ حکومت بلخ کے یونانیوں کی حکومت نہیں تھی بلکہ علاقہ خراسان یونانیوں کی مرکزی حکومت مقدونیہ کا ماتحت صوبہ تھا جس پر مرکزی حکومت مقدونیہ کی طرف سے ایک یونانی گورنر

Marfat.com

بنام فیری کلس حکمران تھا فیری کلس کا جور و تشدد ڈایو میٹریس سے بھی بڑھا ہوا تھا جیسے پارتی قوم ڈایو میٹریس کے ظلم سے نالاں رہتی تھی ویسے ہی اہل پارتھیا (اہل خراساں) فیری کلس کے جبر و استبداد کے شاکی تھے فیری کلس بھی قدیم شاہان ایران کی طرح تمام اہل خراسان کو اپنا غلام سمجھتا تھا وہ اکثر طور پر خراسانی مجرموں کو زرخرید غلاموں کی طرح فروخت کر کے ان کے خریداروں سے روپیہ حاصل کرتا تھا جس کی وجہ سے تمام اہل خراسان اس کی طرز حکومت سے ناخوش تھے اور اس سے آزادی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ایران کی قدیم تاریخوں میں لکھا ہے کہ سکندر اعظم کے پیشتر جب زمانہ ماضی میں علاقہ خراسان قدیم شاہان ایران کا ماتحت صوبہ ہوا کرتا تھا تو اس وقت قدیم شاہان ایران اپنے دیگر صوبوں سے اس صوبہ کے لوگوں کو غلامانہ حالت میں رکھ کر مخصوص طور پر ان سے غیر منصفانہ سلوک کیا کرتے تھے یعنی اس زمانہ میں صوبہ خراسان کے لوگوں سے جو چند آدمی امیر ہوا کرتے تھے وہ قدیم شاہان ایران کی اردل میں رہا کرتے تھے اور ان کے مطیع ہونے کے سوا وہ ہر طرح آزاد ہوتے تھے اور باقی تمام اہل خراسان شاہان ایران کے غلام تصور کئے جاتے تھے اور وہ ان غلاموں پر کمان کیا کرتے تھے لیکن خراسانی غلام ایسے تابعدار اور فرمانبردار ہوتے تھے کہ کبھی ان کو شاہان ایران کے خلاف بغاوت برپا کرنے اور اپنی آزادی حاصل کرنے کا خیال تک نہیں آتا تھا مگر علاقہ خراسان پر جب سکندر اعظم نے آکر قبضہ کیا تو اس نے تمام خراسانی غلاموں کو ایرانیوں کے پنجہ و استبداد سے آزاد کرا کر ان کے ساتھ مساوانہ اور برادرانہ سلوک کرنے کے لئے ایک ایسا قانون جاری کر دیا تھا جس کے خوف سے ایران کے سابقہ شاہی خاندان کے لوگ اپنے خراسانی غلاموں کے ساتھ مساوانہ اور برادرانہ سلوک کرنے پر مجبور ہو گئے تھے لیکن جب سکندر اعظم فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کے رعونت پسند جرنیلوں نے بھی قدیم شاہان ایران کی

Marfat.com

طرح اہل خراسان کے گلوں میں وہی طوق غلامی ڈال کر اور سکندر اعظم کے قانون کو منسوخ کر کے ان کو غلام بنا لیا تھا جس غلامی سے یونانی جرنیلوں کے انصاف پسند بادشاہ اسکندر اعظم نے اہل خراسان کو آزاد کرایا تھا۔

الحاصل جب شہزادگان گرجی بمعہ پارنی قوم کے علاقہ خراسان میں پہنچ کر وہاں کے سبزہ زار مرغزاروں میں ڈیرے لگا کر اپنے مویشیوں کو چرانے لگے تو اس وقت اہل خراسان کی انقلاب پسند جماعت کے بعض آدمیوں کو بھی کسی نہ کسی طرح اس بات کی خبر معلوم ہوگئی کہ سکندر اعظم کے پوتے مقدونیہ سے ہجرت کر کے خراسان میں چلے آئے ہیں اور چرواہوں کے لباس میں فلاں چرواہا قوم سے مل کر فلاں چراگاہ میں اپنے مویشی چراتے پھرتے ہیں تو ان کو یہ خبر سن کر بہت خوشی اس بات کی حاصل ہوگئی کہ خدا نے اب ہماری آزادی اور رہنمائی کے لئے سکندر اعظم کے پوتوں کو ہمارے ملک میں بھیج دیا ہے کیونکہ اہل خراسان مدت سے کسی ایسے لیڈر یا رہنما کی تلاش میں تھے جو ان کو ظالم اور سفاک فیری کلس کے پنجہ استبداد سے نجات دلا کر ان کے لئے امن اور آزادی کی زندگی بسر کرنے کا بندوبست کرے لیکن ان کو خود اپنی قوم میں کوئی ایسا لیڈر یا راہنما نہیں ملتا تھا جو ان کو فیری کلس کے پنجہ استبداد سے نجات دلا کر آزاد کراتا۔ اس لئے اہل خراسان کی انقلاب پسند جماعت میں سے چند اکابران قوم رات کو خفیہ طور پر شہزادگان گرجی کے ڈیرے پر پہنچ کر ان کو ملے اور فیری کلس کے جور استبداد کی داستان سنا کر ان سے درخواست کرنے لگے کہ آپ ہمارے بادشاہ اور دادگر بن کر ہم کو فیری کلس کے پنجہ آہنی سے آزاد کرا کر ہماری دادرسی کریں اور اس کام کو سرانجام دینے کے لئے جس قسم کی مالی و جانی مدد کی آپ کو ضرورت ہوگی وہ ہم سب اہل خراسان آپ کو دینے کے لئے تیار ہیں لیکن آپ ہم کو ان ظالم یونانیوں کے پنجہ استبداد سے جس قدر جلدی ممکن ہو رہائی دلا کر اپنے سایہ عاطفت میں لیں کیونکہ

Marfat.com

ہم لوگ مدت سے ایرانیوں اور یونانیوں کے مظالم برداشت کر کے ان کی غلامی میں زندگی بسر کرتے آ رہے ہیں اور اب ہم سے یہ غلامی کی زندگی اور ذلت کی ماتحتی برداشت نہیں ہو سکتی ہم تمام اہل خراساں کو آپ کے پیشتر آپ کے دادا سکندر اعظم نے ایرانیوں کی غلامی سے آزاد کرا کر دنیا میں نیک نام حاصل کیا تھا اور اب آپ بھی ہم کو یونانیوں کی غلامی سے آزاد کرا کر دنیا میں نیک نام حاصل کریں اور ہم آج سے تمام اہل خراسان کی طرف سے آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر کے پھر آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ بعد از فتح اور آزادی ملک کے آپ ہمارے ملک کی اصلاح و انتظام کر کے اس میں عدل و انصاف کا طریق جاری کریں۔ غرض اہل خراسان کی اس درخواست کو شہزادگان گُرجیؑ نے بخوشی منظور کر کے اُن سے یہ وعدہ کیا کہ ہم سے جہاں تک ہو سکا ہم تمہاری مدد کر کے تمہیں فیری کلس کے جور و ظلم سے بچا کر تمہیں آزاد کرائیں گے اور پھر تمہارے ساتھ ہمیشہ اپنے بھائیوں کی طرح برادرانہ اور مساوانہ سلوک کیا کریں گے اور ہر طرح تمہارے ملک کی ترقی و بہبود کا بھی خیال رکھیں گے۔

جس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے شہزادگان گُرجی گھر سے نکل کر مدت سے ہر جگہ کوشش کرتے پھرتے تھے اب قدرت نے اس مقصد کے حصول کے ذرائع ان کے لئے خود بخود پیدا کر دیئے اب انہوں نے بھی اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اپنے مقصود یعنی حکومت کو حاصل کرنے کے لئے اور خراسان کو آزادی دلانے کے لئے جدو جہد شروع کر دی اور ہمہ تن اسی طرف متوجہ ہو کر یونانی حکومت کے خلاف ہر جگہ پروپیگنڈا کر کے عوام اہل خرسان کو بھی اپنا ہم خیال بنا کر اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرنے لگے اب عوام اہل خراسان بھی پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر شہزادگان گرجی اور انقلاب پسند جماعت کے ہمنوا ہو کر وطنی جہاد میں شامل ہونے پر آمادہ ہو گئے اور ہر روز خفیہ طور پر ہزار ہا کی تعداد میں شہزادگان

Marfat.com

گُرجی کے پاس آ کر یونانیوں کے خلاف جہاد کرنے اور اپنے وطن کو آزاد کرنے کے عہد و پیمان کرنے لگے اب شہزادگان گُرجی نے بھی ان میں سے ایسے بہادر نوجوانوں اور رضا کاروں کو باقاعدہ طور پر بھرتی کرنا شروع کر دیا جو کہ خود اپنی خوشی سے اپنے وطن کے لئے جان دینے اور آزادی حاصل کرنے پر آمادہ تھے پھر ان نوجوانون اور رضا کاروں کو فوجی اصول کے مطابق جنگی تعلیم دے کر جب شہزادگانِ گُرجی نے یونانیوں کے خلاف ان کی ایک باقاعدہ اور تربیت یافتہ فوج تیار کر لی تو پھر وہ اس بات کا انتظار کرنے لگے کہ جب کوئی بہانہ ہاتھ آئے تو یونانیوں کے خلاف اعلان جنگ کر کے ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا جائے اور ان کی حکومت کو تباہ و برباد کر کے اس کی جگہ اپنی حکومت قائم کر لی جائے فیری کلس کو بھی شہزادگان گُرجی کے ان ارادوں اور خفیہ کاروائیوں کی تمام اطلاعیں پہنچ گئی تھیں اس کے جاسوس ہر روز اس کو شہزادگان گُرجی کی جنگی تیاریوں کی خبریں لا کر سنایا کرتے تھے لیکن وہ حکومت کے نشہ میں ایسا مخمور و مغرور ہو گیا تھا کہ مطلق اس طرف التفات نہیں کرتا تھا بلکہ ان خبروں کو غیر اہم سمجھ کر ان کی اہمیت کو کم کر دیا کرتا تھا اس کے جاسوس جب کبھی اس کو شہزادگانِ گُرجی کی جنگی تیاریوں اور خفیہ کاروائیوں کی خبریں آ کر سناتے تھے تو وہ خبریں سن کر حکومت کی ترنگ میں آ کر کہتا تھا کہ مجھے ان گڈریوں کی خفیہ کاروائیوں اور جنگی تیاریوں سے کیا خوف ہو سکتا ہے جبکہ میری حکومت ہر طرح ہشیار اور مستحکم و مضبوط ہے میں جب ان گڈریوں کو چاہوں گا فوراً تباہ و برباد کر دوں گا لیکن میں ایک معمولی گڈریہ قوم کے چند شورہ پُشت نوجوانوں کے شور و شر کو زیادہ اہمیت دے کر ان کی شہرت کو بڑھانا اور اپنی حکومت کے وقار سلطنت کو کم کرنا نہیں چاہتا بلکہ میں ان کی تمام جنگی تیاریوں کو بچوں کا ایک کھیل سمجھتا ہوں بھلا یہ گڈریئے میرا اور میری حکومت کا کیا بگاڑ سکتے ہیں ایک دن فیری کلس کے جاسوسوں نے پھر اس کو آ کر کہا اے

Marfat.com

حضور جن نوجوانوں کو آپ گڈریہ قوم کے چند شورہ پُشت نوجوان سمجھ رہے ہیں وہ اصل میں اسکندر اعظم کے پوتے اور شہزادہ اسکندروس گُرجی کے بیٹے ہیں اور وہ مقدونیہ سے چل کر خراسان میں اس لئے آئے ہیں کہ آپ کی حکومت چھین کر اس قبضہ کریں اسی لئے وہ گڈریوں کے لباس میں گڈریہ قوم میں رہ کر آپ کی حکومت کے خلاف لوگوں کو ابھار رہے ہیں اور پارنی قوم اور اہل خراسان کی انقلاب پسند جماعت کے نوجوانوں کے سیاسی رہنما بن کر وہی ان کی سیاسی رہنمائی بھی کر رہے ہیں لیکن جاسوسوں کی ان سقہ اور معتبر خبروں کا فیری کلس کو ہرگز یقین نہیں آتا تھا کہ شہزادگان گُرجی خراسان میں آکر میری حکومت کے خلاف کوششیں کر رہے ہوں کیونکہ اس کا یہ خیال تھا کہ شاہی محلوں میں پرورش پانے والے اور ہر وقت ناز و نعم اور عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنے والے خراساں کی جنگلی اور چرواہا قوموں میں رہ کر زندگی بسر نہیں کر سکتے اور نہ ایسے نازک مزاج شہزادے چرواہوں کے ساتھ رہ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں مویشی چرا سکتے ہیں آخر اس نے اپنے جاسوسوں کے کہنے پر ایک دن شہزادگان گُرجی میں سے ان کے ایک بھائی شہزادہ تریدیئس گُرجی کو بلا کر اس کی سخت بے عزتی کی اور ڈرا دھمکا کر اس کو قتل کا خوف دلایا اور پھر نہایت بیدردی اور ذلت کے ساتھ اپنے دربار سے نکلوا کر جیل میں بھیج دیا چند روز کے بعد پھر اسی طرح اس شہزادے کی بے عزتی کر کے اس کو جیل سے باہر لا کر چھوڑ دیا۔ کیونکہ اہل خراسان کو شہزادگان گُرجی کے ساتھ بہت محبت پیدا ہوگئی تھی وہ ان کو ہمیشہ بہ نظر احترام دیکھا کرتے تھے اور بوجہ سکندر اعظم کے پوتے ہونے کے ان کی بہت عزت و تکریم کیا کرتے تھے اور ساتھ ہی ان کو اپنا لیڈر بھی تسلیم کر چکے تھے اس لئے جب فیری کلس نے شہزادہ تریدیئس گُرجی کی بے آبروئی کر کے اس کو بے عزتی کے ساتھ دربار سے نکال کر جیل میں بھیج دیا تو اہل خراسان اس کی اس بدسلوکی اور نامعقول روش سے برہم ہو کر اس پر لعنت

Marfat.com

بھیجنے لگے اور اس کی حکومت کے خلاف تمام ملک میں ایک ایسا جوش پھیل گیا کہ جس کا فرو کرنا فیری کلس اور اس کی حکومت کے لئے بہت مشکل ہوگیا اب اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر شہزادگان گُرجی نے بھی اپنے دُشمن یونانیوں کے خلاف اعلان جنگ کر کے تمام خراسانی اور پارتی قوموں کے احرار کو جمع کرے حکم دیدیا کہ فوراً یونانی چھاؤنیوں پر حملہ کر کے یونانی سپاہیوں سے جنگ شروع کر دیں تاکہ ان کو کسی طرح بھی سنبھلنے کا موقع نہ مل سکے ملک میں جب ہر طرف فتنہ وفساد شروع ہوگیا تو پھر یونانی مدبر بھی اس فتنہ کو مٹانے اور احرار کے جوش انتقام کو فرو کرنے کی کوششیں کرنے لگے اور ہزار ہا تدبیریں احرار کی جارحانہ یورشوں کو روکنے کے لئے کرتے تھے مگر ان کی کوئی تدبیر اس وقت کارگر نہ ہوتی تھی جو تجویز یا تدبیر بھی وہ کرتے تھے شہزادگان گُرجی نے آگے سے اس کا تدارک کرلیا ہوتا تھا اس لئے یونانی مدبروں کی تمام تجویزیں اور تدبیریں جو وہ شہزادگان گُرجی کے خلاف کرتے تھے وہ سب خاک میں مل جاتی تھیں اور ہر معاملے اور ہر میدان میں انکو شکست آتی تھی اسکے پہلے شہزادگان گُرجی نے احرار کی تمام فوج کو دس حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک حصے کی رہنمائی کا کام اپنے ذمے لے لیا تھا اور پھر ان تمام حصوں کی کمان انہوں ے اپنے بڑے بھائی اشکائیس گُرجی کو تفویض کر کے اس کو اپنا کمان افسر یا سپہ سالار بنا کر اس کی زیر قیادت یونانیوں سے جنگ کرنے کا بندوبست کرلیا تھا غرض جب اس تربیت سے تمام لشکر احرار کو شہزادگان گُرجی نے مرتب کرلیا تو پھر وہ اشکائیس گُرجی کی قیادت میں اپنے دشمن یونانیوں پر حملہ آور ہو کر جنگ کرنے لگے تھے جس میں یونانیوں کی شکست پر شکست اور احرار کو فتح پر فتح حاصل ہونے لگی تھی یونانیوں کے لئے احرار کی مدافعت کرنا بہت مشکل ہوگیا تھا ہر جگہ ان کی فوجیں پسپا ہوتی جاتی تھیں جس کی دوسری وجہ یہ تھی کہ ملک میں ہر جگہ فتنہ وفساد اور جنگ و جدل جاری تھا یونانیوں سے کسی طرح بھی اس کا انسداد

Marfat.com

نہیں ہوسکتا تھا وہ عجب مصیبت میں مبتلا ہوگئے تھے ان پر ایسا نازک وقت آگیا تھا کہ کوئی جگہ ان کو ایسی نہیں ملتی تھی کہ جہاں چھپ کر وہ احرار سے اپنی جانیں بچائیں گویا ان کے مظالم کی وجہ سے یہ ان پر ایک قہر الٰہی نازل ہوا تھا جس کی کہ وہ سزا بھگت رہے تھے لیکن اس مخمور حکومت فیری کلس کو شہزادگان گرجی اور احرار کی زبردست طاقت کا اس وقت یقین آیا جبکہ شہزادگان گرجی اور احرار نے اس کے خاص قلعہ پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔

جب فیری کلس قتل ہوا تو اس کے قتل ہونے کے ساتھ ہی خراسان سے بھی یونانی حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا جس کے بعد شہزادگان گرجی اور احرار نے مل کر ملک سے باقی ماندہ یونانیوں کو خارج کرنا شروع کر دیا جب یونانیوں سے تمام ملک صاف ہوگیا اور اخراج سے اہل خراسان کو فراغت حاصل ہوئی تو پھر پارنی قوم اور اہل خراسان نے مل کر اپنے ملک کی حکومت شہزادگان گرجی کو پیش کر کے ان سے درخواست کی کہ اب آپ اپنے میں سے جس کو چاہیں بادشاہ منتخب کر کے اس کی زیر نگرانی ہمارے ملک کا انتظام کریں تب شہزادگان گرجی نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخش کر اپنے بڑے بھائی اشکانیس گرجی کو متفقہ طور پر بادشاہ منتخب کر کے اس کو تخت حکومت پر متمکن کر دیا اور سب بھائی بااتفاق مل کر ملک خراسان پر حکمرانی کرنے لگے اگرچہ شہزادے غیر ملک اور غیر قوم کے تھے لیکن اپنی خوش انتظامی اور ہر دلعزیزی سے انہوں نے تمام لوگوں کو خوش کر لیا ہر وقت رعایا برایا کی آسائش و بہبودی میں سرگرم رہ کر سابقہ حکمرانوں کے احسان لوگوں کے دلوں سے محو کرنے لگے ویسے تو یہ شہزادے سب کے سب شجاع و بہادر اور اصول جہانداری و سیاسات سے پورے ماہر اور واقف تھے لیکن ان سب میں سے زیادہ بہادر و مدبران کا بڑا بھائی اشکانیس گرجی تھا۔ جب ۲۵۰ قبل از مسیح تخت خراسان پر اشکانیس متمکن ہوا تو اس نے مظلوموں کی دلجوئی اور زبردستوں

Marfat.com

کی قدر افزائی شروع کی امور مملکت اور آسودگی سپاہ رعایا میں دل و جان سے کوشش کرنے لگا پہلے پہل اس نے فیری کلس کی بد انتظامیوں اور ابتریوں کا تدارک کیا پھر عدل و انصاف اور بذل و عطا سے رعایا کو سرفراز کر کے فیری کلس کی زیادتیوں کا پورا معاوضہ دے دیا اس کی احسان مندی اور جود و بخشش نے خلقِ خدا کو آسودہ حال اور فارغ البال بنا دیا اس کی حکومت میں تمام غریب اور فقیر لوگ مرفعہ الحال ہو کر امن و آسائش کی زندگی بسر کرنے لگے تھے اندرون ملک کے ربط وضبط سے فارغ ہو کر پھر اشکانیس گُرجی مضافات خراسان کی تسخیر کا ارادہ کر کے اور بیشمار لشکر لے کر مضافات کی طرف روانہ ہوا اوّل اپنے شمالی حدود پر حملہ کر کے صوبہ ہیرا کانی (ماژندران و داغنان) کو فتح کیا اور پھر مشرق میں صوبہ آری (ہرات) اور جنوب میں دشت کارمانی اور مغرب میں مدی (عراق عجم، آذر بائیجان) وغیرہ صوبہ جات فتح کر کے اپنے قلمرو میں شامل کر لئے غرض اپنے دادا سکندر اعظم کی طرح اشکانیس گُرجی بھی اعلیٰ درجہ کا مدبر و منتظم تھا اس نے اپنے حسن انتظام سے اپنی سلطنت کو مستحکم و مضبوط بنا کر پھر عمارات کی طرف توجہ کی اور جابجا عالیشان عمارتیں اور پُر فضا مقامات بنوانے شروع کئے پرانے دارالصدر کی جگہ ایک نیا فراخ اور وسیع شہر رہاگس[1] نامی جس کو اب رے کہتے ہیں آباد کر کے

---

(۱) اشکانی گوجر خاندان کا دارالخلافہ کم از کم شروع میں رہاگس تھا جس کو اب رے کہتے ہیں اور جو ایران کے موجودہ دارالخلافہ کے نزدیک واقع تھا اب بھی بیشمار کھنڈرات یہ بتلاتے ہیں کہ کسی زمانہ میں وہاں ایک بہت بڑا شہر آباد ہو گا بعض مورخوں کی یہ رائے ہے کہ اشکانی گوجروں کا دارالخلافہ اس جگہ تھا۔ جہاں شہر دارمن واقع ہے۔ کھنڈرات اب تک وہاں موجود ہیں ان میں سے نہایت ہی پرانا اور سب سے مشہور ایک مربع شکل کا زیرین پشتہ ہے اور ایک فصیل کے کھنڈرات اب ان کو ظاہر کرتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں شاید یہاں کوئی قلعہ ہو گا ممکن ہے کہ اہل پارتھیا پہلے یہاں آباد ہوئے ہوں اور یہاں کی آب و ہوا ان کو موافق نہ آئی ہو اور انہوں نے رہاگس میں اپنا دارالسلطنت مقرر کر لیا ہو۔

Marfat.com

اپنا پایہ تخت قرار دیا پھر سرحد خراسان کے پار علاقہ خیوا کے قریب ایک اور شہر آباد کر کے اس کا نام اپنے نام پر اشک آباد رکھا اور ۲۵۰ ؁ قبل از مسیح خراسان میں گوجر سلطنت کی بنیاد رکھ کر گوجر نام کو روشن کرنے لگا۔

اشکائیس گرجی کی اولاد بھی اس کے بعد اسی کے نام پر انکانی گوجر نامزد ہو کر دنیا میں مشہور ہوئی لیکن اب بعض مؤرخ اپنی غلط تحقیق کی وجہ سے اشکائیس گرجی اور اس کی اولاد کو پارنی اور پارتھین (خراسانی) قوموں کی نسل و اولاد قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہ تحقیق بالکل غلط ہے کیونکہ پارنی قوم ایک علیحدہ قوم ہے جو شہزادگان گرجی کے ہمراہ بلخ سے ہجرت کر کے خراسان میں آ کر آباد ہوئی تھی اور اسی طرف پارتھین (خراسانی) ایک جدا قوم ہے جو اسی ملک خراسان کے رہنے والی ہے اور اشکانی قوم ان دونوں سے ایک علیحدہ قوم ہے جو اشکائیس گرجی کی اولاد ہے جس کا ان دونوں پارنی اور پارتھین قوموں سے سوائے رشتہ ازدواج کے اور کسی قسم کا نسبی یا نسلی تعلق نہیں۔ اسی طرح محققین کا ایک اور گروہ ہے جو پارنی اور پارتھین دونوں قوموں کو ایک ہی قوم اور نسل قرار دیتا ہے مگر ان کی تحقیق بھی غلط ہے کیونکہ تاریخ ایران قدیم کے مصنف مسٹر ڈبلیو بنجمین سفیر امریکہ اپنی تاریخ ایران قدیم میں لکھتے ہیں کہ اشکائیس گرجی کے تخت نشین ہونے کے بعد جو مورخ پارنی قوم کو بھی اہل پارتھیا (اہل خراسان) کے نام سے موسوم کرتے رہے ہیں وہ غلطی پر تھے کیونکہ یہ قوم کسی طرح بھی اس نام کی مستحق نہیں جس کو مورخوں نے اہل پارتھیا کے نام سے موسوم کیا ہے۔

آمد برسر مطلب

تسخیر گرجستان کیلئے شہزادہ جارجیس گرجی کا سپہ سالار ہو کر جانا

اشکائیس گرجی جب اندرونی معاملات کو اپنی منشاء کے مطابق سرانجام دے چکا تو پھر اس کو اپنے باپ دادا کے باقی ماندہ کھوئے ہوئے ملکوں کی بازیافت

Marfat.com

کا خیال دامنگیر ہوا تو اس نے اول اپنے آبائی مقبوضہ گرجستان کو یونانیوں سے واپس لینے کا ارادہ کیا اور اس کو فتح کرنے کے لئے فوراً اس نے ایک جنگی مہم کی تیاریاں شروع کر دیں پارنی اور پارتھین (خراسان) قوموں سے ایک لاکھ جوان بھرتی کر کے فوراً ان کو اس مہم کے لئے جنگی تعلیم دینا شروع کی جب وہ نوجوان جنگی تعلیم و تربیت حاصل کر کے اس کام سے فارغ ہو چکے تو پھر اشکا نیس گُرجی نے اپنے بھائیوں میں سے ایک بھائی شہزادہ جارجیس گُرجی کو منصب سپہ سالاری پر سرفراز کر کے اس کو بیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ فوج دے کر تسخیر گرجستان کے لئے روانہ کیا۔

یونانیوں کی مرکزی حکومت مقدونیہ کی طرف سے اس زمانہ میں صوبہ گرجستان پر ایک یونانی گورنر بنام فیلوبوں حکمران تھا جب شہزادہ جارجیس گُرجی اپنا جرار لشکر لے کر تبریز کے راستے گزر کر علاقہ گرجستان پر حملہ آور ہوا تو ادھر سے فیلوبوں حاکم گرجستان بھی اپنی فوج لیکر شہزادہ جارجیس گُرجی کے مقابلہ کے لئے آیا اور بمقام اردو باد فریقین میں سخت جنگ برپا ہوا لیکن فیلوبوں شکست اٹھا کر بھاگ گیا اور شہزادہ جارجیس گُرجی نے اردو باد کو تاخت و تاراج کر کے ویران کر دیا۔ اس معرکہ آرائی میں بہت سا مال غنیمت شہزادہ جارجیس گُرجی کے ہاتھ لگا جس کو فاتح سپہ سالار نے خراسان روانہ کر دیا۔ اس کے بعد پھر وہ آگے بڑھا اور شہر پریوں کو فتح کر کے قبضہ اقتدار میں لے آیا پھر الزبتھ پول کی طرف اُس نے رُخ کیا جہاں یونانیوں نے بہت سخت مدافعت کی مگر یونانیوں کے قبضہ میں یہ شہر بھی زیادہ دیر تک نہ رہ سکا آخر اس پر بھی شہزادہ جارجیس گُرجی نے بہت جلدی قبضہ کر کے یونانیوں کو اس کو چھوڑنے پر مجبور کر دیا جس کے بعد یونانی اندرون ملک میں پسپا ہو کر شہزادہ جارجیس سے لڑنے لگے۔ اس وقت فیلوبوں کے پاس اتنی فوج موجود نہیں تھی جو شہزادہ جارجیس گُرجی کی جرار فوج کا بہت مدت تک

Marfat.com

مقابلہ کر سکتی اس لئے وہ بمعہ اپنی فوج کے شکست پر شکست اٹھا کر ہر جگہ پسپا ہوتا گیا فیلوبوں نے سلیوکس ۔ کے پوتے کو جس کی ماتحت صوبہ گرجستان تھا اس کو شہر سلوشیا (مدائن) میں جو اس کا پایہ تخت تھا کمک کے لئے خط لکھا کہ وہ بہت جلدی اس کے لئے گرجستان میں کمک روانہ کرے لیکن سلیوکس کے پوتے نے جو اس وقت حکومت مقدونیہ کی طرف سے تمام ایشیائی ممالک کا وائسرائے تھا فیلوبوں کو کمک روانہ کرنے میں بہت دیر کی اس لئے فیلوبوں بغیر کسی بیرونی امداد کے اپنی قلیل فوج کو ساتھ لے کر خود اکیلا ایک ماہ تک شہزادہ جارجئیس کے جرار لشکر کی مدافعت کرتا رہا۔ آخر جب اس کو کمک پہنچنے کی کوئی امید نہ رہی تو پھر وہ تمام سرحدی قلعے خالی کر کے اندرون ملک میں پسپا ہو کر مدافعت کرنے لگا اور شہزادہ جارجئیس گُرجی ان تمام خالی شدہ قلعوں پر اپنا قبضہ کر کے پھر اندرون ملک کی طرف جارحانہ اقدام شروع کیا۔ بڑی سرعت سے تعاقب کر کے فیلوبوں کو بمعہ اس کی فوج کے اندرون ملک میں جا کر محصور کر لیا اور پھر ہر چہار اطراف سے حملہ کر کے تہ تیغ کرنا شروع کیا چند لمحہ تک بڑی شدّت سے یہ جنگ جاری رہا۔آخر شہزادہ جارجئیس گُرجی نے یونانی فوج کے قلب میں پہنچ کر فیلوبون کو قتل کر کے پھر اس کا سر نیزہ پر بلند کر کے اس کی فوج کو دکھایا جس کے دیکھنے سے یونانی فوج کے حوصلے پست ہو گئے اور تمام یونانی سپاہیوں نے جنگ سے عاجز آ کر اس وقت شہزادہ جارجئیس گُرجی کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور اطاعت قبول کر لی چال دیکھ کر فیلوبون کا بیٹا ایسون نامی جو محاصرہ کے باہر کچھ تھوڑی فوج لے کر لڑ رہا تھا وہ اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ گرجستان سے بھاگ کر ارمیدیا میں چلا گیا جس کے بعد پھر تمام علاقہ گرجستان پر شہزادہ جارجئیس گُرجی نے قبضہ کر لیا ،صوبہ گرجستان کے چھن جانے سے ایک دفعہ یونانیوں کو نہایت رنج اور افسوس ہوا ور آئندہ ان کو اپنی حکومت کے زوال کا یقین ہو گیا کیونکہ اس کے پیشتر یونانیوں کے

Marfat.com

چند صوبے شہزادگان گرجی آگے بھی چھین چکے تھے جس کی وجہ سے اب ان کو کامل یقین تھا کہ شہزادگانِ گرجی اب آئندہ بھی ہم سے اپنی آبائی مقبوضات واپس لینے کی ضرور کوشش کریں گے غرض فتح گرجستان کے بعد بڑے شان وشوکت سے شہزادہ گرجئیس نے جشن فتح مناکر اپنی فوج کے بہادر سپاہیوں اور افسروں کو بہت سا انعام واکرام دے کر خوش کیا پھر اپنے بھائی شاہ اشکائئیس گرجی کے پاس بہت سا مال غنیمت اور جنگی قیدی خراسان میں روانہ کئے جس کے صلہ میں شاہ اشکائئیس گرجی نے بھی شہزادہ جارجئیس گرجی کو اس فتح کا پیغام مبارک باد بھیج کر ہمیشہ کے لئے اس صوبے کا مستقل گورنر متعین کر کے اس کو صوبے کا انتظام سپرد کر دیا جس کے بعد پھر اس کی اولاد بھی اس صوبے پر قابض رہ کر بہت مدت تک حکومت کرتی رہی۔

شہزادہ جارجئیس گرجی نے اس ملک کے پرانے شاہی خاندان کی ایک شہزادی سے اپنی شادی کر کے ہمیشہ کے لئے اس ملک میں سکونت اختیار کر لی تھی اور اسی ملک میں اس شہزادی کے بطن سے اس کی اولاد پیدا ہوئی جس کا قومی نام ان دونوں باپ بیٹا کے ناموں کی طرف منسوب ہو کر گرجی اور جارجی مشہور ہوا یعنی اس کے بعد اس کی اولاد اس کے نام اور اس کے باپ شہزادہ اسکندروس گرجی کے خطاب شجاعت سے منسوب ہو کر دنیا میں گرجی اور جارجی دونوں ناموں سے موسوم ہوئی جس کی وجہ سے یہ علاقہ بھی ان دونوں باپ بیٹا کے ناموں کی طرف منسوب ہو کر گرجستان اور جارجیا کے ناموں سے دنیا میں مشہور ہوا بلکہ آج بھی عام لوگ اس کی اولاد کو گرجی و جارجی اور اس علاقے کو گرجستان اور جارجیا کے ناموں سے موسوم کرتے چلے آتے ہیں۔

آمدم برسر مطلب

Marfat.com

ترکستان کو فتح کرنے کے لئے اب شہزادہ سکائی نیس گُرجی کا سپہ سالار ہو کر جانا

ممالک ترکستان اور اقوام تاتار کو تسخیر کرنے کے لئے شاہ اشکائینس گُرجی نے اب تیسری مہم کی تیاریاں شروع کیں اور اس مہم کو تیار کرنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ شہزادگان گُرجی نے ننہال کی ریاست بلخ کو یونانی حکومت سے چھین کر تاتار کے یوں چی قبیلہ کو دیدی ہوئی تھی اور شہزادگان گُرجی کی والدہ جو اسی قوم تاتار سے تھی وہ ان کو ہمیشہ اپنے میکے کی ریاست یوں چی تاتار سے آزاد کرانے اور واپس لینے کی ترغیب دیا کرتی تھی دوسری وجہ اس مہم کو تیار کرنے کی یہ تھی کہ پارنی قوم جو شہزادگان گُرجی کی حلیف اور مددگار قوم تھی وہ بلخ کی یونانی حکومت سے انتقام لینا چاہتی تھی کیونکہ بلخ کی یونانی حکومت نے اس قوم کو تنگ کر کے پھر اس کو اس کے آبائی وطن سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا جس کی وجہ سے یہ قوم بلخ چھوڑ کر خراسان میں چلی آئی تھی پس ان تمام واقعات کو مدنظر رکھ کر اب شاہ اشکائینس گُرجی نے تیسری مہم کے لئے جنگی تیاریاں شروع کیں اور اس مہم کے لئے پھر اس نے صوبہ گرجستان سے بھی کافی فوج طلب کی پھر وہ جب اس مہم کی تیاریاں مکمل کر چکا تو پھر اس نے اپنے بھائیوں سے اس دفعہ چار بھائیوں کو جن کے نام یہ ہیں سکائی نیس تو مانیس، کوشائینس، تاکتیس کو منتخب کر کے اس مہم کے ساتھ جانے کے لئے تیار کیا اور مختلف عہدوں پر ان کو مامور کر کے پھر ساٹھ ہزار سوار چالیس ہزار پیادہ فوج دے کر ترکستان کو روانہ کیا یعنی ان چاروں میں سے سکائی نیس گُرجی کو تمام فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے باقی تین بھائیوں کو اس کے نائبان سپہ سالار قرار دے کر پھر ان کو ایک لاکھ فوج کے ساتھ شہزادہ سکائی نیس گُرجی کی زیر قیادت ترکستان کو فتح کرنے کے لئے بھیجا، جب یہ فوج شہزادگان گُرجی کی زیر کمان سرحد خراسان کو عبور کر کے بلخ کی یونانی حکومت کے علاقہ خیوا

Marfat.com

پر حملہ آور ہوئی تو ادھر سے بلخ کی یونانی حکومت کی فوجیں بھی اس حملہ کے دفعیہ کے لئے جنگ پر آمادہ ہوگئیں دونوں طرف کی فوجوں کا مقابلہ علاقہ خیوا میں ہونے لگا چند دن تک طرفین میں بہت سخت جنگ جاری رہی آخر بلخی یونانی فوجیں بہت بُری طرح شکست فاش اُٹھا کر بلخ کی طرف پسپا ہوگئیں اور شہزادگان گرجی نے تمام علاقہ خیوا پر قبضہ کر کے پھر آگے بڑھنا شروع کیا۔

بلخی یونانیوں نے اس جنگ میں بہت نقصان اٹھایا تھا جس کی تلافی پھر وہ ہرگز نہ کر سکے تھے یہ وہی یونانی تھے جنہوں نے کہ فارس کے یونانیوں سے بلخ میں اپنی ایک علیحدہ خود مختار حکومت قائم کر رکھی تھی انہی یونانیوں نے پارنی قوم اور شہزادگان گرجی کو بلخ چھوڑنے پر مجبور کیا تھا اور اب پارنی قوم اور شہزادگان گرجی نے طاقت پا کر حملہ کر دیا لیکن بلخی یونانی ان کے مقابلے میں بہت کمزور ثابت ہوئی جس کمزوری کی وجہ سے وہ اپنی ریاست کے مغربی شمالی علاقوں سے ہمیشہ کے لئے دست بردار ہو کر علاقہ بلخ میں محدود ہوگئے پھر جن کے بعد ان علاقوں پر شہزادگان گُرجی نے مستقل قبضہ کر کے ترکستان کے لئے اپنی آمد و رفت کے راستے کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا فتح خیوا کے بعد پھر شہزادگان گُرجی خطہ مادر النہر پر حملہ آور ہوئے وہاں کا حاکم بھی بہت سی فوج لے کر ان کے مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں آیا کچھ دیر تو طرفین کی فوجیں حملہ آور ہو کر ایک دوسرے سے لڑتی رہیں مگر پھر طرفین کے افسرانِ فوج خود میدان جنگ میں نکل کر اکیلے آپس میں خود جنگ کرنے لگے اوّل شہزادہ سکائی نیس گُرجی نے اپنے مقابلہ کے لئے حاکم ماورالنہر کو طلب کیا ماوالنہر کا حاکم بڑا شہزور اور دیو ہیکل پہلوان تھا وہ بھی زرہ بکتر پہن کر اور ایک ہاتھ میں ایک بڑا بھاری گُرز لے کر شہزادہ سکائی نیس گُرجی بھی شیر ببر کی طرح گرجتا ہوا آیا اور دونوں میں لڑائی ہونے لگی پہلے دونوں پہلوان تلواریں ہاتھ میں لے کر تلواروں سے دل کھول کر لڑتے رہے پھر جب ان کی تلواریں

Marfat.com

ٹوٹ گئیں تو پھر انہوں نے گرز ہاتھ میں لے کر لڑنا شروع کر دیا دیر تک دونوں بہادر گرزوں کے کرتب دکھاتے اور ان سے جنگ کرتے رہے آخر شہزادہ سکائی نیس گرجی نے اپنا گرز گاؤ سر اٹھا کر دشمن کے گرز پر اس طرح مارا کہ دشمن کا گرز اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا پھر جب وہ زمین سے اپنا گرز اٹھانے لگا تو پھر اوپر سے شہزادہ سکائی نیس گرجی نے اس کے سر پر ایک ایسا گرز رکھ کر مارا کہ دشمن کا کام اسی ایک گرز سے تمام ہوگیا بس حاکم ماورالنہر کا مرنا تھا کہ اس کی فوج کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ حواس باختہ ہو کر بھاگ گئی مگر شہزادگان گرجی نے تعاقب کر کے اس کی تمام فوج کو قید کر لیا ماورالنہر پر قبضہ کرنے کے بعد پھر شہزادگان گرجی نے بخارا پر یورش کی اہل بخارا نے بغیر کسی مزاحمت کے اطاعت قبول کر کے وفا داری کا عہد کیا اب کیا تھا تمام وسط ایشیا میں شہزادگان گرجی کی بے مثال گرز زنی اور شمشیر زنی کا چرچا پھیل گیا تمام حاکم اور والیاں ملک سہاک ہو کر دب گئے اور منچلے شہزادے سمرقند اور زرافشان کو فتح کرتے ہوئے قوقند میں پہنچ گئے قوقند میں پہنچ کر شہزادہ سکائی نیس گرجی نے اپنی فوج کو تین حصوں میں منقسم کر کے ایک حصہ فوج کو شہزادہ تومائیس گرجی کی زیر قیادت علاقہ زنگیریا اور منگولیا کی طرف روانہ کیا اور دوسرے حصہ کو شہزادہ تاکتیس گرجی کی زیر سرکردگی وادی دریائے سیحون کے قبائل کو تسخیر کرنے کے لئے بھیجا تیسرے حصہ کو خود اپنے زیر کمان رکھ کر پھر مشرقی ترکستان کی طرف بڑھا کاشغر اکسوریا رقند اور ختن کو فتح کرتا ہوا شہر سُوچو کے قریب جا پہنچا جہاں بلخی یونانیوں کا حلیف اور دوست قبیلہ یوں چی آباد تھا اسی طرح دوسری طرف شہزادہ تومائیس گرجی نے کوہ تھیان شان سے گزر کر علاقہ زنگیریا کو فتح کر لیا اور وہ تمام قبائل زنگیری کو مطیع و منقاد کر کے پھر علاقہ منگولیا پر حملہ آور ہوا لیکن حاکم منگولیا لڑائی پر آمادہ ہو کر اس کے بالمقابل آ گیا اور کئی ایک لڑائیوں کے بعد آخر حاکم منگولیا کو بھی شہزادگان

Marfat.com

گُرجی کی شجاعت پر ایمان لانا پڑا اب کیا تھا کہ شہزادہ تومائیس بھی تمام روکاوٹیں پہلے ہی دور کر چکا تھا اب وہ بھی تمام منگول قبیلوں کی گردنوں میں اطاعت کا جوا ڈالتا ہوا چین اور منگولیا کے سرحدی شہر میم چن تک نکل گیا ادھر شہزادہ تاکتئیس گُرجی نے بھی اپنی خداداد اور قابلیت اور شجاعت کے جوہر دکھا کر وادی دریائے سیحون کی تمام جنگجو اور سرکش قبیلوں کو یکے بعد دیگرے مطیع و منقاد کر کے تمام وادی پر قبضہ کرلیا پھر آئندہ ان قبیلوں کی شرارت اور سرکشی کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں ایک چھاؤنی قائم کر کے ایک جدید شہر بھی تعمیر کرایا جس کا نام اس نے اپنے نام پر تاکتند رکھا جو بعد میں بگڑ کر تاسقند اور تاشقند کے ناموں سے مشہور ہوا اس عظیم الشان کامیابی کے بعد پھر شہزادگان گُرجی نے جمع ہو کر وسط ایشیا میں ایک جشن فتح منا کر اپنی فوج کے تمام بہادر سپاہیوں کو بہت سا انعام و اکرام دیکر خوش وخرم کیا اور پھر انہوں نے اپنے بھائی اشکائنیس گُرجی کو بھی اس عظیم الشان فتح کی خوشخبری بھیج کر اس کے پاس بھی بہت سا مال غنیمت خراسان میں روانہ کیا جس کے جواب میں شاہ اشکائنیس گُرجی نے بھی ان کو ان کی فتح کا پیغام مبارک باد بھیج کر پھر ان کی خدمات کے صلہ میں جو انہوں نے وسط ایشیا میں سرانجام دی تھیں شہزادہ سکائنیس گُرجی کو مشرقی ترکستان اور شہزادہ تاکتئیس گُرجی کو مغربی ترکستان کا مستقل وائسرائے قرار دے کر ان ممالک کا انتظام ہمیشہ کے لئے ان کے سپرد کر دیا باقی کو شائنیس اور تومائیس گُرجی کو سکائنیس گُرجی کا مدارالمہام اور وزیر مقرر کر کے پھر دوسرے تاکتئیس گُرجی کے لئے خراسان سے دو اور بھائیوں کو انہی عہدوں پر مامور کر کے اس کے پاس بھیج دیا۔

ان بڑی مہمات سے فارغ ہو کر اب شہزادگان گُرجی انتظام حکومت کے در پے ہوئے۔ مفسدوں اور خیرہ سروں کی خاطر خواہ سرکوبی کر کے ہر جگہ امن و امان قائم کر دیا یونانیوں کے تمام مظالم کا تدارک بطریق احسن کر کے فسق و فجور کو دور

Marfat.com

کیا رعایا کو عدل و انصاف سے سرفراز کر کے رعیّت پروری اور دادگستری کو اپنا شیوہ بنا کر ملک اور سلطنت کی بہبودی اور ترقی میں کوشش کرنے لگے ان کو تعمیرات کا شوق میراث میں چلا آتا تھا اس لئے انہوں نے مشرقی و مغربی ترکستان میں کئی ایک شہر اور عمارتیں تعمیر کرا کر اپنی یادگاریں قائم کیں چنانچہ وادی دریائے سیحون میں شہزادہ تاکتئیس گرجی نے ایک شہر تعمیر کرا کر اس کا نام اپنے نام پر تاکتند رکھا تھا جس کا نام بعد میں بگڑ کر تاسقند اور تاشقند مشہور ہو گیا، الحاصل شہزادگان گرجی نے یوح چی تاتار سے اپنے ننہال کی ریاست بھی آزاد کرا کر انکے حوالے کی جسکی وجہ سے یوں چی تاتار شہزادگان گرجی کے دشمن ہو کر بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔

مشرقی ترکستان میں بغاوت اور شہزادگان گُرجی کا اُسکو فرو کرنا

اہل تاتار شہزادگان گرجی کو اپنے بھانجے اور انکی والدہ کو اپنی قومی اور وطنی بہن خیال کیا کرتے تھے اس لئے وہ سرحد تاتار میں فوج لے کر داخل ہوئے تو عام تاتاری قبیلوں نے کسی قسم کی ان کی مزاحمت نہ کی بلکہ ان کا خیر مقدم کر کے بڑی شان سے ان کو اندرون ملک میں لے گئے لیکن بعض ان قبیلوں نے جو بلخی یونانیوں کے حلیف اور دوست تھے انہوں نے کئی ایک جگہ پر گرجی شہزادوں کا مقابلہ کیا کیونکہ مشرقی ترکستان کے بعض باشندوں پر بلخی یونانیوں کے رسوخ کا اثر اس وقت بھی کچھ نہ کچھ باقی تھا جس اثر کی وجہ سے بعض قبیلوں نے ان کی مزاحمت کی مگر گُرجی شہزادے ہر جگہ مظفّر و منصور ہو کر اور ان قبیلوں کو مغلوب و مطیع کرتے ہوئے شہر سُوچو کے قریب جہاں بلخی یونانیوں کا حلیف قبیلہ یوں چی حکمران تھا وہاں پہنچ گئے۔

قبیلہ یوچی کا اطاعت سے انکار

تاتار کے یوچی کے بلخی یونانیوں سے نہایت گہرے دوستانہ تعلقات تھے اور بلخی یونانیوں کی طرف سے اس قبیلہ کو اخلاقی امداد کے علاوہ ہر قسم کی جانی و مالی

Marfat.com

مدد بھی وقت پر پہنچا کرتی تھی اس لئے جب شہزادہ سکائی نیئس گُرجی نے یوچی ٹانچو یعنی سردار کو جسکا نام یانتا چن تھا اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھیجا تو اس نے اس کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جنگ پر آمادہ ہو کر بہت سی فوج لے کر میدان جنگ میں نکل آیا اب شہزادہ سکائی نیئس گُرجی کو بھی اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ بھی اس کو بزور شمشیر مغلوب کر کے مطیع کرے اس لئے اب اس نے بھی اپنے بھائی شہزادہ کو شائنیس گُرجی کو سات ہزار فوج دے کر یوچی ٹانچو سردار کی سرکوبی کے لئے میدان جنگ میں بھیجا غرض شہزادہ کو شائنیس گُرجی نے میدان جنگ میں پہنچ کر یوچیوں سے جنگ شروع کیا اور دس روز تک جنگ ہوتا رہا جس کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ یوچی تاتار کے ٹانچو یعنی سردار یانتا چن نے راہ فرار اختیار کر لی اور بمعہ اپنی فوج کے وہ تبت بزرگ کی طرف بھاگ گیا اور شہزادہ کوشائنیس گُرجی نے اس کے بعد اس کے تمام علاقے پر قبضہ کرلیا ،شہزادگان گُرجی کی فوج سے یوچیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن یوچی سب بیقاعدہ اور ناتجربہ کار سپاہی تھے اور شہزادگان گُرجی کی فوج اس زمانہ کے لحاظ سے ہر طرح پوری قواعد دان تجربہ کار اور تربیت یافتہ تھی اس لئے شہزادگان گُرجی کی فوج نے ہر جگہ نہایت آسانی سے یوچیوں کو مغلوب کر کے شکست فاش دے دی الغرض پھر شہزادہ سکائی نیئس گُرجی نے شہزادہ شائنیس گُرجی کو حکم دیا کہ مشرقی ترکستان سے تمام یونانی عنصر کو خارج کر کے کشمیر اور افغانستان کی طرف نکال دیا جائے تاکہ یہ ملک ہمیشہ کے لئے ان کے وجود سے پاک ہو جائے شہزادہ کوشائنیس گُرجی نے فوراً اس کے حکم کے مطابق پھر تمام یونانیوں اور انکے دوستوں کو مشرقی ترکستان سے خارج کر کے کشمیر اور افغانستان کی طرف نکال دیا۔

قبیلہ ہن کی بغاوت

تاتار کا ایک اور قبیلہ ہن نامی تھا اس قبیلہ کے لوگوں نے بھی شہزادگان

Marfat.com

گُرجی کی اطاعت سے انحراف کر کے اپنے ٹانچو سردار پاسا نامی کی زیر قیادت بغاوت کا علم بلند کر دیا تھا اس قبیلہ کی تادیب کے لئے اب شہزادہ سکائی نیس گُرجی نے اپنے دوسرے بھائی شہزادہ تومائیس گُرجی کو پانچ ہزار فوج دے کر علاقہ ہنسیاں کی جانب روانہ کیا شہزادہ تومائیس گرجی نے علاقہ ہنسیاں میں پہنچ کر ہر چار طرف سے قبیلہ ہن پر یورش کر کے اس کا قافیہ اس طرح تنگ کیا کہ ایک جگہ تو تمام قبیلہ محصور ہو گیا آخر معمولی لڑائی کے بعد اور محاصرہ کی تکلیفوں سے تنگ آ کر ہن قبیلہ کے لوگوں نے بھی شہزادہ تومائیس گُرجی کے آگے ہتھیار ڈال کر اس کی اطاعت قبول کر لی جس کے بعد اس قبیلہ کے ٹانچو سردار پاسا نامی نے بھی نہایت عاجزی سے معافی طلب کر کے آئندہ وفادار رہنے اور اخراج دینے کا وعدہ کیا۔

قبیلہ یامین کی سرکشی

اسی طرح قوم بنی اسرائیل سے قبیلہ یامین کے سردار یوآش نامی نے سرکشی اختیار کر کے اخراج دینے سے انکار کر دیا تھا اس قبیلہ کی گوشمالی کے لئے اب خود شہزادہ سکائی نیس گُرجی تین ہزار فوج لے کر علاقہ انھسی میں پہنچا جہاں قبیلہ یامین کے لوگ اور ان کا سردار یوآش سکونت پذیر تھا دو دن تک شہزادہ سکائی نیس گُرجی کی فوج سے یامینیوں کا مقابلہ ہوتا رہا جس میں قبیلہ یامین کے بہت سے آدمی قتل اور گرفتار ہوئے آخر جنگ سے عاجز آ کر یامینوں نے بھی اطاعت قبول کر کے شہزادہ سکائی نیس گُرجی کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور ان کے سردار آیوش نامی نے وفادار رہنے اور آئندہ خراج ادا کرنے کا اقرار کر لیا۔

قبیلہ یامین کے لوگ حضرت یعقوب کے سب سے چھوٹے بیٹے اور حضرت یوسف کے حقیقی بھائی بن یامین کی اولاد تھی ۵۹۷ قبل از مسیح کلدانیوں کے ظالم بادشاہ بنوکدنزر (بخت نصر) نے جب یروشلم کو تباہ و برباد کیا تھا تو اس وقت وہ ظالم قوم بنی اسرائیل کے دس ہزار آدمیوں کو اسیر کر کے شہر بابل میں لے آیا تھا تو اس

Marfat.com

وقت انہی اسیروں میں قبیلہ یامین کے لوگ بھی اسیر کر کے بابل میں لائے گئے تھے لیکن بابل میں لا کر بھی بنوکدنزر (بخت نصر) نے ان پر ویسے ہی جور و ظالم جاری رکھا جس ظلم سے تنگ آ کر یہ لوگ شہر بابل سے بھاگ کر مشرقی ترکستان میں چلے آئے اور قصبہ انھسی میں ایک قلعہ بنام یامین تعمیر کر کے اس میں آباد ہو گئے پھر جس کے بعد آہستہ آہستہ سیاسی اقتدار حاصل کر کے اہل تاتار پر حکومت کرنے لگے۔

شہزادگان گُرجی کی پہلی حکمت عملی اور ان کی شادیاں

ان محاربات سے فارغ ہو کر اب شہزادگان گُرجی نے تاتاری اور دیگر اقوام کے سرکش اور مفسد قبیلوں کو اپنا ہمدرد اور مددگار بنانے کے لئے اپنے دادا سکندر اعظم کی حکمت عملی اختیار کی یعنی ان سرکش قبیلوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے ان کے ساتھ تعلقات ازدواج قائم کر کے اپنی سلطنت کو انہوں نے مستحکم و مضبوط بنانا شروع کر دیا چنانچہ سب سے پہلے شہزادہ سکائی نیس گرجی نے یوچی ٹانچور سردار یانتا چن کو معافی دیکر اس کو اپنے وطن میں واپس آنے کی اجازت دے دی جب وہ تبت سے اپنے وطن میں واپس آیا تو پھر اس کو مسند ریاست پر متمکن کر کے اس کی ضبط شدہ ریاست اس کے حوالے کر دی جس کے بعد پھر اس کی بیٹی ماپچی خانم سے خود شہزادہ سکائی نیس گُرجی نے اپنی شادی کر کے یوچی ٹانچو کو اپنا ہمدرد اور مددگار بنا لیا پھر جب تک یہ ٹانچو زندہ رہا شہزادگان گُرجی کی خیر خواہی اور ہمدردی کا دم بھرتا رہا اس ٹانچو کے گھر میں سوائے ایک بیٹی کے جس کی شادی وہ شہزادہ سکائی نیس گُرجی سے کر چکا تھا اور کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے جب وہ فوت ہوا تو شہزادہ سکائی نیس گُرجی نے اس کی گدی پر اس کے بھائی برتا چن کو متمکن کر کے اس کی ریاست کا وارث اس کو قرار دیدیا۔

Marfat.com

شہزادہ کوشائنیس گُرجی کی شادی

اب برتا چن کو اپنا ہمدرد اور مددگار بنائے رکھنے کے لئے شہزادہ سکائی نیس گُرجی نے اپنے بھائی کوشائنیس گُرجی کی شادی اس کی بیٹی پاتو خانم سے کرادی اس طرح اب یہ بھی شہزادگان گرجی کے دوستوں اور ہمدردوں کی سلک میں منسلک ہوگیا مگر برتا چن کے گھر میں بھی سوائے اس اکلوتی بیٹی کے اور کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے برتا چن نے تمام یوچی تا تار کو جمع کر کے ان کے روبرو اپنی زندگی میں اپنی بیٹی پاتو خانم اور اپنے داماد شہزادہ کوشائنیس گرجی کو اپنی کُل جائیداد اور ریاست کا وارث قرار دیا جس کو پھر اس کی قوم اور شہزادہ سکائی نیس گرجی نے بھی منظور کر کے مہر تصدیق ثبت کر دی پھر ٹانچور برتا چن جب فوت ہوا تو شہزادہ سکائی نیس گُرجی نے اس کی وصیت کے مطابق مسند ریاست پر اس کی بیٹی پاتو خانم کو مسند نشین کر کے ریاست کا انتظام اس کے خاوند یعنی اپنے بھائی شہزادہ کوشائنیس گُرجی کے سپرد کر کے اس کو اس ریاست کا منتظم مقرر کیا غرض جب پاتو خانم فوت ہوئی تو اس کے بطن سے جو شہزادہ کوشائنیس گُرجی کی اولاد پیدا ہوئی تھی وہ اس ریاست کی وارث قرار پائی اور ہمیشہ تک وہی اس کی مالک و مختار کُل بنی رہی شہزادہ کوشائنیس کے بعد اس کی اولاد اسی کے نام کی طرف منسوب ہو کر کوشن یا کوشان گُوجر کہلانے لگی تھی۔

سکائی نیس گُرجی کی دوسری شادی

اب قبیلہ یامین کو دوست بنانے کے لئے شہزادہ سکائی نیس گُرجی نے اپنی دوسری شادی اس قبیلہ کے سردار یو آش کی بیٹی سمیرا نامی سے کر کے اس قبیلہ کو بھی اپنا مددگار اور معاون بنالیا ان دونوں عورتوں کے بطن سے جو شہزادہ سکائی نیس گُرجی کی اولاد پیدا ہوئی تھی وہ اسی کے نام کی طرف منسوب ہو کر اس کے بعد ساکا گُوجر کے نام سے دنیا میں مشہور ہوئی لیکن اس نام کے علاوہ شہزادہ سکائی

Marfat.com

نیس گُرجی کی اولاد اس کی دونوں بیویوں کے نام اور قومیّت کی طرف بھی منسوب کی جاتی تھی یعنی جو اولاد مانچی خانم کے بطن سے پیدا ہوئی تھی وہ اس کے نام پر مانچو گوجر کے نام سے موسوم کی جاتی تھی اور جو اولاد قبیلہ یامین کی شہزادی سمیرا کے بطن سے پیدا ہوئی تھی وہ سمیرا کی قومیت کی طرف منسوب کر کے یامین گوجر کے نام سے بُلائی جاتی تھی لیکن یہ مزید نام و خطاب صرف اپنے گھر میں بطور امتیاز کے بولے جاتے تھے یعنی ایک ماں کے بیٹے دوسری ماں کے بیٹوں کو امتیاز کے طور پر آپس میں ان ناموں اور خطابوں سے پکارتے تھے ورنہ شہزادہ سکائی نیس گُرجی کی تمام اولاد کا اصل قومی خطاب اور نام سکا اور ساکا گوجر تھا جس نام اور خطاب سے یہ خود اپنے گُرجی قبیلہ اور عام لوگوں میں مشہور تھی۔

شہزادہ تومائیس گُرجی کی شادی

تاتار کا ہن قبیلہ بھی بڑا مفسد اور سرکش قبیلہ تھا اب اس کو بھی اپنا ہمدرد اور غمخوار بنانے کے لئے شہزادہ سکائی نیس گُرجی نے اس کے ٹانچو پاسا نامی کی بیٹی بورتائی خانم سے اپنے دوسرے بھائی شہزادہ تومائیس گُرجی کی شادی کرا کر اس قبیلہ کو بھی اپنا دوست اور خیر خواہ بنا لیا تھا پھر اس ہن شہزادی بورتائی خانم کے بطن سے جو شہزادہ تومائیس گُرجی کی اولاد پیدا ہوئی تھی وہ اسی کے نام پر نامزد ہو کر توما گوجر کہلاتی تھی شہزادہ تومائیس گُرجی کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا جس کا نام میتی نیس گُرجی تھا اور جو اس ہن شہزادی کے بطن سے پیدا ہوا تھا وہ بڑا بہادر اور نامور لڑکا تھا وہ ہمیشہ اپنا لشکر جرار اپنے ہمراہ لے کر فغفوران چین پر یورش کر کے جنگ میں ان کو عاجز کر دیا کرتا تھا تاریخ چین و تاتار میں ملیتی نیس گُرجی کے بڑے بڑے جنگی کارناموں اور معرکہ آرائیوں کا ذکر مذکور ہے چنانچہ ملیتی نیس گُرجی نے ایک دفعہ چار لاکھ سوار لے کر فغفور لو پانگ پر جس کو کاوٹی بھی کہتے تھے۔ یورش کر دی اور اس وقت اگر ایک قلعہ پاس نہ ہوتا تو فغفور پانگ بیدست و پا ہو کر

Marfat.com

ملیتی نئیس گُرجی کے پنجہ آہنی میں پھنس چکا تھا مگر اس قلعے نے گرفتار ہونے سے اس کو بچا لیا لیکن شہزادہ ملیتی نئیس گُرجی نے پھر اس قلعے کا محاصرہ کرلیا تھا اور سات روز تک محاصرہ کیئے رکھا آخرکار جب فغفور چین کو اپنی رہائی کی کوئی صورت دکھائی نہ دی تو پھر اس نے نہایت ذلیل شرائط پر صلح کر کے اپنے آپ کو ملیتی نئیس کے محاصرہ سے خلاص کرایا اور ساتھ ہی اس کو اپنی ایک جگر پارہ بیٹی بھی ملیتی نئیس گُرجی کے حوالے کرنا پڑی تھی۔

شہزادہ تاکتیئس گُرجی کی شادی

اسی طرح مغربی ترکستان میں شہزادہ تاکتیئس گُرجی نے اس حکمت عملی پر عمل پیرائے ہو کر ایک ترکی قبیلہ جس کا نام لوکاری تھا اور جو بڑا شورش پسند اور فتنہ پرواز تھا اس قبیلہ کے سردار کی بیٹی سے اپنی شادی کر کے شہزادہ تاکتیئس گُرجی نے بھی اس کو اپنا خیر خواہ اور ہمدرد بنالیا تھا پھر اس ترکی خاتون کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی تھی وہ اسی کے نام کی طرف سے منسوب کر کے تاک اور تاس گوجر کے نام سے پکاری جاتی تھی اور آج بھی وہ اسی نام سے موسوم چلی آتی ہے الغرض اسی طرح باقی چار گُرجی شہزادوں نے بھی اس حکمت عملی پر عمل کر کے اپنی شادیاں ترکی و تاتاری و ایرانی و نسرانی اور قفقازی قبیلوں کی عورتوں سے کیں لیکن ہم ان کی شادیوں کا حال بخوف طوالت ترک کر کے اب انکی دوسری حکمت عملی کا حال تحریر کرتے ہیں۔

شہزادگان گُرجی کی دوسری حکمت عملی

شادیوں کے علاوہ شہزادگان گُرجی نے اپنی سلطنت کو مستحکم و مضبوط بنانے کے لئے اب دوسری حکمت عملی یہ اختیار کی کہ وہ جس ملک یا علاقے میں حکمران تھے اسی ملک کو اپنا وطن قرار دے کر پھر اسی ملک کی قوم اور باشندوں کی قومیت و تہذیب اختیار کر کے ان قوموں اور باشندوں کو انہوں نے اپنا دوست اور مددگار

Marfat.com

بنا لیا تھا مثلاً اگر وہ ترکستان میں حکمران تھے تو وہاں ترکی و تاتاری قومیت اختیار کرلی اور اگر وہ خراسان یا ایران میں حکمران تھے تو وہاں خراسانی و ایرانی قومیت اختیار کر کے انہی قوموں میں مل جُل گئے لیکن انہوں نے غیر قومیتیں اور غیر تہذیبیں اختیار کرنے کے باوجود اپنے آبائی خطاب گرجی کو اپنے اصل ناموں کے ساتھ بطور امتیاز کے پیوست رکھا اس خطاب کو کسی حالت اور کسی صورت میں بھی ترک نہیں کیا بلکہ بطور طغرائے امتیاز کے اس خطاب کو اپنے اصل ناموں کے ساتھ غیر قوموں میں مشتہر کرتے رہے پھر اسی طرح ان کی اولاد بھی ان کے بعد جس ملک یا علاقے میں جا کر آباد ہوئی اس نے بھی باوجود اختلاط غیر اقوام کے اپنے قومی لقب گُرجی یا گوجر کو نہیں چھوڑا وہ بھی اپنے اصل نام کے ساتھ اس لقب کو بطور امتیاز کے برابر مشتہر کرتی رہی لیکن آج وہ اس لقب کو مشتہر کرنے سے شرماتی ہے۔ آمدم برسر مطلب

شاہ اشکانئیس گُرجی کا اپنے بھائیوں کو بڑے بڑے مناصب و مدارج دے کر اپنے فرائض کے بوجھ کو ہلکا کرنا

سلطنت گُرجارا کی حدود اب سرحد سلونیا (مدائن) سے لے کر سرحد چین تک پہنچ گئی تھیں اس لئے شاہ اشکانئیس گُرجی نے اس وسیع سلطنت کے انصرام و انتظام کے لئے اپنے تمام بھائیوں کو مختلف عہدوں پر مامور کر کے اس سلطنت کے ہر ایک اقطاع میں ان کو بھیج دیا اور نظم و نسق سپرد کر کے ان میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ مختار جز و کل بنا دیا چنانچہ تاکتئیس گُرجی کو مغربی ترکستان کا اور سکائی نئیس گُرجی کو مشرقی ترکستان کا وائسرائے مقرر کیا اور جارجئیس گُرجی کو علاقہ گُرجستان کی اور توانئیس گُرجی کو علاقہ مغلستان (منگولیا) اور علاقہ ہنسیاں کی گورنری تفویض کی اور کوشائنئیس گُرجی کو اس کے سسرال یوچی تاتار کی ریاست کا ناظم مقرر کیا اسی طرح [illegible] دوسرے بھائیوں میں سے کسی کو عہدہ گورنری اور کسی کو منصب وزارت

Marfat.com

اور کسی کو مدار الہامی کا رتبہ دے کر اپنے فرائض کے بھاری بوجھ کو ہلکا کر لیا غرض اپنے بھائیوں کو شاہ اشکانئیس گُرجی نے بڑے بڑے مناصب و مدارج عطا کر کے ان کی دلجوئی اور عزت افزائی کی اور سب بھائی با اتفاق مل کر مدت تک حکومت کرتے رہے لیکن یہ نقشہ شاہ اشکانئیس گُرجی کے بعد بالکل بدل گیا اور تمام بھائی اپنی اپنی جگہ آزاد و خود مختار ہو کر اس کے بعد مرکزی حکومت کی قیادت کو برائے نام تسلیم کرنے لگے تھے۔

شاہ اشکانئیس گُرجی کا اپنے بھائیوں اور اولاد کو مرنے سے پہلے ایک وصیت کرنا

ایشیا کے ایک بڑے حصے پر یونانی حکومتیں ابھی تک مسلط تھیں مثلاً بلخ کی یونانی حکومت ابھی تک افغانستان اور ہندوستان کے ایک وسیع حصے پر قابض تھی اور دوسری طرف سلوکیشیا کی یونانی حکومت کا عراق عرب اور ملک شام پر قبضہ تھا اور تیسری طرف یونانیوں کی مرکزی حکومت مقدونیہ ملک یونان پر مسلط تھی اس کے لئے شاہ اشکانئیس گُرجی نے ان تمام ممالک سے یونانیوں کو نکالنے کے لئے اب جو چوتھی مہم کی جنگی تیاریاں شروع کیں لیکن ابھی یہ ان تیاریوں میں ہی مصروف تھا کہ بہت سخت بیمار ہو گیا اور اس کو بیماری کی وجہ سے اپنی زندگی کی مطلق کوئی امید نہ رہی اس لئے اس نے بلاد ترکستان و گُرجستان اور ایران سے اپنے تمام بھائیوں کو فوراً طلب کیا پھر وہ جب تمام دارالخلافہ خراسان میں آ کر اس کے پاس جمع ہوئے تو پھر اس نے اپنی تمام اولاد اور بھائیوں کو وصیت کی کہ اب میں تو اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو چکا ہوں لیکن ہمارے موروثی دشمن یونانی ممالک افغانستان و ہندوستان اور عراق عرب و ملک شام اور یونان میں ابھی تک موجود ہیں اور وہ ان ممالک پر مسلط ہو کر بڑے مزے سے حکومت کر رہے ہیں اور اب یہ آپ کا کام ہے کہ میرے بعد انکو ان ممالک سے نکالنے کی کوشش کریں کیونکہ

Marfat.com

میں بوجہ بیماری اب ان کو نکالنے سے قاصر ہوں اور میری طاقت مجھے جواب دے چکی ہے اس لئے اب میں آپ کو وصیّت کرتا ہوں کہ میرے بعد اب آپ اپنے موروثی دشمنوں کو نکال کر اپنے باقی ماندہ آبائی مقبوضات کو واپس لینے کی کوشش کرتے رہیں اور جب تک باقی ماندہ مقبوضات واپس نہ لے لیں تب تک آپ بھی اپنی اولادوں کو جب مرنے لگیں تو میری طرح وصیّت کرتے جائیں کہ وہ بھی اسی کوشش کو جاری رکھیں تاوقتیکہ وہ اپنے جد امجد شہزادہ اسکندروس گُرجی کا انتقام لے کر ان ظالم یونانیوں سے اپنے آبائی مقبوضات واپس نہ لے لیں تب تک وہ بھی اپنی اولادوں کو پشت بہ پشت یہی وصیّت کرتی چلی جائیں، یاد رکھو کہ میری اس وصیّت کو ہرگز فراموش نہ کرنا جہاں تک ہو سکے اپنے آبائی مقبوضات کو واپس لینے کی جدو جہد کرتے رہنا غرض شاہ اشکانئیس گُرجی کی اس وصیت کو اس کے تمام بھائیوں اور اولاد نے بطیّب خاطر قبول کر کے اس کے بعد اس پر عمل درآمد کرنے کا وعدہ کیا اس وصیت کے چند روز بعد آخر اشکانئیس گُرجی فوت ہو گیا اور اس کی مسند خلافت پر اس کا بڑا بیٹا شاہ اشلاتئیس گُرجی متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا شاہ اشلاتئیس گُرجی نے اپنے باپ شاہ اشکانئیس گُرجی کے بعد اس کی وصیّت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس کی تیار شدہ مہم کو ساتھ لے کر فوراً اس نے سلوشیا پر چڑھائی کر دی تھی اور چند دنوں بعد سلوشیا کو فتح کر کے پھر وہ شہر بابل پر حملہ آور ہوا تھا اور وہاں بھی یونانیوں کو شکست فاش دے کر شہر بابل پر قابض ہو گیا تھا ادھر سے فارغ ہو کر پھر وہ ملک شام کی طرف بڑھا اور اس ملک کو بھی فتح کر کے وہاں سے تمام یونانیوں کو نکال دیا اس طرح گویا اس نے اپنے باپ کی وصیّت کو پورا کر کے اس کی آخری مہم کو سرانجام دے کر اس کی روح کو خوش کیا تھا۔

متعدد گُوجر سلطنتوں کا قیام

گُوجارا خاندان کی عظیم الشان سلطنت ۲۲۵ قبل از مسیح میں چار حصوں میں

Marfat.com

منقسم ہوگئی تھی تا کتیس گُرجی کی اولاد نے اس کے بعد مرکزی حکومت خراسان سے اپنی حکومت کا الحاق توڑ کر مغربی ترکستان میں ایک آزاد خود مختار جدید حکومت قائم کرلی تھی اسی طرح سکائی نیس گُرجی کے بعد پھر اس کی اولاد نے بھی مرکزی حکومت سے علیحدہ ہو کر اپنی ایک جدید حکومت مشرقی ترکستان میں قائم کر کے اس ہنیاں کی آزادی اور خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا پھر ان کی دیکھا دیکھی تومائیس گُرجی کی اولاد نے بھی مرکزی حکومت سے الحاق توڑ کر علاقہ منگولیا اور ہنیاں میں اپنی ایک آزاد خود مختار حکومت قائم کی تھی اب گُرجارا خاندان کی وسط ایشیا میں گویا چار بڑی بڑی زبردست سلطنتیں قائم ہوگئیں تھیں جو اپنی اپنی جگہ بالکل آزاد خود مختار تھیں ان کے علاوہ اور بھی گُرجارا خاندان کی کئی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اور ریاستیں وسط ایشیا میں موجود تھیں جن میں سے بعض کا الحاق مرکزی حکومت خراسان سے تھا اور بعض ان میں مشرقی یا مغربی ترکستان کی گرجارا حکومتوں کے ماتحت تھیں مگر گرجارا کی ان تمام حکومتوں نے شاہ اشکانیس گُرجی کی آخری وصیت کو ہمیشہ مدنظر رکھا اور اپنی باقی ماندہ آبائی مقبوضات سے یونانیوں کو نکالنے کے لئے ہمیشہ افغانستان اور ہندوستان پر حملہ آور ہوتی رہیں اور آخر یونانیوں کو ان ممالک سے نکال کر ان پر قابض ہوگئیں گو ان حکومتوں میں سیاسی انقطاع واقعہ ہوگیا تھا لیکن اس انقطاع اور علیحدگی کے باوجود بھی ان میں قومی و نسلی اتحاد برابر موجود تھا وقت پر وہ غیر دشمن کے مقابلے میں سب متحدہ متفق ہو جاتی تھیں غرض گُرجارا خاندان کے تمام افراد اور ان کی حکومتوں اور ریاستوں میں قومی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور جب کبھی کسی ایک کو ان میں سے کسی غیر گوجر دشمن کے ساتھ مقابلہ آن پڑتا تھا تو اس کی اعانت و امداد کے لئے تمام گُرجارا حکومتیں متحد ہو کر غیر گوجر دشمن کا مقابلہ کیا کرتی تھیں چنانچہ جب گرجارا کی مرکزی حکومت خراسان پر رومیوں نے حملہ کیا تو اس وقت تمام گرجارا حکومتیں متحد

Marfat.com

ہو کر مرکزی حکومت کو بچانے کے لئے رومیوں کے خلاف صف آرا ہوگئیں اور اشکانی گوجروں کے دوش بدوش ان کی حکومت کو بچانے کے لئے رومی حملہ آوروں کا مقابلہ کرتی رہیں۔

گوجر خانوادے اور حضرت اسحاق کی دعا کا اثر

اسی ضمن میں اب اس بات کا تحریر کرنا بھی ضروری ہے کہ حضرت اسحاق کی اس دعا کا اثر جو آپ نے حضرت عیص کے حق میں کثرت اولاد کے متعلق کی تھی کیا ہوا حضرت اسحاق کے بعد حضرت عیص اتنے کثیر اولاد ہو گئے تھے کہ آپ کو اپنی اولاد کے لئے کنعان کا علاقہ محدود اور بہت تنگ نظر آ رہا تھا، اس لئے بمعہ اپنی اولاد کے آپ کنعان کو چھوڑ کر روم کے وسیع ملک میں جا کر آباد ہو گئے تھے مگر روم میں آئے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ یہ ملک بھی آپ کی اولاد سے بھرپور ہوگیا کیونکہ آپ کی اولاد کی تعداد بہت تھوڑی مدت میں لاکھوں اور کروڑوں افراد تک پہنچ گئی تھی اور بنو عیص اور ان کے مویشیوں کے لئے اس ملک میں بھی اتنی کافی گنجائش نہیں رہی تھی کہ جہاں وہ کھلے طور پر آرام سے اپنے مویشی چرا سکیں اس لئے آپ کی اولاد میں سے ہزار ہا افراد وسیع چراگاہوں کی تلاش میں ملک روم سے ہجرت کر کے ملک یونان میں بھی جا کر آباد ہو گئے تھے اور دونوں ممالک پر قبضہ کر کے پھر ان کے قدیم باشندوں پر حکومت کرنے لگے تھے الحاصل آپ کی اولاد میں سے صرف ایک شخص شہزادہ اسکندروس گُرجی کے گھر میں دس بیٹے پیدا ہوئے تھے اور وہ دس کے دس اتنے کثیر اولاد ہوئے کہ ایک صدی کے بعد ان کی اولادوں نے ایک بڑے بھاری قبیلہ کی صورت اختیار کر لی تھی جس کے افراد کی تعداد کئی ہزار تک پہنچتی تھی اس قبیلے کا نام گرجارا گرجی رکھا گیا تھا اور شروع میں یہ قبیلہ دس خاندانوں میں منقسم تھا جس کے بعد پھر ان خاندانوں میں سے لا[illegible] خانوادے پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے آبائی خطاب کے ساتھ اور بھی

Marfat.com

کئی امتیازی خطاب شامل کر کے نئے خاندانوں اور خانوادوں کی بنیاد رکھی تھی یعنی ان دس گرجی شہزادوں کی اولادوں نے اوّل ان کے ناموں پر دس گرجی خاندان قائم کر کے پھر ان خاندانوں کے امتیازی خطابوں کو آبائی خطاب کے ساتھ شامل کرلیا تھا جیسا کہ ہم اس کے پیشتر بھی تحریر کر چکے ہیں کہ شہزادہ سکائی نیس گرجی کی اولاد نے اپنے خاندان کا امتیازی خطاب اس کے نام پر ساکا گوجر رکھا تھا اور کدارئیس گرجی کی اولاد نے اس کے نام پر اپنے خاندان کا امتیازی خطاب کدار گوجر تجویز کرلیا تھا اور توماٹیس گرجی کی اولاد اس کے نام پر توما گوجر کہلاتی تھی اسی طرح کوشائنیس اور تاکتنیس اور دیگر گرجی شہزادوں کی اولادوں نے ان کے ناموں پر یا اور کسی وجہ سے اپنے اپنے خاندانوں کے لئے جدید امتیازی خطاب تجویز کر کے آبائی خطاب کے ساتھ شامل کر لئے تھے لیکن وہ سب خاندان اور خانوادے اجتماعی طور پر اپنی نسل وقومیت آبائی خطاب سے ہی ظاہر کیا کرتے تھے ہاں البتہ اگر کوئی ان کے خاندان یا خانوادے کا امتیازی خطاب بھی دریافت کرنا چاہتا تھا تو اس وقت پھر وہ اپنے خاندان کا امتیازی خطاب یا گوت کا نام بھی اس کو بتا دیتے تھے جیسا کہ آج بھی ہندوستان کے گوجروں میں دستور چلا آتا ہے۔

گوجر خانوادوں کی نبرد آزمائیاں اور کشور کشائیاں

گوجر قوم میں ایسے ایسے بہادر اور نامور بادشاہ وسپہ سالار پیدا ہوئے ہیں کہ جنہوں نے میدان کارزار میں اپنی شجاعت کے جوہر دیکھا کر بڑے بڑے جابر شہنشاہوں اور بادشاہوں کو عاجز کر کے ان کو اپنی اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا تھا اور وہ بہادر اپنے جد امجد شہنشاہ سکندر اعظم کی دیرینہ آرزو کو پورا کرنے کے لئے ہندوستان اور خاص کر ملک چین پر ہمیشہ پے در پے یورشیں کرتے رہتے تھے کیونکہ سکندر اعظم اپنی زندگی میں ملک چین کو فتح نہ کرسکا تھا اور اس کی یہ دلی آرزو تھی کہ میں ملک چین کو فتح کر کے اپنی ایشیائی فتوحات کو مکمل کرلوں لیکن موت

Marfat.com

نے اس کو مہلت نہ دی کہ وہ اپنی اس دلی آرزو کو پورا کر سکے اس لئے اس کی اولاد میں سے بہادر گوجروں نے اس کی دلی آرزو کو پورا کرنے کے لئے اگر پدر نتواند پسر تمام کند کے اصول پر عمل کرتے ہوئے ملک چین پر حملے کرنے شروع کر دیئے تھے۔ گوجروں کے تمام خانوادوں میں سے سکندر کی اس آرزو کو پورا کرنے کے لئے سب سے پہلے توما گوجروں نے کوششیں شروع کی تھیں چنانچہ تومانیس گرجی کا پوتا اور میتی نیس گرجی کا بیٹا لوجائیس گرجی ہمیشہ فغفوران چین پر یورشیں کر کے ان کو تنگ و لاچار کیا کرتا تھا اور ان یورشوں کی وجہ سے فغفوران چین کو مجبور ہو کر آخر لوجائیس گرجی کی تمام شرائط تسلیم کرنی پڑتی تھیں چنانچہ ایک دفعہ ۱۶۱ قبل از مسیح میں لوجائیس گرجی نے فغفورادٹی نامی کو جو اس وقت تخت چین پر متمکن تھا اس کو خط لکھا کہ میں تمہارے خاندان کے ساتھ تعلقات ازدواج قائم کرنا چاہتا ہوں اس لئے تم اپنی فلاں نام کی فلاں بیٹی کو جو تمہاری سب بیٹیوں میں سے زیادہ حسین ہے اس کو میرے پاس شادی کے لئے بھیج دو ورنہ اگر تم نے اس کے بھیجنے سے انکار کیا تو میں تمہارے ملک پر فوراً چڑھائی کر کے اس ماہ جبین کو حاصل کرنے کی کوشش کروں گا جب یہ خط فغفوراوٹی نامی کو ملا تو اس نے مجبور ہو کر اپنی اس جگر پارہ بیٹی کو لوجائیس گرجی کے پاس شادی کے لئے بھجوا دیا۔

ہمیشہ فغفوران چین صدہا قیمتی تحائف اور شاہی محل کی پروردہ نازنین اور ماہ جبین شہزادیاں گوجر حرم سراؤں میں بھیج کر گوجر بادشاہوں کو خوش رکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے اور اصل میں وہ تحفے بطور باج یا خراج کے آتے تھے کیونکہ جب کبھی ان تحائف کے بھیجنے میں فغفوران چین کی طرف سے دیر ہو جاتی تو گوجر بادشاہ ان کے ملک پر جھٹ حملہ کر دیتے تھے اس لئے فغفوران چین مجبور ہو کر ہمیشہ بیش قیمت تحفے گوجر بادشاہوں کو بھیج کر ان کو راضی رکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے لیکن باوجود اس ہتک آبرو کے گوارا کرنے اور گوجر حملہ آوروں کی

Marfat.com

گودوں میں اپنے عزیزوں کو سلانے کے پھر بھی فغفوران چین کو کبھی آرام نہیں ملتا تھا اور گُوجروں کی یورشیں برابر ان کے ملک پر جاری رہتی تھیں کیونکہ گُوجر حملہ آوروں کی اصل غرض ان سے تحفہ تحائف یا خراج وصول کرنے کی نہیں ہوتی تھی بلکہ ان کی اصل غرض اپنے جدامجد کی دیرینہ آرزو کو پورا کرنے کے لئے ملک چین پر مستقل قبضہ کرنے کی ہوتی تھی اسی غرض کو مدنظر رکھ کر اپنی اپنی حکومت کے زمانہ میں تمام گُوجر خانوادوں نے اپنے اپنے وقت میں ملک چین پر حملے کر کے اس کو فتح کرنے کی کوشش کی آخر ۱۶۵۱ء میں مانچو خانوادے کے گُوجروں نے تمام ملک چین کو فتح کر کے اس کے پایہ تخت پیکین پر قبضہ کرلیا اور تین سو سال تک بڑے شان وشوکت سے اس ملک پر حکومت کر کے اپنے جد امجد کی دیرینہ آرزو کو پورا کر کے دکھایا الغرض گُوجر حکمران خانوادوں نے اپنے اپنے زمانہ حکومت میں ایشیائی ممالک کے علاوہ افریقہ اور یورپین ممالک میں بھی فتوحات کے پھریرے اُڑا کر ان میں بھی اپنی حکومت کے علم نصب کیئے اور اسی طرح تمام عالم پر اپنی سیاست وحکومت کا سکہ بٹھا کر مدت مدید تک حکومت کرتے رہے اور جس طرف گئے فتح اور کامرانی نے ان کے قدم چوم کر ملک ان کے حوالے کیئے چنانچہ یورپ میں علاقہ ہنگری[1] آج بھی ان کی مٹتی ہوئی عظمت کی گواہی دے رہا ہے اور ادھر ہندوستان میں بھی گجرات کاٹھیاواڑ اور گجرات پنجاب گوجرانوالہ، گوجر خان، اور

(۱) علاقہ ہنگری کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہن اور گرجار دونوں قوموں نے مل کر اس علاقے کو فتح کر کے آباد کیا تھا اور پھر جب اس کا جدید نام تجویز کیا جانے لگا تو دونوں قوموں نے مساوانہ طریق کو مدنظر رکھ کر دونوں ناموں کو ملا کر اس کا جدید نام ہُن گرجی رکھا تھا جو بعد میں بگڑ کر ہنگری کے نام سے موسوم ہوگیا گوجروں نے جب اس علاقہ کو فتح کیا تھا تو اس وقت ہن قوم کے لوگ بھی جو بطور سپاہیوں کے گوجروں کے ہمراہ گئے تھے اور اس کے فتح کرنے میں ان کے ساتھ شامل تھے اس لئے گوجروں نے ہن قوم کے نام کو بھی رواداری کے طور پر اپنے نام کے ساتھ شامل کر کے اس علاقے کا جدید نام ہن گرجی رکھا جو بعد میں بگڑ کر ہنگری بن گیا۔

Marfat.com

گوجر گڑھ ان کی قدیم عظمت کو ظاہر کر رہے ہیں، ان کے علاوہ اور دیگر ملکوں میں بھی گوجروں کی قدیم عظمت کے نشان موجود ملتے ہیں الحاصل تمام گوجر خانوادوں کے اگر مفصّل تاریخی حالات علیحدہ علیحدہ لکھے جائیں تو ان کے لئے ایک ایسی ضخیم کتاب کی ضرورت ہے جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہو مگر ہماری اس کتاب میں اتنی گنجائش نہیں کہ ہم تمام گوجر خانوادوں کے تاریخی حالات اس میں لکھ کر ناظرین تاریخ کو ان سے بخوبی واقف کرا سکیں اس لئے آئندہ ہم اختصار کو مدنظر رکھ کر چند انہی خانوادوں کے حالات لکھیں گے جن خانوادوں کا کچھ تعلق ہندوستان کے گوجر خانوادوں سے ہے یا جنہوں نے ہندوستان کو فتح کر کے اس پر حکومت کی اور اپنی اولادوں کو بطور یادگار کے یہاں چھوڑا اور وہ خانوادے یہ ہیں اوّل شکانی گوجر جس کو انگریزی مورخ پارتھیس کے نام سے موسوم کرتے ہیں دوسرا جارجی گوجر تیسرا کوشن یا کوشان گوجر جس کو انگریزی مورخوں نے سیتھین کے نام سے نامزد کیا ہے چوتھا ساکا گوجر پانچواں تاک یا تاس گوجر، گوجروں کے زوال حکومت کے بعد پھر ہُن قوم نے بھی ہندوستان کو فتح کر کے اس میں اپنی حکومت قائم کی تھی اور اس قوم کے ہزاروں آدمی اس ملک میں مستقل سکونت اختیار کر کے آباد ہو گئے تھے مگر ہُن قوم کے لوگ اور ہُن قوم گوجر النسل نہیں تھی بلکہ وہ قوم اور اس کے تمام افراد تاتاری النسل تھے اس لئے ہم اس قوم کے تاریخی حالات مکمل طور پر اس تاریخ میں درج نہیں کریں گے کیونکہ یہ تاریخ صرف قوم گوجر کی تاریخ ہے اس میں سوائے گوجروں کے دوسری قوموں کے تاریخی حالات اسی قدر ضمنی طور پر تحریر ہوں گے جس قدر کہ ان حالات کا گوجر تاریخ سے تعلق ہے ورنہ ان کے لکھنے کی اس میں کوئی ضرورت نہیں اور اب ہم گوجر خانوادوں میں سے اوّل اشکانی گوجروں کا حال تحریر کرتے ہیں پھر بعد میں دوسرے خانوادوں کے حالات لکھیں گے۔

Marfat.com

فصل دوم

اشکانی گوجر

اشکانی خانوادے کا مورث اعلیٰ شاہ اشکانیس گُرجی بن شہزادہ اسکندروس گُرجی تھا جس کے نام پر اس خانوادے کا امتیازی خطاب اشکانی گوجر مشہور ہوا اسی اشکانیس گُرجی نے ۲۵۰ قبل از مسیح میں اول خراسان میں اشکانی گوجر سلطنت کی بنیاد رکھ کر شہر رے کو اپنا دار الحکومت قرار دیا تھا جس کے بعد پھر اس کا بڑا بیٹا اشلائیس گُرجی اس کی مسند حکومت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا تھا اشلائیس گُرجی نے بھی اپنے عہد حکومت میں عراق اور شام کو فتح کر کے اشکائی سلطنت میں شامل کیا پھر ان کے مابعد جو اشکانی بادشاہ تخت اشکانی پر متمکن ہوتے رہے انہوں نے بھی اس سلطنت کو وسیع کرنے کے لئے بہت سے ممالک کو فتح کر کے اس میں شامل کیا تھا یہاں تک کہ سندھ اور پنجاب کو بھی انہوں نے فتح کر کے اس میں شامل کرلیا اس وقت اشکانی گوجروں کے ہندی مقبوضات کا دارالخلافہ شہر ٹیکسلا تھا جس کے نشانات اب بھی موجود ہیں۔اشکانی خانوادے کے تمام افراد سپاہی ہوا کرتے تھے اور وہ سب کے سب فنون جنگ اور سپاہیانہ کرتبوں میں ایسے ماہر ہوتے تھے کہ ناواقف دشمن ان کی جنگی چالوں کی وجہ سے ہمیشہ شکست کھا جایا کرتا تھا ان کی جنگی چالوں اور سپاہیانہ کرتبوں کا حال تاریخ ایران کے مورخوں نے اس طرح تحریر کیا ہے کہ اشکانی گوجر بڑے عمدہ سوار ہوتے تھے اور ان کی تمام سپاہ یا چھاونیوں میں صرف رسالے ہی رسالے ہوا کرتے تھے اور ان میں ہر ایک اسوار زرہ بکتر زیب تن کر کے گھوڑوں کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوا کرتا تھا ان کی لڑائی کا طریقہ عجیب ہوتا تھا پہلے وہ دشمن پر بڑی تندہی سے حملہ کیا کرتے تھے پھر اس کی

Marfat.com

صفوں میں گھس کر نیزے اور تیر چلایا کرتے تھے جس کے بعد پھر اچانک ایسے لوٹتے تھے کہ گویا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گھبرا کر بھاگ گئے ہیں لیکن جب ان کے گھوڑے میدان میں بھاگتے ہوئے جاتے تھے تو اس وقت بھی وہ لوٹ لوٹ کر اپنے دشمن پر تیر چلاتے جاتے تھے اگرچہ دشمن ان کی اس حرکت سے یہ سمجھتا تھا کہ وہ بھاگ گئے ہیں اور اپنی کوتاہ اندیشی سے جب ان کے پیچھے جاتا تو وہ یکا یک لوٹ کر پھر ان کی صفوت میں سخت ابتری ڈال دیتے تھے اور انجام کار اس کو عموماً شکست دے دیتے تھے۔

اشکانی گوجروں نے بھی بہت سے سکّے جاری کئے تھے جن میں سے بے شمار سکّے اب تک شمالی ایران میں پائے جاتے ہیں یہ سکّے ان مورخوں کو بہت مفید ثابت ہوئے ہیں جنہون نے کہ ہزار ہا سال کے بعد اشکانی خاندان کی غیر پیوستہ تاریخ کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی مانده اور منتشر خاکوں کے درمیان جو اس طاقتور اشکانی نسل کے زمانہ کا حال بتلانے کے لئے باقی رہ گئی ہیں جس نے کہ چار سو برس سے زیادہ ایک آہنی عصا اور ایسے زور کے ساتھ حکومت کی کہ بار ہا دفعہ روم کے زرہ پوش اور بہادر گروہ کو مار مار کر پیچھے ہٹا دیا اب ہم کو اس کی دو بڑی بڑی شکلیں اور چند باتیں یا واقعات ایسے نظر آتے ہیں کہ جب تک دنیا قائم ہے وہ بھی قائم رہیں گے۔

اشکانی گوجروں کے ان تمام بہادروں میں سب سے زیادہ مشہور مہتر یدئس اعظم تھا وہ اشکانی فتوحات کو مشرق میں دریائے سندھ تک اور مغرب میں دریا کے کناروں تک لے گیا تھا جن کے ذریعہ اب پہلی دفعہ اشکانی گوجروں اور اہل روم میں ملاقات ہوئی تھی اور اس زمانہ کی دو بڑی طاقتوں کے درمیان صلح نامہ تحریر ہوا تھا لیکن اس واقعہ کے بعد بہت جلد رومی سپہ سالار دی میٹریس سوم نامی کو معہ اس کی کل فوج کے مہتر یدئس گرجی کی اطاعت کرنے کے لئے مجبور کیا گیا اور

Marfat.com

اطاعت نہ قبول کرنے کی وجہ سے اس کی تمام عمر قید خانہ میں ہی ختم ہوگئی مہتر یدئس گُرجی کے عہد حکومت میں ملک ارمیںیا بھی مطیع ہوگیا تھا مہتر یدئس گرجی کے سکّے اب بھی بے شمار ملتے ہیں ان سکّوں پر جو اس کی تصویر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی داڑھی بھری ہوئی تھی اور اس کے نقش موٹے لیکن موزوں تھے مہتر یدئس گُرجی کے جانشین بالکل علیحدہ قسم کے شخص تھے جب یگریئس شاہ ارمیںیا باغی ہوگیا اور اس نے اشکانی گُوجروں کے چند مغربی صوبے چھین لئے تو اس وقت جلد ہی فرلے اوتس گُرجی نے تخت اشکانی پر رونق افروز ہو کر اہل روم کو اپنی مدد کے لئے بلایا اور دونوں نے مل کر یگریئس شاہ ارمیںیا کو شکست دی ،فرے اوتس گرجی کو اس کے دو بیٹوں نے قتل کر ڈالا تھا جس کے بعد پھر تخت اشکانی پر اورڈوس گُرجی (ازددان) متمکن ہوا لیکن خرخشے سے بچنے کے لئے یہ اتفاق کیا گیا کہ اس کا بھائی مہتر یدئس ثانی میڈیا میں خود مختار بادشاہ کے طور پر حکومت کرے مگر اس کے تھوڑے عرصہ بعد پھر بھائیوں میں خانہ جنگی برپا ہوگئی آخر کار مہتر یدئس گرجی گرفتار ہو کر اپنے بھائی اورڈوس گُرجی کے روبرو قتل کر دیا گیا۔

اب ۵۴ قبل از مسیح تھا کہ روم میں کچھ عرصہ کے لئے خانہ جنگیاں بند ہوگئیں اور کریسس نے جو سیرز اور پامپی کے ساتھ سلطنت جمہوری کی حکومت میں حصہ لیا تھا ایشیا کی رومی فوجوں کا چارج لے لیا اس زمانہ میں اہل روم کو ہمیشہ ایک نہ ایک جنگ درپیش رہتا تھا اور وہ ان قوموں کی لوٹ سے جن کو وہ پایہ متواتر زنجیر کو لیتے تھے ان کی دولت سے مالا مال ہو رہے تھے اس لئے کریسس اشکانی گُوجروں پر بھی حملہ کرنے کے لئے بہانہ ہی ڈھونڈھتا تھا اس کو پامپی کی علاقہ ارمیںیا میں آسان فتوحات کی وجہ سے یہ خیال آیا کہ میں بھی اشکانی سلطنت کی حدود پر قبضہ کرنے کے لئے جلدی پہنچوں وہ ایک بہادر شخص تھا تاہم ساٹھ ہزار چیدہ آدمی اپنے ساتھ لے گیا لیکن دشمن کی طرف سے اس کی نفرت اور زر کی حرص

Marfat.com

نے اس کو ایک خوفناک انجام میں ڈال دیا۔

اور ڈوس گُرجی (از دوان) کا سپہ سالار سرنیس گُرجی تھا یہ شخص سلطنت کا رکن اعظم تھا اور بڑ الائق اور فائق شخص تھا اس نے ڈوس گُرجی کو تخت پر بٹھانے میں بہت قابل قدر خدمت کی تھی چھ جون کو جسے ٹھیک ایک ہزار نوسو ساٹھ سال گزرے ہیں اہل روم اور اشکانی گوجروں کے درمیان چیری کے میدان میں دریائے فرات کے منبع کے قریب لڑائی ہوئی تھی سرنیس گُرجی نے اپنی فوج کو پہاڑوں کی اوٹ میں چھپا دیا تھا اور پہلے صرف اپنا مسلح رسالہ دشمن کے مقابلہ پر لے گیا تھا ادھر اس کے دشمن پلبیس کریس پسر کویس کو اس کی کچھ خبر نہیں تھی کہ سرنیس گُرجی کی فوج کس قدر ہے اس نے رومن رسالہ لے کر فوراً اس پر حملہ کر دیا اشکانی گوجر یہی اپنی معمولی حکمت جنگ کے مطابق ایسے بھاگے کہ گویا رومیوں سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں جب روم والے ان کے پیچھے جم غفیر سے کافی فاصلہ پر نکل آئے تو پھر اشکانی گوجر بھی فوراً صف آرا ہو گئے اور انہوں نے رومیوں کو گھیر کر پاش پاش کر دیا اس کامیابی کے بعد تمام اشکانی فوجیں روم کی پیادہ فوجوں کے گرد پھیل گئیں اور ان کو انہوں نے اپنی برچھیوں اور تیروں سے مار ڈالا اور اس لڑائی میں اشکانی گوجروں کا بہت خفیف نقصان ہوا۔

گرمی و پیاس اور گرد وغبار نے روم والوں کی شکست کو مکمل کر دیا تھا جب سورج ڈوب گیا تو وہ بالکل بے بس ہو گئے لیکن اشکانی گوجر اپنی عادت کے مطابق دوسرے دن پھر لڑنے کے لئے واپس چلے گئے رات کے اندھیرے میں تمام اہل روم بھاگ گئے اور اپنے زخمیوں کو میدان جنگ میں وہیں چھوڑ گئے مگر روم کی باقی ماندہ فوج کی گھبراہٹ اس قدر تھی کہ دوسرے روز کریس رومی نے سرنیس گُرجی کی تجویز کو بڑی خوشی سے منظور کر لیا دوسرے دن جب پھر روم کا جرنیل اشکانی سپہ سالار کے ساتھ مشورہ کرنے کے لئے میدان جنگ میں وارد ہوا

Marfat.com

تو اس نے جلدی ہی معلوم کرلیا کہ اب میری قضا آ گئی ہے تھوڑے سے بہانہ پر صلح کانفرس منتشر ہوگئی اور پھر دونوں طرف کی فوجیں آپس میں لڑنے لگیں جس میں کریس کو فوراً قتل کر دیا گیا اور اس کا سر کاٹ کر اورڈوس گُرجی کے پاس بھیج دیا گیا اور ڈوس گُرجی نے اس کے منہ میں اشرفیاں بھروا کر تمسخر سے کہا کہ لے جو تیرے دل کی تمنا اور آرزو تھی اور جس کے لئے تو اپنے وطن سے نکل کر ہم پر حملہ آور ہوا تھا وہ اب پوری ہوگئی کریس رومی کی اس بڑی فوج میں سے جس کو وہ ایشیا میں لے آیا تھا بیس ہزار آدمی بھی زندہ بچے تھے اور جو کچھ تھوڑے زندہ بچ رہے تھے ان میں سے دس ہزار اسیر ہو گئے تھے جن کو اورڈوس گُرجی نے مارگیانا میں لے جا کر آباد کیا تھا، سرئیس گُرجی اس بڑی فتح کا ہیرو تھا اور جس نے اپنے ملک اور قوم کی قابل تعریف خدمات کی تھیں اس کو یہ انعام ملا کہ اورڈوس گُرجی نے مشرقی بادشاہوں کے مطابق یہ گوارانہ کیا کہ اس کی قوم میں ایسا صاحب طاقت شخص زندہ رہے اس لئے اس نے اس کو قتل کروا ڈالا لیکن اورڈوس گُرجی کو بھی اس کے گناہوں کا بڑے خوفناک طریقہ سے کفارہ ملا کیونکہ ایک طویل سلطنت کے بعد جس نے کہ اشکانی طاقت کو سمت الراس پر پہنچا دیا تھا وہ اسی برس کی عمر میں اپنے بیٹے فراتس ثانی کے ہاتھ سے مقتول ہوا اشکانی بادشاہوں میں سب سے پہلے اورڈوس گُرجی نے ہی شہنشاہ کا لقب اختیار کیا تھا فراتس گُرجی ثانی نے سلطنت کے شمال سے تیفون میں اپنا دارالخلافہ بدل لیا تھا اور یہ شہر سلیوشیا (مدائن) کے قرب وجوار میں واقع تھا اور چھ سو برس سے زیادہ یعنی مسلمانوں کے زمانہ تک دارالسلطنت رہا شہر ہتنرا نے بھی شاہان اشکانی کے زمانہ میں شہرت حاصل کی اور وہاں انہوں نے ایک عظیم الشان محل تیار کروایا تھا فراتس گُرجی اگرچہ گناہوں میں ڈوبا ہوا تھا مگر وہ اپنے فوجی کاروبار میں خوب کامیاب ہوا اس نے اپنے باپ کو قتل کرنے کے علاوہ اپنے تمام خویش واقارب کو مروا ڈالا تاکہ

Marfat.com

اس کا تخت تمام اندرونی خطرات سے محفوظ رہے مگر فراتس گرجی لیاقت سے بالکل بے بہرہ نہیں تھا یہ مشہور کہاوت ہے کہ بیرحمی اور بزدلی اکٹھی رہتی ہیں ہمیشہ سچ نہیں ہوتی اور درحقیقت مشرقی بادشاہوں پر یہ کہاوت عائد نہیں ہوسکتی اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ گورنمنٹ کی خاص شکل جو ایشیائی ریاستوں میں موجود ہے وہ فرمانرواؤں کو دور اندیش بنا دیتی ہے اس لئے وہ زود فیصلہ اور بے رحمی کو عمل میں لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں کیونکہ مشرقی بادشاہ تنہا اور بے رفیق زندگی بسر کرتے ہیں اور ان کے چاروں طرف ان کے اپنے ہی گھرانے کے لوگ طاقت حاصل کرنے کی سازشیں کرتے ہیں مغرب میں بھی کسی قدر یہی رواج تھا کہ جب لوگ وقتاً فوقتاً بادشاہوں کو اپنا بہت سا اختیار چھوڑنے اور لوگوں کو سلطنت میں حصہ لینے پر مجبور کرتے تھے، فراتس گرجی کو اہل روم کے ساتھ ایک اور جنگ درپیش تھا اور ڈوس گرجی کی وفات سے پہلے اس شہنشاہ نے اپنے ساتھ اپنے بیٹے پکوریس گرجی کو ملا لیا تھا، پکوریس گرجی ایک بہادر اور مدبر شخص تھا وہ ملک شام کو فتح کرکے وہاں اور پیلسٹائن میں بڑے نرمی سے سلطنت کرتا رہا لیکن پکوریس کو آخرکار شکست ہوئی اور اس کو ایک رومی مشیر ونٹی ڈیس نے مار ڈالا اور جو علاقے اس نے بحیرہ شام کے ساحل پر تسخیر کئے تھے وہ اشکانی گوجروں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ ونٹی ڈیس رومی کی فتح نے ۳۳ قبل از مسیح مارک انٹونی کو اشکانی گوجروں کے ساتھ جنگ کرنے پر آمادہ اور دلیر کر دیا، جن کو اہل روم کریس کی چکنا چور کرنے والی شکست کی وجہ سے ہرگز معاف نہیں کر سکتے تھے اور جب تک اشکانی گوجرا ایسے رہے اس وقت تک وہ رومن عقابوں کو وسط ایشیا میں بڑھنے سے روکنے کے لئے ناقابل گزر سد بنے رہے انٹونی نے کریس کی نسبت کہیں زیادہ تیاریاں کی تھیں اور اس نے ارادہ کرلیا تھا کہ اس دفعہ اشکانی گوجروں کو ضرور مطیع کرلوں گا اس کی فوج کی تعداد ایک لاکھ تھی اور اس میں چالیس ہزار آدمیوں کا ایک رسالہ تھا اور یہ

Marfat.com

رسالہ اشکانی گوجروں کے زبردست سواروں کا مقابلہ کرنے کے لئے کافی تھا اس کے لشکر میں بہت سا سازو سامان اور محاصرہ کرنے کی اتواب بھی تھیں اور انٹونی خود ایک لاثانی فوجی اوصاف والا سپہ سالار تھا اس نے اشکانی گوجروں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیا کہ میرے ارادے صلح جو ہیں لیکن جب رومی فوج نزدیک آ پہنچی تو فراتس گرجی کو معلوم ہوا کہ اشکانی گوجروں کو ایسے خوفناک حملہ کا مقابلہ کرنا ہے جو آج تک کبھی ان کے سامنے نہیں آیا تھا ایسی خطرناک حالت میں اس بڑے خوف کا مقابلہ کرنے کے لئے فراتس گرجی جلدی میں صرف چالیس ہزار آدمیوں کا ایک رسالہ جمع کر سکا لیکن یہ رسالہ تقاضائے وقت کے لئے کافی تھا اس نے فوراً دشمن پر حملے کرنے شروع کر دیئے اور ساڑھے ساٹھ ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کر کے رکھ دیا اس وقت انٹونی فراسپا کے محاصرہ میں مشغول تھا اس کو مجبوراً محاصرہ چھوڑ دینا پڑا لیکن اشکانی گوجروں کا تعاقب ایسا پر زور تھا کہ روم کا سپہ سالار اپنے تین ہزار جوانوں کے نقصان کے بعد بڑی مشکل سے ارمینیا کی سرحد پر پہنچا یہ مصیبت فیصلہ کن ثابت ہوئی کیونکہ اس کے بعد ایک سو سال تک رومیوں نے اشکانی گوجروں پر حملہ کرنے کی بالکل دلیری نہ کی اور جب کبھی ان کی فوجوں نے ایران کے قلب میں داخل ہونے کی کوششیں کیں بھی تو ان کی کوششیں ہمیشہ رائیگاں جاتی رہیں رومی اور تو ہر ایک جگہ کامیاب ہوتے تھے مگر ان کی سرحدیں ایران کی سرحدوں کو عبور کر کے وسط ایشیا میں کبھی نہ جا سکیں صفحہائے تاریخ میں یہ درج کرنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں کہ زمانہ قدیم کی تمام قوموں میں سے صرف وہ قوم جس نے کہ وسط ایشیا میں رومیوں کو آگے بڑھنے سے روکے رکھا وہ سرزمین ایران و توران کی گوجر قوم ہی تھی۔

ان واقعات کے بعد فراتس گرجی کو اس کے بھائی تریدئیس گرجی نے سازش کر کے تخت سے اتار دیا اور وہ ایران سے بھاگ کر توران میں چلا گیا وہاں

Marfat.com

جا کر اس نے تا تاریوں کی ایک بڑی فوج جمع کی اور اس فوج کو ایران میں لا کر اپنے غاصب بھائی سے تخت چھین لیا اسی طرح پھر اس کا بھائی تریدئیس گرجی بھی وہاں سے بھاگ کر روم کے دار الامان میں چلا گیا اور وہاں جا کر اس نے بھی روم والوں سے مدد مانگی اور اس نے وعدہ کیا کہ میں تم کو اس استعانت کے عوض میں بہت کچھ دوں گا اہل روم بھی اشکانی گوجروں کے ان خوفناک رسالوں اور ان عقاب چشم جرنیلوں کے ساتھ جنگ کرنے کے بھوکے تھے جنہوں نے کریس اور انٹونی کے تمام بہادروں کو نیست و نابود کر دیا تھا اس وقت تک اہل روم کے ساتھ لڑائیاں کرنے میں اشکانی گوجروں کو ایک فائدہ ضرور ہوا تھا وہ یہ کہ ان کو اس مہیب دشمن کی وجہ سے اپنی فوجوں کی دلیری اور اندرونی امن قائم و محفوظ رکھنا پڑا، دونوں سلطنتوں میں امن کا طویل زمانہ اشکانی سلطنت کے حق میں نہایت مصیبت ناک ثابت ہوا کیونکہ اس زمانہ میں بہت سے نفاق اور خانہ جنگیاں اشکانی گوجروں میں ہوتی رہیں، بادشاہوں پر بادشاہ اٹھتے رہے اور گرتے رہے دار الخلافہ میں بھائی بھائیوں کا خون کرتے رہے اور اس خاندان کی سیاسی طاقت جو کسی زمانہ میں بڑے عروج و اقتدار پر تھی وہ نہایت مایوسی اور کوتہ اندیشی سے ضائع کر دی گئی اس زمانہ میں کئی بہادر شہنشاہ اشکانی گوجروں میں پیدا ہوئے ہیں ان میں سے ایک جو سب سے زیادہ مشہور تھا اس کا نام دلوجیسس گرجی تھا یہ شخص اپنی نرم مزاجی اور اپنے کنبہ والوں کے ساتھ اپنے الطاف کی وجہ سے مشہور تھا اس نے ۶۳ء میں روم کے ساتھ جنگ کی تھی اور جس کا نتیجہ اشکانی گوجروں کے حق میں بہت مفید رہا تھا یعنی اس کے بعد روم کے بڑے شہنشاہ وسپسین اور دلوجسیس گرجی نے آپس میں ایسی قابل عزت دوستی پیدا کی جو ان مصیبت خیز وقتوں میں شاذ و نادر ہی پائی جاتی تھی۔

... سے نصف صدی بعد روم کے مشہور جرنیل اور شہنشاہ تراجن نے

Marfat.com

اشکانی گوجروں کے مغربی علاقوں پر حملہ کیا اور اگرچہ اس وقت اشکانی سلطنت بہت جلدی جلدی زوال پذیر ہوتی جاتی تھی پھر اس نے بہت سخت مقابلہ کیا جس کی وجہ سے رومیوں کو اس لڑائی میں کسی قسم کی نصرت حاصل نہ ہوسکی اور رومی جرنیل یہ یقین کر کے واپس چلا گیا کہ مشرق میں روم کی سرحد دریائے فرات سے آگے کبھی نہیں بڑھ سکتی دلوجسیس ثانی کی سلطنت دو وجہ سے مشہور ہے کہ چھیانوے برس کی عمر میں وہ مرا اور دوسرا یہ کہ اس نے تقریباً اکہتر برس بڑے شان و شوکت سے حکومت کی دلوجسیس سوم کے عہد میں اشکانی گوجروں کے مغربی علاقوں پر روم کے بادشاہ کسیس نے حملہ کیا دلوجسیس گرجی کو ایک بڑی لڑائی میں شکست ہوئی اور کسیس بڑھتا بڑھتا ببلن کے صوبہ تک پہنچ گیا جس کا دارالخلافہ سلوشیا تھا ایک بارونق شہر تھا اور بڑا متمول اور تجارتی مقام تھا اور اس کی آبادی چار لاکھ سے زیادہ تھی شاہ کسیس نے اس شہر کو آگ لگا کر اس کی ہستی کو مٹا دیا اور اس کے تمام باسندوں کو بھی قتل کر ڈالا سلوشیا کی تباہی ایک ناقابل معافی کام تھا اور یہ ایک بڑا بھاری گناہ تصور کیا جاتا ہے۔

اشکانی خاندان روم کے ساتھ اپنی اخیری جنگ کے نتائج سے کبھی بحال نہ ہوا اور نہ خود روم ہی زیادہ طاقت ور ہوا کیونکہ وہ خاندان جس نے اشکانی سلطنت کی عظمت کی بنیاد ڈالی تھی اس کی کامیابی کی وجہ سے ضعیف ہوگیا تھا۔

اس لئے اب یہ سلطنت اس کی کمزوری کی وجہ سے جو عیاشی، رشوت ستانی، سازش اور خانہ جنگیوں سے پیدا ہوئی تھی ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی اشکائیس گرجی کی اولاد میں سے آخری شخص جو تخت اشکانی پر جلوہ افروز ہوا ارتبنیس گرجی تھا اس نے اپنے بھائی سے ۲۱۳ء میں عصائے سلطنت چھین لیا وہ ایسا زور آور شخص تھا کہ اگر وہ پہلے تخت نشین ہوتا تو وہ اشکانی خاندان کی ہستی کو چند صدیوں تک بڑھا دیتا۔

۲۱۶ء میں روم کے ساتھ پھر جنگ شروع ہوئی اور ارتبنیس گرجی نے اپنے

Marfat.com

چند حریفوں کو اور سلطنت کے بڑے حصہ کو اپنی قلمرو میں شامل کر کے اپنی زور آزمائی کی ،روم کے شہنشاہ مکرنیس نے شاہ ارتبینس گرجی کے ہاتھ سے دو فاش شکستیں کھائیں اور پانچ کروڑ دینار دے کر اسکے ساتھ صلح کرلی۔غرض جس بہادر نے روم کے شہنشاہ سے یہ رقم وصول کی تھی وہ بھی اپنے خاندان کا آخری شخص تھا۔

اشکانی سلطنت کو زوال

اشکانی سلطنت کے زوال سے پیشتر چھ صدیاں گزر چکی تھیں کہ جس وقت سکندر اعظم نے ایران کی قدیم کیانی سلطنت کو تباہ برباد کر کے اس کی جگہ ایک جدید سکندری سلطنت کی بنیاد ایران میں قائم کی تھی جو سکندر کے مرنے کے بعد چند سال تک قائم رہی اور پھر اس کے بعد سکندر کے غدار یونانی جرنیلوں نے ۳۱۲ قبل از مسیح میں سلیوسیڈی سلطنت کی بنیاد ڈالی یہ سلطنت دو سو سال تک ملک ایران میں بڑے شان سے قائم رہی آخر اس کو بھی زوال آگیا جس کے بعد پھر سکندر اعظم کے بیٹے شہزادہ اسکندروس گرجی کی اولاد میں شاہ اشکانیس گرجی نے اشکانی سلطنت کی بنیاد رکھ کر ملک ایران پر حکومت کرنی شروع کی اور اشکانیس گرجی کے بعد پھر اس کی اولاد بھی تخت ایران پر قابض رہ کر ملک ایران پر چار سو سال تک حکومت کرتی رہی آخر اس کو بھی زوال آنا شروع ہوا جس کے زوال کا پہلا باعث یہ تھا کہ اشکانی بادشاہوں نے کیانی نسل کے گورنر صوبہ فارس میں مقرر کرنے شروع کر دیئے تھے جو ان کی حکومت کے زوال کا اصل باعث ہوئے آخری اشکانی بادشاہ ارتبنیس گرجی کے عہد حکومت میں صوبہ فارس کا گورنر اردشیر بن بابک تھا جو ساسان کی نسل سے تھا یہ ساسان کیانی نسل کا ایک شہزادہ تھا اور ساسان کے ورثا صوبہ فارس کے لگاتار گورنر ہوتے چلے آتے تھے گویا صوبہ فارس اردشیر کی موروثی سلطنت تھی جس پر کہ وہ قابض ہونا چاہتا تھا۔

اہل فارس جن کی سابقہ تاریخ ایسی شاندار اور پرشوکت تھی کہ وہ ہر وقت

Marfat.com

آزادی حاصل کرنے کے خواہشمند رہتے تھے اور وہ یونانی حکومت کے کمزور ہونے کے وقت بھی ضرور سر اٹھاتے لیکن معاً اسی وقت شہزادگان گرجی اچانک نمودار ہو گئے تھے جنہوں نے کہ غدار یونانیوں پر غلبہ حاصل کر کے ملک ایران پر قبضہ کرلیا اور جن کی کامیابی کی وجہ سے اہل فارس بدستور دبے رہے اور موقعہ کا انتظار کرتے رہے بہت سے سال گزر جانے کے بعد ایک اور سبب بھی پیدا ہو گیا تھا جس نے کہ اہل فارس کی نفرت کو اشکانی گوجروں کے خلاف اور بھی بڑھا دیا تھا اور وہ سبب یہ تھا کہ اشکانی گوجر پہلے شروع میں زرتشت مذہب کے پیرو ہو گئے تھے اور ان کے ایک بادشاہ دلوجسیس گرجی اوّل نے آتش پرستی کے بڑے بڑے بزرگوں کی تحریروں اور احکام کو بڑی احتیاط سے جمع کرنے کا حکم دیا تھا لیکن بعد میں اشکانی گوجروں نے زرتشی مذہب کے عقیدہ کو چھوڑ کر بُت پرستی اختیار کرلی تھی اور ان نئے بتوں کی پوجا بڑے شوق سے کرنے لگے تھے جس کی وجہ سے اہل فارس کو ان سے دلی نفرت پیدا ہوگئی کیونکہ اہل فارس اس نئے مذہب اور نئے بتوں کو طبعی طور پر بُرا سمجھتے تھے اور غالباً یہ بھی ایک سبب تھا جس کی وجہ سے اہل فارس کو تعصب پیدا ہو گیا اور وہ باغی ہو گئے ارتبنیس گرجی کے عہد حکومت میں اردشیر جو بڑا العزم آدمی تھا۔اس نے زیادہ انتظار نہ کر کے اشکانی حکومت کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر دیا اور کرمان کو فتح کر کے اپنی ریاست میں شامل کرلیا جس کے بعد پھر وہ میڈیا پر حملہ آور ہوا ،شاہ ارتبنیس گرجی اردشیر کی یہ دلیری اور بے باکی دیکھ کر بہت غصہ میں آیا اور اپنا جرار لشکر جمع کر کے فوراً اردشیر کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا مگر اس وقت اس کا اقبال یاور نہ تھا اور یہ وہ شخص تھا جس نے کہ رومیوں کی زبردست فوج کو نیچا دکھا کر کئی دفعہ شکستیں دی تھیں لیکن اب اردشیر کے مقابلے میں دو شکستیں کھا کر پسپا ہو گیا تھا آخر تیسری دفعہ پھر ارتبنیس گرجی نے بہت بڑی فوج جمع کر کے مقام اُرمزہ پر اردشیر کا بہت سخت مقابلہ کیا ۲۸ مئی

Marfat.com

۲۲۷ء کے دن فریقین جان توڑ کر لڑتے رہے مگر ارتبنیس گرجی عین لڑائی کے وقت جنگ میں لڑتا ہوا مارا گیا جس پر اشکانی فوج کے پاؤں بھی اُکھڑ گئے اور فارسی غالب آ گئے اور اردشیر فارس، کرمان میڈیا اور خراسان وغیرہ فتح کر کے تمام ایران کا واحد مالک بن گیا۔

اس لڑائی میں ارتبنیس گرجی کے[1] چاروں بیٹے بھی شامل تھے جو اپنی بہادری اور اولوالعزمی کے جوہر دکھا کر دشمنوں کو حیران کر رہے تھے لیکن بدقسمتی سے لڑتے ہوئے دو ان میں سے قید ہو گئے جن کو اردشیر نے قتل کروا کر اطمینان کا سانس لیا اور باقی دو شہزادے جن میں سے ایک کا نام کنکئیس گرجی اور دوسرے کا نام کوملئیس گرجی تھا وہ دونوں بھائی ایران سے بھاگ کر ملک ہند میں چلے گئے اور وہیں جا کر شہر لاہور میں مستقل سکونت اختیار کر کے مقیم ہو گئے جن کے بعد پھر اشکانی گوجروں کا سیاسی اقتدار ہمیشہ کے لئے ملک ایران سے ختم ہو گیا۔

اشکانی گوجر بادشاہوں کی مدت حکومت اور انکے فارسی نام یہ ہیں

تواریخ گوجراں کے ناظرین کی ازدیادِ معلومات کے لئے ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس جگہ اُن گیارہ اشکانی گوجر بادشاہوں کے فارسی نام اور ان کی مدت بھی لکھ دی جائے کہ انہوں نے تخت ایران پر متمکن ہو کر کتنی حکومت کی چنانچہ مُورخان عجم مثل حمزہ اصفہانی اور امام فخر الدین رازی نے حدائق الانوار اور جامعہ العلوم اور تاریخ شاہان عجم وغیرہ میں اشکانی گوجر بادشاہوں کے فارسی نام اور ان کا زمانہ

(۱) تاریخ شمشیر خانی جو ہمایوں بادشاہ ہند کے عہد میں لکھی گئی ہے اس تاریخ میں قلمی تحریر کیا گیا ہے کہ شاہ ارتبنیس گرجی کے چار بیٹے تھے اور وہ چاروں اس جنگ میں شریک تھے جن میں سے دو کو اردشیر نے قید کر کے پھر قتل کروا دیا اور باقی دو ایران سے بھاگ کر ملک ہند میں چلے اور وہیں جا کر آباد ہو گئے۔

Marfat.com

حکومت تحریر کیا ہے۔ (۱) اشک بن دار (اکسندرالس) جس نے دس سال حکومت کی (۲) اشک بن اشک اس کی باون ۵۲ سال بادشاہی رہی (۳) شاہ پور بن اشک یہ چوبیس سال تک تخت حکومت پر متمکن رہا (۴) پھر اس کا بیٹا گوزر بن شاہ پور نے پچاس سال حکومت کی (۵) اس کا بھتیجا دشخن بن دشخن بن شاہ پور جس نے اکیس سال تک حکومت کی (۶) اس کا بیٹا گودزر بن دشخن اس کی بادشاہی انیس سال تک رہی (۷) اس کا بھائی برسہ بن دشخن یہ تیس سال تک تخت پر متمکن ہو کر حکومت کرتا رہا (۸) پھر اس کا چچا ہرفر بن بلاش تخت پر متمکن ہوا جس نے سترہ سال حکومت کی (۹) اس کے بعد پھر اس کا بیٹا فیروز سریر آرائے تخت ہوا جو بارہ سال تک حکومت کرتا رہا (۱۰) پھر اس کے بعد اس کا بیٹا خسرو نامی تخت نشین ہوا جس نے چوبیس سال بادشاہی کی (۱۱) اس کے بعد پھر شاہ اُردوان بن بلاس بن فیروز تخت پر متمکن ہوا جو پچپن سال حکومت کرنے کے بعد اردشیر سے لڑتا ہوا میدان جنگ میں قتل کیا گیا۔

بالا گُوجر

اب ہم گُوجروں کے اشکانی خاندان کے ہندی مقبوضات اور اس خاندان کی ایک شاخ کا حال لکھتے ہیں جس شاخ کو عام گُوجر لوگ بالا گوجر کے نام سے موسوم کرتے تھے اور جس کا مورث اعلیٰ کنکئیس گُرجی کا بیٹا بالبیس گُرجی تھا جس کے نام پر یہ شاخ منسوب ہوئی تھی لیکن پیشتر اس کے کہ ہم اس شاخ کا مفصل حال لکھنا شروع کریں پہلے ہم اشکانی گُوجروں کے ملک ہند پر قابض ہونے کی تاریخ لکھتے ہیں۔

اوّل ۱۳۰ء قبل از مسیح میں اشکانی گُوجروں نے شہر یدئیس گُرجی کی سرکردگی میں ملک ہند پر حملہ کر کے علاقہ جات سندھ و پنجاب اور جزیرہ سواشتر وغیرہ پر قبضہ کیا تھا اور بہت مدت تک ان علاقہ جات پر قابض رہ کر حکومت کرتے رہے لیکن ۹۵ء قبل از مسیح میں ان کا یہ قبضہ جاتا رہا کیونکہ اس وقت یہ اہل روم کے

Marfat.com

ساتھ برسر پیکار تھے جس وجہ سے اس طرف متوجہ نہیں ہو سکتے تھے اس لئے ان کے ہندی مقبوضات ان کے ہاتھ سے نکل کر ساکا گوجروں کے قبضہ میں چلے گئے اس وقت جو اشکانی خاندان کے افراد ملک ہند میں پیچھے رہ گئے تھے یا جنہوں نے خود اس ملک میں مستقل سکونت اختیار کرلی ہوئی تھی ان سب نے اگنی کنڈ کے موقعہ پر انہل دیو کے ہمراہ کوہ آبو پر جا کر ہندو مذہب قبول کر کے اپنا جدید نام چلوک یا سولنکھی گوجر رکھ لیا تھا جس وجہ سے وہ اصل مذہب اور خاندان سے نکل کر ہمیشہ کے لئے اپنے اشکانی بھائیوں سے علیحدہ ہوگئے اور ان کی علیحدگی کے مفصل حالات انشاء اللہ اسی حصہ تاریخ میں آگے چل کر لکھے جائیں گے الغرض اشکانی گوجروں کے ہندی مقبوضات پر ان کے بعد پھر ساکا گوجروں نے قبضہ کرلیا تھا اور کچھ مدت ساکا گوجر بھی ان علاقہ جات پر قابض رہ کر حکومت کرتے رہے پھر ساکا گوجروں پر کوشاں گوجروں نے آکر حملہ کیا جس میں ساکا گوجروں کو شکست ہوئی اور کوشاں گوجران تمام علاقہ جات پر قابض ہو کر حکومت کرنے لگے غرض اسی طرح ان علاقہ جات پر یکے بعد دیگرے کبھی ساکا کبھی کوشان اور کبھی تاک گوجر قابض ہو کر حکومت کرتے رہے آخر جب اشکانی گوجروں کو رومی جنگوں سے فرصت ملی اور وہ رومیوں کی طرف سے مطمئن ہوگئے تو پھر انہوں نے دوبارہ اپنے ہندی مقبوضات کی طرف اپنی توجہ کو منعطف کیا اور پھر از سر نو ۱۹۶ء میں ان تمام علاقہ جات کو جن پر کہ ساکا اور کوشاں اور تاک گوجر قابض تھے ان سب کو فتح کر کے اپنے قلم رو میں دوبارہ شامل کر دیا۔ آمدم برسر مطلب۔

اشکانی گوجروں کے بادشاہ ارتبنیس گرجی کو جب ساسانی قوم کے سردار اردشیر بن بابک نے میدان جنگ میں قتل کر کے ۲۲۷ء میں اشکانی گوجروں کو شکست فاش دے کر ان کی حکومت کا ہمیشہ کے لئے ایران سے خاتمہ کر دیا تھا تو اس وقت اشکانی گوجروں کے بادشاہ ارتبنیس گرجی کے دو بیٹے بنام کنکئیس گرجی اور کوملئیس گرجی ایران سے بھاگ کر ملک ہند میں چلے آئے اور شہر لاہور میں

Marfat.com

آ کر مقیم ہو گئے کیونکہ اس وقت ابھی ان کی ہندی رعایا پورے طور پر وفادار تھی اس لئے انہوں نے آتے ہی اول اپنی منتشر طاقت کو جمع کرنا شروع کیا اور پھر شہر لاہور کو اپنا دارالخلافہ قرار دے کر از سرِ نو اپنی حکومت کو مستحکم و مضبوط کر کے ملک ہند پر حکومت کرنے لگے شاہ ارتبنیس گُرجی کے وقت اشکانی گوجروں کے ہندی مقبوضات کی حدود سندھ اور پنجاب سے لے کر دریائے نربدا تک وسیع تھیں لیکن شاہ ارتبنیس گُرجی کے بعد یہ وسعت بہت کم رہ گئی تھی جس کو اب اس کے بیٹوں نے پھر از سرنو وسیع کرنا شروع کیا آخر اشکانی حکومت کے زوال اور شکست کی خبریں جب ملک ایران سے ملک ہند میں پہنچیں تو ملک ہند کے راجے مہاراجے بھی دلیر ہو کر اشکانی حکومت کے خلاف سازشیں کرنے لگے اور اکثر جگہ اشکانی حکومت کے خلاف علانیہ بغاوت کا علم بلند کر دیا جن میں پرمار گوجروں کا رئیس خاص طور پر نمایاں دشمن تھا جو ہر جگہ اشکانی حکومت کے خلاف باغیوں کو اکساتا پھرتا تھا یہ پرمار گوجر ساکا گوجروں کی ایک شاخ تھے انہوں نے بھی سولنکھی گوجروں کی طرح انہل دیو کے ساتھ کوہ آبو پر جا کر ہندو مذہب اختیار کر کے اپنا جدید خطاب پرمار گوجر رکھ لیا تھا۔

کنکیس گُرجی نے جب دیکھا کہ ملک میں تمام جگہ بغاوت پھیلنے والی ہے تو فوراً اس نے باغی سرغنوں کی سرکوبی کے لئے جنگی تیاریاں شروع کر دیں اور جب تمام تیاریاں مکمل ہو چکیں تو پھر اُس نے اپنے چھوٹے بھائی کو ملکیس گُرجی کو عنان حکومت تفویض کر کے لاہور میں چھوڑا اور خود فوجی کمان ہاتھ میں لے کر باغی راجاؤں کی سرکوبی کے لئے ایک جرار لشکر اپنے ہمراہ لے کر علاقہ سندھ کو روانہ ہوا، اول اس نے ملتان میں پہنچ کر یہاں کے راجہ کو اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا پھر علاقہ سندھ میں داخل ہوا اور یہاں کے تمام باغی راجاؤں کو بھی یکے بعد دیگرے مطیع و منقاد کر کے اس علاقے کو سہ بارہ قبضہ اقتدار میں لایا جس کے

Marfat.com

بعد پھر وہ علاقہ سوداشتر میں پہنچ کر اوّل پرمار گوجروں کے رئیس پر لشکر کشی کر کے اس کو شکست فاش دے کر وہاں سے بھگا دیا اور پھر اس کی ریاست کو ضبط کر کے ہمیشہ کے لئے اس کو اس ریاست سے بے دخل کر دیا اور اس علاقے میں مستقل چھاؤنی ڈال کر وہاں ایک نیا شہر تعمیر کرانا شروع کیا جب وہ شہر تعمیر ہو کر تیار ہو گیا تو اس کا نام اس نے برنگرا رکھا پھر اس شہر میں مستقل سکونت اختیار کر کے اس کو اپنا دارالحکومت قرار دیا اور لاہور سے دارالحکومت تبدیل کر کے وہاں لے گیا اور اپنے چھوٹے بھائی کو ملیئیس گُرجی کو بدستور پنجاب کا گورنر مقرر کر کے لاہور میں چھوڑ گیا جس کے بعد پھر وہ دیگر راجاؤں کو آہستہ آہستہ مطیع و منقاد کر کے اپنی حدود سلطنت کو وسیع کرنے لگا کنکئیس گُرجی فن حرب میں یکتائے زمانہ تھا اور نہ صرف فن حرب میں بلکہ علم و ادب میں بھی اس کا خاصہ حصہ تھا اس کے عہد حکومت میں رعایا بہت خوشحال تھی جب یہ فوت ہوا تو اس کے بعد مسند حکومت پر اس کا بڑا بیٹا بالبئیس گُرجی متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا بالبئیس گُرجی کو بھی اپنے باپ کنکئیس گُرجی کی طرح فتوحات کا بہت شوق رہتا تھا اس نے بھی بہت سے جدید علاقے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے تھے فتوحات کے علاوہ اس کو نئی عمارتیں بنوانے کا بھی بہت شوق تھا چنانچہ اس نے برنگرا کو غیر محفوظ سمجھ کر ایک جدید شہر کی بنیاد ڈالی تھی اور اس شہر کو نہایت اعلیٰ پیمانے پر خوبصورت بنوانا شروع کیا تھا جب وہ عظیم الشان شہر بن کر تیار ہوا تو پھر اس نے اس شہر کو اپنے نام سے منسوب کر کے اس کا نام بلبھی پور رکھا اور اس کو اپنا دارالخلافہ قرار دے کر اس میں رہنے لگا پھر اس کے بعد بھی وہ شہر اس کے جانشینوں کا دارالحکومت بنا رہا بالبئیس گُرجی بہت کثیر الاولاد تھا اس کی سولہ عدد بیویاں تھیں جن کے بطن سے چوبیس بیٹے اور دس بیٹیاں پیدا ہوئیں اور اس کے بیٹے بھی سب کے سب کثیر الاولاد ہوئے اور اس [illegible] تمام اولاد نے ایک جدید خاندان کی بنیاد ڈال کر اپنے جدید خاندان کا

Marfat.com

امتیازی خطاب اس کے نام پر منسوب کر کے بالا گوجر رکھا اور آج تک وہ خاندان اسی بالا خطاب سے موسوم چلا آتا ہے بالبئیس گرجی نے جب اس دنیا سے انتقال کیا تو اس کے بعد تخت حکومت پر اس کا سب سے بڑا بیٹا مہید نیس گرجی بیٹھ کر حکومت کرنے لگا وہ بہت نیک اور رعایا پرور بادشاہ تھا آخر جب وہ فوت ہوا تو پھر اسکے بعد تخت سلطنت پر اس کا بیٹا سوونیس گرجی حکومت کرنے لگا۔ سوونیس گرجی کا عہد حکومت بھی بہت بابرکت اور ترقی یافتہ تھا اور وہ حکومت کے تمام شعبوں کی دیکھ بھال کر کے اپنے انتظام کو ہمیشہ درست رکھا کرتا تھا اس نے بھی کئی جدید علاقوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کیا تھا آخر وہ بھی بالا گوجروں کے نام کو دنیا میں روشن کر کے اس جہان فانی سے کوچ کر گیا جس کے بعد پھر اس کا بیٹا دیجنیس گرجی عرف دجے سین سر پر آرائے تخت ہو کر حکومت کرنے لگا دیجنیس گرجی کو بھی جدید عمارتیں بنوانے کا بہت شوق تھا چنانچہ جزیرہ سوراشٹر میں اس نے بھی ایک نیا شہر تعمیر و آباد کر کے اس کا نام اپنے نام پر منسوب کر کے وجے پوریا وجے نگری رکھا تھا اس شہر کے علاوہ اس نے ایک اور شہر بھی تعمیر و آباد کر کے اس کا نام دوراٹ گڈھ رکھا تھا جس کو بعد میں سیہور کے نام سے شہرت حاصل ہوئی دیجنیس گرجی نے کاروبار حکومت کے لئے اپنے بالا خاندان کے نام پر ایک جدید سمت بھی جاری کیا تھا اور اس سمت کا نام بلبھی سمت تھا۔ بلبھی سمت ۳۷۵ء بکرمی مطابق ۳۱۹ء عیسوی میں جاری ہوا تھا۔ غرض اس کے عہد حکومت میں بالا گوجروں کا ستارہ دن بدن ترقی عروج پر تھا اور شہر بلبھی پور کی ترقی و آبادی میں بھی اس نے بہت کوشش کی بلکہ وہی اس شہر کی جدید عمارتوں میں اضافہ کرنے کا باعث ہوا آخر جب دیجنیس گرجی فوت ہوا تو پھر اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا پدماویۃ گرجی تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ پدماویۃ گرجی کے عہد حکومت میں گپتا قوم کے ہندوؤں نے برہمنی مذہب کو اشاعت دینے کے لئے اپنے راجہ

Marfat.com

کی سرکردگی میں بالا گوجروں پر حملہ کر دیا اور ہر بالا گوجر بھی اپنے مذہب اور قوم کی حفاظت کے لئے مسلح ہو کر شاہ پدماوتیں عرف شاہ پدماویۃ گر جی کی زیر قیادت میدان جنگ میں نکل آئے اور بڑی ہمت اور جوانمردی سے گپتا بہادروں کا مقابلہ کرنے لگے آخر بالا گوجروں نے کئی دن تک اس جارحانہ حملہ کی مدافعت کر کے گپتا ہندوؤں کو اپنے علاقہ سے بھگا کر حفاظت مذہب کا حق ادا کیا۔

گرجارا قوم میں گوجروں کا صرف یہی ایک خاندان تھا جس نے کہ اس وقت متعصب اور ظالم ہندوؤں کی خوانخوار تلواروں کا مردانہ وار مقابلہ کر کے ان سے اپنی قوم اور مذہب کو بچایا تھا۔ ورنہ اس سے پیشتر کئی دیگر علاقوں میں گوجروں کے بعض کمزور اور غریب خاندانوں کو ان مذہبی دیوانوں نے جبراً برہمنی مذہب میں داخل کر کے ان کو چھتری اور دیش اور شوور درنوں میں داخل کرلیا تھا اس وقت گوجروں کا یہی ایک بہادر خاندان تھا جس نے کہ بلبھی پور کی تباہی کے وقت تک برہمنی مذہب کو ہرگز قبول نہیں کیا ہاں البتہ بلبھی پور کی تباہی کے بعد جب اس خاندان کا خاندانی شیرازہ بھی منتشر ہو چکا تو پھر اس خاندان کے لوگوں نے بھی بہت عرصہ کے بعد جا کر برہمنی مذہب قبول کرلیا۔ شاہ پدماویۃ گرجی نے جب اس دنیا ناپائیدار سے رحلت کی تو پھر اس کے بعد تخت خلافت پر اس کا بڑا بیٹا سیوادیۃ گرجی متمکن ہوا۔ سیوادیۃ گرجی کے عہد حکومت میں بھی گپتا ہندوؤں نے اشاعت مذہب کی خاطر اپنی تمام جمعیت کے ساتھ بالا گوجروں پر زبردست حملہ کر کے ان کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کی کوشش کی لیکن اس دفعہ بھی اس بہادر خاندان کے گوجروں نے پورے طور پر مقابلہ کر کے گپتا ہندوؤں کو شکست فاش دے کر اپنے مذہب اور قوم کی ہر طرح حفاظت کی۔

سیلوادیۃ بہت نیک اور بہادر بادشاہ تھا اور بہادر ہونے کے ساتھ ہی حلیم الطبع اور رحم دل بھی تھا اس کے عدل و انصاف کے خوف سے تمام چور اور ڈاکو و

Marfat.com

بدمعاش لوگ ہمیشہ لرزہ براندرم رہتے تھے وہ عدل و انصاف میں کسی دوست اور اغیار کا مطلق لحاظ نہیں کیا کرتا تھا اس کے ارکان دولت بھی ہمیشہ اس سے ڈرتے رہتے تھے عدل و انصاف کے علاوہ اس کو فتوحات ملک کا بھی بہت شوق رہتا تھا۔ چنانچہ اس نے وہ تمام علاقے جو اس کے بزرگوں سے گپتا راجاؤں نے چھین لئے ہوئے تھے دوبارہ وہ تمام فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے وہ گپتا راجاؤں سے کبھی مغلوب نہیں ہوتا تھا لیکن ان پر جارحانہ حملے کر کے ان کی طاقت کو کمزور کرتا رہتا تھا جن کی وجہ سے گپتا سلطنت بہت کمزور ہوگئی تھی آخر جب سیوا دیتہ نے اس دنیا سے انتقال کیا تو اسکے بعد پھر اس کا بیٹا ہردیتہ گُرجی سند حکومت پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا۔

شاہ ہردیتہ گُرجی بھی اپنے باپ کی طرح عدل و انصاف میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا تھا وہ بھی بڑا عادل اور منصف مزاج بادشاہ تھا اس کے عہد حکومت میں گپتا راجاؤں نے پھر طاقت حاصل کر کے سہ بارہ حملہ کیا لیکن اس دفعہ بھی ان کو شکست ہوئی آخر جب شاہ ہردیتہ گُرجی بھی اپنی طبعی موت سے مرگیا تو اس کے بعد اسکا بڑا بیٹا سوریہ دیتہ مسند خلافت پر متمکن ہوکر ملک کا انتظام کرنے لگا سوریہ دیتہ بڑا جنگجو بہادر بادشاہ تھا اس نے تخت پر بیٹھتے ہی گپتا راجاؤں سے اپنے آباؤ اجداد کا انتقام لینے کے لئے ایک لاکھ پیادہ اور پچاس ہزار سوار فوج جمع کر کے گپتا راجاؤں پر حملہ کر دیا اور جارحانہ اقدام کرتا ہوا گپتا کے خاص دارالحکومت تک جا پہنچا۔ معمولی لڑائی کے بعد آخر گپتا راجہ کو شکست فاش دے کر اس کے تمام علاقہ پر قابض ہوگیا اب گپتا قوم کا راجہ بھی مجبور ہوکر آخر شاہ سوریہ دتہ کے پاؤں پر آگرا اور اپنی ایک حسین لڑکی سوریہ دتہ کے نکاح میں دے کر صلح کا خواہاں ہوا ادھر سے مطمئن ہوکر سوریہ دیتہ نے پھر غزنی پر جا کر حملہ کیا اور ان دنوں غزنی پر ساسانیوں کا قبضہ تھا آخر ساسانیوں کو بھی اس نے شکست دے کر غزنی سے نکال

Marfat.com

دیا اور اپنا ایک نائب السلطنت غزنی میں مقرر کر کے واپس ہندوستان ہوا اس فتح عظیم کے بعد ہندوستان واپس آ کر تمام ملک میں عدل و انصاف کے دروازے کھول کر مظلوموں کی دادخواہی کرنے لگا اور اپنے باپ سے بڑھ کر ربط و ضبط ملک میں ممتاز ہوا آخر جب اس کی زندگی کے دن پورے ہوئے تو اس کے مرنے کے بعد پھر اس کا بیٹا بنام سوم دت سریر آرائے تخت ہو کر حکومت کرنے لگا سوم دت بھی اپنے باپ کی طرح بڑا عالی ہمت اور بہادر بادشاہ تھا اس نے بھی بہت سے جدید علاقے فتح کر کے اپنی سلطنت کو اور وسیع کیا تھا چنانچہ اس نے ترکستان و ایران کے کئی علاقے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے تھے اس کی فتوحات سے ڈر کر ایران کے بادشاہ بہرام گورخر نے جو خاندان ساسان سے تھا اپنی ایک پیاری بیٹی بنام ماہ بانو جو حسن جمال میں بہت شہرہ آفاق تھی سوم دت کے نکاح میں دیکر اس نے اپنی دوستی کا اظہار کیا فارس کی اس شہزادی کے بطن سے سوم دت کے گھر جو لڑکا پید ہوا اس کا نام اس نے سلاوت رکھا تھا جو سوم دت کے بعد وارث تخت ہو کر بلبھی پور کی تباہی کا باعث ہوا الغرض سوم دت بھی بہت اعلیٰ درجہ کا مدبّر اور منتظم بادشاہ تھا اس نے اپنے حسنِ انتظام سے سلطنت کو مستحکم و مضبوط بنا کر پھر تمام ملک میں جا بجا عالیشان عمارتیں اور پر فضا مکانات بنوانے شروع کئے جن کی وجہ سے تمام ملک نمونہ فردوس نظر آنے لگا اور شہر بلبھی پور فرخندہ بنیاد کی خوشنما اور عالیشان عمارتیں اس وقت رشک ارم بنی ہوئی تھیں سوم دت کے عہد حکومت میں بالا گوجروں کی قومی عزت اور دولت کو وہ عروج حاصل ہوا تھا جو اس کے پیشتر کبھی ان کو حاصل نہیں ہوا تھا بلکہ اس وقت ان کی قومی سلطنت ترقی اور عروج کے انتہائی زینہ تک پہنچ گئی تھی آخر جب اس عظیم الشان سلطنت کو سوم دت چھوڑ کر فوت ہو گیا تو پھر اس کے بعد اس کا نالائق بیٹا سلاوت تخت سلطنت پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا۔ سلاوت گُرجی نے انتظام ملکی میں پہلے تو خوب طرح کوشش

Marfat.com

کرنی شروع کی لیکن جونہی ربط و ضبط ملک سے تھوڑی سی اس کو فراغت ملی یک لخت اس نے عیش پرستی کا وطیرہ اختیار کرلیا پھر کیا تھا کہ ہر وقت نشہ شراب میں مخمور عیش و عشرت اور لہو لعب میں مصروف رہنے لگا رات دن ساز و سرور اور چنگ و رباب کی محفل آراستہ رکھتا تھا شراب و کباب اور ناچ و رنگ کی چاٹ نے پرلے درجہ کا سفاک اور بے باک اسے بنا دیا تھا فسق و فجور اور شراب خوری کو اس نے ایسا فروغ دیا تھا کہ شراب کھچوانے کے لئے جابجا انگور وغیرہ کے باغ لگوا دیئے تھے مہ جبینوں کے تعش اور عیش پسندی نے دنیا و مافیہا سے اسے بالکل غافل بنا دیا تھا اور تمام کاروبار سلطنت کو وزیر کے سپرد کرکے خود ان کاموں سے بالکل سبکدوش ہوگیا وہ بادشاہ کیا تھا نقش بر دیوار تھا ارکین دولت جو چاہتے تھے کرتے تھے اس کی جانب سے ان کو کسی قسم کی روک ٹوک نہیں تھی وہ ہر وقت عیش و عشرت میں مصروف رہتا تھا خدا نے اسے عقل سلیم بھی وہ عطا کی تھی کہ نیک و بد کی تمیز بھی نہیں کر سکتا تھا حماقت اور لطونت میں ممتاز کام کاج سے متنفر ہر وقت بدنی آرائش و زیبائش میں لگا رہتا تھا اس کی اس غفلت اور عیش پسندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف سے دشمن حکومتوں نے اس کی مملکت پر حملے کرنے اور علاقے چھیننے شروع کر دیئے سب سے اوّل ہُن قوم نے اپنے سردار تورمان کی سرکردگی میں سلطنت بالا پر حملہ کر کے اس کے شمالی مغربی علاقوں پر قبضہ کرلیا تھا جس کے بعد پھر وہ قوم اور آگے بڑھ کر غزنی پر حملہ آور ہوئی جہاں پر بالا گوجروں نے بڑی جوانمردی سے مقابلہ کر کے اس قوم کی مدافعت کی مگر وہ تمام مدافعانہ کاروائیاں بالکل بے سود ثابت ہوئیں کیونکہ غافل سلاوت اس بہادر فوج کو سامان جنگ اور خوراک نہ پہنچا سکا تھا اس کو اس وقت بھی اپنی عیش پرستی کی پڑی ہوئی تھی۔ اور اس کی محارب فوج بغیر خوراک کے بھوکی مر رہی تھی اس لئے وہ تمام فوج غزنی کو خالی کر کے سرحد ہندوستان پر پسپا ہو کر چلی آئی جس کے بعد تمام علاقہ غزنی پر ہُن قوم نے قبضہ

Marfat.com

کرلیا لیکن اس پر بھی اس غافل اور عیش پسند بادشاہ کو کچھ ہوش نہ آیا اور وہ بدستور اپنی عیش وعشرت میں مصروف رہا اس لئے اس کے تمام اراکین بھی اس کے خلاف ہوکر سازشیں کرنے لگے۔

سلاوت گُرجی کے تمام ارکان سلطنت بھی غدار تھے بہت موقوں پر غداری کر کے سلاوت کو انہوں نے نقصان پہنچانے کی کوشش کی چنانچہ جب ہُن قوم کا بادشاہ تورمان نامی سرحد ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اس وقت بھی سلاوت کے تمام امرا اور وزراء نے مخفی طور پر مخالف بادشاہ کو مبارک باد کے پیغام بھیج کر اس کو بلبھی پور پر حملہ کرنے اور قبضہ کرنے کی دعوت دی مگر اس وقت تورمان گپتا خاندان کی تباہی کے درپے لگا ہوا تھا جس لئے وہ اس طرف متوجہ نہیں ہوسکا تھا لیکن اس کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا مہیر گُل اس کی مسند پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا تو پھر سلاوت کے غدار وزیروں نے سلطنت بالا کے خلاف مہیر گل سے ساز باز کر کے اس کو بھی بلبھی پور پر حملہ کرنے کی دعوت دی جس کو مہیر گل نے قبول کر کے بلبھی پور کی تباہی کے لئے فوراً جنگی تیاریاں شروع کر دیں، سلاوت کو ان سازشوں کی مطلق کوئی خبر نہ تھی کہ میرے امرا اور وزرا میرے خلاف کیا کیا کاروائیاں کر رہے ہیں اس لئے اس نے کسی قسم کی فوجی تیاری نہ کی ،مہیر گل بڑا ظالم اور جابر بادشاہ تھا اس نے سلاوت کے غدار وزیروں کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اپنا وحشی اور غارتگر لشکر لے کر ۵۸۰ بکرمی مطابق ۵۲۴ عیسوی میں مملکت بالا گوجروں پر حملہ کر دیا ،راستے میں بہت سے مقامات کو فتح کرتا ہوا جب بلبھی پور کے نزدیک پہنچا تو اس وقت سلاوت کو بھی اس حملہ کی خبر ہوئی تب وہ بھی اپنی عیش وعشرت کی محفل کو چھوڑ کر مدافعت کی تیاریاں کرنے لگا لیکن اس وقت کیا بن سکتا تھا جبکہ دشمن اس کے ملک میں گھس کر اور علاقہ کو فتح کر کے اس کے سر پر پہنچ چکا تھا مگر سلاوت نے پھر بھی کچھ نہ کچھ فوج ادھر اُدھر سے جمع کر لی جس کو وہ

Marfat.com

مہیر گل کے مقابلے کے لئے میدان جنگ میں لے کر نکل آیا آخر معمولی لڑائی کے بعد شکست اٹھا کر میدان جنگ میں قتل ہوا جس کے بعد پھر فاتح بادشاہ کے وحشی لشکر نے شہر بلبھی پور میں داخل ہو کر باشندگان شہر کو بڑی بے رحمی اور بیدردی سے قتل کرنا شروع کیا اور تمام شہر کو تباہ و برباد کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی الغرض ایک آن کی آن مین اس خوبصورت شہر کی تمام عظیم الشان عمارتوں کو اس وحشی اور غارتگر قوم نے مسمار اور برباد کر کے کھنڈرات کی صورت میں تبدیل کر دیا جس کے بعد بالا گوجروں کی عظیم الشان سلطنت کا بلبھی پور سے خاتمہ ہو گیا۔ جنرل ٹاڈ صاحب اپنی تاریخ راجستان میں لکھتے ہیں کہ جب بلبھی پور تباہ و برباد ہو گیا تو اس وقت گوجروں کے تیس ہزار خاندان وہاں کی بودوباش ترک کر کے ایک سو ہندوؤں کے مہنتوں اور پوجاریوں کی سرگروہی میں علاقہ مارواڑ اور دیگر مختلف علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے نقل مقام کر کے جن علاقوں میں جا کر آباد ہوئے تھے وہاں انہوں نے اپنی نئی ریاستیں قائم کرنی شروع کر دیں گوجروں کے ان جلاوطن شدہ خاندانوں میں چلوک یا سولنکھی اور چوڑا خاندان خصوصیّت سے قابل ذکر ہیں جنہوں نے کہ بلبھی پور کی تباہی کے بعد گجرات کاٹھیاواڑ، سندھ، مالوہ، دکن اور بنگال میں جا کر بڑی بڑی سلطنتیں قائم کر کے گوجروں کی سیاسی حالت کو از سر نو بحال کیا اور جن کا حال ہم انشاء اللہ اسی حصہ تاریخ میں آگے چل کر کسی موقع پر لکھیں گے غرض جب ان تمام خاندانوں نے مہنتوں اور پوجاریوں کی سرگروہی میں مورد ویس یعنی علاقہ مارواڑ میں نقل مقام کیا تو وہاں پہنچ کر انہوں نے اپنی جائے سکونت کو ساندیری کے نام سے موسوم کیا اور ایک دوسری جگہ کو بلبھی پور کے نام سے نامزد کیا یعنی وہ مقام جہاں سے وہ خارج الوطن کئے گئے تھے اس مقام کی یاد میں اس جگہ کو موسوم کیا۔

آمد برسرِ مطلب

Marfat.com

بلبھی پور میں ایک سورج کنڈ پرستش گاہ خاص و عام تھا روایات مظہر ہیں کہ سلاوت کی طلبی پر اس سورج کنڈ سے ایک سات سر کا گھوڑا سُپتا شو نامی برآمد ہوتا تھا جو سورج کا رتھ کھینچ کر میدان جنگ میں لے جایا کرتا تھا اس کنڈ سے نکلے ہوئے گھوڑے کی مدد بڑی زبردست سمجھی جاتی تھی مگر ایک نامعقول وزیر نے غنیم سے مخبری کر کے اس کے تمام راز کو فاش کر دیا، اس نے غنیم کو بتایا کہ اگر تم اس متبرک کنڈ کو خون وغیرہ ناپاک چیزوں سے گندہ کر دو گے تو فتح تمہارے ہاتھ رہے گی اور تمہارے مخالف فریق کا زور آپ سے آپ ٹوٹ جائیگا غنیم نے اس کے مشورہ پر عمل درآمد کر کے اس متبرک کنڈ میں ہر قسم کی غلاظت ڈالو کہ اس کو ناپاک کر دیا پھر جس وقت راجہ سلاوت اپنی حسب عادت سُپتا شو گھوڑے کی مدد طلب کرنے لگا اس وقت اس کو سوائے مایوسی کے کچھ ہاتھ نہ آیا تھا وہ اس وقت ہاتھ جوڑ کر اور چلا چلا کر درخواست کرتا تھا کہ سُپتا شو گھوڑے دشمن میرے سر پر آپہنچا ہے اور میں آپ سے مدد کا خواستگار ہوں لیکن وہاں سے صدائے برنخواست کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا اور وہ ساری کرامت جس پر سلاوت کا بھروسہ تھا مٹی میں مل گیا تھا اس قدرتی مدد کے نہ ملنے سے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ بالا گوجروں کی وہ عظیم الشان سلطنت دنیا سے کالعدم ہوگئی۔

بلبھی پور کی تباہی نے سارے خاندان شاہی کا خاتمہ بالخیر کر دیا تھا اور شہر میں ہر طرف سناٹا ہی سناٹا تھا اس وقت یا تو وہ جگہ لوٹ مار سے بچ رہی تھی جہاں کہ سلاوت کی رانیاں اس کے ساتھ چتا پرستی ہوئی تھیں اور یا صرف ایک رانی جس کا نام پُشپاوتی تھا اور جو گوجروں کے پرمار خاندان کے راجہ چندراوت نامی کی بیٹی تھی وہ بچی رہی تھی وہ رانی اس وقت بہ منت اولاد چڑھاوے یا پوجا پاٹ کی غرض سے امبکا دیوی کے مندر میں گئی ہوئی تھی اس کو اس سانحہ قیامت خیز کی خبر اس وقت ملی جبکہ وہ واپسی کے وقت راستے میں آ رہی تھی ،رانی پشپاوتی ان دنوں

Marfat.com

حاملہ بھی تھی بلبھی پور کی تباہی شوہر کی وفات اور اہل خاندان کی نیستی کا واقعہ جگر خراش سن کر اس کا دل پاش پاش ہوگیا تھا اور وہ سب امیدیں ایک سرے سے نیست و نابود ہوگئی تھیں جن کے لئے وہ امبکا دیوی کے مندر میں گئی ہوئی تھی اس کے دل میں بار بار یہ خیال آتا تھا کہ جب بلبھی پور نہیں جب بخشندہ تخت و تاج نہیں جب گھر بار تباہ اور حکومت پر غیروں کا عمل و دخل ہو چکا ہے اور میرا اس دنیا میں کوئی یار و مددگار اور پرسان حال نہیں رہا تو پھر میں ایسی حالت میں زندہ رہ کر کیا کروں گی غرض وہ اسی حالت میں راجہ سلاوت کی امانت اور زندہ جاوید یادگار کو اپنے بطن میں چھپائے ہوئے ملیا کی ایک غار میں جا چھپی اور اسی جگہ اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کو دیکھ کر وہ اپنے دل کو تسلی دینے لگی اور اس لڑکے کا نام اس نے کیشوادِتّ رکھ کر ایک برہمنی کے سپرد کر دیا۔

پشاوتی کا اصل نام کملاوتی تھا جس کو بعض لوگ پشپ بنسی کنول سمجھ کر پشاوتی کہتے تھے خوش قسمتی سے اس وقت برنگرا میں اس کے ہمراہ ایک برہمنی بھی اس کی ہمدرد اور شریک حال تھی جس وقت اس کا اس اندھیری غار اور سنسان پہاڑوں میں دل گھبراتا تھا تو وہ اس وقت وہی ہمراز اور وفادار برہمنی اس کے دل بیقرار کو تسلی و تشفی دے کر اس کی تسکین قلب کرتی تھی آخر اپنے جگر کے ٹکڑے کو دیکھ دیکھ کر جب اس کے ذریعہ سے پشاوتی کا کچھ غم غلط ہوا تو پھر اس نے اس وفادار برہمنی کو ایک دن وہ اپنا نور نظر اور پیارا فرزند سونپ کر یہ وصیت کی کہ اے میری ہمدرد اور وفادار بہن اب میں یہ اپنا پیارا بیٹا تیرے سپرد کر کے تمہیں یہ وصیت کرتی ہوں کہ جب میں چتا میں بیٹھ کر ستی ہو جاؤں تو میرے اس فرزند کو تم برہمنوں کے علوم کی تعلیم دلانا اور جب یہ بڑا ہو تو پھر اس کی شادی کسی گوجر سردار کی بیٹی سے کرا دینا اتنی وصیت کرنے کے بعد پشپاوتی پھر چتا جلا کر اس میں بیٹھ گئی اور راجہ سلاوت کا نام جپتی ہوئی آسمان سے باتیں کرنے والے شعلوں میں

Marfat.com

ہنستی کھیلتی اور جلتی ہوئی اپنے مرحوم شوہر سے جا ملی، برنگرا کی برہمنی کا نام لکھناوتی تھا اور وہ ایک مندر کے مہنت کی بیٹی تھی اس نے رانی پشپاوتی کے لخت جگر کو اپنے کلیجے کے ٹکڑے سے زیادہ محبت کے ساتھ پالنا شروع کیا اور بڑے پیار سے وہ اس کو گوہا کے نام سے پکارنے لگی گوہا کے معنی ہیں پیدا شدہ غار گوہا میں بچپن سے ہی شوخی اوچستی بھری ہوئی تھی وہ اپنی لڑکپن کی شرارتوں سے ہمیشہ اپنی پرورش کنندہ لکھمناوتی کا ناک میں دم کیا کرتا تھا اور کسی کی کچھ نہیں مانتا تھا وہ اپنی ہی کرتا تھا اس کی رگ رگ میں گوجر خون کی تاثیر پیوست تھی اور ہر وقت گوجر بہادروں کی صحبت اور صید و شکار کے شغل میں مشغول رہتا تھا جب وہ گیارہ برس کا ہوا تو اس نے اور بھی ہاتھ پاؤں نکالنے شروع کئے اور دو باہیاں بن بیٹھا نہ کسی کا دباؤ اور نہ کسی کی دبک سے ڈرتا تھا بوئے آزادی اس کے دماغ میں بسی ہوئی تھی اور جوش موروثی اس کی نس نس میں موجزن تھا چنانچہ اسی سلسلے میں جو روایات و حکایات ہماری نظر سے گزری ہیں ہم وہی من وعن نذر ناظرین کرتے ہیں فرق ہو گا تو صرف ترتیب الفاظ اور ربط عبارت کا ہوگا، کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں ایدر کی قوم کا وحشی سردار منڈ لیک نامی بھیل تھا گویا کو صغر سنی میں زیادہ اسی کے قومی افراد سے ربط و ضبط رہتا تھا، چنانچہ مصداق لِلصحبۃِ تاثّر اس میں بمقابلہ اوصاف قوم برہمن کے بھیلوں کے ہی زیادہ عادات وخواص اثر پذیر ہو گئے چونکہ دن رات کی نشست برخاست اور ہر وقت کی صحبت بھیلوں سے رہتی تھی لہٰذا بھیلوں کو بھی گوہا سے خاص محبت پیدا ہو گئی حتیٰ کہ اس کے اوصاف و خصائل اور آثار ترقی و اقبال اور افزونی جلال دیکھ کر سب بھیلوں نے شہر ایدر میں معہ کوہ وصحرا اس کے حوالے کر کے خود بار فکر سے سبکدوشی حاصل کر لی، ابوالفضل کا یہی بیان ہے اور کبشیر بھی یہی نغمہ [illegible]ئی کرتے ہیں کہ جب بھیل قوم اپنا فرمانروا تجویز کرنے لگی تو سوائے

Marfat.com

گوہا کے کوئی دوسرا شخص اس کو لائق مسند نظر نہ آیا، اس لئے انہوں نے بغیر کسی لیت ولعل کے اسی وقت گوہا کو اپنا تاجدار تسلیم کرلیا اور بھیلوں میں سے ایک شخص نے اپنی انگلی چھید کر اس کے خون سے گوہا کا راج تلک کیا اسی وقت کے مجوزہ لوگ افسران ریاست صحرائی قرار پائے اور یوں ایک یتیم کے شاہی خون کی عزت ومنزلت ہونے لگی اس روئیداد تاجداری کا انجام گویا کے محسن کشی کا محرک ہوا یعنی روایت ہے کہ اس نے اپنے پرورش کنندہ اور دستگیر کو راہی ملک بقا کیا مگر اس کی وجہ کیا تھی اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا، گوہا کے زمانے میں اس کا خاندان اسی کے نام سے موسوم ہوا مگر اس کی اولاد گھلوٹ عرف بھلوٹ کہلانے لگی۔

بہلوٹ گُوجر

مذکور الصدر راجہ مسمّی کیشودتِ عرف راجہ گوہا گہلوت یا بہلوٹ گُوجروں کا مورث اعلیٰ مانا جاتا ہے اس کا اصلی نام کیشو دِتّ تھا مگر حکومت حاصل کرنے کے بعد اس نے اپنا جدید نام گرہادیتہ تجویز کرلیا تھا، بلبھی پور کی تباہی کے بعد یہی ایک شخص بالا گُوجروں کے شاہی خاندان سے باقی رہ گیا تھا جس نے کہ اپنی لیاقت و قابلیت سے بھیل قوم کی سرداری حاصل کر کے مقام ایدر میں گُوجر سلطنت کی بنیاد آکر ڈالی تھی اور شہر ایدر کو اپنا دار الحکومت قرار دیکر تمام گرد ونواحی علاقوں پر حکومت کرنے لگا تھا اس کی قائم شدہ حکومت کا سلسلہ اس کے بعد بھی اس کی اولاد میں سات پشت تک قائم رہا آخر سات پشت کے بعد بہلوٹ گُوجر کے آخری راجہ بنام ناگ دِتّ کو قوم بھیل نے قتل کر کے شہر ایدر پر قبضہ کرلیا جس کے بعد بہلوٹ گُوجروں کی حکومت کا شہر ایدر سے خاتمہ ہوگیا راجہ گوہا سے تا راجہ ناگ دِتّ تک بہلوٹ خاندان سے جن راجاؤں نے صحرائے بھانڈیر اور شہر ایدر پر حکومت کی ان کے نام بمعہ مختصر حالات حسب ذیل ہیں۔ اول راجہ کیشوادت یا گرہادیتہ عرف راجہ گوہا جس کے نام پر بہلوٹ خاندان موسوم ہوا، اس نے شہر ایدر میں بہلوٹ

Marfat.com

سلطنت کی بنیاد قائم کی تھی اس راجہ کی تعلیم و تربیت جیسا کہ پیچھے لکھا گیا ہے برہمنوں کے گھر ہوئی تھی اس لئے وہ ہندو مذہب کا پیرو کار ہوگیا تھا ورنہ اس سے پیشتر بالا گوجروں میں سے کبھی کسی شخص نے ہندو مذہب قبول نہیں کیا تھا الغرض جب اس دنیا سے راجہ گوہا نے انتقال کیا تو اس کے بعد پھر اس کی مسند حکومت پر اس کا بیٹا مسمّی ناگ دیتہٗ متمکن ہوکر حکومت کرنے لگا ناگ دیتہٗ کے عہد میں لقب گھلوٹ یا بھلوٹ نے بہت شہرت حاصل کی بالا خاندان کے بہت سے گوجروں نے اپنے لئے اس لقب کو طغرائے امتیاز سمجھ کر اختیار کرنا شروع کر دیا، ناگ دیتہٗ بہت کثیر الاولاد تھا، جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد تختِ خلافت پر اس کا بڑا بیٹا بھاگ دیتہٗ بیٹھ کر اپنی ریاست کا نظم ونسق درست کرنے لگا، بھاگ دیتہٗ کو صید و شکار کا بہت شوق رہتا تھا علاوہ اس کے وہ شادیاں بھی بہت کرتا تھا اس نے اپنی پہلی شادی مہیر گل کی پڑوتی سے کی تھی جب وہ مر گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا دی دیتہٗ نامی سریر آرائے تخت ہوا دیویتہٗ بڑا عادل اور ہر دل عزیز راجہ تھا اس کے عہد میں رعایا بہت خوشحال اور فارغ البال ہوگئی تھی اور وہ جود وسخا کی وجہ سے بہت مشہور ہوگیا تھا اور ہر ایک علوم کے علماء کی بہت قدر ومنزلت کیا کرتا تھا آخر جب اس نے اس دنیا ناپائدار سے رحلت کی تو اس کے بعد پھر مسند خلافت پر اس کا بڑا بیٹا جس کا نام آسا دیتہٗ تھا متمکن ہوکر حکومت کرنے لگا آسا دیتہٗ کے عہد میں کئی عمارتیں تعمیر ہوئیں چنانچہ میواڑ میں جو بہلوٹ گوجروں کی تخت گاہیں آسا پور اور اہار کے نام سے مشہور تھیں وہ سب اسی نے آباد کیں وہ بڑا منتظم اور امور جہانداری سے پورا واقف اور عادل راجہ تھا جب وہ فوت ہوا تو مسند ریاست پر اس کا بیٹا کھل پھوح متمکن ہوکر ریاست کا انتظام کرنے لگا کھل پھوح بڑا عابد اور نیک راجہ تھا اور ہر وقت خدا کی بھگتی میں ہی مصروف رہتا تھا جس کی وجہ سے اس کی ریاست میں بد امنی کے آثار [illegible]یاں ہونے لگ پڑے تھے آخر وہ اس بد امنی کی وجہ سے تخت

Marfat.com

سلطنت سے دست بردار ہو کر جنگل میں چلا گیا اور تارک الدنیا ہو کر فقیرانہ زندگی بسر کرتا رہا اس کے بعد مسند خلافت پر پھر اس کا بڑا بیٹا گروپیتہ نام بیٹھ کر حکومت کرنے لگا لیکن اس کی حکومت کو بھی استحکام حاصل نہ ہوا کیونکہ اس کی تمام ریاست میں اس وقت بدامنی پھیل گئی تھی اور اس بدامنی کی حالت میں شکار کھیلتا ہوا وہ ایک بھیل کے ہاتھ سے قتل ہو گیا۔

پرانے زمانہ کی باتوں کا حال معلوم کرنا آسان نہیں چنانچہ بہلوٹ خاندان کے بارے میں صرف اتنی ہی معلومات ہی بہم پہنچتی ہیں کہ اس خاندان کی حکومت کوہستانی اضلاع میں سات پشت تک قائم رہی یہ زمانہ وہ تھا جبکہ بھیل قوم کے دماغ میں بوئے خودسری سما گئی تھی اور اُسے مثل سابقہ یہ منظور نہ ہوا کہ کوئی غیر قوم کا شخص اس کی بخشی ہوئی حکومت پر فرمانروائی کر کے بھیل قوم کا سرنیچا رکھے آخر اس خیال آزادی نے اس قوم کے دل پر تسلط کیا اور اس نے بھلوٹ گوجروں ے ساتویں راجہ گروپیتہ کو عین شکار گاہ میں جا گھیرا اور تلواروں پر رکھ کر اس کو قتل کر کے ایدر کی حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں کر لی اور اس نازک موقع پر بھی خاندان گوہا کے ساتھ اس لکھمناوتی برہمنی کی اولاد نے اس خاندان سے رفاقت کی جس طرح کی پشاوتی کو پناہ دینے کے بعد راجہ گوہا کی پرورش و پرداخت سے خاندان بالا کو از سرِ نو قائم و آباد کیا تھا اسی طرح اب اس کی اولاد نے بھی کیا جس وقت کہ راجہ گُروپیتہ قتل ہوا اس وقت اس کے بیٹے سیل عرف باپا کی عمر صرف تین سال تھی جسے قاتلوں نے قلعہ بھانڈیر میں لے جا کر محفوظ رکھا وہاں قوم یادو کے ایک بھیل نے اس کی پرورش و پرداخت اور تعلیم و تربیت کا بارا اپنے سر پہ لیا اور اس کے تحفظ کی غرض سے اس کو پاراسر کے جنگل میں لے جا کر بودو باش اختیار کی وہ جنگل نہایت دشوار گزار تھا اور شاید ہی اس طرف کسی بھولے بھٹکے کا گزر ہو جاتا ہو ورنہ اس طرف کبھی کوئی انسان نہیں آتا تھا جو مقام باپا کی بودو باش کے

Marfat.com

لئے منتخب کیا گیا تھا اُسے قدرتی طور پر تین طرف سے پہاڑی شاخوں نے آپس میں ملا کر محفوظ کر کر رکھا تھا اور اُسے تری یکت کہتے تھے اسی کوہی سلسلے کے دامن میں ناگیندر کے نام کا ایک بڑا قصبہ بھی آباد تھا جس میں برہمن اور عبادت و ریاضت کرنے والے اشخاص رہتے تھے اس لئے ہر خاص و عام کو اس قصبہ سے دلچسپی تھی اسی مقام پر باپا نے اپنے بچپن کا زمانہ بسر کرنا شروع کیا اور وہاں کی بلند پہاڑیوں کی سیر بال کے باغات کی گلگشت اور شوالوں کی چہل پہل دوڑ دھوپ کھیل کُود سے جی بہلا کر غریب الوطنی اور بیکسی کے دن کاٹ دیئے، باپا بچے کو کہتے ہیں اور باپا کو سیلا دھیش یعنی فرمانروائے کوہستان کا خطاب بھی حاصل تھا، باپا کی صغرسنی کے حالات میں عجیب وغریب روایتیں سننے میں آتی ہیں جو بجنسہ ویسی ہیں جیسے بہادران قوم اور بائیان فرقہ بھلوٹ کے ذکر میں عموماً سنی جاتی ہیں چنانچہ باپا کی نسبت بھی مشہور ہے کہ وہ ہر روز بلاناغہ ایکلنک کے نادیئے کی خدمت کیا کرتا تھا یہ طریقہ عبادت سورج بنسیوں میں بھی افضل مانا گیا ہے اور اب وہ اسی کو ذریعہ پہلو اور وسیلہ نجات سمجھتے ہیں شاہی خاندانوں کے چوپاؤں کی کیل کلیل راس بلاس کا نقشہ بہت سے قصوں میں کھینچا ہوا دیکھا گیا ہے چنانچہ باپا کے ذکر میں بھی اس کی ایک نظیر پیش نظر ہوگی جھولا ہنڈ ولا جھولنے کا موسم تھا اس موسم میں چھوٹے بڑے سب کو اس موسمی کیفیت سے دلچسپی رہتی ہے چنانچہ اسی موسم خوشگوار اور فصل بہار میں ایک دفعہ سولنکھی سردار کی راجکماری باغ میں سیر کو گئی تھی اور سب سہیلیاں و ہمجولیاں اس کے ساتھ تھیں جب وہ باغ میں پہنچیں تو سب کے دل میں یہ اُمنگ اُٹھی کہ آؤ جھولا جھولیں اور ملہاریں گائیں مگر وہاں دیکھا تو جھولا ندارد، رسی ڈھونڈی تو وہ بھی نہ بہم پہونچی آخر وہ ہاتھ ملنے لگیں کہ مفت رنگ میں بھنگ ہوگیا اور دل کی دل میں رہ گئی، اتفاق سے باپا بھی وہیں موجود تھا۔ راجپوتوں کی صاحبزادیوں نے اس سے کہا کہ ہمارا سارا مزہ کرکرا ہوا

Marfat.com

جاتا ہے ہم تمہارا کیا یاد کرینگی بھلا کہیں سے ہمیں رسی لا دو باپا نے کہا کہ رسی لانا کچھ مشکل نہیں ابھی لیجیئے، مگر رسی لانا جھولا ڈالنا پھر جھولنا یہ سب کیوں کیجئے میں ایک کھیل بناؤں جو جھولے سے ہزار درجہ اچھا ہوگا جب باپا نے سب کی رضا مندی پائی تو کہا کہ آؤ ہم سب مل مل کے شادی کا کھیل کھیلیں ناچیں کودیں گائیں اور بجائیں اس سے بڑھ کر اور کون سی دلچسپی کا کھیل ہوگا؟ سب کم عمر لڑکیوں نے یہ تجویز پسند کی اور کھیل شروع ہوا باپا اور سولنکھی راجکماری کا گٹھہ بندھن کیا گیا اس کے بعد اس کی تمام بھیل سہیلیوں نے باپا کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ایک بڑے درخت کے گرد سات مرتبہ بہانو رپھیری کی کھیل تو ہوگیا مگر باپا کو اپنی جان بچانے کے لئے وہاں سے بھاگنا پڑا اور وہ راہ فرار اس کے لئے جادۂ ترقی وعروج اقبال ہوئی اور ساری راجپوتوں کی لڑکیاں اس کے دامن سے بندھ گئیں، اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد جب سولنکھی راجکماری کے لئے پیغام شادی آیا اور پروہت نے جس وقت خاندان فریقینؑ کی تحقیق وغیرہ کی تو اس وقت اس کو یہ خبر لگی کہ باغ میں کیا معرکہ گزر چکا ہے اس نے صاف کہ دیا کہ لڑکی کدخدا ہے کنواری نہیں یہ واقعہ جب لوگوں نے سنا تو تمام لوگ حیرت میں رہ گئے حالانکہ باپا نے اپنے ہمراہی چرواہوں پر ایسا رعب جما رکھا تھا کہ کسی کو مجال نہ تھی جو راز زبان پر لائے مگر کیوں یہاں تو معاملہ چھ سو لڑکیوں کے سامنے نہ ہوا تھا چھپتا تو چھپتا آخر پردہ فاش ہوگیا۔

باپا نے رازداری کے لئے جس قسم کا طریقہ اختراع کیا تھا اس کا عملدرآمد اب بھی باقی ہے باپا اخفائے راز کی قسم دلانے کو ایک غار کھدواتا اور ایک الکڑی میں لے کر باآواز بلند کہتا تھا کہ ہاں قسم کھاؤ میری اچھی اور بُری بات کسی پر ظاہر نہ ہونے دو گے اور ہمیشہ میرے اطاعت گزار اور فرمانبردار رہو گے اور جو دوسرے سے سنو گے وہ مجھ سے بے تکلف کہہ دیا کرو گے اس کا چھپانا تم پر حرام

Marfat.com

ہوگا، اگر کسی کی قسم میں فرق ہوگا تو تم سب مجرم ہو گے تم ہی مجرم نہیں بلکہ تمہارے باپ دادا کے ثواب میں بھی کمی ہوگی، اور اس الکڑی کی طرح (الکڑی غار میں پھینک کر) دھوبی کے کنوئیں میں ڈوب جائیں گے چنانچہ اس اخفائے راز کے لئے بھی اس نے اسی طریقہ سے انتظام کیا اور سب نے ایک ایک کر کے یہی قسم کھائی سو لنکھی فرمانروائے نے جب بابا کی اس حرکت کا حال سنا تو انگاروں پر لوٹا مگر جاسوسوں کی مخبری سے بابا نے وہاں سے بھاگ کر پہاڑ کے ایک گوشہ میں پناہ لی یہ وہ مقام تھا جس نے اس کی نسل آئندہ کی بھی بعد میں حفاظت کی عالم رو پوشی میں بابا کی رفاقت میں صرف دو بھیل تھے ایک دارالریاست حال کی گھاٹی کے مقام روندری کا خوش باش تھا اور صحرائے مغربی کے مقام اور گنا پاورا کا باشندہ تھا، دونوں بالیوا دردیوا کہلاتے تھے اور ان کے نام وہ ہیں جو بار ہا تاریخ بابا میں حسب موقع دیکھے سنے جاتے ہیں دیوا رفیق خاص تھا اور بالیو وہ شخص تھا جس نے کہ تخت موری پر جلوہ افروزی کے وقت اپنی انگلی کے خون سے بابا کو راج تلک کرنے کا فخر حاصل کیا تھا۔

آمدم برسر مطلب

بابا کی فراری کے اسباب واقعی قدرتی تھے مگر ان کے بارے میں خیال گونا گون ظاہر کئے گئے ہیں کب شیر لوگ اس معاملہ میں بہت مبالغہ کرتے اور اس کو الہام غیبی کی ایک رمز قرار دے کر کچھ اور ہی بیان کرتے ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں اعلیٰ خاندانوں کی نسبت ہمیشہ سے مذہبی پیرایہ میں مبالغہ ہوتا چلا آیا ہے، الحاصل بابا اپنے بعد کے سو تاجداروں کا مورث اعلیٰ تھا اس سے لوگ ایسے ڈرتے تھے جیسے کسی بادشاہ سے اس کی دیوتاؤں کی طرح عزت ہوتی تھی اور وہ روایات کے رو سے زندہ جاوید یعنی چرنجیو تھا، بابا نے کیونکر اس قدر عروج حاصل کیا اس کا بیان کو ضروری ہے کیونکہ اس کے متعلق جو روایت مشہور ہے اس پر علاقہ میواڑ

Marfat.com

میں کوئی شخص شک نہیں کر سکتا اور اگر شک کرے تو کافر گروانا جاتا ہے جن دنوں بابا کو نکیندر کی گھاٹی میں مقدس گائیں چرانے کی خدمت سپرد تھی اس پر ایک پیاری گائے کا دودھ چُورا کر پینے کی تہمت لگی، مالک گائے کے دل سے اس کا اعتبار اٹھ گیا اور وہ چوری پکڑنے کی تاک میں رہنے لگا پہلے تو بابا کو اس کا فعل بہت بُرا معلوم ہوا مگر جب اس نے دیکھا کہ واقعی شک کی جگہ ہے جبھی گائیں میرے حوالے ہیں اور شام کو میری دلپسند گائے قطرہ بھر بھی دودھ نہیں دیتی اور تھن سوکھے رہتے ہیں اور آخر اس کا ذمہ دار میرے سوا دوسرا نہیں تو اس خیال کو مدنظر رکھ کر اس نے اظہار ناراضگی دل ہی میں رکھا اور ہر وقت تاک میں رہنے لگا کہ دیکھوں کہ دودھ کو کیا ہوتا ہے بابا نے خوب تاک لگائی تو آخر بھید کُھلا اور گائے چرتے چرتے ایک گھاٹی میں چلی گئی اور وہاں سے اس کے تھنوں سے دودھ آپ سے آپ ٹپکنے لگا بابا کو بہت حیرت ہوئی کہ یہ معاملہ کیا ہے، جھاڑی میں گنوں کے درخت کے نیچے ایک ساڈھو کو دیکھا جو معبود حقیقی کے عشق میں محو ہے اس سادھو نے بابا کی آواز سنی تو اُٹھ کھڑا ہوا اس صورتحال سے بابا کی طرف سے سارا ہی شک جاتا رہا اور لوگوں کو بھی اعتقاد ہو گیا کہ بابا کی پیاری گائے کا دودھ ضائع نہیں ہوتا بلکہ ایشور کو چڑھتا ہے۔

کسی کو وہ چشم شناسی و نظر معرفت بینی حاصل نہیں جو اگلے زمانہ میں اولیاء اکرام اور رشیوں و مینوں کو حاصل تھی چنانچہ انہیں اہل کشف و کرامات و افضل الکائنات میں سے ایک مہاتما یہ ہارت رکھیشر تھا جس پر بابا کی گائے دودھ چڑھا آیا کرتی تھی جس وقت بابا نے اس رکھیشر کی زیارت کی تو جھٹ اس کے قدموں پر سر جھکا دیا اور اپنی تمام بیتی اس کو کہہ سنائی اور دعا لے کر وہاں سے گھر چلا آیا، بابا کو اس مقدس صورت سے خاص انس پیدا ہو گیا تھا، وہ ولی اعتقاد کے ساتھ روز زیارت کرتا اور پاؤں دھوتا دودھ لے جاتا اور دیوتاؤں کو چڑھانے والے پھول اس پر چڑھاتا، رکھیشر نے بابا کو وعظ و نصائح سے بہت کچھ اخلاقی تعلیم سے ماہر کیا اور

Marfat.com

رشیو کی عقیدت اسکے دل پر نقش کر دی ہوتے ہوتے رکھیشر نے اس کا یگوپویت
کر کے دست خاص سے جنیو پہنایا جس کو وہاں کی زبان میں تین پرواز نار کھتے ہیں
اب باپا اس کا مرید ہو گیا اور رکھیشر اس کا مرشد کامل بن گیا چنانچہ گرو نے اسے اپنا
چیلا بنا کر دیوان الکلینک کا خطاب دے دیا اور لیکلنک جی کی چشم رحمت سے اس
کو باسنی دیوی یعنی سری لیکلنک جی کی بیوی کی زیارت نصیب ہوئی، دیوی جی نے
باپا کو بشوکرمان بنائے ہوئے اعلیٰ سے اعلیٰ اور خونریز سے خونریز ہتھیاروں سے مسلح
کر دیا بھالا، تیر کمان، ترکش، ڈھال، تلوار، سب اپنے دست اقدس سے دیوی جی
نے باپا کے زیب تن کئے، اس عطیہ جنگی کے عوض میں باپا سے عقیدت مندی و
خالق پرستی کی قسم لی گئی، اسطور پر جب وہ خدا کی عقیدت سے بہرہ یاب اور عبادت
ومجاہدہ سے اپنے مقصد میں کامیاب ہوا تو ہاریت رکھیشر نے ارادہ کیا کہ اپنے چیلے
باپا کو اس کی قسمت پر چھوڑ کر برمہ لوک میں معبود حقیقی کے درشنوں سے جنم پہل کر
دیں، اس نے باپا سے اس ارادہ کا اظہار کیا اور حکم دیا کہ کل صبح سویرے اس متبرک
مقام پر موجود ہو جائے اتفاق سے باپا کی آنکھ ذرا دیر سے کھلی اور وہ وقت مقررہ پر
نہ پہنچ سکا اور جب بیدار ہوا تو بھاگا ہوا گیا وہاں پہنچ کر دیکھا تو رکھیشر وہاں سے
چل چکے تھے اور ان کا بوان (تخت) اپسرائیں (فرشتے) اڑائے لئے جاتی تھیں،
رکھیشر کی نظر پڑی تو بوان ٹھہرالیا اور جوش محبت ظاہر کر کے فرمایا کہ ذرا اونچے ہو
جاؤ کہ میں تمہارے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر دعا دوں، رکھیشر کا اتنا کہنا ہی تھا کہ باپا کا
قد بیس ہاتھ بلند ہو گیا، مگر بوان تک رسائی نہ ہوئی اس لئے رکھیشر نے فرمایا کہ اچھا
اپنا منہ کھولو، باپا نے جب منہ کھولا تو اس کے منہ کھولتے ہی رکھیشر نے اپنے منہ کی
رال اس کے منہ میں ٹپکا دی، باپا کو غیر کے منہ کی رال سے گھن معلوم ہوئی اس لئے
اس نے منہ بنالیا، جس سے وہ لعاب پاؤں میں گر پڑا، باپا کی اس نفرت نے اس کو
زندہ جاوید ہونے سے محروم رکھا مگر جو لعاب منہ سے پاؤں پر گر پڑا تھا اس کی
برکت اور اثر یہ ہوئی کہ وہ میدان جنگ میں ہمیشہ ثابت قدم رہا، اور دیوی جی کے

Marfat.com

عطیۂ آلات جنگ کی وجہ سے جب کسی غنیم سے سامنا ہوا تو یہی غالب رہا، رکھیشر کا بوان تو اسی وقت اوج ہوا پر نظر سے غائب ہو گیا یہاں باپا نے اتنی ہی برکت کو غنیمت سمجھا جو اسے ہتھیاروں اور دعاؤں سے حاصل ہوئی تھی اور یہی برکت عظمیٰ و تائید غیبی تھی جو آخر کار اس کے آڑے وقت پر کام آئی۔

باپا ایام طفولیت میں اپنی ماں کے منہ سے یہ سن چکا تھا کہ وہ چتوڑ کے موری خاندان کے تخت و تاج کا وارث ہوگا لہٰذا اب اس نے گائیں چرانا چھوڑ دیں اور چند خاص الخاص رفیقوں کو ساتھ لے کر گوشہ عافیت و قناعت سے باہر نکل کھڑا ہوا اور اس وقت اس کی زندگی میں اس کے لئے یہ پہلا موقع تھا کہ اس کو کارزار میدانوں کی صورت دیکھنا نصیب ہوئی مگر باپا کے نزدیک بھوانی کے عطیات ضرورت سے کم تھے بدیں خیال وہ تاہر مگرانام کے جنگل میں ایک اور ریاضت کیش جوگی کا قدم بوس ہوا جس کو گورکھ ناتھ کے نام سے شہرت حاصل تھی گورکھ ناتھ نے اسے ایک دہاری تلوار عطا کی اس تلوار میں یہ وصف کہ جہاں منتر پڑھا اور تو اور پہاڑ کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی تھی یہی تلوار تھی جس نے کہ اس کے اقبال کو دوپہر کا آفتاب بنایا اور جس کی بدولت اسے چتوڑ کی حکومت حاصل ہوئی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ چتوڑ میں قدیم تاجداران مالوہ میں سے خاندان موری کا پرمار راجہ برسرِ حکومت تھا اور اس کے رعب و دواب کی سارے ہندوستان میں دھوم تھی اس کے دار الحکومت کا ٹھیک مقام معلوم نہیں مگر عظیم الشان قلعوں اور پانی کے چشموں اور شاہی عمارتوں کی وجہ سے اس قوم کا نام اب تک اس کی عظمت و شان کا گواہ ہے۔ جس وقت باپا نے خروج کیا تو سلسلہ خاندان موری کی وجہ سے لوگوں نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لے کر اس کی بہت عزت کی فوج میں ایک عہدہ افسری اُسے حاصل ہوا اور منصب و مراتب کے موافق ایک جاگیر بھی اسے ہاتھ آئی بہت سے کتبوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ خاندان موری کا فرمانروا نہایت صاحب قوت و اختیار تھا اس کے انتظام جاگیرات کی خوبیاں فروزمانہ تھیں دربار میں امیر

Marfat.com

ہی امیر نظر آتے تھے جن کو مراتب اور جاگیریں ملی ہوئی تھیں مگر فرمانروائے عہد میں نقص تھا تو صرف یہ تھا کہ وہ امیروں کو زیادہ منہ لگاتا تھا اور کسی سے بات چیت نہیں کرتا تھا یہی وجہ تھی کہ عمائدین اس سے دل ہی دل میں ناراض رہتے تھے، ادھر جب باپا کی بھی دربار میں رسائی ہوئی تو وہ بھی فرمانروائے کی ناک کا بال بن کر اس کی مزاج میں دخیل ہوگیا اس رسوخ سے امرا کو اور بھی چبھن پیدا ہوئی جس کا شگوفہ اس وقت کھلا جبکہ ایک زبردست اور شاہزور غنیم نے ریاست پر چڑھائی کر دی اور ہر تو غنیم سر پر آپہنچا اور ادھر سب سرداروں اور امیروں نے ہتھیار ڈال دیئے اور جاگیریں چھوڑ کر کانوں پر ہاتھ رکھنے لگے کہ ہم کو لڑنے مرنے کی طاقت نہیں ہمیں کیا غرض پڑی ہے کہ ہم دودھ کی مکھی بھی بنیں اور جانیں بھی گنوائیں، باپا راجہ کا بڑا پیارا دلدار اور سگا سہودرہ ہے اس کے ہوتے ہمارے منہ کہاں کہ ہم میدان جنگ میں جائیں وہ آج ایسے وقت کہاں ہے اس کی کیوں یاد نہیں ہوئی؟

باپا بھی یہ صورت حال دیکھ رہا تھا اس نے کسی کو کہنے سننے کا موقع نہ دیا اور خود ایک فوج جرار لے کر دشمن کے مقابلے میں جا کھڑا ہوگا، جب ان سرداروں نے باپا کو یوں سر بکف و خنجر بدست دیکھا تو وہ بھی شرما شرمی باپا سے آملے جن کی جاگیریں قرقی و ضبطی میں آچکی تھیں جب معرکہ گرم ہوا تو باپا کی فوج نے جان توڑ مقابلہ کیا جس کی شجاعت سے دشمن نے ایسے جوتے ڈھیلے کئے کہ اس کو بھاگتے ہوئے کوئی راہ نہ ملی غنیم کے روبفرار ہونے پر باپا مصلحت ذاتی سے چتوڑ کو واپس نہ آیا بلکہ وہاں سے سیدھا اپنے قدیم مولد دسکن کی طرف چل دیا وہاں پہنچتے ہی اس نے وہاں کے راجہ کو تخت حکومت سے اتار کر فرقہ چاوڑا کے ایک سردار کو مالک تاج وتخت بنا دیا اور پھر وہاں سے لوٹ کر ناراض سرداروں کو ہمراہ لئے ہوئے دربار میں آیا۔مشہور ہے کہ اس موقع پر باپا نے صرف فتح ہی حاصل نہیں کی بلکہ غنیم کی لڑائی مار کر اس کی جان بخشی بھی کی۔ چتوڑ کے امیر اپنے فرمانروائے عہد سے ناراض ہو کر

Marfat.com

چل کھڑے ہوئے اور اس کو دھمکی دے گئے (دیدہ خواہد شد و فہمید خواہد شد) فرمانروائے چتوڑ نے ان پر روغن تاز ملنا چاہا اور اپنے گرو اور دادا بھائی کو بھیجا کہ وہ ان کو خوش کر کے لے آئیں مگر ان امیروں کی رگ سیدھی نہ ہوئی ان کا دوٹوک جواب یہ تھا کہ حق نمک کا پاس صرف سال بھر تک رہے گا اس کے درمیان میں کچھ نہ بولیں گے مگر ہاں اس کے بعد جس کی لاٹھی اس کی بھینس جس کی تیغ اس کی دیگ ہر کہ شمشیر زندہ سکہ بنامش خوانند کی کہاوت آپ سے آپ صادق ہو جائے گی ابھی زبانی جمع خرچ سے کیا مطلب عروس ملک در کنار گیرد چست، کہ بوسہ برلبِ شمشیر آبدار زنا۔

باپا کے اخلاق اور روش نے ان سب لوگوں کو گرویدہ بنا لیا اوان سب کے دل ان کے ہاتھ میں آگئے وہ سب اس کی عزت و منزلت کرنے لگے اطاعت و فرمانبرداری کے لئے سب نے سر عبودیت جھکا دیا، باپا نے بھی تخت و تاج کے لالچ میں حقوق وفاداری بالائے طاق رکھ دیئے اور جب مہم سے واپس آیا تو تمام سرداروں کی جماعت پر حملہ کر کے چتوڑ کو اپنے تخت و تصرف میں کر لیا اس فتح کے لئے کتب تواریخ میں جو الفاظ درج ہیں وہ ان الفاظ کے ہم معنی و مترادف ہیں کہ باپا نے قوم موری کو زیر کر کے تخت چتوڑ حاصل کیا اور خود مالک و قابض سرزمین ہو گیا جب تخت چتوڑ کے طرف سے دلجمعی حاصل ہوئی اور اقبال لازوال ہو گیا تو باپا نے خاصان دربار و سرداران مملکت کے مشورے سے شاہی خطاب ایک تو ہندو سورج رکھا اور دوسرا راج گرو یعنی ہادی و مرشد تیسرا چکوار فرمانروائے شش جہت باپا بہت کثیر الاولاد تھا اس کی اولاد میں سے بہت سے افراد اپنے بزرگوں کے قدیم مسکن یعنی مقام سوارشٹر میں جا بسے تھے جہاں اکبر اعظم کے زمانہ تک ان کی بڑی قدر و منزلت ہوتی رہی آئین اکبری میں تحریر ہے کہ سورت میں پچاس ہزار بہلوٹ گوجر اس زمانہ میں سکونت پذیر تھے باپا کے پانچ بیٹوں نے علاقہ مارداڑ کی راہ لی اور وہاں سے کہیہ کی مالک قدیم قوم گوہیل کو گوہیل دال میں خارج البلد کیا، باپا

Marfat.com

جب سن رسیدہ ہوا تو اس وقت وہ اپنے بال بچوں کے ساتھ تارک الوطن ہو کر کچھ کی طرف چل کھڑا ہوا اس سفر میں اس نے ایک لشکر جرار کے ساتھ خراسان پر حملہ کیا فتح یابی کے بعد وہاں ہی سکونت اختیار کی اور وہاں کے باشندگان اصل کی لڑکیوں کیساتھ نئی نئی شادیاں کیں جن سے کثیر التعداد اولاد عالم وجود میں آئی ٹاڈ صاحب اپنی تاریخ راجستان میں لکھتے ہیں کہ باپا مسلمانوں کے خلیفہ ولید کا ہمعصر تھا اور اس نے اخیر عمر میں جا کر مذہب اسلام قبول کرلیا تھا باپا نے پورے سو برس کی عمر پائی تھی سردار دیلوار کے کتب خانہ میں ایک قدیم تاریخ میں درج ہے کہ جب باپا شاہان مغرب یعنی قندھار، غزنی، توران اور ایران کو فتح کر چکا تو پھر وہ میرو پربت کے دامن میں زندہ قبر میں سما گیا جہاں جہاں اس نے فتوحات حاصل کیں وہاں وہاں کے فرمانرواؤں کی شہزادیوں کو اپنے ملک ازدواج میں لایا جن سے ایک سوتیس لڑکے پیدا ہوئے جن کو نوشیرا پٹھان کا لقب حاصل ہوا اور ان لڑکوں نے اپنی اپنی ماؤں کے ناموں پر اپنے اپنے فرقے قائم کئے جو اب تک مشہور و معروف چلے آتے ہیں باپا کی ہندو اولاد کا شمار بھی انہی میں تھا جس کو اگنی اُپاسی یعنی سورج بنسی کہتے ہیں۔

کُتب تاریخ میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ باپا کی لاش کے وقت اس کی مختلف الاقوام رعایا میں خوب جھگڑے بکھیڑے ہوئے ہندو چاہتے تھے کہ اگن داہ کریں اور اقوام غیر کہتی تھیں کہ نہیں جنازہ دفن ہو مگر جب لاش پر سے کفن کی چادر اٹھائی گئی تو سر سے پاؤں تک پھولوں ہی کا انبار نظر آیا اور وہ پھول آخر کار ایک باغ میں بو دیئے گئے۔ بہلوٹ گوجروں کے چوبیس فرقے ہیں جن میں سے اکثروں کا مورث اعلیٰ باپا ہے فتح چتوڑ کے تھوڑے ہی دن بعد یعنی ۱۴۷ء میں باپا سوارشتر میں پہنچا اور جزیرہ بندر دیو کے فرمانروا سگول کی شہزادی کے ساتھ شادی کی اور بعد از شادی اپنی رانی کے ساتھ وہاں کی دیال ماتا کی ایک صورت بھی چتوڑ میں لے [illegible] وہ دیاں ماتا اس قوم کی دیوی تھی اور وہ لوگ بڑی عقیدت سے

Marfat.com

اس دیوی کو پوجتے تھے، اس دیوی کا مندر جو باپا نے تعمیر کیا وہ اب تک چتوڑ کی چوٹی پر موجود ہے اس مندر کے علاوہ بہت سی عمارتیں بھی اس وقت تک موجود ہیں جو باپا نے اپنی بقائے نام اور یادگار کے لئے تعمیر کی تھیں۔

بندر دیو کی شہزادی کے بطن سے اپراجیت کی ولادت ہوئی اور چتوڑ کی پیدائش کے سبب سے وہی وارث تاج وتخت قرار دیا گیا باپا کا ایک اور بیٹا اپراجیت سے بڑا آسبل نامی تھا اس کی ماں راجہ کابہ کی بیٹی تھی وہ راجہ کالی باد کی ریاست کا فرمانروا تھا اور وہ ریاست دوارکا کے متصل واقع تھی، اپراجیت کے وارث سلطنت مقرر ہونے سے آسبل کو حقوق ریاست سے جب مایوسی ہوئی تو اسنے سوراشٹر پر قبضہ کرلیا جہاں ان سے آسبل بہلوٹ کی ایک ذات عالم وجود میں آئی آسبل بہلوٹ کی اولاد اتنی بڑھی کہ اکبر کے زمانہ میں اس ذات کے پچاس ہزار مسلح اور جرار سپاہی بہم ہو سکتے تھے بعض مورخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ باپا کا ایک اور بیٹا گہل[1] نامی تھا جس کے نام پر اس کی اولاد گہلوت کہلائی واللہ اعلم بالصواب۔

اپراجیت کے حالات میں اگر کوئی قابل ذکر بات ہے تو یہ ہے کہ اس کے دو بیٹے تھے ایک کا نام کال بھوج اور دوسرے کا نام نند کمار تھا اپراجیت کی وفات کے بعد تخت حکومت کال بہوج کو حاصل ہوا ناگ ہرد کی گھائی میں جو کتبہ دستیاب ہوا ہے اس میں کال بھوج کی بہادری کا نہایت تعریفی الفاظ میں ذکر ہے اس کے بھائی نند کمار نے دیوگڈھ واقع دکھن کے راجہ بھیم سین ڈور پر چڑھائی کی تھی چنانچہ بھیم سین معرکہ جنگ میں قتل ہوا اور نند کمار نے حکومت پر اپنا قبضہ جما لیا کال بھوج نے جب وفات پائی تو اس کے بعد اس کا بیٹا شیل نام سریر آرائے تخت حکومت کرنے لگا۔ آخر جب وہ فوت ہوا تو مسند حکومت پر پھر اس کا بیٹا بھوج ثانی

(۱) حکیم محمد نجم الغنی خان صاحب رامپوری اپنی تالیف موسومہ کارنامہ راجپوتاں میں بحوالہ کتاب لیکلنگ مہاتم سے تحریر فرماتے ہیں کہ باپا کا سب سے بڑا بیٹا گہل تھا جس کے نام پر اس کی اولاد اور قوم گہلوت موسوم ہوئی اور باپا کے بعد وہی راول گہل وارث تاج وتخت ہوا۔

Marfat.com

متمکن ہوا جب اس نے انتقال کیا تو اس کے بعد پھر تخت خلافت پر اس کا بیٹا بہر تری بہٹ متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا آخر جب اپنے وقت پر وہ بھی فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا ادھ سنگھ سریر آرائے تخت ہوا جب وہ بھی اپنی زندگی کے دن پورے کر کے مر گیا تو اس کے بعد پھر مسند خلافت پر اس کا بیٹا سہمبلک مسند نشین ہو کر حکومت کرنے لگا آخر کچھ مدت کے بعد جب وہ بھی فوت ہو گیا تو مسند خلافت پر اس کا بیٹا کُھمان بیٹھ گیا تاریخ میواڑ رواں کُھمان کے نام پر فخر کرتی ہے، نویں صدی کے آغاز میں جبکہ مسلمانوں نے چتوڑ پر چڑھائی حاصل کی تھی اس وقت اسی کی حکومت کا دور دورہ تھا تاریخ کُھمان راس نامی میں اس کا کبیشر رقمطراز ہے کہ فرمانروائے میواڑ نے اپنے قرمزی رنگ کے شاہی جھنڈے کو دشمنوں کے دست و بُرد سے بچا لیا اور اسلامی غنیم کو خراج دینا اپنی تحقیر سمجھ کر ایک حبہ تک اس کو نہ دیا یہی نہیں بلکہ اس بہادری سے حملہ کیا کہ حملہ آور نوک دم بھاگ کھڑے ہوئے اور شکست دے کر پھر ان کا اچھی طرح تعاقب کر کے اسلامی سپہ سالار کو گرفتار کر لیا کتبوں سے اس بات کی کامل تصدیق ہوتی ہے کہ کھمان نے چوبیس خونخوار لڑائیاں لڑی تھیں جن کی وجہ سے اس کا نام قیصر کے نام کی طرح مشہور ہو کر اس کے خاندان کے لئے اعزاز و شرف کا باعث ہوا اور ادوے پور میں اگر کوئی شخص ملزم قرار دیا جائے یا کسی کو چھینک بھی آ جائے تو لوگ فوراً بول اٹھیں گے کہ کُھمان تمہاری سہاپتا کرے کُھمان نے برہمنوں کی ہدایت سے پہلے اپنی گدی اپنے چھوٹے بیٹے جوگراج کو دے دی تھی لیکن بعد میں پھر اس نے مسند حکومت پر خود ہی قدم جما لئے اور اپنے مشیروں اور برہمنوں کو سزائے موت دی اسے برہمنوں کے نام سے ایسی چڑ ہو گئی اور اس قوم سے ایسا خار کھانے لگا کہ ریاست میں ان کا نام و نشان باقی نہ رکھا کُھمان کو اس کے بیٹے منگل نے قتل کر دیا تھا لیکن اس کا مقصد بھی اس قتل سے حاصل نہ ہوا کیونکہ ارکان ریاست نے اس جرم کی پاداش میں حدود

Marfat.com

ریاست سے اس کو نکال دیا تھا خارج البلد ہونے کے بعد پھر منگل نے شمالی ریگستان کا راستہ لیا اور وہاں جا کر ایک جدید حکومت قائم کی اور اس کی بہلوٹ نسل پھیلانے کا وہی باعث ہوا۔

گہمان کے قتل ہونے کے بعد عنان حکومت اس کے بڑے بیٹے الٹ عرف بھٹو کے ہاتھ میں آئی، الٹ عرف بھٹو کے اور اس کے جانشینوں کے عہد فرمانروائی میں چتوڑ کے دائرہ حکومت کو بہت وسعت حاصل ہوئی باجگذار ریاستوں کی تعداد نے اونے دریا ماہی سے لے کر کوہ آبو تک ترقی کی اور تمام جنگلی قوموں کے راجاؤں نے ان کے آگے سر اطاعت و فرمانروائی خم کیا اور وہاں بڑے بڑے قلعے بنوائے گئے تھے جن میں سے دہورن گڈھ اور اجر گڈھ کے قلعے یادگار زمانہ اوج اور محافظ ریاست ہیں، الٹ عرف بھٹو نے مالوہ اور گجرات میں اپنے تیراں لڑکوں کے لئے خودمختار ریاستیں قائم کی تھیں اور اس کے وہ سب لڑکے بھٹورا بہلوٹ کے لقب سے ملقب ہوئے تھے اور ان کی گیارہ ریاستیں تھیں جن کے نام یہ ہیں کانگر، چمپانیر، چرتیا، بھوج پور، لونارا، نمبھیوتا، سودارا، جوگہر، ایت پور، گنگا، بھیودا ان گیارہ ریاستوں کے علاوہ دو ریاستیں اور بھی تھیں جن کے نام ہم کو معلوم نہیں ہو سکے۔

تبدیلی خطابات

ناظرین تاریخ کی معلومات کے لئے اس خاندان کے حسب ونسب اور عروج واقبال کے متعلق چونکہ ہم کافی حالات کہہ چکے ہیں اس لئے مناسب ہے کہ پھر اس خاندان کے ان قومی خطابات اور امتیازی القابات کا مجمل طور پر پھر ذکر لکھ دیا جائے جن میں کہ شاہ کنکیس کے عہد میں اور اس کے بعد مقامات سکونت وحکومت کی وجہ سے تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

جب شاہ کنکیس گرجی غریب الوطنی کی حالت میں ایران سے بھاگ کر

Marfat.com

ملک ہند میں چلا آیا تو اول اس نے شہر لاہور کو آ کر اپنا دار الحکومت قرار دیا، اس کے بعد پھر وہ شہر لاہور سے نقل مقام کر کے علاقہ سوراشٹر میں چلا گیا اور وہاں جا کر اس نے ایک جدید شہر پرنگرا نامی تعمیر و آباد کر کے اس کو اپنا دار الخلافہ قرار دے کر حکومت کرنی شروع کی وہ سرزمین جو کبھی وارث پانڈوں کے قدموں سے منوّر رہی تھی اب اس میں اشکانی خاندان کے گوجروں نے عروج پانا شروع کیا تھا اور اس تمام علاقے میں اشکانی نسل کے گوجر آباد ہونے شروع ہو گئے تھے چنانچہ اسی نسل کے ایک راجہ دجنیس گرجی عرف وجے سنیں نے اپنے نام کی یادگار میں ایک جدید شہر وجے پور یا وارث گڈھ کے نام سے تعمیر و آباد کیا تھا گو اس کا نام اس شہر کے بانیوں میں مشہور نہ ہوا مگر وہ بالا یا بلبھی خاندان کے تاجدار ضرور کہلائے اور ان کا سمّت بھی ۳۷۵ بکری میں جاری ہوا تھا جو بلبھی سمّت کے نام سے موسوم کیا تھا گویا اس طرح بھی وہ بلبھی خاندان بالک رئیس کہلائے اور چار سو سال تک علاقہ سوراشٹر میں نسلاً بعد نسل ان کا یہی خطاب قائم رہا۔

مستند تواریخ اور کتبہ جات اس امر کے اچھی طرح شاہد ہیں کہ ان کی ایک دوسری سلطنت بھی غزنی کے نام سے معروف تھی جہاں سے ہُن قوم کے حملہ آوروں نے بالا گوجروں کے آخری راجہ سلاوت کو نکال دیا تھا اور پھر بلبھی پور پر حملہ آور ہو کر اس قوم نے راجہ سلاوت کو قتل کر دیا تھا عزل سلطنت کے بعد پھر اس خاندان سے راجہ سلاوت کے بیٹے کیشو ادت یا گرہا دیتہ عرف راجہ گوہا نے جب ہوش سمبھالا تو پھر اس نے مقام ایدر میں جا کر اپنی حکومت قائم کی، اس زمانہ میں اشکانی گوجروں کے سلسلہ حسب ونسب سے جو خاندان سورج بنسی کہلاتا تھا پھر وہ گرہ لوٹ یا بہلوٹ کے نام سے موسوم کیا جانے لگا آخر متواتر شکستوں کے بعد پھر وہ خاندان ایدر سے نقل مقام کر کے جب آہار میں جا کر سکونت پذیر ہو گیا تو پھر اس خاندان کا قومی لقب بہلوٹ آہار یہ مشہور ہوا جو بارھویں صدی عیسوی تک قائم رہا۔ لیکن اس کے بعد پھر ایک ایسا زمانہ آیا جبکہ اس خاندان سے ایک بھائی

رہوپ نامی نے اس سلطنت کا جو فوجی طاقت اور قوت بازو سے موری خاندان کے فرمانروا سے حاصل کی گئی تھی اس کا دعویٰ چھوڑ کر صرف آہاریہ کہلانے لگی اور وہ حکومت اس کی بفضل خدا اس وقت تک قائم ہے دوسری طرف اس کے چھوٹے بھائی مہوپ نامی نے سسوریا میں جا کر اپنی ریاست و حکومت کا سکہ بٹھایا تھا۔اس کی اولاد نے آہاریہ اور بہلوٹ دونوں قومی خطابوں کو خیر باد کہہ کر سسوڈیہ کہلانا شروع کیا الحاصل جنگی فتوحات اور نقل مقام کی وجہ سے اس خاندان کے بزرگان سلف میں سے کسی خاص شہرت نے ان کے ناموں اور قومی خطابوں میں نمایاں تبدیلیاں واقع کر دیں۔

اس خاندان کے فرمانروا ایک زمانہ تک لقب سین سے ملقب رہے پھر وہ دت یا آوت (آفتاب کے خطاب سے مخاطب ہوئے) پہلے پہل اس خاندان کے لوگوں کے خطاب کی تبدیلی کا وہ زمانہ تھا جبکہ ان کے قدم حکومت علاقہ سوراشتر سے اکھڑے تھے اس زمانہ سے ان کا سورج بنسی خطاب جا تا رہا اور وہ گرہ لوٹ یا بہلوٹ کے لقب سے مشہور روزگار ہوئے آخر بہلوٹ کا لقب بھی ایک ناگہانی واقعہ سے مبدّل ہو گیا، اور بسبب سکونت آہار یعنی گھاٹی موسومہ آرواقعہ ادوے پور سے یہ خاندان آہاریہ کے نام سے موسوم ہو گیا جب آہاریہ خطاب بھی انقلاب حکومت اور نقل مقام کی وجہ سے تبدیل ہو گیا تو پھر میواڑ کے بہلوٹ خاندان نے سسوڈیہ کے نام سے شہرت پائی سسوڈیہ خطاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رانائے چتوڑ نے روبفرار ہونے کی حالت میں ایک شہر عظیم آباد کیا تھا اور وہیں بڑی مشکل سے ایک سسّو یعنی خرگوش کو مار پایا تھا چونکہ اس مقام پر خرگوش کی جرائیت حیرتناک خیال کی جاتی تھی لہٰذا زمین کی تاثیر سمجھ کر رانا نے اس جنگل کو شہر غذا بنا دیا اور اپنے واقعہ کی یادگار میں اس جگہ کا نام سسّو دار رکھا اس مقام سسو دار یعنی مغربی کوہستان میں اس خاندان کے جب اچھی طرح قدم نہ جم سکے تو آخر چتوڑ کو چھوڑ کر پھر سے ادوے پور کی طرف رخ کرنا پڑا،اس زمانہ میں وہ خاندان رانا دت کے لقب سے ملقب تھا چونکہ اس خاندان کو معرکہائے جنگ سے کسی وقت فرصت نہیں ملی تھی اس

Marfat.com

لئے اس خاندان کی تعداد افراد میں ترقی نہ ہوسکی ورنا رانا دت کا خطاب لقب سسوڈیہ کا قائم مقام نہ بن سکتا مگر اشکانی گوجروں کی بہلوٹ شاخ کو ابھی تک سسوڈیہ کا خطاب حاصل ہے۔

سسوڈیہ فی الحال عام قوم کا خطاب ہے مگر یہ ایک بہلوٹ خاندان کا نام ہے اور بہلوٹ گوجر وہ ہیں جن کو تمام چھتری قوموں میں اب بھی خاص اور کامل امتیاز حاصل ہے الغرض بہلوٹ گوجروں کی ہوتے ہوتے چوبیس شاخیں ہوگئی تھیں جن میں سے اب یہی چند موجود ہیں اور ان چوبیس شاخوں کے نام یہ ہیں۔ آہاریہ، منگلیہ، سسوڈیہ، پیپرا، کیلم، گھور، دھوریند، گودہ، مگراسہ، بھیملہ، رام کوٹک، کوٹیچ، سراہ، ادہر، اوسیہ، ہزروپ، نادوریہ، نادہوت، اوجاکرا، کچرا، دوسود، تیہوار، پاہا، پوردت۔

نسب نامہ خاندان بہلوٹ

سکندر اعظم، اکسندارلس عرف اسکندروس گرجی، اشکانیس، اشلائیس، شہریدئیس، فرے اوتس، اورڈوس، فراتس ثانی، ایکوریس، ڈیماسیس، پالوئیس، دلوجسیس، ارتبنیس، کنکیس، بالئیس، مہیدنس، سودئیس، وتجنیس عرف وجے سین، پدوماوئیس عرف پدمادیتہ، سیوادیتہ، ہردیتہ، سوریہ دیتہ، سوم دت، سلادت، کیشوادت یا گرہادیتا عرف راجہ گوہار، ناگ دیتہ، بہاگ دیتہ، دِی دیتہ، آسادیتہ، کہل پہوح، گروپتہ، باپاراول، راول گہل، کالبھوج، شیل، بہوج ثانی، بہرتری بہٹ، ادہ سنگہ، سمہابک، کُہمان، الت عرف بھٹو، نریاہن، شکتی کمار۔

فصل سوم

جارجی گوجر

گوجروں کے جارجی خاندانوں کا مورثِ اعلیٰ جارجیس گُرجی تھا اور جارجیس شہزادہ اسکندروس گرجی کا دوسرا بیٹا تھا اس کی اولاد کا امتیازی خطاب اس کے نام اور اس کے باپ شہزادہ اسکندروس گرجی کے خطاب شجاعت کی طرف

Marfat.com

سے منسوب کیا جاتا تھا یعنی اس کی اولاد کے اصل نام اور اپنے دادا کے خطاب شجاعت سے منسوب ہو کر جارجی اور گُرجی کہلاتی تھی اور آج تک وہ انہی دونوں ناموں سے موسوم چلی آتی ہے اور جس علاقے میں وہ آباد ہے وہ علاقہ بھی جارجیا اور گُرجستان دونوں ناموں سے موسوم ہے۔ علاقہ گُرجستان یا جارجیا شہزادگان گُرجی کا آبائی مقبوضہ تھا جو ان کے دادا اسکندر اعظم نے ان کے باپ شہزادہ اسکندروس گُرجی کو بطور جاگیر کے عطا کیا ہوا تھا سب سے پہلے شہزادہ اسکندروس گُرجی نے اس علاقے کو اپنے خطاب شجاعت سے منسوب کر کے اس کا نام گُرجستان رکھا لیکن جب اسکے بعد اس کے بیٹے جارجیس گُرجی نے پھر از سرِ نو اس علاقے کو دوبارہ فتح کر کے یونانیوں سے واپس لیا تو پھر اس کا نام جارجیس گُرجی کے نام پر جارجیا بھی موسوم ہو گیا۔ سکندر کے غدار یونانی جرنیلوں نے سکندر کے بعد اس کے بیٹے شہزادہ اسکندروس گُرجی سے علاقہ گُرجستان چھین کر اپنی حکومت میں شامل کر لیا ہوا تھا اور یونانی حکومت کی طرف سے اس علاقے پر ایک یونانی جرنیل فیلوبون نامی حکمران تھا جب شہزادگان گُرجی نے سیاسی طاقت حاصل کر کے خراسان میں اپنی حکومت قائم کی تو اس وقت ان کو علاقہ گُرجستان جو کہ پہلے ان کا آبائی وطن اور محروسہ مقبوضہ تھا یونانیوں سے واپس لینے کا خیال پیدا ہوا تب شاہ اشکانیس گُرجی نے جو کہ گوجروں کی مرکزی حکومت خراسان کا بادشاہ تھا اس نے اپنے چھوٹے بھائی شہزادہ جارجیس گُرجی کو بیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ فوج دے کر گُرجستان کو فتح کرنے کے لئے بھیجا، جب شہزادہ جارجیس گُرجی بمعہ فوج کے گُرجستان میں پہنچا تو اول اس نے سرحدی چھاؤنیوں کو فتح کر کے وہاں سے یونانی فوجوں کو نکالا اور ان کا تعاقب کرتا ہوا اندرون ملک کی طرف بڑھا اندرون ملک میں پہنچ کر ہر جگہ یونانی فوجوں کو شکست پر شکست دے کر ہلاک کرنے لگا آخر یونانی جرنیل فیلوبون کو میدان جنگ میں قتل کر کے تمام

علاقہ گرجستان پر قابض ہوگیا جس کے بعد فیلوبون کی بقیہ اسیف فوج کو اس کا بیٹا ایسون نامی اپنے ہمراہ لے کر ارمینیا میں بھاگ گیا جب اس فتح عظیم کی خوشخبری شہزادہ جارجیس گرجی نے اپنی بھائی شاہ اشکانیس گرجی کو خراسان میں روانہ کی تو اس کے بھائی نے اس علاقے کا مستقل وائسرائے اسی کو مقرر کر کے اس ملک کا نظم ونسق اس کے سپرد کر دیا وائسرائے ہونے کے بعد شہزادہ جاجیس گرجی نے اس علاقہ کے نظم ونسق کو اچھی طرح درست کر کے وہاں اپنی حکومت کو مستحکم بنیادوں پر قائم کرنا شروع کیا غرض شہزادہ جارجیس گرجی شجاع اور بہادر ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کا منتظم اور مدبر تھا آخر جب وہ اپنی زندگی کے دن پورے کر کے فوت ہوگیا تو مسند حکومت پر اس کے بعد اس کا بڑ ابیٹا لیوجیس گرجی متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا۔

لیوجسیس گرجی کاہل اور عیش پسند ہونے کے علاوہ ناقص العقل تھا اس سے اس ملک کا انتظام اچھی طرح نہ ہو سکا اس لئے تمام ملک میں بدامنی کے آثار نمودار ہو گئے اور دشمنوں نے ہر طرف سے علاقہ گرجستان پر حملے کرنے شروع کر دیئے اول یونانی جرنیل کے بیٹے ایسون نامی نے حملہ کر کے اس ملک پر دوبارہ قبضہ کر لیا یونانی جرنیل کا بیٹا ایسون جب گرجستان سے بھاگ کر ملک ارمینیا میں جا کر پناہ گزین ہوگیا تھا تو اس وقت سے وہ گرجی حکومت کے خلاف جنگی تیاریاں اور سازشیں کرنے میں مصروف تھا لیکن وہ جاجیس گرجی کی زندگی میں اس کی حکومت کے خلاف اپنی کسی سازش اور ریشہ دوانی میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکا البتہ جب جارجیس گرجی فوت ہوگیا تو پھر ایسون نے ادھر اُدھر سے بہت سی فوج جمع کر کے گرجستان پر حملہ کر دیا اور معمولی لڑائی کے بعد لئیو جسیس گرجی کو شکست دے کر چند روز کے لئے علاقہ گرجستان پر قابض ہوگیا اس چند روزہ حکومت میں ایسون نے اس ملک کے باشندوں پر انتقام لینے کی خاطر طرح طرح کے ظلم وستم

Marfat.com

کرنے شروع کر دیئے تھے جن مظالم کی وجہ سے تمام اہل گُرجستان بہت جلد اس کی حکومت سے متنفر ہو کر اس کے خلاف ہو گئے۔

گُوجروں کی مرکزی حکومت نے جس کا بادشاہ اس وقت اشلا تیس بن اشکائیس گُرجی تھا اس نے گُرجستان کو ایسون کے پنجہ ظلم سے آزاد کرانے کے لئے اس دفعہ جارجیس کے چھوٹے بیٹے فرنوازئیس گُرجی کو مقرر کیا اور ایک لاکھ جرار فوج دے کر اس کو ایسون کے مقابلہ کے لئے گُرجستان میں بھیجا فرنوازئیس گُرجی نے گُرجستان میں پہنچ کر اپنے باپ جارجیس گُرجی کی طرح اوّل سرحدی چھاؤنیوں کو فتح کر کے اندرون ملک میں جارحانہ اقدام شروع کیا یونانی فوج اس حملہ کی ہرگز مدافعت نہ کر سکی اور شکست پر شکست اٹھا کر ہر جگہ پسپا ہونے لگی آخر فرنوازئیس گُرجی نے ایک پہاڑی علاقہ میں پہنچ کر وہاں تمام یونانی فوج کو محصور کر کے گرفتار کر لیا اور ایسون کو جو اسی فوج کے ساتھ گرفتار ہو چکا تھا اسی وقت اسکی فوج کے سامنے قتل کر دیا گیا جس کے بعد گُرجستان سے یونانیوں کی سیاسی طاقت کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ہو گیا، فرنوازئیس گُرجی نے جب اس فتح کی خوشخبری مرکزی حکومت کو ارسال کی تو مرکزی حکومت نے اس کے بھائی لیوجسیس گُرجی کو عہدہ وائیسرائی سے علیحٰدہ کر کے ہمیشہ کے لئے اس کو موقوف کر دیا اور اس کی جگہ فرنوازئیس گُرجی کو عنانِ حکومت تفویض کر کے پھر اس ملک کا مستقل وائسرائے مقرر کیا اس نے وائسرائے ہو کر اپنے حسنِ تدبیر سے مہام سلطنت کو خوب اچھی طرح سرانجام دیا اور اپنے باپ اور بھائی سے بڑھ کر ربط وضبط ملک میں ممتاز ہوا کچھ مدت کے بعد آخر وہ خود مختار بادشاہ بن گیا تھا اور مرکزی حکومت کی سیادت کو برائے نام تسلیم کرنے لگا تھا۔ فرنوازئیس گُرجی کو مرکزی حکومت کی طرف ایک شرط ضرور ماننی پڑتی تھی وہ یہ کہ بوقت جنگ وہ مرکزی حکومت کو مدد بہم پہنچایا کرے اور خود اس کے دشمن سے لڑ کر اپنی عقیدت اور وفاداری کا ثبوت دیا کرے آخر اپنی حکومت کو مستحکم

Marfat.com

کر کے جب فرنوازئیس گُرجی فوت ہو گیا تو پھر مرکزی حکومت نے اس کے بعد اس کی مسند خلافت پر اس کے بڑے بیٹے سامبائیس گُرجی کو مسند نشین کر کے عنان حکومت تفویض کی سامبائیس گُرجی بھی اپنے باپ کی طرح فنون حرب سے پورا ماہر اور میدان جنگ کا بہادر شہسوار بادشاہ تھا شجاعت میں بینظیر ہونے کے علاوہ وہ علم دوست اور سیاسی مدبر بھی تھا اس کے دربار میں سیاست کے بڑے بڑے ماہر و مدبر اور دیگر علوم کے بڑے بڑے اکابر علماء فضلا ہر وقت موجود رہتے تھے اور وہ ایسے لوگوں کی بہت قدر و منزلت کیا کرتا تھا اپنے باپ کے بعد رعایا کی ترقی و بہبود کے لئے اس نے بھی ملک میں بہت سی نئی اصلاحات جاری کی تھیں جن سے رعایا اور سلطنت دونوں کو بہت فائدہ حاصل ہوا تھا سامبائیس گُرجی ہمیشہ اپنی حکومت کے تمام شعبوں کی خود بھی ہر وقت دیکھ بھال کیا کرتا تھا اس کے عہد میں ہندوستان کے شمال و مغربی علاقوں پر یونانیوں کا قبضہ تھا ہندوستان میں یونانی حکومت کے دو بڑے بڑے زبردست مرکز اس وقت صوبہ جات سندھ و پنجاب تھے ان صوبہ جات کے علاوہ اور بھی متعدد صوبے ہندوستان میں یونانیوں کی زیر فرمان تھے۔ جب مرکزی حکومت یعنی اشکانی گوجروں کے بادشاہ اشلاتیس گُرجی نے ہندوستان سے یونانیوں کو خارج کرنے کے لئے جنگی تیاریاں شروع کیں تو اس قومی جنگ میں شامل ہونے کے لئے اس وقت اس نے سامبائیس گُرجی کو بھی دعوت دی تھی سامبائیس گُرجی نے اس دعوت کو قبول کر کے اس کی امداد کے لئے فوراً اپنی فوجوں کو جمع کرنا شروع کیا جب تمام فوجیں جمع ہو گئیں تو پھر اس نے اپنی مسند پر اپنے بیٹے کو متمکن کر کے انتظام ملک کے لئے اپنے پیچھے چھوڑا اور خود بمعہ فوج کے قومی جنگ میں شامل ہونے کے لئے خراسان میں چلا گیا اس وقت مرکز خراسان میں اشکانی حکومت کے دیگر صوبوں سے اور بھی بہت سی فوجیں آ رہی تھیں اور جب وہ تمام فوجیں مرکز میں آ کر جمع ہو گئیں تو پھر شاہ اشلاتیس گُرجی نے ان تمام فوجوں

Marfat.com

کی کمان سامبائیس گرجی کو تفویض کر کے اس کو ان کا سپہ سالار بنا کر ہندوستان کو فتح کرنے کے لئے بھیج دیا، سامبائیس گرجی وہ لشکر لے کر جب سرحد ہندوستان پر پہنچا تو اس کا مقابلہ اوّل علاقہ سندھ میں یونانیوں سے ہوا یونانی فوجیں بھی مدافعت کے لئے تیار تھیں اس لئے انہوں نے گوجر حملہ آوروں کی نہایت سختی سے مدافعت کرنی شروع کی بہت سی خونریز لڑائی کے بعد آخر یونانی فوجیں علاقہ سندھ کو چھوڑ کر پنجاب کی جانب پسپا ہوگئیں جس کے بعد علاقہ سندھ پر گوجروں نے قبضہ کر کے پھر یونانیوں کا تعاقب کرنا شروع کیا اور جارحانہ اقدام کرتے ہوئے علاقہ پنجاب میں بھی پہنچ گئے فریقین میں اس جگہ بھی بہت سخت معرکے ہوئے جن میں یونانیوں کا بہت نقصان ہوا اور گوجروں نے ہزارہا یونانیوں کو قتل و گرفتار کر کے آخر پنجاب پر بھی قبضہ کرلیا اس جنگ میں جو یونانی قتل یا گرفتاری سے بچے تھے وہ سب پنجاب سے بھاگ کر کوہ کشمون (کوہ کافرستان یا کوہ نورستان) میں جا کر پناہ گزین ہوگئے جن کے بعد سامبائیس گرجی نے دونوں صوبہ جات سندھ و پنجاب پر قبضہ کر کے حکومت کرنی شروع کی۔

ان تمام معرکوں میں جس قدر یونانی گوجروں کے ہاتھ گرفتار ہو کے آئے تھے ان سب کو سامبائیس گرجی نے اس شرط پر چھوڑ دیا کہ وہ سب ہندوستان چھوڑ کر کوہ کشمون[1] (کوہ کافرستان) میں جا کر اپنے فرار شدہ بھائیوں کے پاس جا کر آباد ہو جائیں الغرض اس کامرانی و کامیابی کے بعد صوبہ جات سندھ و پنجاب کے نظم و نسق کو درست کر کے سامبائیس گرجی نے پھر اپنی سلطنت کی حدود کو آہستہ آہستہ وسیع کرنا شروع کیا اور بہت تھوڑی سی مدت میں تمام علاقہ جات سوارشٹر (کاٹھیاواڑ) اور مالوہ کو فتح کر کے اپنے قلمرو میں شامل کرلیا سامبائیس گرجی مدت مدید تک ہندوستان میں قیام پذیر رہ کر مہام ملکی سرانجام دیتا رہا اس نے اس ملک

(۱) سلسلہ کوہستان پامیر کے وہ پہاڑ جو زمانہ سابق میں کوہ کشمون کے نام سے موسوم تھے۔ اب انہیں کوہ کافرستان یا نورستان کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔

Marfat.com

میں آکر ایک ہندو راجہ کی بیٹی سے اپنی شادی بھی کرلی تھی اور اس رانی کے بطن سے اس کی بہت اولاد بھی اس ملک میں پیدا ہوئی جو سامبائیس گُرجی کے نام پر منسوب ہوکر سمہ گُوجر کے لقب سے ملقب ہوئی اثنائے قیام میں اس نے علاقہ سندھ میں ایک جدید شہر بھی اپنے نام پر تعمیر و آباد کرکے اس کا نام سام نگر رکھا تھا جو بعد میں مینا گڈھ کے نام سے موسوم ہوگیا، الحاصل جب سامبائیس گُرجی کو ہندوستان میں رہتے ہوئے بہت سی مدت گذر گئی اور اس نے ہندوستان میں گوجر حکومت کو مستحکم و مضبوط بنیادوں پر قائم کرلیا تو پھر مرکزی حکومت نے سامبائیس گُرجی کو فوراً خراساں میں طلب کرکے اس کو یہ حکم دیا کہ وہ فوراً گُرجستان میں پہنچ کر اپنی آبائی ریاست کو سنبھال کر اس کا انتظام درست کرے اس کی آبائی ریاست کا انتظام اس کے گُرجستانی بیٹے سے اچھی طرح نہ ہو سکا تھا اس لئے سامبائیس گُرجی کو باامر مجبوری ہندوستان سے جانا پڑا اور ہندوستان سے جاتے وقت وہ اپنی ہندی بیوی بچوں اور برادری یعنی خارجی خاندان کے ان تمام افراد کو جو گُرجستان سے اس کے ہمراہ ہندوستان میں آئے تھے ان سب کو سام نگر میں چھوڑ کر خود اکیلا گُرجستان چلا گیا جس کے بعد اس کی ہندی بیوی کی اولاد اور اس کی برادری کے تمام افراد اسی شہر سام نگر میں ہمیشہ کے لئے مستقل سکونت اختیار کرکے آباد ہوگئے۔

سامبائیس گُرجی جب گُرجستان میں پہنچا تو اس نے اپنے ملک کے تمام انتظامات کو بگڑا ہوا پاکر اسی وقت اپنے گُرجستانی بیٹے کو مسندِ حکومت سے اتار کر خود مسند پر متمکن ہوگیا اور عنان حکومت ہاتھ میں لے کر ملک کے نظم و نسق کو درست کرنے لگا جب تمام انتظامات درست ہوگئے تو پھر اس نے بدستور اپنے ملک پر حکومت کرنی شروع کردی لیکن ابھی اس کو گُرجستان میں آئے ہوئے دو ہی سال کا عرصہ گذرا تھا کہ بیمار ہوکر فوت ہوگیا جس کے بعد پھر کسی جارجی

Marfat.com

گُرجستانی بادشاہ نے مدت مدید تک ہندوستان کی طرف اپنی توجہ کو منعطف نہیں کیا البتہ سامبا ئیس گُرجی کے بعد اسکی ساتویں پُشت میں اس کی اولاد سے جارجی گوجروں میں پھر ایک بہادر اور کشور کشا بادشاہ داخلینگ نامی پیدا ہوا جس نے ہندوستان کے مغربی و شمالی صوبے فتح کر کے اپنے قلمرو میں شامل کر لئے تھے داخلیگ گُرجی بڑا باہمت اور اولوالعزم بادشاہ تھا اس کو نئی عمارتیں بنوانے اور غیر ملکوں کو فتح کرنے کا بہت شوق رہتا تھا چنانچہ اس نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی اوّل ایران کے تاجدار خُسرو سے اتحاد قائم کر کے ۳۵۰ء میں ہندوستان پر حملہ کر دیا تھا اور اس کے مغربی و شمالی صوبوں کو فتح کر کے ان پر قابض ہو گیا تھا مگر دیگر ملکوں کی فتوحات میں مصروف ہو جانے کی وجہ سے اس کا یہ قبضہ زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا آخر وہ ہندوستان کو چھوڑ کر جب اپنے وطن مالوف گُرجستان میں چلا گیا تو اس کے بعد پھر ساکا اور کوشاں گوجروں نے یکے بعد دیگرے وسطِ ایشیا سے آکر ہندوستان کے ان صوبوں پر قبضہ کر کے اپنی اپنی حکومتیں قائم کر لیں۔

داخلینگ گُرجی نے ارمیںیا کو بھی فتح کیا تھا اور ارمینیا کے بادشاہ کو گرفتار کر کے وہ اپنے دارالخلافہ میں لے آیا تھا، ایران کے بادشاہ خسرو سے ہمیشہ اس نے اتحاد قائم رکھا جس اتحاد کی وجہ سے وہ ہمیشہ دور دور کے ملکوں کو فتح کرتا رہتا تھا اس کے عہد سے پیشتر گُرجستان بھی مدت سے اشکانی حکومت کی سیادت کا جوا اتار کر مکمل آزاد و خود مختار ہو چکا تھا موجودہ شہر طفلیس جو اس وقت گُرجستان کا دارالخلافہ اور تجارتی مرکز ہے اس کو بھی داخلینگ گُرجی نے ہی تعمیر کرا کر آباد کیا تھا جو اب گُرجستان کی تاریخ کے عظیم ترین ابطال میں سے شمار ہوتا ہے، مسیحی مذہب بھی گُرجستان میں داخلینگ گُرجی کے عہد حکومت میں ہی داخل ہوا تھا جس کو اہل گُرجستان نے کثرت سے اختیار کر کے اس کا خیر مقدم اس طرح کیا کہ مرہٹ کا گرجا جو سب سے پہلے مسیحی گرجا کی بنیادوں پر قائم ہے ۳۶۴ء میں تعمیر کر کے

Marfat.com

مسیحی مذہب کے شان کو گرجستان میں قائم کر دیا اور اب تک وہ گرجا جارجی گوجروں کے شوق و مذہب وشوق تعمیرات کی شہادت دے رہا ہے جارجی گوجروں نے پھر ۴۶۹ء میں تیسری دفعہ داختوتینگ گرجی کے سرکردگی میں ہندوستان پر حملہ کیا تھا داختوتینگ گرجی داخلینگ گرجی کی چوتھی پشت میں پیدا ہوا تھا، اس دفعہ جارجی گوجروں کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت ان کے ہم قوم مقیم ہندوستان کے گوجروں نے دی تھی کیونکہ اس وقت ان پر ہُن قوم کے ظالم حاکم ظلم کررہے تھے جن کی حکومت گپتا حکومت کے بعد ہندوستان میں قائم ہوگئی تھی، ہُن قوم جو گوجروں کی قدیم دشمن تھی جب اس قوم کی حکومت ہندوستان میں قائم ہوئی تو اس قوم کے ظالم و جابر حاکم گپتا قوم کے راجاؤں سے بھی بڑھ کر گوجروں پر جورو تشدد کرنے لگے اس لئے ہندوستانی گوجروں نے ان کے جوروظلم سے تنگ آ کر اپنے سابقہ ہم وطن اور ہم قوم جارجی گوجر بھائیوں کو مجبور ہو کر اپنی مدد کے لئے طلب کیا کیونکہ ان میں خود اس وقت ایسا افتراق و انتشار تھا کہ ان کی تمام قوم خانہ جنگی میں مبتلا ہوگئی تھی اور ان کے لیڈران قوم سے اپنی قوم کی کسی طرح تنظیم نہیں ہوسکتی تھی آخر اس خانہ جنگی اور انتشار کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر قوموں نے ان کو اپنا محکوم و غلام بنا کر طرح طرح کے ظلم وستم کرنے شروع کر دیئے تھے اس لئے اب ان کو غیر قوموں کی غلامی سے آزاد کرانے اور مظالم سے نجات دلانے کے لئے انکے بیرونی جارجی گوجر بھائیوں نے داختوتینگ گرجی کی زیر قیادت ہندوستان پر حملہ کر دیا لیکن اس دفعہ جارجی گوجروں کا یہ حملہ قبضہ ہند کی خاطر نہیں تھا بلکہ اس دفعہ یہ حملہ اپنے مظلوم ہندوستانی گوجر بھائیوں کو ہُن قوم کے ظلم وستم سے نجات دلانے اور ان کو اس قوم کی غلامی سے آزاد کرانے کی خاطر کیا گیا تھا اسی لئے داختوتینگ گرجی ہُن قوم کے ظالم و جابر حاکموں کو سزا دینے اور ان کے پنجہ ظلم سے اپنے مقیم ہندوستانی گوجر بھائیوں کو نجات دلانے اور آزاد کرانے کے

Marfat.com

بعد واپس گرجستان چلا گیا تھا۔

ہندوستان کے مقیم جارجی گوجروں نے جن کو اہل ہند جاریجا گوجر کے نام سے موسوم کرتے تھے انہوں نے آزاد ہونے کے بعد داخوتینگ گرجی کی مدد سے مقام کچھ بھوج میں اپنی ایک آزاد و مختار حکومت قائم کرلی اور اس جدید حکومت کے استحکام اور نظم ونسق کے درست کرنے میں خود داخوتینگ گرجی بھی کچھ مدت ہندوستان میں مقیم رہ کر ان کو مدد دیتا رہا، آخر جب ان کی حکومت کو پورا استحکام حاصل ہوگیا تو پھر وہ بھی واپس گرجستان چلا گیا مگر اس دفعہ بھی بہت سے نووارد جارجی گوجر جو داخوتینگ گرجی کے ہمراہ گرجستان سے آئے تھے ہندوستان کے سرسبز اور زرخیز ملک کو دیکھ کر اس میں رہ پڑے اور اپنے پیش آمدہ گوجر بھائیوں میں جو مدت مدید سے ان سے پہلے آکر ہندوستان میں آباد تھے ان کے پاس ہی وہ بعد آمدہ بھی سکونت اختیار کر کے آباد ہو گئے۔

سمّہ گوجر

مندرجہ بالا سطور میں اس کے پیشتر جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ جارجی گوجروں کو اہل ہند بجائے جارجی کے جاریجا کے نام سے موسوم کرتے تھے اور ان کی حکومت پہلے سام نگر عرف مناگڑہ میں تھی اور وہ ہمیشہ آپس میں فساد کرتے رہتے تھے جس فساد اور خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر غیر قوموں نے ان کو ان کی ریاست وحکومت سے بے دخل کر کے ان سب کو اپنا غلام ومحکوم بنالیا تھا اور آخر ان کو جب اپنی غلامی ومحکومی کا احساس ہوا تو پھر انہوں نے ۷۶۹ء میں اپنے بیرونی گوجر بھائیوں سے مدد حاصل کر کے غیر قوموں کی غلامی سے اپنے آپ کو آزاد کرالیا تھا اور اس کے ساتھ ہی پھر داخوتینگ گرجی کی مدد سے مقام کچھ بھوج میں اپنی ایک آزاد اور خود مختار جدید حکومت بھی قائم کرلی تھی اب اس کے آگے ہم یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ جاریجا گوجروں نے کچھ بھوج میں اپنی حکومت قائم کر کے اور

Marfat.com

کیا کچھ کیا۔

کچھ بھوج میں جدید حکومت کی بنیاد ڈال کر جاریجا خاندان کے تمام افراد نے وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی اور وہ اپنی حکومت کو معراج ترقی پر پہنچانے کے لئے ہمیشہ ہر قسم کی کوششیں کرتے رہتے تھے آخر جب وہاں ان کی حکومت کو پورا استحکام حاصل ہو گیا تو پھر انہوں نے اپنے گرد و نواح کے علاقوں کو بھی فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اور دولت کچھ بھوج کے ستارہ اقبال کو یہاں تک عروج پر پہنچایا کہ تمام گرد و نواح کے علاقوں میں انہی کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا جاریجا گوجروں نے اپنی حکومت میں اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے بھی بہت سی نئی اصلاحات جاری کی تھیں جن سے ان کی رعایا کو بہت فائدہ حاصل ہوا تھا اس کے ساتھ ہی پھر جاریجا خاندان کے افراد میں بھی بہت اضافہ ہو گیا تھا ہر سال میں جاریجا نسل کے افراد کی تعداد کیا بلحاظ آبادی اور کیا بلحاظ پیدائش ترقی کرتی جاتی تھی جس ترقی و پیدائش کی وجہ سے اس ایک خاندان کی اور آگے کئی نئی شاخیں بن گئیں تھیں جو مختلف ناموں سے نامزد ہو کر تمام ملک میں پھیل گئی تھیں چنانچہ ان شاخوں میں سے ایک شاخ سام یا سمہ گوجر کے نام سے بھی موسوم تھی جو سامبائیس گرجی کی نسل و اولاد ہونے کا دعویٰ کرتی تھی اس شاخ کے تمام افراد لفظ سام یا سمہ کو اپنے مورث اعلیٰ سامبائیس گرجی پر اطلاق کرتے تھے تا کہ عام لوگوں کو اس کی عظمت یاد دلاتے رہیں اسی شاخ میں سے ایک بہادر سردار انر نامی نے ۷۳۴ ہجری مطابق ۱۳۳۴ء میں کچھ بھوج سے اٹھ کر مقام تھری میں جو نواح ٹھٹھ میں واقع تھی وہاں جا کر اپنی علیحدہ جدید حکومت قائم کر لی تھی جس کی بنائے اجمال کی تفصیل یہ ہے۔

تھری اور اس کے نواح میں ان دنوں قوم سومرہ کی حکومت تھی اور اس قوم میں سے ایک شخص جزا نام امور سلطنت کا متکفل تھا اور وہ صفات پسندیدہ سے بھی

Marfat.com

متصف تھا اس کے عدل و انصاف سے رعایا بہت خوش تھی آخر جب جزا فوت ہوگیا تو اس کے بعد ایک شخص ارمیل نامی اس کی مسند حکومت پر متمکن ہوا، یہ شخص بڑا ظالم طبیعت اور مردم آزاد تھا خلائق اس کے ظلم سے برافروختہ ہو کر اس کے عزل وقتل کے درپے ہوگئی تھی اتفاق سے ان دنوں فرقہ سمّہ کے کچھ آدمی بھی کچھ بھوج سے تہری میں پہلے آئے ہوئے تھے جو حوالی شہر میں اقامت رکھتے تھے اور اہل سندھ سے انہوں نے دوستی پیدا کرلی تھی اور ان میں ایک شخص انر نام تھا کہ جس کی پیشانی سے آثار رُشد ظاہر ہوتے تھے شاہ ارمیل کے اعیانِ ملک نے انر اوراس کے ساتھیوں سے ساز وباز کر کے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا آخر اعیانِ ملک خفیہ رات کے وقت ایک جماعت کثیر کو ساتھ لے کر بادشاہ ارمیل کے گھر میں گھس گئے اور اس کو قتل کر کے اس کے سر کو باہر لاکر شہر کے دروازہ پر لٹکا دیا پھر جس کے بعد اس جماعت نے سمّہ گوجروں میں سے انر کو تخت پر بٹھا کر عنان حکومت سپرد کی، جب انر باتفاق امرا حاکم مستقل ہوا تو خلق کثیر اس کے گرد جمع ہوئی اور وہ اس جمیعت کثیر کو ساتھ لے کر پھر تسخیر سیوستان کا عادم ہوا یہاں سلاطین ترک کی طرف سے ایک شخص ملک رتن عامل تھا انر نے حوالی سیوستان میں آن کر میدان مقابلہ و مقاتلہ آراستہ کیا ادھر ملک رتن بھی اپنا لشکر آراستہ کر کے قلعہ سے نکل کر جنگ گاہ میں آیا جب جنگ مشتعل ہوئی تو اوّل دفعہ جام انر کو ملک میں شکست ہوئی دوسری دفعہ پھر اپنے بھائیوں کی مدد لے کر میدان جنگ میں آیا اس وقت ملک رتن گھوڑا دوڑاتا تھا کہ وہ اس پر سے گر پڑا، تب جام انر نے آگے بڑھ کر فوراً اس کا سر کاٹ لیا اور قلعہ سیوسیتان پر متصرف و قابض ہو گیا ملک فیروز علی و علی شاہ ترک کہ جو نواحی بکر میں تھے انہوں نے ایک مکتوب اس کے پاس بھیجا کہ یہ دلیری تم کو سزاوارنہ تھی اب لشکر بادشاہی سے لڑنے کی استعداد پیدا کر کے میدان استقامت میں مردانگی دکھاؤ اس مکتوب کا اثر جام انر پر

Marfat.com

یہ ہوا کہ وہ سیوسیتان کو چھوڑ کر تہری میں چلا گیا اور انہی دنوں میں مریض ہو کر چل بسا۔

انر نے بجائے لقب سمہ یا سام کے اپنا جدید لقب جام اختیار کیا تھا اور سمہ گوجروں میں یہ پہلا شخص تھا جو لقب جام سے ملقب ہوا اس کے بعد اس کے خاندان کے تمام حکمرانوں اور بادشاہوں کا پھر یہی لقب طغرائے امتیاز ہو گیا جام انر کی مدت حکومت تین سال چھ مہینے تھی، بعض مورخ لکھتے ہیں کہ جام انر نے سیوستان فتح کر کے جب مراجعت کی تو ایک رات جب وہ مجلس عیش میں شراب پی رہا تھا اس اثناء میں خبر آئی کہ باغیوں کی ایک جماعت کثیر آ گئی ہے اس نے اپنے وکیل گاہر بن تماچی کو باغیوں کے دفع کرنے کے لئے بھیجا وہ یلغار کر کے پہنچا اور مقابلہ و مقاتلہ شروع کیا مگر اس وقت گاہر بن تماچی نشہ شراب میں مست تھا اس لئے وہ گرفتار ہوا دشمنوں نے اسے مقید کیا لیکن جام انر اپنے عیش وعشرت میں بدستور مشغول رہا اس نے اپنے وکیل کے قید ہونے کی کچھ پرواہ نہیں کی جس سے گاہر بن تماچی کے سینہ میں کینہ پیدا ہوا اور اس کینہ کو اس نے مخفی رکھا اور بہ لطائف الحیل دشمنوں کی قید سے اپنے تئیں چھڑایا اور جام انر سے روگردان ہو کر قلعہ بکر میں آیا، علی شاہ ترک سے ملاقات کی جس نے ملک فیروز شاہ سے اتفاق کر کے لشکر جمع کیا اور جام انر کو قلعہ بہرام پور میں قتل کر ڈالا۔ قتل انر کے بعد سمہ گوجروں میں سے مسمی جونہ نے تخت نشین ہو کر خطاب جام کا اختیار کیا جس کے بعد پھر اس نے تمام سندھ کی تسخیر کا خیال کر کے اپنے سب برادروں اور خویشوں کو رعائتیں دے کر اعلیٰ مناصب و مدارج پر سرفراز کیا اور ان کو قریات وقصبات بکر کی غارت وقتل کے لئے بھیجا دو تین دفعہ سمہ اور بکر کے آدمیوں میں بڑی سخت لڑائیاں ہوئیں ترکوں میں مقادمت کی طاقت نہیں تھی اس لئے وہ قلعہ بکر کو چھوڑ کر مقام اُچھ میں چلے گئے جب جام جونہ نے ان کی فراری کا حال سنا تو وہ بکر کو روانہ ہوا

Marfat.com

اور چند سال باستقلال اس نے تمام سندھ پر حکومت کی آخر سلطان علاؤالدین نے اپنے بھائی الغ خان کو نواح ملتان میں روانہ کیا الغ خان نے تاج کافوری اور تاتاری خان کو جام کے دفعہ کرنے کے لئے سندھ کو بھیجا سلطان علاؤالدین کے لشکر نے بکر میں پہنچ کر اوّل قلعہ بکر پر تصرف کیا اور پھر جام جونہ کو جو اس وقت مرض خناق سے مریض تھا قتل کر کے عازم سیوستان ہوا، اعیان مملکت نے اتفاق کر کے پھر جام تماچی بن انر کو موروثی سلطنت کے تخت پر بٹھایا سلطان علاؤالدین نے پھر یورش کر دی اور بعداز جنگ وہ جام تماچی بن انر کو بھی گرفتار کر کے مع اہل وعیال کے اس کو دہلی لے گیا ان دنوں سمہ خاندان کے تمام آدمی تھری میں اوقات بسر کرتے تھے اس لئے جام کے عمال تمام ملکی معاملات کا انتظام کرتے تھے۔ ملک تماچی کے بعد ایک مدت کے اس کا بیٹا ملک خیر الدین جو کہ چھوٹی عمر میں باپ کے ساتھ دہلی گیا تھا باپ کے مرنے کے بعد سندھ میں آیا چونکہ جام خیر الدین قید و بند کی محنت اٹھا چکا تھا اس لئے جب اس کو محمد شاہ نے دہلی بلایا تو وہ پھر ہرگز نہ گیا جب سلطان محمد شاہ بن تغلق شاہ نواح ٹھٹھ میں فوت ہو گیا تو اس کی وصیت کے موافق سلطان فیروز شاہ تغلق اس کا جانشین ہوا اور جب وہ ٹھٹھ سے عازم دہلی ہوا تو اس کے پیچھے جام خیر الدین اس کا تعاقب کرتا ہوا چند منزل تک گیا آخر حوال میں کے مقافات سیہون سنے ہے واپس پھرا لیکن سلطان فیروز شاہ کے دل میں برابر اس کا خدشہ لگا رہا جام خیر الدین نے سلطان فیروز شاہ کے کوچ کرنے کے بعد پھر بساط عدل واحسان آ کر مبتو کیا اور عامہ رعایا کی ترفیہ میں ہر طرح کمال اہتمام کیا، جام خیر الدین کے وقائع میں ایک نادر واقع یہ نقل کیا جاتا ہے کہ ایک دن وہ خاص و خدم کو ساتھ لئے سیر و تماشے کو جاتا تھا کہ ناگاہ اس کو ایک گڑھے میں ہڈیاں پڑی ہوئی نظر آئیں گھوڑا دوڑا کر وہاں گیا اور ان بوسیدہ ہڈیوں کو دیکھتا رہا پھر ملازموں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ ہڈیاں

Marfat.com

مجھ سے کیا کہہ رہی ہیں وہ سب سر نیچا کر کے خاموش ہو رہے تو جام نے فرمایا کہ چند مظلوم داد خواہوں کی یہ مدد چاہتی ہیں پھر اس نے امورات کے حال کی تحقیقات کرنی چاہی وہ سرزمین ایک بوڑھے زمیندار سے تعلق رکھتی تھی پھر اس کو بلا کر ان ہڈیوں کا حال اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ سات سال کا عرصہ گذرا ہے کہ گجرات سے ایک کاروان یہاں آیا تھا فلاں جماعت نے اسے مار ڈالا اور ان کا تمام مال لوٹ کر لے گئی تھی، اور اب تک اس جماعت کے اکثر لوگوں کے پاس وہ مال موجود ہے جب جام کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے تمام اموال کے جمع کرنے کا حکم دیا، اور پھر وہ مال جمع کر کے اپنے آدمیوں کے ہاتھ والی گجرات کے پاس بھیجا کہ وہ اس کو مقتولوں کے وارثوں میں تقسیم کر دے اس کے بعد پھر اس نے قاتلوں کی جماعت سے مقتولوں کا قصاص لیا اس واقعہ کے چند سال بعد پھر جام خیر الدین نے اس دار فانی کو وداع کر کے دار جاودانی میں آرام کیا۔

خیر الدین کے مرنے کے بعد پھر اعیان دولت و امرا نے اس کے بیٹے جام بابینہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا اسی اثنا میں سلطان فیروز شاہ ممالک ہندوستان اور گجرات سے خاطر جمع کر کے ولایت سندھ کی تسخیر کا عازم ہوا جام بابینہ نے اس کے مقابل میدان محاربہ آراستہ کیا سلطان فیروز شاہ تین مہینے یہاں کی حوالی میں ٹھہرا رہا پانی کی طغیانی اور ہوا کی مخالفت اور مچھروں کی کثرت نے اس کو بہت تنگ کیا آخر مجبور ہو کر اول برسات میں پٹن گجرات کی طرف چلا گیا برسات کے بعد پھر دوبارہ آیا اور بہت سا لشکر ساتھ لا کر جام بانبیہ سے سخت لڑائیاں لڑا' آخر کو جام بانبیہ اس کے ہاتھ گرفتار ہو گیا اور ولائیت سندھ تمام و کمال سلطان فیروز شاہ کے قبضہ میں آ گئی پھر جام کو سلطنت دہلی اپنے ہمراہ لے گیا جام جب ایک مدت تک سلطان کی ملازمت میں رہا اور خدمات پسندیدہ بجا لایا تو پھر اس پر سلطان نے شاہانہ عنایت کر کے خلعت دیا اور اس کے ساتھ ہی سلطان نے سندھ کی

Marfat.com

حکومت بھی اس کو عنایت کی جب وہ سندھ میں واپس آیا تو پندرہ سال تک بالا ستقلال واپس آکر اس نے حکومت کی آخر کو پھر اس نے بھی دنیائے ناپائدار سے سفر آخر اختیار کیا، جام بانبیہ کے فوت ہونے کے بعد پھر اس کا بیٹا جام تماچی ثانی اورنگ امارات پر بیٹھ کر مشاغل حکومت میں مشغول ہوا، شروع میں مہام ملکی کو خوب توجہ اور تدبیر سے سرانجام دیتا رہا پھر وہ عیش و سرور میں اوقات بسر کرنے لگا امورات ملکی اور رمہام سلطنت کے پرواخت سے ایسا غافل ہو گیا کہ بھولے سے کبھی نام بھی نہ لیتا تھا گویا اس کی سلطنت کا دائرہ اس کی مجلس رقص و سرور کی چار دیوار میں محیط تھا اس لئے تمام ملک میں بدامنی اور بغاوت کے آثار نمودار ہو گئے سرکشوں نے جادہ اعتدال سے منحرف ہو کر لوٹ مار شروع کر دی تیراں سال سلطنت کر کے آخر جام تماچی ثانی وبا میں مرگیا۔

تماچی ثانی کے بعد جام صلاح الدین سریر آرائے تخت ہوا اس نے اول سرحد کو جو سرکش لوگوں کے تمرد سے درہم برہم ہو رہی تھی اس کا انتظام کر کے سرکشوں کی گوشمالی کی، اس تنبیہہ و تاکید کے بعد پھر کچھ کی جانب متوجہ ہوا اور کچھ کے آدمیوں سے سخت لڑائیاں لڑا، ان پر فتح یاب ہو کر پھر واپس آیا اور رعیت و سپاہ کی مہمات میں جس طرح چاہیے تھا مشغول ہوا، گیارہ سال چند مہینے کی حکومت کر کے آخر عالم جاوِدانی کو چلا گیا۔

صلاح الدین کے بعد پھر باتفاق اعیان سلطنت جام نظام الدین تخت خلافت پر بیٹھا اس نے اپنے چچاؤں کو جو بمقتضائے مصلحت ملکی قید میں تھے ان کو رہا کیا وہ چچا ملک سکندر و کرن و بہاؤالدین اور امر تھے ان میں سے ہر ایک کو ایک ناحیہ میں بھیج دیا گیا پھر امور لکی کو بعض اہلکاروں کے سپرد کر کے شب و روز عیش و عشرت میں مشغول رہنے لگا اور خود معاملات ملکی سے باخبر نہ ہوا آخر اس کے سب چچا جمیعت کر کے بالا تفاق شہر میں آئے اور جام کے گرفتار کرنے کے در پے

Marfat.com

ہو گئے جام نظام الدین کو جب اپنے چچاؤں کی شرارت سے آگاہی ہوئی تو وہ بعض لشکریوں کی صواب دید سے آدھی رات کو شہر سے نکلا اور گجرات کی جانب عزیمت کی صبح کو جب جام کی فراری کی اطلاع لوگوں کو ہوئی تو انہوں نے دور تک اس کا تعاقب کیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا اس اثناء میں جب اعیان شہر نے نزاع و برہم خوردگی مشاہدہ کی تو جھٹ انہوں نے جام علی شیر کو جو ایک گوشہ میں چھپا ہوا تھا پیدا کر کے اس کو اجماع و اتفاق سے تخت امارت پر بٹھا دیا اور جام نظام الدین کو اثناء راہ میں سفر آخرت پیش آیا اس کے چچا غائب و خاسر ہو کر واپس صحرا میں چلے گئے۔

جام علی شیر جب تخت پر بیٹھا تو ابواب سلامت و احسان کو اس نے روئے خلائق پر کھولا، وہ بڑا شجاع اور دانا بادشاہ تھا امور جہانداری پر متوجہ ہو کر ولایت سندھ کا جیسا ربط و ضبط کرنا چاہیے تھا وہ کیا اس کے عہد سلطنت میں خلق بہت امن و امان میں رہی رعیت کے اوقات اچھی فراغت میں کٹے جب ایک مدت اس طرح گذری تو جام علی شیر بھی عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور وہ اکثر اوقات چاندنی راتوں میں سیر کیا کرتا تھا جام تماچی کے بیٹے سکندر و کرن اور فتح علی خان جو صحرا میں سرگردان پھرتے تھے جب ان کو جام علی شیر کے عیش اڑانے کا حال معلوم ہوا تو وہ رات کو چل کر اور دن کو چھپ کر شہر کے نزدیک آئے اور شہر کے آدمیوں کی ایک جماعت کو انہوں نے اپنے ساتھ متفق کیا جام علی شیر ہمیشہ سیر و سیاحت سے آدھی رات کو مراجعت کیا کرتا تھا ایک دن جمعرات کو جب وہ کشتی میں بیٹھ کر دریا کی سیر کو گیا تو اس وقت دشمن لوگ ننگی تلواریں لے کر اس پر پل پڑے اور اس کے محافظ آدمیوں کی جماعت جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی تھی ہر چند اس جماعت نے دشمنوں کی مدافعت میں کوشش کی مگر کچھ فائدہ مرتب نہ ہوا آخر جام علی شیر نے درجہ شہادت پایا جس کے بعد پھر دشمن اس کے گھر میں گھس گئے

Marfat.com

جب بہت شور و غوغا ہوا تو جام علی شیر کے ہوا خواہ بھی خبر پا کر جمع ہو گئے مگر انہوں نے دیکھا کہ کام ہاتھ سے جا چکا ہے اس لئے سب نے ناچار ہو کر اطاعت اختیار کر لی جام علی شیر نے سات سال سلطنت کی۔

علی شیر کے بعد سب بھائیوں نے اتفاق کر کے اب کرن کو مسند پر بٹھایا جایا وہ اعیان و اشراف شہر سے بہت ناخوش تھا اس لئے اوائل جلوس میں اس نے یہ چاہا کہ ان سب اعیان و اشراف کو اپنے بس میں لا کر بعض کو محبوس اور بعض کو مقتول کروں، اسی روز یا دوسرے روز پھر اس نے مجلس سلطنت آراستہ کی اور دربار عام دے کر خاص و عام کو طلب کیا ان کے ساتھ اس نے استمالت کی باتیں کیں اور مائدہ طعام لائے جب وہ فراغ طعام کے بعد اٹھا اور طہارت خانہ کو روانہ ہوا تو اس وقت ایک جماعت نے جو آدمیوں کی ترغیب و تحریص سے حاضر ہوئی تھی طہارت خانہ کے دروازہ پر جا کر کرن کو وہیں پارہ پارہ کر دیا اور اس کے اس قتل کئے جانے کا سبب اس کا بھتیجا فتح خان بن سکندر تھا اس لئے اس قتل کے بعد لشکریوں اور رعیت نے بالا تفاق مسند سلطنت پر اس کو بٹھایا۔ فتح خان نے تخت سلطنت پر بیٹھ کر قواعد ایالت و قوانین امارت کو استحکام دے کر امور جہانداری میں کمال ہوشیاری دکھائی اسی کے عہد میں امیر تیمور کا پوتا مرزا پیر محمد خاں حوالی ملتان میں پہنچ کر ملتان اور اُچہ پر قابض ہو گیا جب امیر تیمور ہندوستان سے چلا گیا اور ہندوستان میں طوائف الملو کی شروع ہوئی تو قدیمی سلاطین سندھ کے ہاتھ میں ملک سندھ بدستور رہا غرض فتح خان شجاعت و سخاوت سے موصوف اور فتوت و مروی میں مشہور تھا اس نے پندرہ سال چند ماہ حکومت کی آخر وہ اپنی زندگی کے دن پورے کر کے فوت ہو گیا جب وہ بستر علالت پر پڑا ہوا تھا تو اس وقت وہ اپنے اوضاع و چہرہ سے موت کے آثار دیکھتا تھا اس لئے اس نے اپنے مرنے سے تین روز پہلے اپنے چھوٹے بھائی جام تغلق کو مسند خلافت پر بٹھایا اور حکومت و

Marfat.com

امارت کی بھاگ اس کے ہاتھ میں دے کر جام تغلق کے لقب سے اس کو ملقب کیا جام تغلق نے سریر سلطنت پر جلوس کر کے اپنے بھائیوں کو سیوستان اور قلعہ بکر کی حکومت عنایت فرمائی، اکثر اوقات وہ سیر و شکار میں مصروف رہتا تھا جب حوالی بکر میں بلوچوں نے فتنہ وفساد شروع کیا تو جام تغلق وہاں پہنچا اور ان کی تنبیہہ و تادیب کے بعد پھر مراجعت کی اور ان کے ہر پرگنہ میں ایک ایک تھانہ مقرر کیا آخر اٹھائیس سال حکومت کر کے اپنی طبعی موت سے مر گیا تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اس نے سلاطین گجرات سے مصادقت اور آشنائی پیدا کی، جام تغلق کے بعد مسند خلافت پر اس کا بیٹا جام سکندر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا مگر وہ ابھی خُرد سال تھا سیوستان اور محال کے حکام نے اس کی اطاعت نہ کی اور آپس میں مخالفت کی جس کی وجہ سے جام سکندر نے ٹھٹھ سے نکل کر بکر کا قصد کیا قصبہ نصیر پور تک پہنچا تھا کہ ناگاہ ایک شخص مبارک نام نے جو کہ جام تغلق کی زندگی میں منصب پر وہ دری کا رکھتا تھا ٹھٹھہ میں خروج کیا، اور اپنا خطاب جام مبارک رکھ کر سریر حکومت پر بیٹھ گیا مگر لوگوں نے اس کے ساتھ ہرگز اتفاق نہیں کیا اس لئے اس کی حکومت تین روز سے زیادہ نہ چلی آخر اس کو اعیان ٹھٹھہ نے دفع کر کے پھر سکندر کو آدمی بھیج کر بلایا جب سکندر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے حکام بکر سے صلح کر کے ٹھٹھہ کو مراجعت کی ڈیڑھ سال سلطنت کر کے پھر اس دنیا ناپائدار سے چل بسا، جام سکندر کے بعد سمہ گوجروں میں سے پھر چار حکمران یکے بعد دیگرے تخت سمہ پر متمکن ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔ جام سنجر، جام نظام الدین ثانی، اور جام فیروز جس پر کہ ۹۱۶ ہجری مطابق ۱۵۱۱ء میں شاہ بیگ ارغون نے حملہ کیا جس کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر جام فیروز گجرات میں بھاگ گیا، اور وہیں جا کر فوت ہو گیا جس کے بعد شاہ بیگ ارغون نے تخت سمہ پر قبضہ کر کے سمہ گوجروں کی حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا اور خاندان ارغون کی حکومت کا دور دورہ شروع ہوا۔

Marfat.com

سمہ گوجروں نے قوم سومرا کو ۷۵۲ ہجری بمطابق ۱۳۵۱ء میں خارج کر کے اپنی حکومت قائم کی تھی جب سمہ گوجروں کی حکومت کو زوال آیا تو پھر ان کا قائم مقام ۹۲۷ھ مطابق ۱۵۲۱ء خاندان ارغوان ہوا، سمہ گوجروں کی تاریخ سلطنت کوئی پہلے کوئی پیچھے بتاتا ہے جیسا کہ مصنف لدرنامہ ۷۳۴ ہجری مطابق ۱۳۳۴ھ سے آغاز سلطنت بتاتا ہے جس سے ۱۹۳ برس قیام سلطنت ہوتا ہے تاریخ طاہری آغاز سلطنت ۸۴۳ہ ہجری مطابق ۱۴۳۹ء بتلاتی ہے اور قیام ۸۴ برس سے زیادہ نہیں بتلاتی اسی طرح تحفۃ الکرام ۷۵۲ء سے آغاز بتلاتا ہے جس سے قیام ۱۷۵ سال معلوم ہوتا ہے تاریخ طاہری میں ظاہر غلطی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ سندھ پر سلطان فیروز شاہ نے ۷۶۲ ہجری مطابق ۱۳۶۱ء میں حملہ کیا ہے اس کا مقابلہ جام باہینہ نے کیا جو سمہ گوجروں میں تھا قوم سومرا میں سے نہیں تھا اور یہ تاریخ ہم کو شمس سراج کے بیان سے معلوم ہوئی جس کا باپ پانچ ہزار کشتیوں کا افسر تھا جو اس مہم میں کام کرتی تھیں جام کی قوت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ وہ سلطان دہلی کے مقابلے میں لڑنے کے لئے چالیس ہزار پیادے اور بیس ہزار سوار لایا تھا اور ڈھائی برس تک سلطان دہلی کو جھلائے رکھا دس برس پہلے کی تاریخوں سے جو اسی زمانہ کی تصنیف ہیں ان میں لکھا ہے کہ جب محمد تغلق نے حملہ کیا تو اس وقت ٹھٹھہ میں جو حاکم حکومت کرتا تھا وہ قوم سوامر سے تھا اور وہ سمہ گوجروں میں سے نہیں تھا پس تحفۃ الکرام کا ۷۵۲ھ لکھنا صحیح ہے کہ اس میں سمہ گوجروں کو تخت نصیب ہوا، یہ سنہ مطابق سلطان فیروز شاہ تعلق کی تخت نشینی سے ہے کیونکہ وہ سندھ میں تخت نشین ہوا تھا، سب تاریخوں کے مورخوں کا اس پر اتفاق ہے کہ گوجروں کے سمہ خاندان کا زوال ۹۲۷ھ مطابق ۱۵۲۱ء میں ہوا۔

Marfat.com

فصل چہارم

ساکا گوجر

گوجروں کے ساکا خاندان کا مورث اعلیٰ سکائینیس گرجی تھا اور اسکائینیس گرجی شہزادہ اسکندروس گرجی کا تیسرا بیٹا تھا اس کی اولاد کا امتیازی خطاب اس کے نام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس لئے اس کی اولاد کو ساکا گوجر کے نام سے موسوم کرتے تھے اس خطاب کے علاوہ اس کی اولاد کو مانچوادریامین خطابوں سے بھی مخاطب کیا جاتا تھا جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سکائی نیس گرجی کی دو بیویاں تھیں ان میں سے ایک کا نام مانچی خانم تھا جو تاتاری قوم سے تھی اس بیوی کے بطن سے سکائینیس گرجی کی جو اولاد پیدا ہوئی وہ مانچو گوجر کے خطاب سے بھی مخاطب کی جاتی تھی دوسری بیوی کا نام سمیرا تھا جو قوم بنی اسرائیل کے خاندان یامین سے تھی اور خاندان یامین کے لوگ حضرت بن یامین بن یعقوب کی اولاد تھے جن کا حال ہم اس کے پیشتر اسی باب کے فصل اوّل میں تحریر کر چکے ہیں، غرض سمیرا کے بطن سے سکائینیس گرجی کی جو اولاد پیدا ہوئی وہ سمیرا کی قومیت کی طرف منسوب کی جاتی تھی گویا اس لحاظ سے اس کی دوسری بیوی کی اولاد کو ساکا گوجر کے علاوہ یامین گوجر کے خطاب سے بھی مخاطب کیا جاتا تھا مگر یہ دونوں خطاب صرف اپنے گھر میں استعمال ہوتے تھے یعنی ایک ماں کے بیٹے دوسری ماں کے بیٹوں کو امتیاز کے طور پر ان خطابوں سے مخاطب کرتے تھے ورنہ عام برادری اور قوم میں سکائینیس گرجی کی اولاد کا قومی امتیازی خطاب ساکا گوجر تھا جس سے وہ مخاطب کی جاتی تھی الحاصل گوجروں کے ساکا خاندان کے پھر آگے دو خانوادے ہوگئے تھے جن میں ایک خانوادہ یامین گوجر کے نام سے موسوم تھا جس

Marfat.com

نے ہندوستان کو فتح کر کے اس میں سکونت اختیار کی اور جس کا حال کہ اب ہم لکھنے لگے ہیں۔

ساکا (یامین) گوجروں کے مورث اعلیٰ شہزادہ سکائینیس گرجی کو اس کے بھائی شاہ اشکائنیس گرجی نے جو کہ گوجروں کی مرکزی حکومت خراسان کا بادشاہ تھا اس نے اس کو ایک بڑی فوج کی کمان دے کر اور اس کا سپہ سالار بنا کر ترکستان کو فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا، سکائینیس گرجی نے جب تمام ترکستان کو فتح کرلیا تو پھر اس کے بھائی نے مشرقی ترکستان کا مستقل وائسرائے اس کو مقرر کر کے اس علاقے کی عنان حکومت بھی تفویض کی عنان حکومت ہاتھ میں لے کر سکائینیس گرجی نے بڑی دانشمندی سے امورات ملکی کو سرانجام دیا اوّل اس نے ملک کے نظم ونسق کو درست کیا پھر سابقہ حکمرانوں کے ظلم وستم کی بیخ کنی کر کے عدل وانصاف اور رعیت پروری دواگستری میں مشغول ہو کر خستہ حال رعایا کی دلجوئی کرنے لگا، اس نے کشمیر اور افغانستان کو بھی فتح کرنے کے لئے جنگی تیاریاں شروع کی تھیں لیکن موت نے اس کو کچھ کرنے نہ دیا اس لئے وہ ان تیاریوں کو نامکمل چھوڑ کر فوت ہوگیا، شہزادہ سکائینیس گرجی شجاع ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کا مدبر اور منتظم حکمران تھا اس کی مدت حکومت بیس سال تھی جس میں وہ بڑی آن بان سے ترکستان پر حکومت کرتا رہا، اس کے گیارہ بیٹے تھے جن میں سے اس کا سب سے بڑا بیٹا سوفا گنیس گرجی اس کے بعد مسند حکومت پر متمکن ہوا۔

سوفا گنیس گرجی کے تخت نشین ہونے کے چند دن بعد قندھار کے ہندو راجہ نے جو کہ گوجروں کی مرکزی حکومت یعنی اشکانی گوجروں کی اطاعت کا جوا اتار کر بلخ کی یونانی حکومت کے زیر سیادت آچکا تھا اس نے یونانیوں کے ایما سے ایک بڑا بھاری لشکر لے کر مشرقی ترکستان کی سرحد پر حملہ کر دیا ادھر سے سوفا گنیس

Marfat.com

گُرجی بھی اس راجہ کے دفعیہ کے لئے جرار لشکر لیکر سرحد پر پہنچا، پانچ دن تک طرفین میں بڑے زور سے جنگ ہوتا رہا آخر ہندو راجہ کو شکست فاش دیکر سوفاگنیس گُرجی نے بھگا دیا جس کے بعد پھر اس نے جارحانہ حملے کرنے شروع کر دیئے اور سرحد افغانستان میں داخل ہو کر اور ہندو راجہ کو شکست پر شکست دے کر شہر کابل پر قابض ہوگیا اب ہندو راجہ نے ساکا گُوجروں کو کابل سے نکالنے کے لئے یونانیوں سے مدد لے کر ۲۰۴ قبل از مسیح میں کابل پر حملہ کیا اور اس دفعہ اس کی فوج کا سپہ سالا اس کا بیٹا تھا لیکن اس حملے سے اس دفعہ سوفاگنیس گُرجی بھی غافل نہ تھا اس نے بھی اس کے دفاع کے تمام انتظامات پہلے سے کر رکھے تھے چنانچہ دیگر دفاعی انتظامات کے علاوہ اس نے اپنے تاتاری صوبوں کی جنگجو قوموں مثلاً، جیٹ، ہُن، کارلگ، یوچی، قرادت اور یامین وغیرہ سے ہزار ہا نوجوان بھرتی کر کے اپنی فوج میں مزید اضافہ کرلیا تھا اس لئے جب ہندو فوج نے کابل پر حملہ کیا تو اس نے بڑی آسانی سے اس کی مدافعت کر کے اس کو پسپا کیا، پھر جارحانہ حملہ کر کے ہندو فوج میں ایسی ابتری ڈالی کہ تمام ہندو فوج حواس باختہ ہو کر بھاگ نکلی ساکا فوجوں نے تعاقب کر کے ہزار ہا ہندوؤں کو تہ تیغ کیا اور ہزار ہا کو گرفتار کر کے ساکا بہادروں کی جوانمردی اور بہادری کا رعب ان کے دل میں بٹھایا جس رعب کی وجہ سے پھر کبھی ہندو بہادر کسی میدان جنگ میں ساکا گوجروں کے بالمقابل جم کر نہ لڑ سکے اس لڑائی میں ہندو راجہ کا بیٹا بھی مارا گیا تھا جس کا صدمہ ہندو راجہ کو بہت ہوا سوفاگسنیس گُرجی نے ہندو راجہ کے آئندہ جارحانہ حملوں کے سد باب کی خاطر اب اس کی حکومت کو تباہ و برباد کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا جس کے بعد پھر ایک جرار لشکر لے کر خود جارحانہ اقدام کرتا ہوا قندھار پر حملہ آور ہوا، ادھر ہندو راجہ قندھار کو غیر محفوظ پا کر بمعہ اپنی فوج کے ہرات میں بھاگ گیا اور وہاں ایک مضبوط اور ناقابلِ تسخیر قلعہ میں داخل ہو کر اور اپنی حفاظت کے مکمل انتظامات کر کے بیٹھ گیا، سوفاگسنیس گُرجی

Marfat.com

بھی قندھار پر مکمل قبضہ کر کے پھر ہندو راجہ کے تعاقب میں ہرات کی جانب روانہ ہوا، ہرات میں پہنچ کر اس قلعے کا جس میں ہندو راجہ محفوظ تھا محاصرہ کرلیا ہندو راجہ نے بھی اب اپنی جان اور سلطنت کو بچانے کی خاطر آخری دم تک مقابلہ کرنے کا ارادہ کرلیا جس کے بعد پھر وہ ایک ماہ تک برابر اس قلعے میں بیٹھ کر ساکا فوجوں کا مقابلہ کرتا رہا، آخر محاصرہ کی تکالیف اور خود اپنی فوج کی بغاوت سے تنگ آ کر وہ اس قلعہ سے بھی بھاگنے پر آمادہ ہوگیا، کیونکہ اس قلعہ میں خوراک کے ذخائر جو اس نے جمع کئے تھے وہ ختم ہوگئے اور باہر سے بھی قلعہ والوں کو کسی قسم کی مدد نہیں پہنچ سکتی تھی، راجہ کی فوج بھوک سے تنگ آ کر اور اس کے خلاف ہو کر اس کو قتل کرنا چاہتی تھی اس لئے ہندو راجہ کو جب اپنی فوج کے طور بدلتے ہوئے نظر آئے تو وہ رات کو قلعہ سے باہر نکل کر بمعہ اپنے اہل وعیال کے بھاگنے لگا لیکن اس وقت ساکا لشکر کے سپاہی بھی جاگ رہے تھے انہوں نے بھاگتے ہوئے راجہ کو بمعہ اس کے اہل عیال گرفتار کر کے سوائے ایک نوجوان لڑکی کے بغیر کسی حکم اور دریافت کے سب کو قتل کر دیا صبح کو جب وہ نوجوان لڑکی سوفا گسنیس گرجی کے حضور پیش کی گئی تو اس کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ ہندو راجہ کی بیٹی ہے اور اس کا باپ آج رات کو اپنے اہل وعیال سمیت قتل کیا جا چکا ہے۔ اور اس کی تمام فوج باغی ہوگئی ہے اور بغیر خوراک کے قلعہ میں بھوکی مر رہی ہے یہ سب حالات معلوم کر کے سوفا گسنیس گرجی کو ہندو راجہ کے قتل کئے جانے کا بہت افسوس ہوا جس کے بعد پھر اس نے ہندو راجہ کی نعش کو اس کی محصور فوج کے سامنے لانے کا حکم دیا جب وہ نعش وہاں لائی گئی تو اس کی محصور فوج کے سامنے سوفا گسنیس گرجی نے یہ اعلان کیا کہ اے محصورین اگر تم ہتھیار ڈال کر ہماری اطاعت قبول کر کے قلعہ ہمارے حوالے کر دو گے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تم کو معافی دے کر زندہ چھوڑ دیں گے ورنہ بعد از فتح سب کو قتل کر دیں گے، اس اعلان کا محصور فوج پر یہ اثر ہوا کہ تمام متخاصمین محصورین نے

Marfat.com

ہتھیار ڈال کر ساکا فوجوں کے لئے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور سوفا کسنیس گُرجی کی اطاعت قبول کر کے قلعہ اس کے حوالے کر دیا اب سوفا کسنیس گُرجی نے بھی اپنے وعدہ کے مطابق تمام متحاربین ومتخاصمین کو عام معافی دے کر زندہ چھوڑ دیا اور پھر اس قلعہ میں داخل ہو کر اول ہندو راجہ کی اس نوجوان بیٹی سے اپنی شادی کر کے اسی قلعہ میں جشن فتح منایا جس کے بعد پھر اپنے بڑے بیٹے جارجیس گُرجی کو افغانستان کا گورنر کر کے ترکستان کو مراجعت کی ترکستان میں واپس آ کر سوفا کسنیس گُرجی پھر اصلاح ملک کی طرف متوجہ ہوا اور رعایا کو عدل وانصاف سے خوش کر کے بڑے امن وآرام سے حکومت کرنے لگا، ملک اور سلطنت کے نظم ونسق کو درست رکھنے کے لئے پرانے انتظام میں کئی قسم کی نئی اصلاحیں اور تبدیلیاں اس نے کیں اسی ضمن میں وہ اپنے پرانے دارالحکومت کو ختن سے تبدیل کر کے کاشغر میں لے آیا اور وہاں اپنے لئے نئی عمارتیں تعمیر کرا کر ان میں رہنے لگا کاشغر میں سکونت اختیار کرنے کے بعد پھر اس کی ہندو بیوی جو قندھار کے ہندو راجہ کی بیٹی تھی اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کو وہ سوفا کسنیس گُرجی کا ولی عہد بنانا چاہتی تھی، لیکن سوفا کسنیس اس بات کو نہیں مانتا تھا کیونکہ وہ اس کے پیشتر اپنی پہلی بیوی کے بڑے بیٹے رجائیس گُرجی کو اپنا ولی عہد مقرر کر چکا تھا اس لئے اب اس کی ہندو بیوی کے دل میں اس انکار کی وجہ سے کینہ پیدا ہو گیا جس کے ساتھ ہی اب وہ اپنے بھائی اور باپ کے انتقام لینے پر بھی آمادہ ہو گئی اور اس کو ہلاک کرنے کی تدبیریں سوچنے لگی آخر اس نے ایک دن موقع پا کر سوفا کسنیس گُرجی کو زہر دے دیا جس کے اثر سے وہ بہت جلد فوت ہو گیا اس کے بعد مسند خلافت پر پھر اس کا بڑا بیٹا جارنیس گُرجی متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا، رجائیس گُرجی نے اپنی سوتیلی ماں کو قتل خاوند کے جُرم میں جلا وطنی کی سزا دے کر علاقہ منگولیا میں بھیج دیا اور وہاں دونوں ماں بیٹا کو لے جا کر قید رکھا۔

Marfat.com

رجائیس گرجی جب سریر آرائے تخت ہوا تو بلخ کی یونانی حکومت جو ہمیشہ گرجارا سلطنتوں کے خلاف سازشیں کرتی رہتی تھی اب اس نے رجائیس گرجی کے خلاف بھی سازشیں کرنی شروع کر دیں اس لئے اب رجائیس گرجی نے بھی اس کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا سد باب کرنے کے لئے اس کی بیخ کنی کا مصمم ارادہ کرلیا اور اس سلطنت کو تباہ کرنے کے لئے تیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیدل سپاہی لے کر سرحد بلخ پر حملہ آور ہوا ادھر سے بلخ کا یونانی بادشاہ بھی اپنی فوج آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور کئی ایک خونریز لڑائیاں اس کے ساتھ ہوئیں مگر میدان آخر رجائیس گرجی کے ہی ہاتھ رہا، اس معرکہ میں صوبہ بلخ پر سخت تطاول برپا رہا، اور بہت سا مال غنیمت رجائیس گرجی کے ہاتھ لگا مگر بلخ کے یونانی بادشاہ نے آخری دم تک ہمت نہ ہاری اور معرکوں پر معرکے برپا کرتا رہا، یہاں تک کہ رجائیس گرجی تمام صوبہ بلخ کو تہ بالا کرتا ہوا خاص اس کے دار الحکومت شہر بلخ تک پہنچ گیا آخر بلخ کے یونانی بادشاہ نے جنگ سے تنگ آ کر صلح کا پیغام بھیجا گرجی بھی مخالف کے پے در پے حملوں سے عاجز آ گیا تھا وہ بھی مصلحت وقت خیال کر کے راضی ہو گیا اور معمولی خراج مقرر کر کے صلح منظور کر لی اور ملک پھر اسی کے حوالے کر دیا مظفر و منصور ہونے کے بعد رجائیس گرجی پھر بیشمار مال و دولت لے کر کاشغر کو مراجعت پذیر ہوا۔

کاشغر میں واپس پہنچ کر رجائیس گرجی نے اپنی کامیابیوں کی خوشی میں پھر ایک جشن عظیم منعقد کیا اور اسی تقریب پر اس نے الطاف خسروانہ سے مال غنیمت کا تیسرا حصہ رعایا کاشغر میں تقسیم کر کے تمام ملک کو مالا مال کر دیا اطراف و کناف کاشغر کے تمام حکمرانوں کو مطیع فرمان بنا کر اب وہ اپنے باپ دادا کے نام کو روشن کرنے کی آرزو میں تسخیر ہند کی تیاریوں میں مصروف ہوا، دو لاکھ سوار تین لاکھ پیادے پچیس ہزار یراق و براق سے آراستہ کوتل گھوڑے دس ہزار مرصع و زر

Marfat.com

کار پالکیاں اور بے شمار اسباب و آلات فراہم کر کے ہندوستان کی طرف روانہ ہوگیا چونکہ سکندر اعظم کے نقش قدم پر چلنے کی غرض سے اس نے اپنی مہم کی سکیم وسیع پیانہ پر تیار کر رکھی تھی اس لئے انتظام ترکستان و افغانستان کے لئے اپنے سالے کو جس پر کہ اس کو بڑا اعتبار تھا، نائب السلطنت بنا کر اپنے پیچھے یہاں چھوڑ گیا، اس کے پیشتر شہزادگان گُرجی کی شمشیر زنی و گرزنی نے گوجروں کی عظمت و شان کا سکّہ تمام ممالک کے لوگوں کے دلوں پر جما رکھا تھا اس لئے اب رجانیئس گُرجی کو زیادہ تکلیف نہ برداشت کرنی پڑی اور وہ ملک محروسہ کی طرح بلا روک ٹوک پنجاب میں داخل ہوگیا ان دنوں پنجاب پر بھی ایک یونانی حاکم حکومت کرتا تھا جس کا دار الحکومت ساکلاہ (سل نگری یا سیالکوٹ) تھا رجانیئس گُرجی نے اس شہر کو فتح کر کے وہاں کے یونانی حاکم کو اطاعت نہ قبول کرنے کی پاداش میں قتل کر دیا اور چند ہی دنوں میں سارے پنجاب پر قابض ہو کر پھر علاقہ سندھ میں داخل ہوگیا، سندھ کو فتح کر کے پھر یہاں سے مارستھل (ماروارڈ) پر حملہ آور ہوا لیکن خلاف توقع اس ملک کا راجہ بے شمار فوج ہمراہ لے کر مقابلہ پر جم گیا، اور سخت خونریز لڑائی شروع ہوئی راجہ کے وزیر نے اس موقعہ پر خوب داد شجاعت دی! اور غنیم کے دانت کھٹے کر دیئے لیکن آخر کار وہ بہادر وزیر گرفتار ہوگیا، اس کی گرفتاری کے ساتھ ہی راجہ کی کمر بھی ٹوٹ گئی اور حوصلہ پست ہوگیا، اب راجہ صلح کا خواستگار ہوا رجانیئس گُرجی نے بھی معمولی اخراج مقرر کر کے صلح منظور کر لی اور ملک اسی کے حوالے کر دیا یہاں سے فراغت پا کر پھر سری کرشن[1] کی دوارکا (گجرات کاٹھیا واڑ) کا رُخ کیا لیکن یہاں کا راجہ بھی خلاف توقع رجانیئس گُرجی کے مقابلہ کے لئے باہر نکلا آخر بہت سے حرب وضرب اور پیکار دکارزار کے بعد منہہ کی کھا کر اسکو بھی راہ ہزیمت اختیار کرنی پڑی اور علاقہ دوارکا پرسا کا گوجروں کا قبضہ ہوگیا

(۱) آرین عہد میں گجرات کاٹھیاواڑ کو سری کرشن کی دوارکا کہتے تھے لیکن بعد میں اس کا نام سورٹھہ یا سوارشتر ہوگیا۔ پھر اس کے بعد گجرات کاٹھیاواڑ ہوا۔

Marfat.com

جہاں سے بے انتہا مال و دولت اور خزائن ووافائن ساکا گوجروں کے ہاتھ آئے اس کے بعد پھر رجانیس گرجی دوارکا کے مفتوحہ علاقہ کو اپنے سگے بھائی سُراستس گرجی کے دست تصرف میں دے کر خود مالوہ کی طرف چلا گیا اور اس کے بھائی سُراستس گرجی نے اس ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے کر پھر اس کو آباد کرنا شروع کیا کئی قصبے اور شہر آباد کر کے سُراستس گرجی نے پھر اس علاقے کا جدید نام اپنے نام پر سراستس رکھا جو بعد میں بگڑ کر سوراشتر کے نام سے موسوم ہو گیا، سری کرشن کی دوارکا سے فارغ ہو کر پھر رجانیس گرجی مالوہ پر حملہ آور ہوا راجہ مالوہ بھی بیشمار فوج لے کر مقابلہ پر آیا اور بیس دن تک طرفین میں معرکہ کارزار گرم رہا، آخر راجہ مالوہ بھی شکست اٹھا کر بھاگ گیا مگر ساکا گوجروں نے تعاقب کر کے اس کو گرفتار کر لیا اس کے بعد رجانیس گرجی پھر اس کے دار الحکومت شہر اجین میں بڑی شان سے داخل ہوا اور محلات شاہی پر قبضہ کر کے راجہ کی بیٹی سوبھاگ سُندی سے اپنی شادی کی مالوہ کے دار الصدر شہر اجین کو اپنا فوجی مستقر قرار دے کر پھر متھر کی طرف بڑھا، متھر اور ہستنا پور کو فتح کر کے پھر واپس مالوہ میں لوٹ آیا، چھڈہ تک مالوہ میں مستقل قیام کر کے پھر ملک دکن کی طرف متوجہ ہوا دکن میں متعدد شہر میسور تک فتح کر کے پھر اڑیسہ کی طرف عنان عزیمت معطوف کی اڑیسہ بنگال دبہار کے علاقہ جات کو تسخیر کرنے کے بعد پھر قنوج پر حملہ آور ہوا قنوج کا راجہ خوفزدہ ہو کر معہ تحفہ وتحائف استقبال کے لئے آیا، غرض رجانیس گرجی کا ستارہ اقبال شمس النہار عروج پر تھا جدھر رُخ کرتا تھا فتح ونصرت پیشقدمی کے لئے آگے آتی تھی راجہ قنوج کو حلقہ بگوش بنانے کے بعد پھر وہ مالوہ میں واپس آیا اور دو سال تک مستقل قیام کر کے شہر اُجین میں مقیم رہا آخر غنیمت کا بیشمار مال و دولت ساتھ لے کر پھر اپنے وطن مالوف ترکستان کو مراجعت پذیر ہوا۔ رجانیس گرجی فتوحات سے فارغ ہو کر پھر آبادی ملک اور آسائش رعایا کی طرف متوجہ ہوا

Marfat.com

کئی ایک گاؤں اور قصبے آباد کئے مناور، معابد، مہمان سرا اور شفاخانے بنا کر عوام کے لئے آرام و آرائش بہم پہنچایا، آبادی ملک اور ترقی فروعات کے لئے بھی اس نے بیش قیمت تجاویز نکالیں جن کا اثر آج تک ممالک ترکستان و افغانستان اور ہندوستان کو فائدہ پہنچا رہا ہے چنانچہ افغانستان میں ایک خشک جنگل کو آباد کر کے اس جنگل کا نام اس نے اپنے نام پر وادئے رجائی رکھا جو آج تک اسی نام سے موسوم چلی آتی ہے اسی طرح اقامت ہند کے دنوں میں کئی ایک شہر اور قصبے مالوہ اور متھر میں تعمیر و آباد کر کے اس نے اپنی یادگاریں قائم کیں ساکا بادشاہوں میں سب سے پہلے اس نے شہنشاہ کا خطاب اختیار کیا تھا اس کی متعدد بیویاں تھیں جن کے بطن سے اس کی کثیر اولاد پیدا ہوئی اس کی جو بیوی راجہ مالوہ کی بیٹی تھی اس کے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوا وہ رجانیس گرجی کا ولی عہد قرار پایا اور جن دنوں وہ مالوی عورت سو بھاگ سندری حاملہ تھی اس نے خواب دیکھا کہ اس کے گھر ایک سفید ہاتھی پیدا ہوا ہے صبح ہوئی تو دربار کے تعبیر دانوں اور جوتشیوں کے پاس خواب بیان کر کے تعبیر پوچھی تو سب نے کہا کہ کاشانہ اقبال میں ایک سعادت مند لڑکا پیدا ہوگا جس کی عظمت راجوں مہاراجوں شاہوں بادشاہوں میں ایسی ہوگی جیسے جانوروں میں ہاتھی کی اس لئے ہماری رائے یہ ہے کہ جب یہ لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام گجنیس رکھا جائے ۱۵۰ھ قبل از مسیح میں جب اشکانی گوجروں پر رومیوں نے پہلی دفعہ جارحانہ حملہ کیا تو اشکانی گوجروں نے ان کے دفعیہ کے لئے ساکا گوجروں سے بھی اس قومی جنگ میں شامل ہونے کی درخواست کی ساکا گوجروں نے بڑی خوشی سے ان کی اس درخواست کو قبول کیا اور قومی عزت کو بچانے کیلئے تیار ہو گئے اور ایک لاکھ جرار لشکر جو ترکی و تاتاری اور ہندی سپاہیوں پر مشتمل تھا رجانیس گرجی کی زیر قیادت لے کر خراسان کو روانہ ہوئے اسی طرح گوجروں کے دیگر خانوادے بھی اپنے اپنے لشکر لے کر قومی عزت اور اپنے مرکز کو بچانے

Marfat.com

کے لئے خراساں میں پہنچے جب گوجروں کے تمام لشکر جمع ہو گئے تو پھر انہوں نے رومی سرحد کی جانب مل کر کوچ کیا اور عین محاذ پر پہنچ کر چار لاکھ رومی سپاہ سے نبرد آزما ہوئے دو ماہ تک طرفین میں معرکہ کارزار گرم رہا جس میں گوجروں کے دس ہزار اور رومیوں کے تیس ہزار آدمی کام آئے، اخیر میں رومی شکست اٹھا کر بھاگ نکلے اور میدان جنگ گوجروں کے ہاتھ رہا، اس معرکے میں خود رجائیس گرجی کو بھی بہت زخم آئے تھے جن زخموں کی وجہ سے جب وہ وطن میں واپس آیا تو آتے ہی فوت ہو گیا جس کے بعد پھر مسند خلافت پر پھر اس کا بڑا بیٹا گجنیس گرجی متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا شاہ گجنیس (گج) کے عہد حکومت میں ہر طرف مفتوحہ مما لک میں فتنہ وفساد اندرونی بغاوتیں شروع ہو گئی تھیں ان فتنوں اور بغاوتوں کے پھوٹنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ سلطنت سا کا بہت وسیع ہو چکی تھی جس کا انتظام اکیلے شاہ گجنیس سے نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ سلطنت سا کا ان دنوں ترکستان وافغانستان اور ہندوستان کے مما لک پر مشتمل تھی ایک طرف اس کی حدود سلطنت مشرقی ترکستان اور دوسری طرف ملک دکن واقعہ ہندوستان تک وسیع تھیں لیکن اس بڑی سلطنت کا انتظام کرنے کے لئے شاہ گنجیس کے دربار میں خود سوائے اس کے اور کوئی ایسا سیاسی مدبر اور قابل مشیر کار موجود نہ تھا جو اس کو مدد دے کر اس کے فرائض ملکی کو ہلکا کرتا، غرض اس کے دربار میں قابل اور لائق مشیر کاروں کی بہت کمی تھی اور جو موجود تھے وہ معمولی عقل کے آدمی تھے جن کو سیاسی گتھیاں سلجھانا نہیں آتا تھا، اس لئے شاہ گنجیس خود اپنے ہی دماغ سے کام لیا کرتا تھا جس کی وجہ سے اکثر طور پر اس کی حکمت عملیوں میں غلطیاں واقع ہو جاتی تھیں اور ان غلطیوں کی وجہ سے اس کی سلطنت میں بد امنی کے آثار نمودار ہو گئے تھے ہندوستان کے بھی بعض راجوں نے سرکشی اختیار کر کے خراج دینا بند کر دیا تھا گرد ونواح کی آزاد دشمن حکومتیں اس کی سلطنت کو ہضم کرنے کے لئے تیار ہو گئیں اور

Marfat.com

ہر وقت للچائی ہوئی نظروں سے اس کی وسیع سلطنت کو دیکھنے لگیں سب سے پہلے قوم بنی اسرائیل کے قبیلہ یامین نے توما گوجروں کے ایما سے شاہ گنجیس کی حکومت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا اس قبیلہ کے باغیوں کو توما گوجروں کا بادشاہ کوئین جنگ کے خفیہ راز بہم پہنچا رہا تھا اس کی مدد سے قبیلہ یامین کے باغیوں نے کئی ایک مقامات پر قبضہ کرلیا جس کے بعد پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے آخر ساکا گوجروں کے دارالحکومت شہر کاشغر پر ہجوم کر کے یامیوں نے شاہ گنجیس کو اس کے چھوڑنے پر مجبور کیا آخر شاہ گنجیس ان کی شورش سے تنگ آکر ترکستان کو چھوڑ کر زابلستان (بلوچستان) میں چلا گیا جس کے بعد پھر یامیو ں نے توما گوجروں کی مدد سے تمام مشرقی ترکستان پر قبضہ کر کے ان کی زیرِ سیادت حکومت کرنی شروع کی اسی طرح صوبہ بلخ کی یونانی حکومت نے بھی ساکا گوجروں کے حلقہ اطاعت سے باہر ہو کر شاہ گنجیس کو خراج دینا بند کر دیا، بلخی یونانی حکومت کی بغاوت میں اشکانی گوجروں کا ہاتھ تھا، اور وہ یونانی باغیوں کو پوشیدہ طور پر اس لئے مدد دے رہے تھے کہ ریاست پر اپنی حکم برداری قائم کر کے پھر اس کا الحاق خراسان سے کرلیں اس لئے شاہ گنجیس نے بلخی یونانیوں کی سرکوبی کے لئے پورا انتظام کر کے اب بلخ پر چڑھائی کر دی، معمولی لڑائی کے بعد بلخ پر قبضہ کر کے پھر یونانی رئیس کو گرفتار کرلیا اور اس کی بغاوت کی پاداش میں جلاوطنی کی سزا دے کر پھر اسی جگہ اس کے بیٹے نیندر رئیس کو مسند خلافت پر متمکن کر کے اس سے ایک جدید عہد نامہ لکھایا جس کے بعد پھر بقایا خراج وصول کر کے شاہ گنجیس مراجعت پذیر ہوا اور وہ نیا یونانی رئیس ساکا حکومت کا ہمیشہ وفادار دوست رہ کر سالانہ خراج برابر ادا کرتا رہا، شاہ گنجیس کی اس کامیابی سے اشکانی گوجروں کی تمام آرزوؤں اور امیدوں پر پانی پھر گیا، اب انہوں نے ساکا سلطنت کے خلاف ظاہر اریشہ دوانیاں اور سازشیں کرنی شروع کر دیں بلکہ ساکا سلطنت کو مٹانے یا کمزور کرنے

Marfat.com

کے لئے جنگی تیاریوں میں لگ پڑے ان کے خطرناک ارادوں کی جب شاہ گنجیس کو بھی خبر ہوئی تو اس نے بھی اپنے تمام مشیروں اور وزیروں کو جمع کر کے ان سے اس بارہ میں مشورہ کیا اس کے تمام وزیروں نے اس کو یہ رائے دی کہ بغیر قلعہ کے حفاظت ممکن نہیں اس لئے آپ پہلے ترکستان اور زابلستان (بلوچستان) کے دمیان ایک مضبوط قلعہ تیار کروائیں اور اس میں اپنے موجودہ دارالخلافہ کو تبدیل کرلیں پھر اپنی سرحدوں پر فوجی استحکامات تعمیر کرا کر ان میں فوجیں بٹھا دیں اس طرح ہمارا کوئی دشمن ہماری سرحد میں داخل نہ ہو سکے گا، اور اگر داخل ہو بھی جائے تو اس صورت میں پھر ہم اپنے قلعے میں محفوظ ہو کر اس سے لڑسکیں گے شاہ گنجیس نے اپنے وزراء کے مفید مشورہ پر عمل کر کے فوراً ترکستان اور زابلستان کے درمیان ایک مضبوط قلعہ اور شہر تعمیر کرانا شروع کر دیا، جب وہ قلعہ اور شہر دونوں بن کر تیار ہوئے تو شاہ گنجیس نے ان دونوں کا نام اپنے نام پر منسوب کر کے ان کا تاریخی نام گجنی (غزنی) رکھا جن دنوں قلعہ غزنی بن رہا تھا اور ابھی اس کے بننے میں کچھ کسر باقی تھی کہ کسی مخبر نے شاہ گنجیس کو آ کر یہ خبر دی کہ رومی پُت خراسان پُت ہے گئے پاکھر پائے چنتا تیرے چت لگی سُنئیے رج پُت رائے: یعنی اے رجائیس کے بیٹے ہوشیار ہو کہ تیرے مقابلہ کے لئے روم اور خراسان کے بادشاہ سوار ہاتھی پاکھر اور پیدل لئے۔ ہوئے آگئے ہیں یہ خبر سنتے ہی شاہ گنجیس نے بھی جنگی تیاریاں شروع کر دیں اور اپنی فوج کی ترتیب و تنظیم میں مصروف ہو گیا، جب تمام تیاریاں مکمل کر چکا تو پھر وہ بھی اپنا جرار لشکر لے کر سرحد خراسان کو روانہ ہوا یہ پہلا موقع تھا کہ گوجروں کے دو خانوادوں کی ایک دوسرے کا ملک چھیننے کے لئے آپس میں لڑائی ہونے لگی تھی ورنہ اس کے پیشتر گوجر غیر قوموں کے ملک چھیننے کے لئے غیروں سے لڑا کرتے تھے گوجروں کے قومی نفاق و انتشار کی ابتدا اس لڑائی سے ہوتی ہے اشکانی گوجروں نے اس دفعہ اپنے پرانے دشمنوں رومیوں

Marfat.com

سے بھی اتحاد کر کے ساکا گوجروں کے خلاف ان سے بھی مدد لینے کی کوشش کی رومیوں نے بھی اس موقع کو غنیمت سمجھ کر گوجروں کے آپس کے نفاق و انتشار کو بڑھانے اور اشکانی گوجروں کی مدد کرنے کے لئے بہت سی رومی فوج سرحد خراسان پر بھیج دی۔ جب طبل جنگ بجا اور دونوں طرف کی فوجیں صف بستہ ہو کر لڑنے لگیں تو اس وقت شاہ خراسان کے پیٹ میں ایسا سخت درد اٹھا کہ وہ بیچارہ اسی درد کی وجہ سے فوراً اسی وقت فوت ہوگیا، جب اس کے حلیف رومی سپہ سالار کو اس حادثہ کی خبر ملی تو اس کی زبان سے بے ساختہ یہ شعر نکلا

مادرچہ خیالیم و فلک درچہ خیال
کارے کہ خدا کرد کسے راچہ مجال

کیونکہ اس وقت طرفین کے پر جوش بہادروں کے دل بھر رہے تھے اور وہ کسی نتیجہ اور فیصلہ کے بغیر واپس جانا نہیں چاہتے تھے اس لئے وہ سب آگے بڑھ بڑھ کر لڑنے لگے اس وقت میدان جنگ میں ہر طرف ہاتھیوں کی زنجیروں کی آواز کانوں میں گونج رہی تھی گھوڑوں کے ٹاپوں نے آسمان کو گرد وغبار سے چھپا دیا تھا زرہ پوش پر آفتاب کی روشنی میں آنکھ نہ ٹھہر سکتی تھی، ہاتھیوں سے ساون بھادوں کی گھٹا کا نظارہ پیش تھا، جب چار کوس کا فاصلہ رہ گیا تو شاہ گجنیس نے صدقہ وخیرات کرنا شروع کیا اور چوگنی کو پیٹھ دے کر اس سرعت سے دھاوہ کیا کہ مخالفوں کے گھوڑے چیخ اٹھے تلواریں بجلی کیطرح چمک رہی تھیں اور زرہ بکتر پر کوند ہے کا عالم تھا مرد میدان میں شیر کی طرح گرج رہے تھے گرزیں خون میں ڈوبی ہوئی تھیں نیزوں پر سر تھے اور سر پر تیر گردن تلوار پر تھی اور تلوار گردنوں پر جو ہتھیار تھا وہ کاری جو وار تھا وہ جانکا جنگ آزماؤں نے خوب دل کھول کر داد شجاعت دی جو تھا وہ بڑھ بڑھ کر ہاتھ مارتا تھا آخر رومیوں اور خراسانیوں کو شکست ہوئی اور میدان ساکا گوجروں کے ہاتھ رہا اس جنگ میں ساکا گوجروں کی فوج

Marfat.com

کے سترہ ہزار سپاہی قتل ہوئے رومی اور خراسانی فوجوں کے پچیس ہزار آدمی کھیرے ککڑی کی طرح کٹ گئے اور ان کو بھاگ کر جان بچانا بھی مشکل ہوگئی تمام ہاتھی گھوڑے بھی چھوٹ گئے، تخت شاہی نے جانے کی جرائیت نہ ہوسکی ادھر سا کا گوجر کوس فتح بجاتے ہوئے اپنے دارالخلافہ غزنی کو بڑی شان کے ساتھ واپس ہوئے خراسان سے واپس آ کر موسم بہار میں شاہ گنجیس نے ۱۱۲ قبل از مسیح میں اپریل کی پندرہ تاریخ کو اپنے نئے دارالخلافہ غزنی میں تخت سلطنت پر قدم رکھا پھر فتح کی خوشی میں جشن فتح منا کر اپنی فوج کے تمام بہادر افسروں اور سپاہیوں کو انعام و اکرام دے کر خوش کیا، ادھر سے فارغ ہو کر پھر کشمیر کے راجہ کمندروپ کیبل کو حاضری دربار کا فرمان بھیجا لیکن اس نے جواب دیا کہ میں بغیر لڑے بھڑے نہیں آسکتا اگر طاقت ہے تو میرے ساتھ جنگ کر کے مجھے مطیع کرو، شاہ گنجیس نے یہ جواب سنتے ہی فوراً اپنا جرار لشکر ہمراہ لے کر کشمیر پر چڑھائی کر دی ادھر سے راجہ کمندروپ کیبل بھی اپنی کشمیری فوج لے کر میدان میں آ گیا۔ جب طرفین میں جنگ شروع ہوا تو دونوں طرف سے مردانگی جوانمردی اور بہادری کے جوہر ظاہر ہونے لگے انجام کار کشمیریوں کو شکست ہوئی اور فتح یاب گوجر کشمیر میں داخل ہو کر ان کے دارالخلافہ پر قابض ہو گئے آخر کمندروپ کیبل نے مجبور ہو کر اپنی نوجوان بیٹی کا ناطہ شاہ گنجیس گرجی کو دے کر اس کی اطاعت قبول کر لی جس کے بعد شاہ گنجیس بہت سا مال غنیمت اور راجہ کی بیٹی کو ساتھ لے کر غزنی کو مراجعت پذیر ہوا۔

غزنی میں آ کر کچھ مدت کے بعد راجہ کشمیر کی بیٹی کے بطن سے شاہ گنجیس گرجی کا ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اس نے سالبیس (سالباہن) رکھا اس کی کشمیری بیوی ہمیشہ اس سے اپنے حقیقی بیٹے سالبیس کو اس کا ولی عہد بنانے کی درخواست کیا کرتی تھی، مگر شاہ گنجیس اس کی درخواست کو منظور نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ

Marfat.com

اس کے پیشتر اپنے قومی دستور کے مطابق اپنے بڑے بیٹے کو تلئیس کو جو کہ ایک ترکی بیوی کے بطن سے تھا اس کو اپنا ولی عہد مقرر کر چکا تھا اس لئے شاہ گنجئیس کی یہ بیوی ہمیشہ اس سے ناراض رہتی تھی اور گھر میں فساد برپا دکھا کرتی تھی جس سے شاہ گنجئیس بھی بہت تنگ آ چکا تھا لیکن اس بیوی کو گھر سے نکالنے کے لئے اس کو ایسا کوئی بہانہ نظر نہیں آتا تھا جس سے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

سالبئیس (سالباہن) ابھی گیارہ مہینے کا تھا کہ سلطنت ساکا کے سرحدی علاقے پر خراسانیوں (اشکانیوں) نے پھر حملہ کر دیا اور وہاں کے ساکا حاکم کو اس علاقے سے نکال کر تمام علاقہ پر قابض ہو گئے شاہ گنجئیس نے بھی اس حملے کی خبر پا کر مدافعت کی تیاریاں کیں لیکن قبل اس کے کہ وہ اشکانیوں سے جنگ شروع کرے پہلے ان سے جنگ کا آخری نتیجہ معلوم کرنے کے لئے استخارہ کرنا چاہا اور اسکے لئے عبادت خانہ میں داخل ہو کر تین دن تک دعا کرتا رہا آخر استخارہ کے ذریعے اس کو یہ معلوم ہوا کہ شہر غزنی اب تمہارے قبضے میں نہیں رہے گا اور تمہاری اولاد تمہارے بعد ہندو مذہب قبول کر کے پھر شہر غزنی پر قبضہ کرے گی اور اس کے بعد پھر وہ مسلمان ہو جائے گی، بیرونی جنگ کے پیشتر شاہ گنجئیس کو اپنے خانگی تنازعات مٹانے کے لئے بہت اچھا موقع ہاتھ آ گیا تھا اب اس نے اپنی کشمیری بیوی کو جو کہ ہندو مذہب کی پیرو اور دیوی دیوتاؤں کی بہت معتقد تھی اور جس کو اپنے بیٹے کے ولی عہد بنانے کا ہر وقت خیال رہتا تھا اس کو اس خیال سے باز رکھنے اور اپنے سے علیحدہ کرنے کے لئے شاہ گنجئیس کو بہت عمدہ تجویز سوجھی یعنی تین دن کے بعد جب وہ عبادت خانہ سے استخارہ کر کے باہر آیا تو اس نے آتے ہی اپنی بیوی کو یہ کہا کہ آج مجھے عبادت خانہ میں سانگیاں دیوی نے درشن دے کر یہ حکم دیا ہے کہ سالبئیس اور اس کی والدہ دونوں غزنی سے کوچ کر کے مشرقی ہندوستان میں چلے جائیں اور وہاں جا کر سائیس اپنے نام پر ایک شہر تعمیر کرا کر

Marfat.com

آباد کرے اور وہیں اس کے گھر پندرہ فرزند ہوں گے جن کے آگے پھر اس کی بہت اولاد پیدا ہوگی اس کے علاوہ خود میرے متعلق بھی دیوی جی نے پیشن گوئی کی ہے کہ میں بھی حفاظت غزنی میں اپنی جان دے کر بیکنٹھ میں افضل جگہ حاصل کروں گا، غرض شاہ گنجئیس کی کشمیری بیوی نے دیوی جی کا یہ نوشتہ تقدیر سن کر سفر ہند پر آمادگی ظاہر کی اور اپنے ننھے بیٹے سالبئیس کو ہمراہ لے کر ملک ہند کو چلی گئی جس کے بعد شاہ گنجئیس نے اپنے خانگی تنازعات سے خلاصی پا کر خدا کا شکریہ ادا کیا۔

آمد برسر مطلب

جس وقت شاہ گنجئیس اپنی کشمیری بیوی اور اس کے بیٹے کو جوالا مکھی کے درشنوں کے لئے دواع کر رہا تھا تو اس وقت خراسانی لشکر بھی غزنی سے پانچ کوس کے فاصلے پر آکر خیمہ زن ہوگیا، اب شاہ گنجئیس نے بھی اپنی بیوی بچے کو ہندوستان بھیج کر قلعہ غزنی کی حفاظت اپنے چچا مہدئیوس کے سپرد کی اور خود میدان جنگ میں صف آراء ہو کر دشمنوں سے لڑنے لگا، اشکانی گوجروں کی فوجی جمیعت جو اس وقت وہ میدان میں لائے تھے ایک لاکھ تھی جو پانچ حصوں میں منقسم تھی اور ساکا گوجروں کی تمام فوجیں اس وقت شمالی ممالک میں پھیلی ہوئی تھیں، اس لئے صرف ان کی تیس ہزار فوج اس وقت غزنی میں موجود تھی جس کو وہ تین حصوں میں منقسم کر کے دشمن کی ایک لاکھ جمیعت سے لڑنے لگے تھے آخر بہت سے کشت وخون کے بعد دونوں بادشاہ میدان جنگ میں قتل ہوئے جس کے بعد خراسانی فوج کی کمان شاہ خراسان کے بیٹے دلوجیسس نے اپنے ہاتھ میں لے کر فوراً شہر غزنی پر حملہ کر دیا ادھر سے شاہ گنجئیس کے چچا سہدئیوس نے بھی خوب طرح اس کی مدافعت کر کے شہر غزنی کی حفاظت کی اور اپنے حملہ آور دشمن دلوجیسس کو شکست فاش دے کر بھگا دیا، اس جنگ میں اشکانی گوجروں کے سولہ ہزار اور ساکا گوجروں کے پندرہ ہزار آدمی کام آئے تھے آخر مہدئیوس نے

Marfat.com

فتح یاب ہو کر تمام ملک کو دشمنوں سے صاف کر کے پھر شاہ گنجیس کے بڑے بیٹے کو تکئیس کو مسند حکومت پر متمکن کر کے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔

شاہ گنجیس کے گیارہ بیٹے تھے جن میں سے کو تکئیس سب سے بڑا بیٹا تھا جس کو شاہ گنجیس نے اپنی زندگی میں ہی اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا اس لئے جب وہ قتل ہوا تو اس کے بعد اس کے چچا مہدئیوس نے کو تکئیس کو تخت غزنی پر متمکن کر کے بمعہ دیگر امراء کے اس کی اطاعت قبول کرنے کا عہد کیا کو تکئیس بڑا عادل اور منصب مزاج بادشاہ تھا اس نے عدل وانصاف اور بذل وعطا سے رعایا کو سرفراز کرنا شروع کیا اس کی احسان مندی اور جودو بخشش نے خلق خدا کو آسودہ حال اور فارغ البال بنا دیا تھا اس کے عہد حکومت میں کوئی ایسا جنگ یا تاریخی واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا جو قابل تحریر ہو البتہ یہ کثیر الاولاد مشہور تھا جب کو تکئیس فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا دامئیوس نامی تخت سلطنت پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا۔

رامئیوس پہلے تو بڑا عادل اور منصف مزاج رہا لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد رذیلوں کی صحبت نے یکبارگی اس کا مزاج بدل دیا، دانشمندوں اور عقلمندوں سے نفرت اوباشوں اور بدمعاشوں سے الفت کرنے لگا جنہوں نے اُسے اپنے سے بڑھ کر بدمعاش، ظالم اور سفاک بنا دیا حکمرانی سے مستغنی ہو کر عیش وعشرت میں مصروف ہوا دربار میں مجلس رقص وسرور اور شراب ناب کا دور چلنے لگا آخر حکومت ملک سے بالکل بیخبر ہو گیا یہاں تک کہ تمام ملک میں ابتری پھیل گئی امراء، وزراء نے ہر طرف لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر دیا رامئیوس کی اس غفلت اور عیاشی نے دشمن حکومتوں کو بھی سلطنت ساکا پر پھر حملہ کرنے کا موقع دے دیا، چنانچہ خراسانی (اشکانی) گوجروں نے پھر ۸۵ قبل از مسیح میں ساکا سلطنت کے صوبہ بلخ پر حملہ کر دیا اور وہاں کے یونانی حاکم ہرمیکس نامی کو جو کہ ساکا گوجروں کی زیر سیادت رہ

Marfat.com

کر صوبہ بلخ پر حکومت کرتا تھا اشکانی گوجروں نے شکست فاش دے کر وہاں سے اس کو نکال دیا جس کے بعد پھر علاقہ بلخ سے ہمیشہ کے لئے یونانی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور تمام یونانی لوگ بمعہ اپنے حاکم ہرمیکس کے علاقہ بلخ سے بھاگ کر کوہ کشمون (کافرستان) مین جا کر پناہ گزین ہوگئے۔

بلخ کے چھن جانے کا رامئیوس کو بالکل کوئی غم نہ ہوا بلکہ وہ بدستور عیش و عشرت میں مصروف رہا، آخر اشکانی گوجروں نے جب غزنی پر حملہ کیا تو پھر وہ اپنی عیش وعشرت کی محفل کو چھوڑ کر ٹیکسلا میں چلا گیا، اشکانی گوجروں نے وہاں بھی اس کا تعاقب کیا، آخر ٹیکسلا سے بھی بھاگ کر ملک ہند کے علاقہ دکن میں چلا گیا اور اپنے چچا سالبئیس (سالباہن) کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا جس کے بعد علاقہ جات افغانستان اور زابلستان (بلوچستان) سے گوجروں کے ساکا خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا، سلطنت چھن جانے کے بعد شاہ رامئیوس بمعہ اپنے اہل وعیال کے ملک ہند میں مستقل سکونت اختیار کر کے آباد ہوگیا اور اسی ملک میں اس کی موت واقعہ ہوئی اس کی اولاد کی حالت اور حکومت اس کے بعد آٹھ پشت تک غیر مطمئن اور پراگندہ رہی جس کی پراگندی کا مفصل حال آئندہ اسی فصل کے اخیر میں لکھا جائے گا۔

آمدم برسر مطلب۔

سالباہن

اب شاہ گنجئیس کی کشمیری بیوی اور اس کے بیٹے سالبئیس (سالباہن) کا حال سنئیے کہ جب گنجئیس نے اپنی کشمیری بیوی اور اس کے بیٹے کو بہانہ سے گھر سے نکال دیا تو وہ دونوں ماں بیٹا غزنی سے چل کر اول پنجاب آئے پھر پنجاب سے تمام تیرتھوں کے درشن کرتے ہوئے ملک دکھن میں پہنچے وہاں شاہ گنجئیس کی کشمیری بیوی کو سلوچن برہم ملا جو اس کا حقیقی چچا تھا سلوچن برہمن راجہ کشمیر مسمی

Marfat.com

کمد روپ کیبل کا حقیقی بھائی تھا اس کو بچپن سے ہی مذہبی علوم حاصل کرنے کا شوق ہوگیا اس لئے وہ تمام ملکی و سیاسی امور سے علیٰحدہ ہوکر علمی و مذہبی تحقیقات میں مصروف رہتا تھا آخر حصول علم کے شوق میں وہ گھر کو چھوڑ کر کسی برہمن کے ہمراہ کشمیر سے ملک دکھن میں چلا گیا تھا وہاں جا کر بڑے بڑے دوان پنڈتوں سے مذہبی تعلیم حاصل کر کے خود ایک بڑا فاضل پنڈت بن گیا تھا جس کے بعد وہ دریائے گوداوری کے کنارے پٹھن نگر میں سکونت اختیار کر کے مذہبی رسوم انجام دینے لگا تھا اور ہمیشہ کے لئے وہیں مقیم ہوگیا تھا وہاں کے ہندو لوگ اسے نسلی برہمن تصور کرتے تھے اس لئے وہ سلوچن برہمن کے نام سے وہاں مشہور تھا حقیقت میں وہ چھتری نسل تھا، القصہ سلوچن اپنی بھتیجی یعنی والدہ سالباہن کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر میں لے گیا والدہ سالباہن نے گھر جا کر اپنے چچا کو اپنی تمام سرگذشت سنانی شروع کی جس کو سن کر وہ بہت متاثر ہوا آخر اس نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں تم میرے پاس رہو میں ہر طرح تمہاری مدد کرنے کو تیار ہوں اور مجھے بھی تم اپنا حقیقی باپ سمجھو کیونکہ باپ اور چچا میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہوتا جیسی تم میرے بھائی کی بیٹی ہو ویسی ہی میری بھی ہو غرض رانی گنجنیس نے اپنے چچا سلوچن کو اپنا ہمدرد و غمخوار پا کر اس کے پاس رہنا منظور کرلیا۔

گو سلوچن بہت غریب تھا لیکن وہ اپنی بھتیجی اور نواسے کی مدد اور خدمت کرنے میں کسی قسم کا دریغ نہیں کرتا تھا، ہمیشہ وہ اپنی حقیقی لڑکی کی طرح اس کو جانتا تھا اور ہر وقت اس کو تسلی و تشفی دے کر اس کے رنج و غم کو دور کرنے کی سعی کرتا رہتا تھا مگر رانی گنجنیس کی قسمت میں ابھی اور بھی مصیبتیں لکھی تھیں جن کو وہ کسی طرح دور نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ جب ایک سال آرام و اطمینان سے گذرا تو دوسرے سال ایک اور نئی مصیبت آگئی یعنی سلوچن کے مذہبی عقیدہ کی وجہ سے حکومت وقت نے جبراً پٹھن نگر سے اس کو نکال دیا، سلوچن عقد گاہوں کا قائل تھا

Marfat.com

جب اس نے بیوہ کے نکاح ثانی کی تحریک شروع کی تو قدامت پسند طبقے کے لوگ اس کے اور اس کی تحریک کے بہت مخالف ہو گئے، کیونکہ یہ رسم اس وقت عام لوگوں میں بہت معیوب خیال کی جاتی تھی حتیٰ کہ راج دربار کی طرف سے بھی سلوچن کی مخالفت کی جانے لگی اور ہر چند حکومت کی طرف سے اس تحریک کی تبلیغ سے اس کو روکا گیا لیکن وہ اس سے ہرگز نہ رک سکا کیونکہ سلوچن ایک جائز امر کو جاری کرنے سے عوام الناس کے طعن و تشنیع اور حکومت وقت کی سختیوں سے ڈر کر باز نہیں رہ سکتا تھا اس نے بڑے زور شور سے اپنے مشن یعنی عقد بیوگان کی تحریک کی تبلیغ شروع کی ان دنوں پٹھن نگر پرتشھٹان پور راج میں تھا جو بعد میں (پٹن) کہلایا اور راجہ سوم کانت وہاں حکومت کرتا تھا جو غالباً مہاراجہ بکرماجیت کے مطیع تھا اس لئے سلوچن کو بلا کر یہ کہا کیونکہ تم عقد ثانی بیوگان کے مسئلے کو جائز رکھتے ہو، اسلئے میں تمہیں اس مسئلے اور عقیدہ کی پاداش میں اس شہر سے بدر ہو جانے کا حکم دیتا ہوں اگر تم یہاں رہے تو پھر دار پر چڑھائے جاؤ گے، غریب سلوچن چپ چاپ یہ جابرانہ حکم سُن کر جو درحقیقت نامناسب تھا اپنی بھتیجی اور نواسہ کو ہمراہ لے کر جنگل کو نکل گیا جس کے بعد پھر اس کی تمام جائداد کو حکومت نے ضبط کرلیا اور ایک پائی تک بھی اس کو اپنے ہمراہ لے جانے کی اجازت نہ دی وہ بے چارہ خالی ہاتھ بالکل مفلس اور قلاش ہو کر گھر سے نکلا افلاس کے مارے تینوں پہلے ہی بھوکوں مر رہے تھے اس پر خانہ بدوشی کی تکلیف مزید برآں ہونے لگی ہر طرف مارا مارا پھرتا تھا اور کوئی سہارا تکتا تھا کہ جہاں سر چھپانے کو جگہ ملے لیکن کوئی جگہ نہیں ملتی تھی آخر سلوچن کو ایک کمہار کا جھونپڑا ملا اسی کو شاہی محل سے بہتر جان کر کمہار کے پاس گیا اور اس کو اپنی تمام درد بھری کہانی سنا کر اس سے پناہ کے لئے امداد کا خواستگار ہوا، غریبوں کے مکان تنگ ہوتے ہیں لیکن ان کے دل بہت کشادہ ہوتے ہیں اس لئے کمہار نے سلوچن کی درخواست کو فی الفور منظور

Marfat.com

کر کے اسے رہنے کے لئے جگہ دے دی اب رہائش کو تو جگہ مل گئی لیکن ظالم پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے کوئی ذریعہ نہ تھا ناچار اسی کمہار کے ساتھ رہ کر محنت مشقت کرنی شروع کر دی غرض کشمیر کا وہ عالم اور فاضل شہزادہ اسی کمہار کے دستر خوان کو خوان نعمت سمجھ کر اس کی مزدوری کرنے لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ننھا نواسہ سالباہن بھی اپنی مصیبت زدہ ماں کے ساتھ ایک رذیل کے ٹکڑوں پر پرورش پانے لگا جو ایک دن بڑا ہو کر ملک دکن کا مہاراج لوہے راج ہونے والا تھا۔ جب سالباہن پانچ برس کا ہوا تو اس کے نانا نے اسی کمہار کا شاگرد اس کو بنا دیا، کیونکہ سالباہن ایک ہونہار اور ہوشیار لڑکا تھا اس لئے چند ہی مہینوں میں وہ برتن بنانے کا مکمل کام سیکھ کر استاد بن گیا اور ایسے عمدہ اور اعلیٰ کھلونے بنانے لگا تھا کہ دیکھنے والے عش عش کر اٹھتے تھے یوں تو وہ ہر قسم کے کھلونوں کی ساخت میں ید طولیٰ رکھتا تھا مگر ہاتھی گھوڑے، سوار سپاہی، تیر کمان، تلوار اور گرز وغیرہ بنانے کا اسے خاص شوق تھا، محبت اور پریم اس کے مزاج میں اس درجہ تھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں جنگل میں مویشی چرانے والے تمام لڑکے اس کے یار غار اور مددگار بن گئے، بچپن کے کھیل بھی اس کے جد امجد سکندر اعظم اور نپولین بونا پارٹ کی طرح سپاہیانہ ہوتے تھے وہ ہمیشہ اپنے ہم عمر لڑکوں کی فوجیں بناتا قواعد سکھاتا پرے کھڑے کرتا اور ہلے کیا کرتا تھا، ایک دن سالباہن نے اپنی ماں سے شہر دیکھنے کی التجا کی لیکن اس کی ماں نے اس کو اجازت نہ دی آخر جب وہ بہت بضد ہوا تو اس کی ماں نے تمام واردات سنا کر اس کو یہ کہا کہ شہر کے راجہ نے ہم کو جبراً شہر سے نکال دیا ہوا ہے اس لئے اب تمہیں بھی شہر میں جانے کی ممانعت ہے یہ بات سن کر اس ننھے بچے کے پاک دل سے بیساختہ یہ نکلا کہ جس راجہ نے ہمیں شہر سے نکالا ہے میں بھی اسے ملک سے نکال کر اس کے تخت پر قبضہ کر لوں گا تاریخ گواہ ہے کہ اس نے جو کچھ کہا تھا وہ سچ کر کے دکھایا، مگر اس وقت اس کے

Marfat.com

بوڑھے نانا اور مصیبت زدہ ماں نے اس کی اس بات کو بچوں کی بات سمجھ کر اچھا کہا اور ٹال دیا لیکن بچے کے دل میں وہ بات گرہ کی طرح بیٹھ گئی تھی، اس کو سوتے جاگتے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر لحظہ اور ہر آن اس بات کا خیال رہنے لگا تھا آخر اس نے اپنے اس خیال کی تکمیل کے لئے پہلے اپنے ہمجولیوں اور پھر ان کے لواحقین اور آخیر میں اردگرد کے رئیسوں کو اپنا بنانا شروع کیا غرض قدرت نے اس کی زبان میں ایسا جادو بھر رکھا تھا کہ جو کوئی اس کی تقریر کو سنتا تھا وہ اس کی درخواست کو ہرگز رد نہیں کرتا تھا۔

جب سالباہن پندرہ سال کا ہوا تو اب اس نے ہاتھ پاؤں نکالنے شروع کئے راجہ سوم کانت کے ناراض و برخاست شدہ سپاہی افسر اور دیگر تمام عہدہ دار اس سے آملے اور جب اس کی عمر کے سولہویں سال کا آغاز ہوا تو پھر اس نے اپنے تمام جنگلی دوستوں کو اپنے ہمراہ لے کر دارالخلافہ پٹھن نگر پر ہلہ بول دیا آخر راجہ سوم کانت کو شکست فاش دیکر دارالخلافہ پر قابض ہوگیا جس کے بعد تاج شاہی سر پر رکھ کر حکومت کرنے لگا بچپن میں جو کچھ اس نے بھولے پن سے کہا تھا وہ دنیا کو سچ کر دکھایا جس کی تفصیل یہ ہے کہ سالباہن بہ نسبت زور آزمائی کے حکمت عملی سے زیادہ کام لیتا تھا اس نے حکمت عملی سے ہی راجہ سوم کانت کے تمام فوجی سپاہیوں اور رئیسوں کو راجہ کی طرف سے بدظن کر کے اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا اور اس کی ریاست کے تمام زمینداروں کو بھی اپنا بنا کر جنگلی اقوام سے مدد حاصل کرلی تھی اسی ضمن میں بار بار اس نے اپنی جائے رہائش کو بھی تبدیل کیا تھا پہاڑوں کے نامعلوم گھپاؤں کو معلوم کر کے انہیں اس نے اپنی جائے پناہ بنایا جب جا کر وہ کامیاب ہوا اس کے بعد جب وہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو پھر وہ اپنی رعایا کو داد وہش اور عدل و انصاف سے خوش کرنے لگا جس کی وجہ سے وہ اپنی رعایا میں بہت ہر دل عزیز ہوگیا تو وسیع سلطنت کے

Marfat.com

خیال سے اب اس نے ارد گرد کے علاقوں کو بھی فتح کرنا شروع کر دیا جس طرف گھوڑے کی باگ اٹھاتا تھا فتح و نصرت اس کے استقبال کو آتی تھی حتیٰ کہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ تمام ملک دکھن پر قابض ہو گیا تھا۔ سالباہن چونکہ قوم گوجر سے تھا اور اپنی ماں سے وہ اپنی قوم اور خاندان کے بہادروں کے جنگی کارناموں کے حالات سن چکا تھا اس لئے اس کو اپنی قوم خصوصاً سا کا خاندان کے ہر فرد کے ساتھ محبت پیدا ہو گئی تھی اور جب کبھی اس کو اپنی قوم یا خاندان کا کوئی آدمی ملتا تھا تو وہ اس کی بہت عزت کرتا تھا گوجروں کے سا کا خاندان کی حکومت کو زابلستان میں جب سے زوال آیا تھا تب سے سا کا خاندان کے تمام افراد زابلستان سے نکل کر منتشر اور پراگندہ حالت میں مختلف جگہوں میں جا کر آباد ہو گئے تھے اس لئے جب اس خاندان میں سے سالباہن صاحب حکومت ہوا تو اس نے اپنے خاندان اور قوم کے تمام منتشر اور پراگندہ افراد کو اپنی ریاست میں آنے کی دعوت دی جب سا کا خاندان کے منتشر افراد کے پاس اس کی دعوت کا پیغام پہنچا تو تمام پراگندہ افراد اس کے پاس آنے شروع ہو گئے جن کو سالباہن نے بڑے بڑے عہدے عطا کر کے ایک جگہ آباد کر دیا، پھر اپنی قوم سے ہزار ہا نوجوان بھرتی کر کے ان کو فوجی تعلیم دے کر ایک جرار فوج تیار کی جس کے ذریعے وہ اشکانی گوجروں سے اپنے باپ کے انتقام لینے کا ارادہ کرنے لگا لیکن اشکانی گوجروں کی سرحد پر جا کر ان سے لڑنا اس کے لئے بہت مشکل تھا کیونکہ راستہ میں راجہ بکرماجیت کی حکومت حائل تھی جسکے اشکانی گوجروں کے ساتھ نہایت گہرے دوستانہ تعلقات تھے اس لئے سالباہن نے اپنے راستہ میں سے اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے راجہ بکرماجیت کے خلاف بھی جنگی تیاریاں شروع کر دیں ۵۷ء قبل از مسیح میں سالباہن سا کا گوجروں کا جرار لشکر لے کر اول راجہ بکرماجیت پر حملہ آور ہوا ادھر سے راجہ بکرماجیت بھی اپنی مالوی فوج

Marfat.com

لے کر سالباہن کے مقابلہ کے لئے دریائے نربدا پر پہنچ گیا طرفین میں کئی دن تک معرکہ کارزار گرم رہا بہت سے کشت وخون کے بعد آخر سالباہن کے ہاتھ سے راجہ بکرماجیت قتل ہوا جس کے بعد اس کی فوج شکست اٹھا کر بھاگ گئی اور سالباہن نے شہر اجین پر جو راجہ بکرماجیت کا دار الحکومت تھا قبضہ کر کے تمام مالوہ کو فتح کرلیا اس فتح سے ساکا گوجروں کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے اس لئے اب انہوں نے دوسرے علاقوں کو بھی فتح کرنا شروع کیا آخر سالباہن جب ادھر سے فارغ ہوا تو پھر پنجاب کی طرف بڑھا پنجاب اور اس کی راج دہانی نگل نگری کو فتح کر کے وہاں آپ کا ایک ندی کے پاس اس فتح کی یادگار قائم کرنے کے لئے ایک قلعہ اور شہر تعمیر کرا کر آباد کیا جس کا نام اس نے اپنے نام پر سالکوٹ رکھا جو بعد میں بگڑ کر سیالکوٹ کے نام سے موسوم ہوگیا، پھر پنجاب کے نظم ونسق کو اپنے چھوٹے بیٹے رسالو کے سپرد کر کے علاقہ سندھ کی جانب متوجہ ہوا اس سفر میں اس نے اپنے بڑے بیٹے مسمی بل بند کو جو کہ اس کا ولی عہد تھا اپنے ہمراہ لے کر سندھ کو فتح کرنا شروع کیا جب سندھ کو بھی تسخیر کر چکا تو پھر اس نے اپنی عنان عزیمت زابلستان کی جانب معطوف کی زابلستان کی سرحد پر پہنچ کر وہاں بھی ایک شہر اور قلعہ تعمیر کرا کر پھر اشکانی گوجروں کی سرحدی فوجوں سے برسر پیکار ہوا آخر ان کی سرحدی فوجوں کو شکست دے کر زابلستان میں داخل ہوگیا اور قلعہ غزنی کو فتح کر کے یلغار کرتا ہوا بلخ کی طرف بڑھا جہاں اشکانی گوجروں کی بیس ہزار جرار فوج سالباہن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار بیٹھی تھی جب سالباہن اپنے بیشمار لشکر کے ساتھ سرحد بلخ پر پہنچا تو اشکانی گوجروں نے اس جگہ اس کے لشکر کی سخت مدافعت کی لیکن اس بیشمار لشکر کے آگے ان کی کوئی پیش نہ گئی آخر بہت سے کشت وخون کے بعد اشکانی گوجروں کو شکست نصیب ہوئی اور وہ بلخ کو چھوڑ کر خراسان میں بھاگ گئے جس کے بعد سالباہن فتح کا پھریرا اڑاتا ہوا سرحد بلخ میں داخل ہو

Marfat.com

کر شہر بلخ پر قابض ہوگیا اس معرکہ میں اشکانی گوجروں کے نو ہزار اور ساکا گوجروں کے گیارہ ہزار آدمی قتل ہوئے تھے جس کے بعد پھر اشکانی گوجروں اور ساکا گوجروں میں دشمنی کی بنیاد پڑ گئی تھی غرض راجہ سالباہن ایک سال غزنی اور ایک سال بلخ میں مستقل قیام کر کے ان ممالک کے نظم ونسق کو درست کرنے لگا، جب ہر طرف امن قائم ہوگیا پھر وہ اپنے بڑے بیٹے مسمی بل بند کو نائب السلطنت مقرر کر کے وہاں سے مراجعت پذیر ہوا تین سال کے بعد جب سالباہن زابلستان سے واپس ہوا تو راستہ میں آتے ہوئے اس نے اپنے تعمیر کردہ قلعہ سیالکوٹ میں آکر مقام کیا، جاتی دفعہ وہ اس علاقہ کا نظم ونسق اپنے چھوٹے بیٹے رسالو کے سپرد کر گیا تھا اور جب واپس آیا تو اس کا اعلیٰ انتظام دیکھ کر بہت خوش ہوا جس کے بعد پھر اسی شہر سیالکوٹ کو اپنا دارالخلافہ قرار دے کر اس میں مستقل سکونت اختیار کر کے آباد ہوگیا، اس شہر کو دارالخلافہ قرار دینے کی اصل وجہ یہ تھی کہ اب سالباہن کی سلطنت بہت وسیع ہوگئی تھی جس کی جنوبی سرحد ایک طرف ملک دکھن اور دوسری طرف شمالی سرحد ملک بلخ تھی ان ممالک کے انتظامات کو سرانجام دینے کے لئے اب دار الخلافہ کا درمیان میں ہونا ضروری تھا تاکہ ہر جگہ احکام شاہی آسانی سے پہنچائے جاسکیں اس لئے راجہ سالباہن نے ملک دکھن سے دارالخلافہ کو تبدیل کر کے شہر سیالکوٹ کو دارالخلافہ قرار دے دیا اور اسی شہر میں مستقل سکونت اختیار کر کے آباد ہوگیا۔

راجہ سالباہن کی فتوحات اور کشور کشائیوں سے ڈر کر راجہ دہلی (ہستنا پور) نے اس سے دوستی پیدا کرنے کے لئے اپنی بیٹی کا ناطہ اس کے بیٹے بل بند کے لئے پیش کیا جس کو راجہ سالباہن نے منظور کر کے اپنے بیٹے کو برات کے ہمراہ دہلی بھیج دیا جب برات دہلی کے قریب پہنچی تو راجہ دہلی پانچ میل کے فاصلے پر شہر سے باہر نکل کر پیشوائی کے لئے آگے آیا جس کے بعد بل بند اور اس کی برات کو

Marfat.com

بڑی دھوم دھام سے اپنے ہمراہ شہر میں لے گیا، کئی دن تک شادی کا جشن قائم رہا آخر راجہ دہلی نے بیٹی کی شادی کر کے اور بہت سا قیمتی جہیز دے کر بل بند کے ہمراہ اس کو رخصت کیا۔

راجہ سالباہن کی بہت سے بیویاں تھیں جن میں سے پندرہ معزز شاہی خاندانوں سے تھیں جن کے بطنوں سے اس کے پندرہ ہی بیٹے پیدا ہوئے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔ بل بند، رسالو، دہماکمد عرف دہر، سکھین عرف سنگا، سندر بجھ، کالک، پار بہہ عرف پورن، ردیا، لیکھا، جس کرن، منیما، جہماٹ، نیپک، گینگو، جوگیو۔ سالباہن کے ان بیٹوں میں سے سب سے بڑا شہزادہ بل بند تھا جو کہ اس کا ولی عہد تھا باقی جو سالباہن کے بیٹے تھے ان کو اس نے بڑے بڑے مناصب و مدارج عطا کر سلطنت کے مختلف شعبوں کا انتظام تفویض کر دیا تھا یعنی ان میں سے بعض کو مدارالمہام بعض کو سپہ سالار اور بعض کو کسی صوبے کا گورنر یا کسی بڑے مُلک میں نائب السلطنت مقرر کر کے بھیج دیا تھا اور اس طرح اپنے فرائض ملکی کو اس نے ہلکا کرلیا تھا چنانچہ سالباہن نے اپنے بیٹے مسمی سکھین عرف سنگلا کو اپنا نائب السلطنت مقرر کر کے ملک دکھن میں بھیجا جو اس کے بعد بھی اپنے بھائی بل بند کے عہد حکومت میں اسی عہدہ پر ممتاز رہ کر خدمات ملکی سرانجام دیتا رہا بلکہ یہ عہدہ اس کی اولاد میں ایک طرح موروثی ہوگیا تھا یعنی سکھین جب فوت ہوا تو اس کے بعد پھر اس کا بیٹا اس عہدہ پر ممتاز ہو کر خدمات ملکی سرانجام دینے لگا سکھین کے بیٹے کے عہد حکومت میں ملک دکھن کے تمام ماتحت راجاؤں نے ساکا حکومت سے منحرف ہو کر عام بغاوت کر دی تھی یہاں تک کہ باغی لوگ خاص دارالخلافہ پٹن نگر پر بھی قابض ہوگئے تھے آخر اس خوفناک بغاوت کو سکھین کے بیٹے نے اپنی قابلیت سے فرو کر کے پھر از سرِنو اپنے دارالخلافہ پر قبضہ کرلیا تھا جس کے بعد پھر اس نے تخت سلطنت پر جلوس فرما کر ۷۷ء میں اس فتح کی یادگار قائم

Marfat.com

کرنے کے لئے ایک نیا سمت جاری کیا تھا جس کا نام اس نے ساکا سمت رکھا جو بعد میں اس کے دادا سالباہن کی جانب منسوب ہو گیا جو آج بھی اسی کی جانب منسوب ہو کر ملک دکھن میں مروج ہے۔

آمدم برسر مطلب

جب سالباہن اُنتر سال نو ماہ اور سترہ روز کی عمر پا کر بمقام سیالکوٹ فوت ہوا، تو اس کے تمام بیٹوں نے بالاتفاق رسم خاندان کے مطابق اپنے بڑے بھائی بل بند کو باپ کا جانشین ہونا تسلیم کر کے تخت سلطنت پر متمکن کیا جس کے بعد پھر شہزادہ بل بند سیر یر آرائے تخت ہو کر حکومت کرنے لگا۔

بل بند کے عہد حکومت میں کوشاں گوجر بھی جنکی ریاست مشرقی ترکستان میں سرحد چین کے پاس واقع تھی بہت زور پکڑ رہے تھے انہوں نے سرحد ترکستان کو عبور کر کے زابلستان پر حملہ کر دیا تھا اور مضافات غزنی سے چند مقامات کو فتح کر کے ان پر قابض ہو گئے تھے لیکن بہت جلد بل بند نے اپنے بھائی رسالو کی زیر قیادت ساکا گوجروں کا ایک جرار لشکر بھیج کر کوشاں گوجروں کو مار مار کر ان مقامات سے نکال دیا تھا بس اس ایک مقابلے کے سوائے بل بند کو اپنے عہد حکومت میں اور کسی زبردست دشمن سے مقابلہ کرنا نہیں پڑا وہ اپنی زندگی میں بڑے امن و چین سے اپنے ملک میں بہت مدت حکومت کرتا رہا، راجہ بل بند کی بارہ بیویاں تھیں جن میں سے ایک بیوی اس کی راجہ دہلی کی بیٹی تھی باقی گیارہ بھی اچھے خاندانوں سے تھیں بڑی رانی کے بطن سے راؤ بھائی پیدا ہوا تھا جو کہ اس کا ولی عہد تھا دوسری رانی کے بطن سے ساجی عالم ظہور میں آیا غرض راجہ بل بند کے کل دس بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔ بھائی راؤ، بھوپت راؤ، ساجی، منگیر یا، کلورا عرف کولر، جھنجلا، عرف جھنجھ، سرمور بھیس عرف بھٹن ڑیچا، رکش عرف لدہڑ، جھنجا دند، دیو راؤ۔ راجہ بل بند کے ان دس بیٹوں کی اولاد میں سے پھر آگے کئی ایک گوتیں بن

Marfat.com

گئیں جن کی مختصر تفصیل یہ ہے اس کے پہلے بیٹے راؤ بھاٹی کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر بھٹی گوجر موسوم ہوا جو آج بھی اسی نام سے مشہور ہے چوتھے بیٹے منگیر یا کے پانچ بیٹے تھے اس کی اولاد کا گوت بھی اسی کے نام پر منگیر یا موسوم ہوا، اس کا پانچواں بیٹا کلوراعرف کولر تھا پھر جسکے آگے آٹھ بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں۔ شیو داس، رامداس، اسو، کرشن، سموہ، گنگو، جسو، بھاگو۔ ان سب کی اولاد نے ہندو مذہب اختیار کرلیا تھا اور دریائے سندھ کی مغربی جانب جا کر آباد ہوگئی تھی۔ کلوراعرف کولر کی اولاد کا گوت بھی اس کی طرف منسوب ہو کر کولر یا کلور مشہور ہوا۔ اس گوت کے لوگوں کی کثیر تعداد آج بھی دریائے سندھ کی مغربی جانب آباد ہے اور اس گوت کے بہت سے لوگ مسلمان ہوگئے ہیں راجہ بل بند کا چھٹا بیٹا جھنجلا عرف جھنج تھا جس کے آگے سات بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔ چمیو، گوکل، مہاراج، ہنسا، نہرادوں، رہو، جگو۔ ان سب نے ہندو مذہب قبول کر کے ہندو قوم میں ایک فرقہ کا اضافہ کیا جھنجلا عرف جھنج کی اولاد کا گوت بھی اس کے نام کی طرف منسوب ہو کر جو ہیا اور جنجوعہ موسوم ہوا اس گوت کے لوگ پنجاب میں ہر جگہ پائے جاتے ہیں خاص کر اضلاع راولپنڈی و جہلم اور گجرات میں بکثرت آباد ہیں، جو آج سب کے سب مسلمان ہیں راجہ بل بند کا ساتواں بیٹا جس کا نام بھنس ڑیچا تھا اس کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر بھنس ڑیچا موسوم ہوگیا،س کا دسواں بیٹا دیوراؤ تھا اس کی اولاد زیادہ نہیں ہوئی اس کے ایک پوتے نے نسابی اختیار کرلی تھی اس لئے اس کی اولاد بھاٹ (بادفروش) کے نام سے موسوم ہوئی راجہ بل بند جب قریب المرگ ہوا تو اس نے غزنی کی عنان حکومت اپنے پوتے یعنی فرزند ثانی بھوبت کے بیٹے چگیتوں کے سپرد کر کے اس کو وہاں بھیج دیا تھا جب چگیتو غزنی پہنچا تو اس نے وہاں از یک ترکوں کا زور دیکھ کر انہی کو فوج اور دیگر محکموں میں ملازم رکھنا شروع کر دیا تھا اور اراکین سلطنت بھی انہی کو بنایا تھا

Marfat.com

ازبکوں نے شہزادہ چگیتو کو ایسی پٹی پڑھائی کہ اس نے بلخ و بخارا کی بادشاہی کے لالچ میں اپنا آبائی مذہب ترک کر کے شامانی مذہب اختیار کرلیا تھا جس کے بعد شہنشاہی کا خطاب اختیار کر کے ان ممالک پر حکومت کرنے لگا تھا ازبک ترکوں کے رئیس نے جس کا ان دنوں بلخ و بخارا پر قبضہ ہو گیا تھا اور جس کے گھر میں سوائے ایک بیٹی کے اور کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس نے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اپنی بیٹی کی شادی شہزادہ چگیتو سے کر دی تھی اور اس کو تخت بلخ و بخارا پر بٹھا کر اٹھائیس ہزار سوار اس کے تابع فرمان کر دیئے تھے جس کے بعد چگیتو کا سکہ وخطبہ بلخ سے لیکر ہندوستان تک جاری ہوا لیکن تین سال کے بعد اس کے چچا بھائی راؤ نے اس کو شکست فاش دے کر حکومت بلخ وغزنی سے بیدخل کر دیا شہزادہ چگیتو کے آٹھ بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں:۔ دیوسی، بہرون، کھیم خان، ماہر، جیسپال، دہرسی، بجلی خان، شاہ سمندر۔ غرض چگیتو کی اولاد سے بھی ایک گوت عالم وجود میں آئی تھی جس کا نام ہم کو معلوم نہیں آمدم برسر مطلب:۔ راجہ بل بند جب فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا بھائی راؤ تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا بھائی راؤ نے اپنے باپ کے بعد اٹھارہ باغی راجاؤں کو مطیع و منقاد کر کے ان سے سالانہ خراج وصول کیا تھا اس زمانہ میں اس کا سب سے بڑا دشمن کانپور کا راجہ بیر بھان بگھیلا تھا جب بھائی راؤ نے اس پر چڑھائی کی تو وہ بھی چالیس ہزار سپاہی مقابلہ کیلئے لے کر میدان جنگ میں آیا بہت سے کشت وخون کے بعد آخر راجہ بیر بھان بگھیلا کو شکست نصیب ہوئی اور وہ بھاگتے ہوئے میدان جنگ میں مارا گیا جس کے بعد بھائی راؤ فتح کا پھریرا اڑاتا ہوا اس کے دار الحکومت شہر کانپور میں داخل ہو کر تمام علاقے پر قابض ہو گیا ان فتوحات میں بھائی راؤ کو بہت سی دولت اور قیدی ہاتھ آئے تھے جن کو وہ اپنے ہمراہ لے کر پنجاب کو مراجعت پذیر ہوا چنانچہ ٹاڈ صاحب اپنی تاریخ ٹاڈ راجستان میں لکھتے ہیں کہ جب راجہ بھائی راؤ ان

Marfat.com

فتوحات سے فارغ ہو کر پنجاب کو واپس ہوا تو اس وقت اس کے ہمراہ چالیس ہزار خچر و دولت و مال سے لدے ہوئے تھے اور ساٹھ ہزار سوار قیدی تھے اور پیادوں کا کوئی شمار ہی نہ تھا جن کو وہ اپنے ہمراہ قید کر کے پنجاب کو لے گیا۔

جب بھاٹی راؤ ان فتوحات سے فارغ ہو کر پنجاب کو واپس آ رہا تھا تو راستہ میں کوسوں تک اس کو جنگل ہی جنگل نظر آیا اس لئے اس نے اس جنگل میں ایک مستحکم قلعہ بنانے کے لئے ایک جگہ کو اس نے تجویز کیا جب تجویز کردہ جگہ پر قلعہ بن کے تیار ہو گیا تو پھر اس نے اس قلعہ کا نام اپنے نام پر بھٹینر رکھا اور اس میں کافی فوجی جمیعت کو مامور کر کے پنجاب کو روانہ ہوا بھاٹی راؤ نے اپنے باپ کے بعد شہر سیالکوٹ سے دارالخلافہ کو تبدیل کر کے شہر لاہور کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا تھا اور وہیں اس کی مسند نشینی کی تمام رسومات بھی ادا ہوئی تھیں اس تقریب پر اس نے اپنی تمام فوج کو لاہور میں طلب کر کے ایک بڑا بھاری جشن منایا تھا جس کے بعد پھر اس نے انعام واکرام دے کر سب کو رخصت کیا تھا۔

بھٹی گوجر

بھاٹی راؤ کی رانیاں اس قدر نہ تھیں جس قدر کہ ساکا گوجروں کے پہلے طبقوں کے حکمرانوں میں ہوا کرتی تھیں بلکہ اس کی صرف پانچ رانیاں تھیں پہلی رانی منڈور کے راجہ بھیم دیو کی بیٹی منہاوتی نام تھی دوسری رانی قوم بڑھار کے راجہ پون پال کی بیٹی کچھ بائی نام تھی تیسری رانی قوم اونٹر کے راجہ کی بیٹی تھی ان کے علاوہ دو اور بھی رانیاں تھیں جن کے نام ہم کو معلوم نہیں ان رانیوں کے بطن سے راجہ بھاٹی راؤ کے چار بیٹے پیدا ہوئے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔ سنگراؤ، منگل راؤ، مسور راؤ، ابھے راؤ۔

بھاٹی راؤ کی پہلی رانی کے بطن سے صرف ایک ہی بیٹا سنگراؤ نام پیدا ہوا تھا

(۱) بحوالہ آئینہ براڈبنس یعنی تاریخ روسا فرید کوٹ جلد دوم

Marfat.com

جو کہ اس کے سب بیٹوں سے بڑا تھا کنور سنگراؤ نے قصبہ سرسہ آباد کیا تھا اور اس قصبہ کے ساتھ ہی ایک قلعہ بھی اس نے تعمیر کرایا تھا اس وقت میں اس مقام کو سرسوا کہتے تھے کنور سنگراؤ کی اولاد سے بھی گوجروں کی ایک گوت کا آغاز ہوا تھا لیکن اس گوت کا نام ہم کو معلوم نہیں بھاٹی راؤ کا دوسرا بیٹا منگل راؤ تھا جس کو اس نے غزنی کی حکومت سپرد کر رکھی تھی اور جس پر کہ شاہ خراسان نے حملہ کر کے اس کو وہاں سے نکال دیا تھا، منگل راؤ کے پھر آگے چھ بیٹے پیدا ہوئے تھے جن کے نام یہ ہیں:۔ منڈھم راؤ معروف عام معظم راؤ، گلرسی، موندراج، شیو راج، پھول، کیولا۔ ان میں سے پانچ بھائیوں نے گوجر قومیت ترک کر کے غیر قومیتیں اختیار کر لی تھیں اس ترک قومیت کی وجہ اور ان کا مفصل حال عنقریب آگے لکھا جائے گا۔

بھاٹی راؤ کا تیسرا بیٹا مسور راؤ تھا وہ بڑا نامور شہزادہ تھا اس نے دور دور کے علاقے فتح کر کے پھر از سر نو اپنی سلطنت میں شامل کئے تھے مسور راؤ کے پھر آگے دو بیٹے پیدا ہوئے تھے جن کے نام یہ ہیں:۔ سارن راؤ، ابھے راؤ۔ سارن کی اولاد کا گوت اسی کے نام کی طرف منسوب ہو کر سارن جٹ موسوم ہوا، دوسرا ابھے راؤ تھا جس نے قلعہ ابوہر تعمیر کرایا تھا اس کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر ابھوریا بھاٹی موسوم ہوا اس گوت کے لوگ اب بھی اسی نام ابھوریا بھاٹی سے موسوم کئے جاتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جو کہ پنجاب میں بھٹی راجپوت کہلاتے ہیں انہی میں سے دُولا بھٹی بانی پنڈی بھٹیاں واقعہ دو آبہ رچنا بہت نامور سردار ہوا ہے جس کی داستانیں اور واریں تقریبوں پر بڑی دلچسپی سے سنی جاتی ہیں۔

راجہ بھاٹی راؤ کا چوتھا بیٹا جس نے کئی راجوں کو اپنا تابع فرمان بنا کر چند سال بڑی کامیابی سے حکومت کی تھی آخر شاہ خراسان سے ہزیمت اٹھا کر قلعہ بھٹنیر زمیں بھاگ گیا تھا اسی راؤ نے مہوا کے راجہ راٹھور کی بیٹی سے شادی کی تھی اور دوسری شادی قلعہ آبو کے راجہ سورج پنوار کی بیٹی سے کی تھی ان دونوں رانیوں

Marfat.com

کے بطن سے آہے راوَ کی بھی بہت اولاد پیدا ہوئی تھی اس کی اولاد سے بھی گُوجروں کی ایک گوت قائم ہوئی تھی جس کا نام ہم کو معلوم نہیں بھاٹی راوَ کے عظیم الشان کارناموں کی وجہ سے سالباہن کی تمام اولاد اس کے نام اور کارناموں پر فخر ومباہات کرنے لگی تھی یہاں تک کہ بھاٹی راوَ کی اولاد کے ساتھ ہی اس کی قوم بھی آبائی خطاب کو چھوڑ کر بھٹی کہلانے لگی تھی سوائے معدودے چند کی اولاد کے جنگی گوت کسی عارضی وجہ سے اور ہوگئی تھی باقی سب کے سب بھٹی کہلانے لگے تھے یعنی قوم گُوجر کے ساکا خاندان کے تمام لوگ ساکا خطاب کو ترک کر کے اپنی اپنی گوتوں کو بھاٹی راوَ کے نام کی طرف منسوب وموسوم کرنے لگے تھے اس زمانہ میں ساکا گُوجروں کے آبائی خطابوں والقابوں میں ایسی تبدیلی واقع ہوگئی تھی کہ ساکا گُوجروں کی پہلی تمام گوتیں اس نامور بہادر بھاٹی راوَ کے نام سے ترکیب پاکر بھٹی کہلانے لگی تھیں یا کسی دوسری بڑی گوت میں مل جُل گئی تھیں اور یا مغلوبی کی حالت میں کسی اور گوت کو انہوں نے اختیار کرلیا تھا بھاٹی راوَ نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹوں کو الگ الگ ملکوں کی حکومتیں سپرد کر دی تھیں جس کے بعد اس کے بیٹوں نے اپنے زور بازو اور ہمت کے ساتھ اپنے اپنے ملکوں کو اور بھی بڑھالیا تھا اور سب نے اس کے بعد جابجا اپنی خود مختار حکومتیں قائم کرلی تھی مگر وہ سب کے سب مرکزی حکومت کے تابع فرمان رہتے تھے جب راجہ بھاٹی راوَ نے ۱۰۲ء میں رحلت کی تو اس کے باقی تین بیٹوں نے اپنی رضا مندی سے اپنے بھائی اہے راوَ کو باپ کی مسند حکومت پر متمکن کر دیا تھا، بھاٹی راوَ کی توجہ زیادہ تر ہندوستان کے علاقوں کی طرف معطوف ہوگئی تھی اس سبب سے اُس کا زور خراسان اور ترکستان میں کم ہوگیا تھا اور خراسان کو اپنی طاقت بڑھانے کا خوب موقع مل گیا تھا لیکن وہ بھاٹی راوَ کی عالمگیر فتوحات اور زبردست جنگی طاقت سے ڈر کر اس پر حملہ کرنے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا لیکن جب بھاٹی راوَ فوت ہوگیا تو پھر اس نے غزنی پر جہاں کہ

Marfat.com

بھاٹی راؤ کے بیٹے منگل راؤ کی حکومت تھی حملہ کر کے اسکو وہاں سے نکال دیا جس کے بعد پھر وہ پنجاب پر حملہ آور ہو کر سیالکوٹ کی طرف بڑھا، سیالکوٹ میں بھاٹی راؤ کے دوسرے بیٹے مسور راؤ کی حکومت تھی شاہ خراسان نے بڑی جدو جہد اور سخت لڑائی کے بعد آخر مسور راؤ کو بھی شکست فاش دے کر قلعہ سیالکوٹ پر قبضہ کرلیا اور مسور راؤ سیالکوٹ سے بھاگ کر لکھی جنگل میں چلا گیا مسور راؤ نے لکھی جنگل میں پہنچ کر جہاں کہ کاشت کار لوگ آباد تھے ان کو زیر کر کے ان کے تمام علاقے پر تسلط کرلیا اور ان کی سرداری سنبھال کر ان کو عدل و انصاف اور بذل و عطا سے خوش کر کے ان پر حکومت کرنے لگا ادھر سے منگل راؤ بھی حملہ آوروں سے جان بچا کر مسور راؤ کے پاس لکھی جنگل میں چلا آیا تھا اور دونوں بھائی مل کر وہاں فرائض ملکی سرانجام دینے لگے تھے منگل راؤ جو اپنے پانچ بیٹے پیچھے چھوڑ آیا تھا ان کو اس کی رعایا نے اپنے گھروں میں اس لئے چھپا لیا تھا کہ شاہ خراسان کہیں ان شہزادوں کو قتل نہ کر دے جب وہ شہزادے بڑے ہوئے تو ان کی اولاد سے جاٹوں اور گوجروں کی کئی ایک گوتیں قائم ہوئیں جن کی بنا کی تفصیل یہ ہے۔

جب شاہ خراسان نے بڑے خدم وچشم سے غزنی و سیالکوٹ اور لاہور پر لشکر کشی کی منگل راؤ اپنے ایک بیٹے منڈھم راؤ عرف عام معظم راؤ کو اپنے ہمراہ لے کر دریا کے کنارے لکھی جنگل میں بھاگ گیا اور اس کا بھائی مسور راؤ جو کہ سیالکوٹ میں حاکم تھا، اس کے بھی چھکے چھوٹ گئے وہ بھی شاہ خراسان کے ہاتھوں ہزیمت اٹھا کر قلعہ سیالکوٹ سے بھاگ گیا اور لکھی جنگل میں جا کر پناہ گزین ہوا جس کے بعد پھر وہ لکھی جنگل کے تمام کاشتکاروں کو اپنا تابع فرمان بنا کر ان کے علاقہ پر قابض ہوگیا جب مسور راؤ قلعہ سیالکوٹ سے بھاگا تھا تو وہ اپنے دونوں بیٹوں سارن راؤ اور ابھے راؤ کو بھی اپنے ہمراہ لے گیا تھا اس کے دونوں بیٹوں کی وہاں بہت اولاد پیدا ہوئی جو انہی کے ناموں پر موسوم ہوئی یعنی ابھے راؤ کی اولاد اسی

Marfat.com

کے نام پر ابھوریا بھٹی کہلانے لگی اور سارن راؤ جو اپنے بھائی سے بگڑ کر جدا ہو گیا تھا اور جس نے پیشہ کاشتکاری اختیار کرلیا تھا اس کی اولاد اسی کے نام پر سارن جٹ کے نام سے موسوم ہوئی جو آج بھی پیشہ کاشتکاری میں مصروف ہے اسی طرح منگل راؤ کے جو چھ بیٹے بنام منڈھم عرف معظم راؤ، گلرسی مولراج، شیو راج، پھول اور کیولا تھے ان کی اولاد سے بھی چھ گوتیں قائم ہوئیں، جن میں ایک گوت گوجروں کی اور تین گوتیں جاٹوں کی اور گوت حجاموں کی اور گوت گھماروں کی قائم ہوئی جن کی تبدیلی قومیت اور تبدیلی لقب کا مفصل حال اس طرح ہے۔

جب منگل راؤ غزنی سے مفرور ہو کر لکھی جنگل میں چلا گیا تو اس کے بعد جب اس کی اولاد رعایا کے گھروں میں روپوش ہوئی تو ایک شخص بھومیہ ستی داس قوم تاک نے جس کے بزرگوں کو بزرگان بھاٹی راؤ نے تباہ برباد کیا تھا اس نے بدلہ لینے کا ارادہ کر کے بادشاہ خراسان کو اس امر کی اطلاع دی کہ بھاٹی راؤ کے پوتے اور آپ کے دشمن کے بیٹے یہاں ایک ساہو کار کے گھر میں مخفی ہیں بادشاہ خراسان نے یہ سن کر فوراً ساہو کار مذکور کو دربار میں طلب کیا اور قسم اٹھا کر کہا کہ اگر وہ پسران سالباہن کو لا کر حاضر دربار نہیں کرے گا تو اس کے زن و فرزند سب قتل کئے جائیں گے ساہوکار مذکور نے عذر کیا کہ میرے پاس راجہ سالباہن کے لڑکے نہیں ہیں بلکہ وہ ایک بھوسیہ زمیندار کے بیٹے ہیں جو آپ کے حملہ آوری کے وقت بھاگ گیا ہے اور وہ بھومیہ میرا مقروض ہے لیکن بادشاہ کو ساہو کار کی اس بات کا ہرگز یقین نہ آیا اس نے ان کے گاؤں کا نام دریافت کر کے وہاں اپنے سپاہیوں کو بھیج کر اس گاؤں کے بھومیہ کو بمعہ لڑکوں کے طلب کیا اور سالباہن کی اولاد کو ان کے ساتھ کھانا کھانے کا حکم دیا صرف کھانا کھانے کا حکم ہی نہیں دیا بلکہ ان لڑکوں کی شادیاں بھی ان بھومیہ لوگوں کی دختروں کے ساتھ کرنے کا حکم دیا پس اس ساہوکار کو اب کوئی موقعہ بجز تسلیم کرنے اس امر کے باقی نہ رہا لہٰذا وہ ان

Marfat.com

لڑکوں کو زمینداروں کی وضع و پوشاک میں لے کر حاضر دربار ہوا جب وہ لڑکے حاضر دربار کیئے گئے تو انہوں نے ان جاٹوں کے ساتھ کھانا کھا کر ان کی بیٹیوں کے ساتھ شادیاں بھی کیں پس اس رشتہ شادی کی وجہ سے وہ لڑکے گوجر قومیت سے خارج کیئے گئے اور جاٹوں کی قومیت سے شمار کیئے جانے لگے جس کے بعد گلرسی کی اولاد گولیرا جاٹ کے نام سے موسوم ہوگئی اور موندراج کی اولاد موندا جاٹ اور شیوراج کی اولاد شیوراجاٹ کہلانے لگی اور باقی پسران خرد پھول اور کیولا جونائی اور کمہار مشہور کیئے گئے تھے ان کی اولاد نائی اور کمہار فرقوں میں شمار کی جانے لگی اسلیئے ان دونوں کی اولادوں نے نائی اور کمہاروں کا پیشہ اختیار کرلیا، منگل راؤ جو پہلے پہل دریائے گارا میں آکر پناہ گزین ہوا تھا پھر وہ دریا عبور کرکے ایک اور علاقے پر جا قابض ہوا تھا اور وہاں کی تمام قوموں کو مطیع کرکے حکومت کرنے لگا تھا اس زمانہ میں دریائے مذکور کے ساحل پر قوم براہا مسکن گزین تھی اور اس کے ساتھ ہی بوتا قوم کے لوگ بھی جواب نیست و نابود ہیں سکونت پذیر تھے ان کے علاوہ مقام لودردا کے دیہات میں سودا گوت کے گوجر اور سودا قوم کے راجپوت بھی آباد تھے اور پوگل میں قوم گوجر کے پرمار خاندان کا مسکن تھا منگل راؤ نے راجہ سوڈہا کی رضا مندی سے ان تمام علاقہ جات پر قبضہ کرکے اپنی حکومت قائم کرلی تھی جس کے بعد وہ اپنے مخالفوں کی طرف سے اطمینان حاصل کرکے حکومت کرنے لگا تھا۔ آخر چند سال اطمینان سے حکومت کرکے اس دنیا سے چل بسا جس کے بعد اس کا بڑا بیٹا معظم راؤ جو غزنی سے اس کے ساتھ بھاگ آیا تھا مسند نشین ہوکر حکومت کرنے لگا، معظم راؤ نے اپنے باپ کے بعد گرد و نواح کے تمام راجوں پر فوج کشی کرکے ان پر اپنی حکومت کا سکہ بٹھانا شروع کیا جس سے ڈر کر تمام راجگان نے اس کے حضور میں تحفہ تحائف اور نذرانے پیش کرکے دوستی کا اظہار کیا چنانچہ امرکوٹ کے راجہ سوڈہا نے اپنی دختر کی شادی

Marfat.com

معظم راؤ سے کر کے وفاداری کا عہد کیا اس راجہ کی بیٹی کے بطن سے معظم راؤ کے چھ بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں: کیسر، بانیاں، کالس، سرامیند، بانٹھو، وہڑ۔ ان میں سے پانچ صاحب اولاد ہوئے جن کی اولادوں سے گوجروں کی حسب ذیل پانچ گوتیں قائم ہوئیں یعنی بانیاں کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر بانیاں گوجر اور کالس کی اولاد کا کالس گوجر اور سرامیندا کی اولاد کا سرامدنہ گوجر، بانٹھو کی اولاد بانٹھو گوجر، دہڑ کی اولاد کا گوت دہر گوجر کے نام سے موسوم ہوا۔ الحاصل راجہ منڈھم عرف معظم راؤ نے ایک قلعہ بھی تعمیر کرانا شروع کیا تھا لیکن ابھی وہ قلعہ زیر تعمیر ہی تھا کہ معظم راؤ فوت ہو گیا۔ آمدم برسر مطلب۔

بھاٹی راؤ کے بیٹے آہے راؤ کا لاہور سے بھاگنا اور قلعہ بھٹینز کو جا کر اپنا دار الحکومت قرار دینا

بھٹی یا ساکا گوجروں کی مرکزی حکومت کے دار الخلافہ لاہور پر شاہ خراسان نے حملہ کیا تو بھاٹی راؤ کا بیٹا آہے راؤ جو کہ مرکزی حکومت کا بادشاہ تھا اس نے بھی شاہ خراسان کی سخت مدافعت کی لیکن آخر کار وہ بھی شاہ خراسان سے ہزیمت اٹھا کر اپنے بھائیوں کی طرح لاہور سے بھاگ گیا اور قلعہ بھٹینز میں جا کر پناہ گزین ہو گیا جس کے بعد پھر وہ اسی قلعہ کو اپنا دار الحکومت قرار دے کر اس کے گرد ونواح کے محدود علاقہ پر حکومت کرتا رہا، آخر زوال حکومت کے غم میں جب آہے راؤ کچھ مدت کے بعد فوت ہو گیا تو پھر اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا راؤ کرن اس کا جانشین ہو کر علاقہ بھٹینز کا انصرام وانتظام کرنے لگا راؤ کرن سب سے پہلے اپنی قوم کے منتشر شیرازہ کی ترتیب و تنظیم کرنے میں مصروف ہوا تھا آخر وہ اپنی قوم کو ترتیب و تنظیم سے جب پوری طرح منظّم کر چکا تو پھر وہ غاصب دشمن سے اپنے باپ دادا کی غصب شدہ سلطنت کو واپس لینے کی جدو جہد کرنے لگا سب سے پہلے اپنی قوم سے ایک جرار لشکر تیار کر کے لاہور پر اس نے حملہ کیا اور

Marfat.com

خراسانیوں کو لاہور سے نکال کر پھر سیالکوٹ کی طرف بڑھا وہاں بھی ان کو شکست فاش دے کر سیالکوٹ پر قابض ہوگیا جس کے بعد ہر جگہ خراسانیوں کو شکست پر شکست دیتا ہوا اور اپنے ملک سے ان کو خارج کرتا ہوا تمام پنجاب پر قابض ہوگیا، راوٴ کرن تنومندی اور طاقت میں ایسا بے نظیر جرنیل تھا کہ عوام اس کو بھیم راوٴ کے لقب سے ملقب کرتے تھے ۱۶۴ میں تخت نشین ہوکر پنجاب کے علاوہ اس نے اور بھی متعدد علاقوں کو فتح کرکے اپنے باپ دادا کی طرح اپنی ناموری کو بڑھایا تھا اور اس نے بھی قلعہ بھٹنیر ہی کو اپنا دار الحکومت مقرر کئے رکھا راوٴ کرن نے پانچ شادیاں کی تھیں جن میں ایک شادی پاٹن کے راجہ پالن دیو کی بیٹی سے پانچویں راجہ ہری سنگھ کی دختر سے شادی کی تھی، ان رانیوں کے بطن سے راوٴ کرن کی بہت اولاد پیدا ہوئی اور جب وہ ۲۱۴ء میں فوت ہوگیا تو پھر اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا راجہ کیرپال مسند نشین ہوکر حکومت کرنے لگا۔ راجہ کیر پال بھی حوصلہ اور طاقت میں اپنے باپ سے بڑھ کر نکلا راستبازی اور نیک معانگی میں بھی بہت شہرہ آفاق تھا اسی سبب سے عوام اس کو ستو راوٴ بھی کہتے تھے اس کی توجہ نئے سرے سے شمال مغربی ممالک کو فتح کرنے کی طرف مبذول ہوئی تھی چنانچہ غربی علاقوں کو تابع فرمان بناتا ہوا وہ قلعہ غزنی کی دیواروں تک جا پہنچا تھا اور آخر قلعہ غزنی کو فتح کرکے خراسان پر مسلط ہوگیا تھا جس کے بعد اردگرد کی قوموں کو مطیع و منقاد کرتا ہوا ملتان کی راہ سے واپس بھٹنیر ہوا ان دنوں شہر ملتان تغیرات زمانہ سے اجڑا پڑا تھا اس کو آباد کرکے اس کی رونق کو بڑھایا اور دو مندر بھی اس شہر میں بنوائے ایک آدنرائن جی کا اور دوسرا نرسنگھ جی کا اور وہ دونوں مندر اس وقت تک موجود ہیں، اسی طرح شہر لاہور میں بھی اس نے ایک بڑی بھاری لاگت کا مندر تعمیر کرایا اور پھر اپنے دار الحکومت بھٹنیر میں پہنچ کر اس کو بھی بہت رونق دی وہاں بھی چار ضروری موقعوں پر چار باولیاں رفاہ عام کی غرض سے تیار کرائیں اور ایک باغ بھی

Marfat.com

وہاں لگوایا ان کے علاوہ جا بجا تیرتھوں پر سدا برت جاری کر کے غریبوں اور فقیروں کو اس نے بہت فائدہ پہنچایا، غرض راجہ کیرپال کی بھی پانچ ہی رانیاں تھیں جن میں سے ایک رانی راؤ سیاجی کی دختر تھی اور دوسری راجہ امک دیو کی لڑکی تھی، اور باقی جو تین تھیں وہ بھی عالی خاندانوں کی تھیں جب راجہ کیرپال فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا کمد راؤ ۲۶۳ء میں مسند نشین ہوا۔

کمد راؤ کو کھیم کرن بھی کہتے تھے شاید یہ اس کا لقب ہو کیونکہ اس زمانہ میں راجوں کے ناموں کے ساتھ لقب بھی ہوتے تھے کمد راؤ کی رسم تخت نشینی بمقام بھٹینز ادا ہوئی تھی اس نے پنواروں سے بھی رشتہ لیا تھا اس کے عہد حکومت میں کسی دشمن نے اس کی سلطنت پر حملہ نہیں کیا اس لئے وہ بڑے امن وچین سے مدت دراز تک حکومت کرتا رہا جب کمد راؤ ۳۱۵ء میں فوت ہو گیا تو پھر اس کا بڑا بیٹا اندھیر راؤ تخت سلطنت پر متمکن ہوا، اندھیر راؤ کی رسم تاج پوشی شہر لاہور میں ادا ہوئی تھی اس کو راجہ نرپت راؤ بھی کہتے تھے اس کی شادی دہلی کے راجہ اموری بائی کی دختر سے ہوئی تھی اس کے بیٹوں میں سے جو دو بیٹے بنام گجو اور بجو تھے وہ بہت تیز طبع تھے جب اس نے اپنے بزرگوں کی رسم کے مطابق اپنی اولاد میں صلح و امن قائم رکھنے کے لئے ملک کی حکومت تقسیم کی تو ان دونوں کو جو علاقے ملے تھے وہ بہت قریب تھے اس لئے ان دونوں کا باہم تکرار ہو گیا اور کشت وخون ہونے لگے، دانا اراکین نے ان دونوں کی صلح وصفائی میں بہت کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہوئے آخر اندھیر راؤ کے بعد گجو نے تلوار کے زور سے اپنے بھائی بجو پر فتح حاصل کر کے تخت پر قبضہ حاصل کر لیا جس کے بعد بجو کو بھی اس کی حکومت تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا، اس لئے بجو نے بھی اپنے بھائی کی حکومت کو تسلیم کر کے اس جھگڑے کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیا، بجو کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر بجو موسوم ہوا تھا اس کی اولاد میں سے بہت لوگ ضلع سیالکوٹ میں آج بھی

موجود و آباد ہیں اور وسیع رقبوں کے مالک ہیں چنانچہ ضلع سیالکوٹ کے جس علاقے میں اس گوت کے لوگ سکونت پذیر ہیں وہ علاقہ بھی انہی کے نام پر علاقہ بجوات مشہور ہے الغرض جب اندھیر راؤ فوت ہوگیا تو پھراس کے بعد اس کا بیٹا گجوعرف رتن سین ۳۶۷ھ میں تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا، گجوعرف راجہ رتن سین کی رسم تخت نشینی بھی لاہور میں ادا ہوئی تھی اس نے خاندان کی ساری بے اتفاقیوں اور شورشوں کو مٹا کر بڑی نیک نامی سے راج کیا تھا، غزنی سے لے کر اید ہاسن فرخ آباد پورب تک اس نے ایک با امن حکومت قائم کی قوم بڑھاڑ اور مکرانی اور دوسرے معزز رئیسوں، کے گھروں سے رشتے بھی لئے آخر عمر میں لاہور اور پنجاب کی حکومت تو اپنے ایک شہزادے کے سُپرد کی اور پورب کی حکومت اپنے بھائی بجو کی اولاد کو عطا کر دی، یعنی راؤ بجو کے ایک بیٹے مولراج کو متھرا میں اور دوسرے کنور جھنڈو کو فرخ آباد میں حاکم بنا کر خود راجہ رتن سین ممالک غزنی کی طرف چلا گیا اور اسی جگہ سلطنت کے کام میں مصروف ہوا، راؤ بجو کا بیٹا کنو جھنڈو بھی اپنے بھائی سے ناراض ہو کر خراسان اور ترکستان کی طرف چلا گیا تھا جب وہ بخارا میں پہنچا تو نادانی سے اس سے ایک ایسی حرکت ہوگئی جو خاندانوں پر سخت مصیبت اور ملک میں ایک انقلاب عظیم کا موجب ہوئی یعنی کنور جھنڈ و بخارا کے خاندان شاہی کی ایک لڑکی بھگا لایا تھا جس سے شاہ بخارا کا غضب مشتعل ہوا اس نے اردگرد کے ملکوں کی طاقتوں کو ساتھ ملا کر ترکستانی خراسانی اور ایرانی فوجوں کی متفقہ جمعیت کثیر بہم پہنچا کر بھٹی گوجروں پر چڑھائی کی پہلی فوج کشی قلعہ غزنی پر ہوئی جہاں راجہ رتن سین کی فوج نے خوب مقابلہ کیا مگر ادھر فوجی طاقت بہت زبردست تھی اس لئے وہ غالب ہوئی اور راجہ رتن سین معہ فوج غزنی میں قتل ہوا جب اس کی خبر لاہور میں پہنچی تو اس کا بیٹا ساہر راؤ جس کو لومن راؤ بھی لکھا ہے، ۴۱۸ھ میں بمقام لاہور میں تخت نشین ہوا۔

Marfat.com

ساہر راؤ نے نظم ونسق کو درست کر کے ملک کو بہت ترقی دی تھی روایت ہے کہ شہر سرہند اسی کا آباد کیا ہوا ہے جب شاہ بخارا کی چڑھائی کی خبر لاہور میں پہنچی تو دربار میں ایک قسم کی کھلبلی مچ گئی آخر اس کے مقابلہ کے واسطے فوج کی آراستگی شروع ہوئی جس کے بعد کچھ ہی عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بخاری و تاتاری، ایرانی اور خراسانی اور وہ تمام سپاہ جو لاہور پہنچنے تک شاہ بخارا کے ہمراہ ہوگئی تھی وہ سب کے سب لاہور آن پہنچے اور سخت خونریز معرکہ کی لڑائی ہوئی جس میں ساہر ساؤ بھی قتل ہوا، لاہور فتح ہونے کے بعد شاہ بخارا نے اس پر ہی قناعت نہ کی بلکہ بھٹی گوجروں کی جہاں جہاں ماتحت حکومتیں تھیں سب پر نوبت بنوبت تاخت کر کے ہر ایک کو تاراج کیا اور کسی کو دم نہ لینے دیا رتن سین کو غزنی میں ساہر راؤ کو لاہور میں جگ سوائی کو بھٹینر میں موراج کو متھر میں اور جھنڈو کو جس کی تھوڑی سی بے اعتدالی کا یہ سارا نتیجہ تھا حصار میں جا کر قتل کیا، اسی طرح جہاں کہیں بھٹی گوجروں کا شاہ بخارا کو پتہ ملا اس نے وہاں پہنچ کر بیدرنگ ان کو تہ تیغ کیا۔

شان ایزدی ہے کہ جن اولوالعزم بہادروں کی لشکر کشا اور قلعہ شکن محنتوں نے خاندان کی عظمت آسمان تک پہنچائی تھی اور جن کے عدل و انصاف کی حکومت نے دنیا بسائی تھی اور جن کی غریب نواز ہمت نے ان کے زاج کو چکروتی راج بنایا تھا انہی میں سے ایک نوجوان کی نفسانی خواہش نے یہ افسوسناک نتیجہ پیدا کیا کہ دنوں میں صدیوں کی کمائی خاک میں مل گئی اور حکومت نام کو بھی باقی نہ رہی صدیوں سے بھٹی گوجروں کی لڑائیاں یمیوں ترکوں یونانیوں اور ایرانیوں سے ہوتی رہیں کبھی یہ ان پر چڑھائی کرتے رہے اور کبھی وہ ان پر کبھی ان کو شکست ہوتی رہی اور کبھی اُن کو لیکن ایک چھوٹی سی بے اعتدالی نے وہ دن دکھلایا جو کبھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا تھا، یہ کچھ قدرت کا قاعدہ چلا آیا ہے کہ جس کسی پر کسی فعل یا ترک فعل تاکید طبعاً اخلاقاً قانوناً اور عرفاً وارد ہوا۔ اس کی جانب سے ارتکاب یا

Marfat.com

ترک کی پاداش زمانہ کی طرف سے نہایت سنگین ہوتی ہے گنور جھنڈو صحیح النسب گوجر شہزادہ تھا جس میں طبعاً اخلاقاً قانوناً اور عرفاً وہ حرکت سخت معیوب تھی جو اس سے سرزد ہوئی اور اس کی پاداش میں افسوسناک انقلاب ہوا وہ ہونے والا تھا، ابھی وہ زمانہ نہیں آیا تھا کہ ممالک ترکستان، خراسان و ہندوستان میں مغائرت کی کوئی خیالی یا مذہبی وجہ پیدا ہوئی ہو، ابھی ان ممالک کا مذہب بھی ایک تھا اور رشتوں ناطوں کا لین دین بھی بند نہیں ہوا تھا، منبا ولی والے کہتے ہیں کہ ان عظیم لڑائیوں میں سے طرفین سے لاکھوں آدمی مقتول و مجروح ہوئے اور بھٹی گوجروں کی کئی ایک گوتیں گوجر قومیت کو ترک کر کے دوسری قوموں میں جا ملی تھیں جب جنگ ختم ہوئی تو حملہ آور فوجیں شاہ بخارا کے ساتھ ترکستان کو واپس ہوئیں تو شاہ بخارا نے مفتوحہ ممالک کی حکومتیں ان کے حکمران خاندانوں میں تقسیم کر دیں، متھر اور نواح متھر کا علاقہ اس کے اصل وارثوں کو دے دیا، بھٹی گوجروں کو پنجاب کے علاقے واپس کر دیئے اسی طرح بڑھاروں، براہوں، پند ویروں، جہالوں وغیرہ کو اور اور اطراف بانٹ دیئے، غرض جب شاہ بخارا چلا گیا اور شورشیں بند ہوئیں تو تمام اہل خاندان اور ملک نے راجہ ساہر راؤ کے بیٹے مسمی سہجد یو کو اس کے باپ کی مسند پر متمکن کر کے اس کی رسم تاجپوشی ادا کی۔

راجہ سہجد یو ۴۷۱ء میں تخت نشین ہوا تھا، اس راجہ کو رینسی بھی لکھا ہے اس نے بہت تھوڑی مدت حکومت کی کیونکہ اس کی زندگی نے وفا نہ کیا، آخر جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا صاحب دیو مسند نشین ہو کر حکومت کرنے لگا، صاحب دیو ۴۸۲ء میں تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا، اس راجہ کو راؤ بھوج سی بھی لکھا ہے اس نے ملک کے نظم ونسق کو درست کر کے رعایا کو عدل و انصاف اور بذل و عطا سے خوش کیا، وہ بہت بڑا نیک اور عادل راجہ تھا آخر جب صاحب دیو فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا راؤ انت بجھ ۵۱۹ء میں سریر آرائے تخت ہوا۔

Marfat.com

راجہ انت بجھ کے وقت تک بھٹی گوجروں کی سیاسی حالت ابھی اچھی طرح سنبھلی نہ تھی کیونکہ جیسے بڑی حیثیت کے خاندانوں کی خوشحالی اور اقبال مندی بھی بڑی ہوتی ہے اسی طرح ان کی مصیبت اور ادبار کا اثر بھی بہت بڑا ہوتا ہے، الحاصل اس راجہ نے خاندان کی حالت کو سنبھال کر زمانہ کی چال اختیار کر کے ملک میں امن قائم کیا اور اپنے دادا کے نام پر ایک قلعہ لومن واہن تعمیر کرایا، اس نے اپنی شادیاں بھی اچھے خاندانوں میں کیں چنانچہ ایک شادی رانا مونج کے گھر میں اور دوسری راجہ منڈور کے گھر میں کی اس کی ان دونوں رانیوں کے بطن سے اس کے تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں:۔ کہاری راؤ، پتھل راؤ، لبھیاس راؤ۔ کہاری راؤ کا گوت اسی کے نام پر کہاری گوجر اور پتھل راؤ کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر پتھالی (فتالی) گوجر موسوم ہوا بھیاس راؤ کی اولاد نے کوئی جدید گوت اختیار نہیں کیا، وہ بدستور اپنے سابقہ گوت پر فخر کرتی رہی راجہ انت بجھ کو لاہور کی حکومت حاصل کرنے کا موقعہ بھی مل گیا تھا جس کا سبب اس کی ہر دلعزیزی اور اولوالعزمی تھی غزنی میں اس وقت ایک بڑا دلیر اور بہادر شخص حکمران تھا اس نے لاہور پر جب چڑھائی کی تو بارہ مہینے لڑائی ہوتی رہی آخر قلعہ داروں کی بے ایمانی سے حملہ آور فتح یاب ہوا اور راجہ انت بجھ کسی تدبیر سے معہ شہزادوں کے قلعہ سے نکل کر بھاگ گیا، جس کے بعد دشت و بیابان کو طے کر کے ہکڑا ندی کے کنارے جا پہنچا اور وہیں ایک قلعہ تعمیر کرا کے اردگرد کے علاقے پر حکومت کرنے لگا راجہ انت بجھ نیک خصلت اور سخی راجہ تھا، جب اس نے دنیا سے انتقال کیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا ابھیاس راؤ ۵۵۵ء میں مسند حکومت پر قابض ہوگیا۔

راجہ بھیاس راؤ نے حکومت کے انصرام و انتظام کو اچھی طرح سنبھال کر رعیت کی وہ دلداری کی کہ ہر ایک گروہ اس کا تابع فرمان ہوگیا ہکڑا ندی کے کنارے پنواروں کی زمین میں اس نے بھی ایک قلعہ بنوایا اور اس کا نام مروٹ

Marfat.com

رکھا پھر گردونواح کے کئی علاقے فتح کر کے اپنی حکومت میں اضافہ کیا اور نئے سرے سے بھٹی سلطنت کی بنیاد ڈالی، پوگل سے پنواروں نے جاہندا سے بھوٹوں نے لدہڑوا سے لدہڑوں نے اور بھٹینز سے براہوں نے مبارک باد اور تہنیت کی رسمیں بھیجیں ڈھات سے سوڈھا سردار آئے اور اپنی لڑکی کا شگن دے کر اطاعت قبول کی، اس وقت سے سوڈھا قوم کی بہت عزت ہونے لگی اور اس قوم کے سردار برابر کے امرا سمجھے جانے لگے بھٹی راجاؤں کے بیاہ ان کی قوم میں رواج پذیر ہوئے، راجہ ابھیاس راؤ کی ہردل عزیزی نے اس کو بہت ترقی دی اس کی حکومت ایک طرف سندھ تک اور دوسری طرف چناب کے بہت سے حصوں پر پھیل گئی کوہستانی علاقوں کو بھی اس نے سر کیا، ناموری کے ساتھ پچاس برس کے قریب حکومت کر کے راہی ملک بقایا ہوا، اس کی جگہ اس کا بڑا بیٹا نبھے راؤ عرف سورسین ۶۰۵ء میں قلعہ مروٹ میں تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا، نبھے راؤ عرف سورسین نے بھی اپنے باپ کی طرح نظم ونسق کو سنبھال کر کئی جدید علاقے فتح کر کے اپنے قلمرو میں شامل کئے اور بڑے بڑے راجوں کے گھروں میں اپنی شادیاں بھی کیں یہ راجہ بڑا عادل اور منصف مزاج تھا اس نے سولہ سال کامیاب حکومت کی اس کی اولاد بہت ہوئی آخر جب یہ فوت ہوا تو اس کا بڑا بیٹا رگھو راؤ ۶۲۱ء میں مسند نشین ہو کر انصرام وانتظام ملکی میں مصروف ہوا۔

رگھو راؤ نے بھی بڑے امن وچین سے مدت ودراز تک حکومت کی اس کی معدلت شعاری اور دادگستری نے رعایا کے دلوں میں اس کی قدر ومنزلت دو چند کر دی کہ ملک میں ہر طرف امن وامان اور آسائش وبہبودی کا دور دورہ شروع ہو گیا یہ راجہ شجاعت، ریاضت، عبادت غرضیکہ ہر وصف میں یگانہ دہر تھا اس نے تین بڑے راجاؤں کی لڑکیاں بیاہی تھیں اور یہ صاحب اولاد بھی تھا جب فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا مانک راؤ ۶۴۳ء میں تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا

Marfat.com

مانک راؤ کی رسم تاجپوشی قلعہ مروٹ میں ہوئی تھی اس نے تخت حکومت کو زینت دے کر بہت ناموری حاصل کی اپنے لڑکوں کو جا بجا حکومتیں سپرد کیں جن کے ہاتھوں سے کئی ایک مقامات فتح ہوئے چنانچہ بھٹینز جوان کے بزرگوں کی نشانی تھا اور اس پر براہوں نے قبضہ کر رکھا تھا مانک راؤ کے ایک بیٹے لومن راؤ نام نے اس کو فتح کیا، مگر اپنا دارالخلافہ مروٹ ہی کو رکھا جب مانک راؤ سر گباش ہوا تو اس کے بعد سب بھائیوں نے بالا تفاق باپ کی مسند پر دورے راؤ عرف منگل راؤ ثانی کو مسند نشین کیا دورے راؤ عرف منگل راؤ ثانی نے بھی ۶۶۴ء میں قلعہ مروٹ میں تخت نشین ہو کر اپنے باپ کی طرح بہت ناموری حاصل کی چنانچہ اس نے لاہور سے آگے بڑھ کر کشمیر تک اپنی سلطنت کو بڑھایا، لیکن خراسان کے حکمرانوں کی ہمیشہ اس خاندان سے ضد رہی جب کبھی اس خاندان کے کسی فرمانروا کی ترقی کی خبر وہ سن پاتے تھے تو ان کو اس کا فکر ہو جاتا تھا کہ کہیں وہ اقبال مند اپنے باپ دادا کے خراسانی اور ترکستانی مقامات کو فتح کرنے کی ہوس میں ان پر فوج کشی نہ کر دے اس لئے وہ پیش بندی کے طور پر بہت سی جمعیت لے کر ادھر چڑھائی کر کے لاہور تک مار کرتے تھے روائیت ہے کہ اس منگل راؤ کے عہد حکومت میں بھی ویسا ہی ہوا جیسے کہ منگل راؤ اوّل کے وقت میں ہوا تھا یعنی خراسان کا بادشاہ کوہستانیوں کی کثیر جمعیت لے کر لاہور پر بے خبر چڑھ آیا اور منگل راؤ ثانی کو شکست فاش دے کر بھگا دیا جس کی وجہ سے راؤ کو پھر جنگلوں کی طرف لوٹنا پڑا، اور قلعہ مروٹ میں پہنچ کر انہی ممالک کی حکومت کو جا کر سنبھالا غرض خراسانی بادشاہ فتح یابی کے بعد لاہور سے واپس ہو گیا، ادھر منگل راؤ کی زندگی کے دن بھی پورے ہو گئے اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا منجھم راؤ ۶۹۲ء میں مسند خلافت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا، منجھم راؤ کی رسم تاجپوشی بھی قلعہ مروٹ میں ہی ادا ہوئی تھی اس راجہ نے بھی سلطنت کو ترقی دے کر ہمسر حکومتوں سے رابطہ اتحاد بڑھایا تھا اور چھوٹی ریاستوں

Marfat.com

کی حمایت کی تھی معزز خاندانوں میں تین شادیاں بھی کیں اور تینوں رانیوں کے بطن سے تین ہی لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں :۔ راؤ کہر، مواراج، گوگلی۔ اس کے دوسرے بیٹے مسمی مواراج کے پھر آگے تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں :۔ راجپال، چوبرا، لوہواران میں سے پھر آگے راجپال کے دو بیٹے ہوئے جن کے نام یہ ہیں :۔ گیگو، رتیو، ان کے آگے گیگو کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر گیگی گوجر موسوم ہوا اور اس گوت کے لوگوں کی حکومت علاقہ گرنار میں تھی اس لئے اس گوت کے لوگوں نے گنہگار کا خطاب بھی پایا تھااور علاقہ سوراشتر میں گنہگار کے خاندان کی آج بھی بہت شہرت ہے غرض راجپال کے دوسرے بیٹے مسمی ریتو کے پھر آگے پانچ بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں :۔ وہوکڑ، پھرم، بودہ، کولرو، جیسپال۔ ان میں سے فرزند اوّل مسمی وہوکڑ کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر وہوکڑ گوجر کے نام سے موسوم ہوا باقی چار بیٹوں کی اولاد نے اپنے دادا ریتو کے نام پر اپنے گوت کو رلائیتی گوجر کے نام سے موسوم کیا اور ان سب کی اولاد علیحدہ علیحدہ حاکم ریاست ہوئی، الحاصل مواراج کے دوسرے بیٹے مسمی چوبرا کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر چوبرا مشہور ہوا، اور تیسرے بیٹے مسمّی لوہوا کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر لوہر گوجر کے نام سے موسوم ہوا۔ آمدم برسر مطلب

منجم راؤ کے شہزادے جب جوان ہوئے تو ان کو حکومت کے کام پر لگایا گیا، راؤ کہیر، مواراج، گوگلی تینوں کے تینوں بڑے بہادر اور جوانمرد تھے چنانچہ مواراج نے راہزنوں اور لٹیروں کا ناس کیا تھا جب منجم راؤ اپنی زندگی کے دن پورے کر کے فوت ہوگیا تو اس کے بعد مسند حکومت پر اس کا بڑا بیٹا راؤ کہیر ۱۲۱۷ء میں مسند نشین ہو کر انصرام و انتظام ملکی میں مصروف ہوا۔ راؤ کہیر کی رسم تخت نشینی بھی قلعہ مروٹ میں ادا ہوئی تھی اس کو دیوی کی پرستش کا بہت شوق تھا اور اس دیوی کا نام تنویوں دیوی بیان کیا گیا ہے روائیت ہے کہ ایک دن اثنائے پوجا میں

Marfat.com

دیوی جی نے ظہور کر کے کیہر کو کہا، کہ فلاں موقعہ پر بے انداز خزانہ مدفون ہے اسے نکال لو، اور قلعہ بناؤ اور ایک فوج تیار کرو، راؤ کیہر نے تعمیل حکم میں جب وہ موقعہ کھدوایا تو واقعی وہاں بے اندازہ خزانہ پایا انہی دنوں میں خراسان کے سوداگر بیش قیمت گھوڑے لائے ہوئے تھے راؤ نے ان سے پانچ سو گھوڑے خرید کر کے ایک اور فوجی سواروں کا دستہ مرتب کیا اور قلعہ کی بنیاد بھی رکھی جس میں ایک دیوی جس کا مندر بھی تیار کرایا گیا ابھی عمارت ختم نہ ہونے پائی تھی کہ بھٹی گوجروں کی حریف قوم براہا نے لشکر کشی کی، دا کیہر کی فوج بھی بہت جوانمردی سے لڑی، اور حملہ آور براہوں کو شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا، قلعہ کی عمارت ۷۸۷ء بکرمی مطابق ۷۳۱ء میں منگل کے دن ناگہ شدی پورنماشی کو مکمل ہوئی مندر میں پوجا پاٹ کرا کے قلعہ کی رسم افتتاح ادا کی گئی۔

راؤ کیہر

راؤ کیہر تنویوں دیوی کا بڑا عقیدت مند بھگت تھا اس نے مذکورہ بالا قلعہ کا نام بھی تنوٹ رکھا اور اپنے ایک لڑکے کا نام بھی جو ان دنوں پیدا ہوا تھا، تنور مقرر کیا یہ قلعہ اس وقت تک ریاست بہاول پور اور جبلیمیر کی سرحد پر بقبضہ ریاست جبلیمیر موجود ہے راؤ کیہر کا عروج دیکھ کر براہا حکومت نے صلح کا پیغام بھیجا جو بعد مشورہ اہلکاران دربار قبول ہو کر ان سے صلح وصفائی ہوگئی اور انہوں نے راؤ کے بھائی مواراج کو بہت سی دولت کے ساتھ اپنی لڑکی کا ناطہ بھی دیا جس سے دشمنی کی بنیاد اکھڑ گئی اور رابطہ واتحاد قائم ہوا، کرنل ٹاڈ نے اس نامور راجہ کو خلیفہ ولید اسلام کے مشہور بادشاہ کا ہمعصر بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ راؤ کی حکومت کا صدر مقام ملک سندھ کے شمالی حصہ میں تھا مگر ان کا یہ قول اس قدر صحیح ہوسکتا ہے کہ راؤ کیہر کی حکومت سندھ کے اس حصہ تک پہنچی ہوئی تھی لیکن اس کا دارالحکومت اس وقت تک مروٹ ہی تھا ہوسکتا ہے کہ راؤ ملک گیری کے کام میں اپنے ممالک کی اس

Marfat.com

طرف زیادہ رہتا ہو جو شمالی سندھ میں واقع ہے، الغرض بھٹی گوجروں کی عالمگیر
شرکت کے مٹے مٹائے نشان راؤ کیہر کی مردانہ ہمت سے از سرِ نو روشن ہوئے اور
ان کی حکومت وسیع ہوگئی اسی لئے بھٹی گوجروں کی تاریخ میں راؤ کیہر کا نام بہت
عظمت کے ساتھ لیا گیا ہے راؤ کیہر کے پانچ بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔تنو،
جید ہر، تہیم، گاہڑ، لرقی رائے۔ ان پانچوں کی اولاد سے پانچ گوتوں کا آغاز ہوا
جن میں سے دو گوتیں گوجر رہیں باقی تین دوسری قوموں میں جاملیں، یعنی پہلے
بیٹے تنو کی اولاد پرانی گوت پر قائم رہی اور دوسرے بیٹے جید ہر کی اولاد کا گوت
اسی کے نام پر جبلندڑ گوجر موسوم ہوا، ٹاڈ صاحب کی روایت میں راؤ کیہر کا
سرگباش ہونا، چناراجپوتوں کے ہاتھ سے شکار گاہ میں قتل ہونا لکھا ہے جن کو بھٹی
گوجروں سے پرانی دشمنی تھی اور وہ موقعہ تاک کر شکار گاہ میں پہنچ گئے تھے غرض
راؤ کیہر نے پنتالیس سال کامیاب حکومت کر کے اور سلطنت کو بڑھاتے ہوئے
جب اس دنیا سے انتقال کیا تو اس کے بعد تخت سلطنت پر اس کا بڑا بیٹا راؤ تنو
متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا راؤ تنو کی رسم تاجپوشی ۷۵۷ء میں قلعہ تنوٹ میں جو
کہ ان کی حکومت کا صدر مقام بن چکا تھا اس میں ادا ہوئی تھی تخت نشین ہوتے ہی
قوم براہا کے ساتھ راؤ تنو کی لڑائیاں شروع ہوئیں جب راؤ تنو ایک لڑائی سے
فرصت پا کر انتظام مملکت میں مصروف ہوتا تھا تو فوراً دوسری لڑائی تیار ہو جاتی تھی
آخر قوم براہا نے تنگ آکر قوم لانگہا (یا لنگا) اور ملتان کے حاکم حسین شاہ نامی کو
جس کے ساتھ سید غل پٹھان اور دیگر قومیں مثلاً گھکڑ اور جوہیا راجپوت جو اب
معدوم ہیں اور جودر، دودی، کھچی وغیرہ قوموں کے دس ہزار سوار تھے اپنے ساتھ
متفق کر کے راؤ تنو پر جمیعت کثیر کے ساتھ چڑھائی کی اس وقت راؤ کے سارے
بھائی بھی قلعہ تنوٹ میں جمع ہو گئے تھے جب غنیم نے قلعہ کو آکر گھیر لیا، تو چار دن
تک سخت خونریز لڑائی ہوتی رہی، راؤ تنو بھی دل چلا آدمی تھا اس نے قلعہ میں

Marfat.com

محصور رہ کر خوب لڑائی کی آخر پانچویں دن حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے کھول دیئے جائیں جب قلعہ کے دروازے کھول دیئے گئے تو راؤ تنو اپنے بڑے بیٹے بجے رائے کو ہمراہ لے کر شمشیر بدست قلعہ سے باہر نکلا آیا، اور محاصرین پر حملہ آور ہوا دشمن کی فوج نے بیدل ہو کر راہ فرار اختیار کی بھاگنے والوں میں اوّل براہا قوم بھاگی پھر سب سواروں نے اس کی پیروی کی، فتح یاب راؤ نے مال غنیمت جو اس کو میدان جنگ میں ملا تھا اپنے قبضہ میں کیا، اس فتح کے بعد شادی کا ناریل ججو رئیس بوتا بن کیطرف سے اس کے بیٹے کے واسطے آیا اور ایک عہد نامہ مشارکت بمقابلہ حاکم ملتان آپس میں منعقد ہوا راؤ تنو نے ایک قلعہ بیجا بنسی دیوی کے نام پر بنایا اور اس کا نام بیجنوت رکھا اس قلعہ میں اس نے دیوی مورت ۸۷۰ء مطابق ۸۱۴ء میں قائم کی اور اسی سال اپنی موت سے مر گیا، راؤ تنو کی نسبت روایت ہے کہ اس کی پندرہ رانیاں تھیں جو سب کی سب اچھے خاندانوں سے لائی ہوئی تھیں دیر تک ان رانیوں کے بطن سے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی آخر سانگیا دیوی کی پوجا پاٹ کرنے سے پانچ بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں :۔ بجے رائے، ماکر، جیتنگ، آلن، راکھیچو۔ پہلا بیٹا گدی کا مالک ہوا دوسرا بیٹا ماکر راؤ صاحب اولاد اور نامور تھا اس کے نام پر اس کی اولاد کا گوت ماکر (یا مکّر) گوجر موسوم ہوا، تیسرا بیٹا جیتنگ راؤ تھا جس کے آگے پھر دو بیٹے ہوئے جن کے نام یہ ہیں:۔ رتن سی، چاہڑ۔ رتن سی نے قلعہ بھیکم (بکن پور) کو جو ویران پڑا ہوا تھا اس کی مرمت کر کے اپنا دارالحکومت بنایا اور شہر کو رونق دے کر راج کی صورت قائم کی اور اس کے اردگرد کئی ایک گاؤں بھی آباد کیے، اس کی اولاد کا گوت اس کے باپ دادا کے نام پر جیتنگ موسوم ہوا، جیتنگ راؤ کے دوسرے بیٹے چاہڑ نامی کے فرزندوں نے گولا سر اور گراج سر تعمیر و آباد کیے، اس کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر چاہڑ گوجر موسوم ہوا۔

Marfat.com

راؤ تنو کا چوتھا بیٹا آلسن راؤ تھا اس کے آگے پھر چار بیٹے ہوئے جن کے نام یہ ہیں :۔ دیوسی یا دیویداس، ترپال، بہادنی، راکھو۔ ان میں سے سب سے بڑا دیویداس تھا اس کو اونٹنیاں پالنے کا بہت شوق تھا اور اس کی اولاد کو بھی یہی شوق رہا اس لئے اس کی اولاد نے پیشہ شتر بانی اختیار کیا اور وہ چند پشتوں کے بعد یہ بہاری یعنی ساربان کے نام سے موسوم ہوگئی، راؤ تنو کا پانچواں بیٹا راکھیچو تھا اس کے بھی آگے چار ہی بیٹے ہوئے جن کی اولاد نے پیشہ بقالی یعنی مہاجنی اختیار کیا اسلئے وہ مہاجن بن گئی، سب سے چھوٹے بیٹے مسمّی ہیمراج کی اولاد نے راکھیچا گوت پائی اور باقیوں کی اولاد مہیسری کہلائی اور فرقہ اوسوال میں شامل ہوگئی، الحاصل راؤ تنو نے اپنی زندگی میں ہی اپنے بڑے بیٹے شہزادہ بجے رائے کو سربراہ کار بنا کر خود بندگی اور گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی، اور اسی حالت میں راہی ملک بقا ہوا تھا جس کے بعد اس کا بڑا بیٹا بجے رائے سن ۸۷۰ مطابق ۸۱۴ء میں تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا۔

بجے رائے نے تخت نشین ہوتے ہی قرب و جوار کی حریف قوموں پر لشکر کشی شروع کر دی، اوّل قوم براہا جو اس کی پرانی حریف تھی ان پر لشکر کشی کر کے اس کے علاقہ پر قبضہ کیا پھر قوم پنوار اور دوسری قوموں کی طاقت کو سلب کر کے ان کی سلطنتوں کو نیست و نابود کیا پھر دور دراز ملکوں پر سکّہ جما کر ایران و خراسان اور ترکستان کے بادشاہوں سے بھی معرکہ کی لڑائیاں لڑا روایت ہے کہ اس نے تھوڑے سے عرصہ میں بائیس علاقے فتح کئے تھے اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ابتداء ہی سے بجے راؤ پر دیوی سانگیاٹ کی خاص مہربانی تھی وہ ہر ایک لڑائی میں غیبی امداد سے اس کی رفاقت کرتی تھی اور اس کے ایک ایک ہاتھ کے ساتھ ہزار ہزار تلوار چلتی تھی بجے رائے کی بیاہتا رانی جو رئیس بوتابن کی بیٹی تھی اس کے بطن سے سن ۸۷۷ مطابق ۸۲۱ء بکرمی میں بجے رائے کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اس

Marfat.com

نے دیوراج رکھا جب یہ لڑکا سات یا آٹھ سال کی عمر کو پہنچا تو اس وقت پھر اقوام براہا اور لنگا نے بجے رائے پر فوج کشی کے لئے اتفاق کیا مگر اس دفعہ بھی ان کو شکست نصیب ہوئی اور وہ سب کی سب بھاگ گئیں، آخر جب ان قوموں کو پورا یقین ہو گیا کہ وہ مقابلے میں کسی طرح کامیاب نہیں ہو سکتیں تو پھر انہوں نے دغا بازی کی اور قدیم عناد کا انتقام لینے کے لئے بجے رائے کے پاس رئیس براہا کی بیٹی کے رشتے کا پیغام بھیج کر یہ درخواست کی کہ رئیس براہا اپنی بیٹی کا ناطہ آپ کے بیٹے دیوراج کو دیتا ہے آپ بھی اسے منظور کریں، بجے رائے نے اپنے دربار کے مشیروں سے اس بارے میں مشورہ کیا تو مشیروں نے شگن قبول کرنے کی مخالفت کی مگر راؤ نے اس کے قبول ہونے کو ہی پسند کیا آخر ناطہ ہو کر کسی آئندہ وقت پر تاریخ شادی قرار پائی، اور بجے رائے تاریخ مقررہ پر اپنے بیٹے کی برات لے کر بڑی دھوم دھام سے آٹھ سو رشتہ داروں کے ساتھ روانہ ہوا، ادھر سمدھی باطن میں مخالفت کا سامان کر رہے تھے مگر بظاہر انہوں نے برات کی تواضع اور مدارات کا بے اندازہ سامان کیا کوسوں تک استقبال کر کے لائے اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ قلعہ بھٹنڈا میں داخل کیا، براتی ان کی سازش سے غافل تھے بے ایمان اور دغا باز میزبانوں نے قلعہ کے دروازے بند کر دیئے اور تلوار کے ساتھ مہمانوں کی تواضع کرنی شروع کر دی بجے راؤ اور اس کے آٹھ سو رشتہ دار ہم قوم بمعہ اس کے قتل کر دیئے گئے اس کا بیٹا دیوراج جس کی برات لے کر آئے تھے اور جو اس وقت آٹھ برس کا تھا اس کو بجے رائے کے ایک خیر خواہ اور وفادار ادولی شتربان نے قلعہ سے باہر نکال کر ایک پروہت کے حوالے کر دیا وہ پروہت دیوراج کو اٹھا کر اپنے گھر میں لے گیا اور اس کو وہاں لے کر جا کر اندر چھپا دیا جب براہوں نے مقتولین کی نعشوں کی دیکھ بھال شروع کی تو ان کو نعشوں میں اپنے داماد دیوراج کی نعش نہ ملی جس سے انہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر وہ بچ رہا ہے تو ایک دن وہ

Marfat.com

ضرور ہم سے اس فریب کا بدلہ لے گا کیونکہ وہ ایک بہادر کا بیٹا اور بہادر قوم بھٹی گوجر سے ہے اس کی تلاش ہم کو ضرور کرنی چاہیے غرض براہوں نے قلعہ کے تمام کونے تلاش کئے لیکن کہیں اس کو نہ پایا آخر جب ناامید ہو کر قلعہ سے باہر آئے تو کسی نے پروہت کا ایک لڑکے کو اٹھا لے جانے کا پتہ ان کو دیا، اسی وقت براہا فوج کا ایک دستہ پروہت کے تعاقب میں دوڑا گیا جب وہ فوجی سپاہی پروہت کے گھر پر پہنچے تو اس کو طرح طرح کی دھمکیاں دیکر دیوراج کا پتہ پوچھنے لگے لیکن پروہت نے سپاہیوں کو کچھ پتہ نہ دیا حالانکہ دیوراج سامنے بیٹھا تھا مگر سپاہی اس کو پہچان نہ سکے کیونکہ پروہت نے دیوراج کے گلے میں جنیو ڈال کر اس کا لباس وشکل سب کچھ تبدیل کر رکھی تھی اور وہ بالکل برہمن معلوم ہوتا تھا پروہت نے دیوراج کو جو ابھی بچہ تھا اپنا بیٹا بیان کیا تھا اور وہ اپنے اس بیان کی تصدیق کے لئے سپاہیوں کے سامنے دیوراج کے ساتھ ایک ہی برتن پر کھانا کھانے کے لئے بیٹھ گیا جس سے نہ پہچاننے والوں کو اسی برہمن کا لڑکا معلوم ہوا جب براہا کے سپاہیوں کو پورا یقین ہو گیا کہ دیوراج اس جگہ نہیں ہے تو وہ سب واپس ہوئے اور تنوت کی جانب چلے گئے وہاں جا کر انہوں نے شہر تنوت کا محاصرہ کر لیا اور اخیر میں شہر کو فتح کر کے قتل عام کرنے لگے بھٹی گوجر جو بھی ان کو ملا اس کو انہوں نے قتل کیا جس کے بعد بھٹی گوجروں کی سلطنت عرصہ قلیل کے لئے معدوم ہو گئی اور قوم کچھ دنوں تک بے نام ونشان رہی۔

دیوراج کا پھر از سرِ نو بھٹی گوجروں کی سلطنت کو قائم کرنا

دیوراج مدت دراز تک ملک براہا میں پروہت کے گھر چھپا رہا وہ وفادار شتربان بھی جو اس کے باپ کا اردلی تھا اور جس نے اس کو قلعہ سے باہر نکال کر بچایا تھا وہ بھی کبھی مخفی طور پر اس کے پاس آجایا کرتا تھا اور اس کو براہوں کے کامیاب راج کی خبریں سنایا کرتا تھا، اسی طرح نو برس گزر گئے اور دیوراج کی عمر

Marfat.com

اٹھارہ سال کی ہوگئی وہ پروہت جس کے پاس دیوراج تھا اور جس کا نام دیوائیت تھا وہ جس آبادی میں رہتا تھا وہ آبادی بٹھنڈا سے کچھ زیادہ دور نہ تھی اس مقام پر حکومت بھی براہوں کی تھی اور وہ پروہت ان کی رعایا میں سے تھا اس لئے دیوراج کا وہاں سے نکلنا اور جانا بہت دشوار تھا وہ وہاں سے بھاگ جانے کی تدبیریں سوچا کرتا تھا، لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوتی تھی آخر کار ایک دن وہ جرأت کر کے وہاں سے بھاگ نکلا اور مقام بوتا میں جو کہ اس کے نانا کا شہر اور دارالحکومت تھا وہاں پہنچا جب اس مقام پر اس نے اپنی ماں کو دیکھا کہ وہ قتل تنوٹ سے محفوظ رہ کر وہاں زندہ موجود ہے تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور اس کی ماں کو بھی اس سے زیادہ مسرّت حاصل ہوئی وہ بیٹے کو دیکھتے ہی دوڑ پڑی اور سر سے نمک اتار کر اور پانی میں ڈالتے ہی بولی کہ اسی طرح تمہارے دشمن گھلیں، چونکہ دیوراج تہیدست تھا اور اس پر فاقہ کشی کی نوبت آچکی تھی ایک دن اس نے محتاجی کی زیست سے تنگ آکر اپنے نانا سے ایک گاؤں لینے کی درخواست کی رئیس بوتا نے اس کی درخواست منظور کر کے گاؤں دینے کا وعدہ کیا لیکن اس کے رشتہ داروں اور اہل دربار نے ''ملک میں نواسا خون کا پیاسا'' کی مثال یاد دلا کر اس کو گاؤں دینے سے روک دیا، اور بہانہ مار کر یہ کہا کہ صحرا میں تھوڑی سی چرسہ بھر زمین دیوراج کو دے دیا جائے دیوراج نے اسی کو منظور کر کے چپکے سے اس زمین پر ایک قلعہ کی تعمیر شروع کر دی، جب ماگھ سودی پنجمی سوموار کے دن پکھ پچھتر سن ۸۹۴ مطابق ۸۳۸ء کو وہ قلعہ بن کر تیار ہوا تو اس کا نام دیوراج نے اپنے نام پر دیوگڈھ عرف دیوراول رکھا، یہ قلعہ اس وقت ریاست بہاول پور کے علاقہ میں ہے اور اس کو اب قلعہ دلاور کہتے ہیں جو لق و دق ریگستان میں واقع ہے غرض دیوراج نے اپنے قلعہ کی خوشیاں بڑی دھوم دھام سے منائیں بھٹی گوجروں کے جو سردار انقلاب کے وقت دو رو نزدیک جا پڑے تھے وہ سب کے سب اپنے

Marfat.com

شہزادہ کے پاس آکر جمع ہو گئے جو زیادہ دور تھے وہ بھی خبر پا کر آنے لگ گئے، مسمی رتنا برہمن اس پروہت کا بیٹا جس نے دیوراج کو پناہ میں لیا تھا وہ بھی خبر پا کر دیوراج کے پاس آ گیا، جب رئیس بوتا نے یہ خبر سنی کہ اس کا نواسہ بجائے مکان کے قلعہ تعمیر کرا رہا ہے تو اس نے اپنی فوج کو قلعہ منہدم کرنے کے لئے وہاں بھیج دیا جب فوج پہنچی تو دیوراج نے اپنی ماں کے ہاتھ قلعہ کی کنجیاں دے کر نانا کو کہلا بھیجا کہ آپ قلعہ کے مالک ہیں آپ اپنے افسران فوج کو حکم دیں کہ وہ قلعہ پر آکر قبضہ کر لیں میں ان کی بہت عزت و آبرو کرونگا جب سرداران فوج جو ایک سو بیس تھے قلعہ کے قریب آئے تو ان کو کہلا بھیجا کہ میں نے کچھ صلاح مشورہ بھی کرنا ہے اسلئے پہلے دس آدمی اندر آئیں اس کے بعد پھر دس دس آتے جائیں جب دس سردار اندر آئے تو ان کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو دیوار کے پاس چھکوا دیا، اسی طرح دس دس سردار آتے تھے اور قتل ہوتے جاتے تھے جب سب سردار اندر آکر قتل ہو چکے تو یہ خبر منتشر ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے سرداروں کی فوج افشائے راز پر بھاگ کھڑی ہوئی جس کے بعد دیوراج اپنے نانا کو معہ اس کی فوج کے قتل کر کے اس کے تمام ملک پر قابض ہو گیا پھر ادھر اُدھر کی چھوٹی ریاستوں کو تابع فرمان بنا کر حکومت کرنے لگا، تھوڑے دنوں کے بعد اس پروہت کا بیٹا رتنا نامی جو تیرتھ جاترا کے لئے گیا ہوا تھا وہ بھٹنڈا میں دیوراج کے پاس آ پہنچا اور اب وہ جوگی ہو گیا تھا دیوراج بھی اس کا چیلہ ہو گیا اور اس جوگی کی صلاح سے اس نے اپنے دشمن براہا کو غفلت کی حالت میں قتل کر کے اپنی حکومت کو دوبارہ براہا میں جما لیا اس وقت سے بھٹی گوجروں کا خطاب راؤ کے عوض راول قرار پایا جو اب تک ان کے رئیسوں کے نام پر جاری ہے، یہ راول اسی جوگی کا خطاب تھا جس کا دیوراج چیلا بنا تھا اس مہم کے بعد اس نے لنگا قوم پر فوج کشی کا ارادہ کیا اس وقت لنگا کا راجہ شادی کرنے کے لئے علی پور میں جا رہا تھا مقام مذکور میں دیوراج نے

Marfat.com

ان پر حملہ کیا اور ایک ہزار آدمی ان کے قتل کئے اور باقی ماندہ نے اس کی اطاعت قبول کی۔

قلعہ دیوراول سے جو دیوراج کا دارالحکومت قرار پایا تھا اس کے جنوب کی طرف ایک طاقتور قوم لودھرا رہتی تھی جس کا دارالرّیاست قلعہ لدہروا تھا۔

اس قوم کا پروہت ان سے ناراض ہو کر دیوراج کے پاس پناہ لینے آیا اور اس نے دیوراج کو تحریک کی کہ وہ ان پر فوج کشی کر کے لدہروا فتح کرے دیوراج پروہت کے ابھارنے پر بارہ ہزار چیدہ سوار ہمراہ لے کر قلعہ لدہروا کو روانہ ہوا اور شہر لدہروا میں گھس کر قتل عام شروع کیا جس کے بعد پھر قوم لودرا کے رئیس مسمی نر بھان کی بیٹی سے شادی کر کے اور وہاں ایک دستہ فوج محافظ متعین کر کے آپ دیوراول میں واپس آ گیا اتفاق سے انہی دنوں شہر دیوراول کا ایک سوداگر جس کا نام جس کرن تھا وہ دہارا نگری میں گرفتار ہو گیا تھا جب وہ وہاں سے رہا ہو کر آیا تو اس نے آتے ہی دیوراج سے فریاد کی کہ میں دہارا نگری کو گیا تھا وہاں کے راجہ برج بہان نے مجھے گرفتار کر لیا اور بہت سا روپیہ لے کر رہائی دی پھر جس وقت ہتھکڑی اور بیڑی کے نشان اس نے راجہ کو دکھائے تو راجہ دیوراج غصے سے آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے قسم کھائی کہ جب تک اس سوداگر کا بدلہ نہ لے لوں گا دائیں ہاتھ سے کھانا مجھ پر حرام ہے غرض بہت سی فوج لے کر راجہ دیوراج نے دہارا نگری پر چڑھائی کی اور جس کسی نے راستہ میں اس کا مقابلہ کیا اس کو اس نے مغلوب کیا راجہ برج بہان نے پانچ روز تک جنگ کر کے اپنے شہر دہارا کا تحفظ کیا آخر کار آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ مقتول ہوا راجہ دیوراج بھی اس فتح کے بعد وطن واپس آ گیا۔

ایک روز تھوڑے سے آدمیوں کو ساتھ لے کر دیوراج شکار کو گیا راستے میں چنا قوم کے پانچ سو جوانوں کی ایک جماعت اس کو ملی، چنا قوم کے لوگوں کو بھٹی گوجروں کے ساتھ موروثی بیر تھا اور وہ ان کے ہاتھوں کئی دفعہ زک اٹھا چکے تھے

Marfat.com

اس لئے انہوں نے دیوراج پر حملہ کر کے معہ اس کے چھتیس ہمراہیوں کے اس کو قتل کر ڈالا دیوراج نے بیالیس برس حکومت کی تھی اس نے عہد حکومت میں رفاہ عام کے بھی بہت سے کام کئے چنانچہ ایک بہت بڑا تالاب اس نے کھڑیال میں تیار کرایا، ایک اور تالاب اپنے باپ بجے رائے کے نام پر بنوایا ان کی تیاری کے بعد بہت بڑا جگ اور خیرات کی شاہراؤں پر سرائیں اور مسافروں کے آرام کے ٹھکانے بنوائے اس اقبال مند کے دو لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں :۔ مونڈ، چیدد۔ چھوٹے بیٹے چیدد کے پانچ فرزند تھے اس کی نسل چیدد گوت کے لقب سے ملقب ہوئی مونڈ ولی عہد تھا جو باپ کے بعد مسند حکومت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا۔

شہزادہ مونڈ مہاراول کے خطاب سے مخاطب ہو کر دو ماگھ شدھی سن ۹۳۵ بکرمی ۸۷۹ء جمعرات کے دن قلعہ لدہردا میں مسند نشین ہوا باپ کی بنائی ہوئی وسیع سلطنت پر قبضہ کیا اور رعیت کی آسودہ حالی کے سامان و محاصل کی تخفیف میں خاص توجہ کی راول دیوراج کے قاتل چُنا قوم کے باغیوں نے مغربی ممالک میں شورش برپا کر رکھی تھی اور وہ اپنی طاقت کو روز بروز مضبوط کر رہے تھے سب سے پہلے راول مونڈ نے ان کی سرکوبی کا انتظام کیا اور بے انداز فوج ہمراہ لے کر علاقہ سندھ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا، ادھر چُنا قوم کے باغی بھی اگرچہ حوصلہ سے سامان بڑھا رہے تھے اور انہوں نے مقابلہ کے لئے تیاری بھی پورے طور پر کر لی تھی مگر راول مونڈ کے بیشمار جرار لشکر کے سامنے ان کی کیا ہستی تھی نوجوان شہزادے نے وہاں پہنچ کر ایک دم باغی گروہ پر حملہ کر کے باغیوں کا ستیاناس کرنا شروع کیا اس نے جہاں تک کہ معلوم ہو سکا چُنا قوم کے باغیوں کا تخم باقی نہ چھوڑا، اطمینان اور ترقی کے راستہ میں سے خس و خاشاک دور کرنے میں اس نے بہت ہمت صرف کی آخر اپنے باپ کا انتقام لینے کے بعد جب ممالک سندھ کی

Marfat.com

طرف سے واپس ہوا تو دیگر علاقہ جات کا دورہ کرتے ہوئے اور ملک میں امن و آسائش کے سامان پھیلاتے ہوئے دار الحکومت میں جا پہنچا جس کے بعد پھر اس نے دور دور تک اپنی سلطنت کو بڑھایا اور ہمعصر حکومتوں کے ساتھ رابطہ اتحاد پختہ کیا راول مونڈ کے دو بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔ بچھراج عرف باچھو اور راجپال، راجپال بڑا شہزادہ تھا اور باچھو ولیعہد تھا راول مونڈ نے ولیعہد کی تعلیم و تربیت اعلیٰ درجہ پر کی چودہ برس کی عمر میں انھلواڑہ (پٹن) کے سولنکھی راجہ بلب سین کے گھر میں اس کی شادی کر دی تھی، جب راول مونڈ تینتیس سال تک حکومت کرکے سرگباش ہوا تو اس کے بعد پھر اس کا بڑا بیٹا بچھراج عرف باچھو تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا۔

راول بچھراج ساون کی بارہ شدی سن ۹۶۷ بکرمی مطابق ۹۱۱ء کو قلعہ لدہروا میں مسند حکومت پر بیٹھا تھا یہ راجہ بہادر، دلیر اور صاحب عزم تھا اس نے بہت عمر پائی اور صاحب اقبال ہوا خدا نے اُس کو پانچ بیٹے دیئے جن کے نام یہ ہیں، دوساج، سِنگھ، ماپی راوٗ، انکھو، مال پساوٗ۔ یہ سب بھائی صاحب اولاد اور مورث ایک ایک فرقے کے ہوئے ہیں، چنانچہ راول بچھراج کے دوسرے بیٹے مسمی سنگھ کے فرزند مسی سچا رائے کے بیٹے کا نام بلا تھا اور مسی بلا کے دو بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔ رتنا، جگا۔ انہوں نے جگہ ناتھ پر ہار والی مسند پر حملہ کرکے اس کے پانچ سو اونٹ قبضے میں کئے تھے مسمی سنگھ کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر سنگھ راجپوت مشہور ہے، بچھراج کا تیسرا بیٹا پالی راوٗ تھا جس کے دو بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔ پوڑ، پاہو۔ مسمی پوڑ کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر پوڑ گوجر موسوم ہوا، دوسرے بیٹے مسمی پاہو کی اولاد کا گوت بھی اسی کے نام پر پاہو راجپوت مشہور ہوا، جس نے بھیکم پور سے نقل مقام کرکے دیہی جہاں تک جوہیا گوجروں کا علاقہ فتح کرکے اپنے قبضے میں کیا اور پوگل کو اپنا دار الریاست قرار دیا اس ریگستان کے

Marfat.com

گردونواح میں بہت سے کنوئیں بھی کھدوا کر تیار کئے جواب تک پاہو کے کنوئیں کہلاتے ہیں، راول بچھراج کا پانچواں بیٹا مسمی مال پساؤ بھی بہت کثیر الاولاد تھا اس کی اولاد کا گوت بھی اسی کے نام پر پسوال گوجر موسوم ہوا۔ غرض راول بچھراج کا ایک بیٹا فنون سپاہگری میں یگانہ نکلا، باپ کے زیر حکم دشمنوں کے مقابلہ میں نمایاں فتوحات کر کے سلطنت کے کام میں مدد دیتے رہے سب میں سے بڑے کا نام دوساج تھا جو بڑا شجاع و بہادر تھا اور رسم خاندانی کے مطابق وہی ولیعہد تھا وہ بڑی بڑی کامیابیاں اور فتوحات حاصل کر کے ہمیشہ اپنے باپ سے شاباش لیا کرتا تھا چنانچہ لدہروا میں ایک دفعہ دشمنوں کا ایک قافلہ سوداگران اسپ کے لباس میں وارد ہوا جس میں مغربی سندھ کے ایک بلوچ رئیس غزن خان کا لکھی گھوڑا بھی تھا اس گھوڑے کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی، کنور دوساج اپنے باڈی گارڈ میں سے سات تنومند اور قوی ہیکل دلاوروں کو اپنے ہمراہ لے کر دریائے سندھ کے پار جا پہنچا اور غزن خان بلوچ رئیس کے جائے قیام پر پہنچ کر اس کو تہ تیغ کر کے اس کے گھوڑے کو معہ قافلہ کے گرفتار کر لایا، جب راول بچھراج راہی ملک بقا ہوا تو اس کے بعد بھی اس کا لائق بیٹا دوساج اساڑھ کی سات تاریخ ۹۹۹ بکرمی مطابق ۹۴۳ء میں سریر آرائے تخت ہوا مہاراول دوساج کی رسم تاج پوشی بھی قلعہ لدہروا میں ادا ہوئی تھی تخت نشینی کے وقت تمام چھوٹی بڑی ریاستوں سے پیغام مبارک باد اس کو آئے تھے زمانہ ولیعہدی میں راول دوساج نے بہت سی فتح یابیاں حاصل کیں چنانچہ ناگور واقعہ مارواڑ کے قریب مقام کہا میں قوم کھچی کا ایک سردار جدر نامی رہتا تھا، جو بڑا غارت گر اور ظالم قزاق تھا یوگل تک اس کی لوٹ مار سے آفت مچی ہوئی تھی، بھٹی گوجروں کے بھی بہت سے آدمی قتل کر چکا تھا اس لئے راول دوساج نے گنگا کے اشنان کے بہانہ سے ایک جرار فوج تیار کر کے اپنے ہمراہ لی اور بے خبری میں علاقہ کھچی پر حملہ کیا جدر مذکور کو معہ اس کے نو سو ہمراہیوں کے قتل

Marfat.com

کر کے خلق خدا کو اس کے ظلم سے بچایا جس کے بعد دو ساج اور اس کے تین بھائی کُہر میں گئے اور وہاں جا کر پرتاب سنگھ رئیس گھلوٹ کی بیٹیوں سے شادیاں کر کے اتنا روپیہ اور اشرفیاں برسائیں کہ تمام لوگ امیر ہو گئے۔

راول دو ساج کے وقت میں ہمیر راجہ سودا نے بھی اس کے علاقے میں لوٹ مار کی دو ساج نے بہت کچھ صلح اور آشتی کے پیغام دیئے مگر سب بیسود ثابت ہوئے آخر اس نے مقام وہات میں کوچ کیا اور فتح حاصل کی راول دو ساج کے تین بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔ جیسل، بجے راج، لانجھا بجے رائے ثانی۔ یہ بچھلا لڑکا اس کی صغر سنی میں رانی رانادت خاندان میواڑ کے بطن سے پیدا ہوا تھا جس کی شادی سدھ راج جے سنگھ سولنکھی کی دختر سے ہوئی تھی یہی پچھلا بیٹا باپ کے بعد جانشین ہوا۔

بجے رائے ثانی عرف لانجھا نے ۱۰۳۱ بکرمی مطابق ۹۷۵ء کو مقام لدھروا میں مسند نشین ہو کر زمام حکومت سنبھالی اس وقت شہزادہ جیسل راجہ جیپال کی لڑائیوں میں مصروف تھا اتفاق کی بات ہے کہ شمالی اور مغربی مفتوحہ ممالک بھٹی گوجروں کے ہاتھ سے نکلنے لگے اس لئے شہزادہ جیسل لڑائیوں میں مصروف رہتا تھا اور بجے رائے اندرونی انتظامات و خدمات ملکی سرانجام دیتا تھا بجے رائے ثانی بڑا نیک دل انسان تھا یہ درویشوں فقیروں کی خدمت اور سیوا کیا کرتا تھا، بگاڑ کو کبھی پسند نہیں کرتا تھا اس لئے دور و نزدیک کی حکومتوں سے دوستی اور اتحاد کی رسمیں اس نے قائم کیں لیکن خراسان پر غزنوی بادشاہوں کی حکومت کا زور ہو گیا یہی وہ وقت ہے جب کہ سلطان محمود نے تیسری دفعہ ہندوستان پر فوج کشی کی شمس العلماء سیّد محمد لطیف اور دیگر اسلامی مورخ لکھتے ہیں کہ اس وقت ۳۹۳ء تھا جبکہ سلطان محمود غزنوی سیتان گیا جہاں کا حاکم حنیف خان تھا اس کو اپنے ساتھ لا کر غزنی کا انتظام سپرد کیا اور خود ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا ان دنوں بھٹی گوجروں

Marfat.com

کا پھر زور ہوگیا تھا اور یہ وہی نسل تھی جو صدیوں سے خراسان و ترکستان کا ناک میں دم کرتی آئی تھی، ۳۹۵ھ ہجری تھا جبکہ سلطان نے بھٹینز کا رُخ کیا حدود ملتان میں دریائے سندھ کو عبور کیا اور پے در پے کوچوں کے بعد بھٹینز کی دیواروں کے نیچے جا پہنچا شہر کی فصلیں بہت اونچی اور گردا گرد خندق تھی وہاں کے راجہ بجے رائے کو اپنے لشکر پر بڑا غرور تھا سلطان ناصر الدین سبکتگین کی طرف سے سرحد پر جو عامل مقرر ہوتے وہ ان کی اطاعت نہ کرتا اور نہ ہی راجہ جیپال والی لاہور کی کسی شرط کی پرواہ کرتا جب اس نے ناگہان محمود کے لشکر کو دیکھا تو اپنی سپاہ سوار و پیادہ اور ہاتھیوں کے سمیت مقابلہ کے لئے قلعہ سے باہر نکلا تین دن رات برابر ہنگامہ کارزار گرم رہا، مگر فریقین میں سے کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ فتح کس کی ہے سلطانی فوج کے بھٹی گوجروں نے چھکے چھٹا دیئے، قریب تھا کہ اس کو شکست ہو جاوے مگر محمود نے اپنی فوج میں منادی کرادی کہ چوتھے دن سلطانی جنگ ہے کوئی متنفس بھی ڈیرے میں نہ رہے نوکر ہو یا بے نوکر جوان ہو یا بڈھا سب لڑائی کے لئے مستعد ہو کر میدان جنگ میں آجائیں ادھر راجہ بجے رائے کو بھی اس تیاری سے فکر ہوا اس نے بھی عبادت گاہ میں جا کر دیوی اور دیوتاؤں سے امداد چاہی اور کل نوکروں اور رعایا کو ہتھیار باندھنے کا حکم دیا اور شان وشوکت کے ساتھ میدان میں نکلا سلطانی فوج نے اس پر حملہ کیا چاشت سے لے کر تیسرے پہر تک ہنگامہ جدال و قتال، ضرب و حرب گرم رہا جانبین سے مقتولوں کے پشتارے لگ گئے لیکن کسی طرف سے شکست اور ضعف کے نشان ظاہر نہ ہوئے محمود نے پہلے درگاہ معبود حقیقی میں توجہ کی پھر بذات خود دشمن کے قلب پر جا پڑا بھٹی گوجروں کے لشکر کو ہزیمت دی راجہ بجے رائے حصار میں آگیا تو محمود نے حصار کو بھی محصور کرلیا قلعہ کی خندق بھرنے کا حکم دیا تب راجہ بجے رائے بہت حیران اور بیقرار ہوا لیکن بھٹی گوجر تھا اطاعت کا سر کس طرح جھکاتا اور پھر ایسی قوم کے آگے جس کو اس

Marfat.com

کے بزرگوں نے سینکڑوں دفعہ مطیع وفرمان بنایا تھا رات کو اپنے خاص نوکروں سمیت قلعہ سے باہر نکلا ور پیادہ پا جنگل کی راہ لی جنوب کی طرف جو پہاڑیاں تھیں ان پر پناہ لینے کے لئے جا چڑھا محمود نے اس کے تعاقب میں اپنی سپاہ بھیجی جس نے راجہ بجے رائے کو ایسا گھیر لیا جیسا کہ گریبان گلے کو گھیر لیتا ہے آخر جب راجہ بجے رائے بہت لاچار ہوا اور اس کو اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو اس نے خنجر سے اپنے آپ کو ہلاک کیا اب اس کے بھائی شہزادہ جیسل اور سلطانی افواج جے پال کے مقابلہ میں ایک ہوگئیں جے پال کے اسیر کرنے میں جیسل کی بنی بنائی سپاہ محمودی لشکر کے ساتھ تھی غرض جب راجہ بجے رائے کا خاتمہ ہوگیا تو اس کا بڑا بیٹا بھوج دیو مسند نشین ہو کر حکومت کرنے لگا۔

راجہ بجے رائے نے پانچ شادیاں کی تھیں اور اس کی برانیوں کے بطن سے اس کے پانچ ہی بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں :۔ بھوج دیو، راہر، مہے جی، منگل جی، بہنو راؤ۔ راجہ بجے زائے کے بڑے بیٹے بھوج دیو کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام شہزادہ چیچی تھا جو گوجروں کی چیچی گوت کا مورث اعلیٰ ہوا دوسرے بیٹے مسمی داہر کے دو بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔ مُنی، کیکسی۔ پہلے بیٹے مُنی کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر مونن گوجر موسوم ہوا بجے رائے کے باقی تین بیٹوں کے بیٹوں کے نام ہم کو معلوم نہیں ہو سکے، اس لئے ہم نے نہیں لکھے الحاصل راجہ بجے رائے کے سب بیٹوں میں سب سے زیادہ لائق اور الوالعزم بھوج دیو تھا اس لئے وہ باپ کے بعد رسم خاندان کے مطابق ۱۰۶۲ بکرمی مطابق ۱۰۰۶ء بکرمی کو قلعہ لاہروا میں مسند نشین ہوا۔ بھوج دیو اپنے باپ کے گزر جانے سے پچیس سال کی عمر میں جانشین بنا تھا ابھی اس کی مسند نشینی کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اس کے چچا جیسل نے اس کی مخالفت شروع کی لیکن اس کے ساتھ ہمیشہ پانچ سولنکھی گوجر موجود رہتے تھے اس لئے جیسل اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا، اس

Marfat.com

زمانہ میں سلطان محمود کا بیٹا سلطان مسعود حکمران تھا اور وہ ترکستان میں سلجوتی ترکمانوں کی بغاوت فرو کرنے میں مصروف تھا کہ ادھر ہندوستان میں ہندو راجاؤں نے بھی اس کی حکومت کے خلاف ملتان اور سندھ میں بغاوت کا علم بلند کر دیا سلطان مسعود ترکستان کے باغیوں کی سرکوبی کر کے بہت جلد ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا ملتان اور سندھ کو دوبارہ فتح کر کے ہندو راجاؤں کو مطیع کیا جیسل راؤ اپنے دوسو عزیزوں اور رشتہ دار سواروں کو ساتھ لے کر بادشاہ مسعود کے پاس حاضر ہوا اور اپنا مافی الضمیر عرض کیا اور بادشاہ کے ساتھ رفاقت کی قسم کھائی جس کے بعد بادشاہ کے حکم سے اس کو مسلمانوں کی کمک حاصل ہوئی اور وہ کمک لے کر مقام لدہروا کی طرف روانہ ہوا قلعہ لدہروا کا محاصرہ کر کے اپنے بھتیجے بھوج دیو کو اس نے قتل کیا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ بھوج دیو نے نے رضا مندی سے مسند حکومت اپنے چچا جیسل کے حوالے کر دی اور خود اپنے بیٹے شہزادہ چچی کو ہمراہ لے کر گجرات کی طرف چل دیا اور اپنے نانا راجہ سدھ راج جے سنگھ سولنکھی کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا، جس کے بعد اس کے چچا جیسل نے اہل شہر کو اجازت دی کہ وہ اپنا مال و اسباب جس قدر اٹھا سکیں وہ لے کر شہر کے باہر چلے جائیں تیسرے روز پھر مسلمانوں کو شہر لوٹنے کی اجازت دی گئی اور انہوں نے پرانی راجد ہانی لدہروا کو خوب غارت کیا اور ان کا سردار کریم خان بہت سا مال و اسباب لے کر بھیر کو روانہ ہو گیا جب لدہروا تباہ و برباد ہو گیا تو اس کے عوض راؤ جیسل نے ایک جدید قلعہ و شہر تعمیر کرانا شروع کیا کیونکہ لدہروا ایک صاف میدان اور بے امن و غیر مطمئن جگہ میں واقعہ تھا اس لئے راؤ جیسل نے اس کے پانچ کوس فاصلے سے ایک پہاڑی پر ۱۰۹۵ مطابق ۱۰۳۹ء ساون دو ادشی اتوار کے دن جدید شہر کی بنیاد ڈالی جب وہ شہر اور قلعہ بن کر تیار ہوا تو اس کا نام اس نے اپنے نام پر جیسلمیر

Marfat.com

رکھ کر اس کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا اور آج بھی وہاں اس کی اولاد حکمران و آباد ہے۔

نسب نامہ خاندان بھٹی

سکندر اعظم، اسکندروس عرف شہزادہ گرجی، سکائی نیس، سوفا گسنئیس، رجائیس، گنجئیس عرف گج، سالبئیس عرف سالباہن، بل بند، بھاٹی راؤ ہے راؤ، کرن، کیر پال، کمد راؤ عرف کھیم کرن، رندھیر راؤ، گجو عرف رتن سین، ساہر راؤ عرف لومن، سبجدیو، صاحب دیو عرف راؤ بھوج سی، راؤ انت بجھ، ابھیاس راؤ، نبھے راؤ عرف سورسین، رگھو راؤ، مانک راؤ، دودے راؤ عرف منگلی راؤ، تنجم راؤ، راؤ کیہر، راؤ تنو، بجے رائے اول، دیو راج، مونڈ راؤ، بچھرامج عرف باچھو، دوساج، بجے رائے ثانی عرف لانجھا، بھوج دیو۔

کوتکیئس

جیسا کہ ہم نے اس فصل کے شروع میں وعدہ کیا تھا کہ شاہ گنجئیس عرف گج کے بڑے بیٹے شہزادہ کوتکیئس اور اس کی اولاد کے حالات آگے چل کر اسی فصل کے اخیر میں لکھیں گے سو اس وعدہ کو ایفا کرنے کے لئے اب ہم کوتکیئس اور اس کی اولاد کے مختصر حالات یہاں تحریر کرتے ہیں شروع میں اس کی اولاد کے حالات لکھنے کے چند وجوہات تھے جن میں پہلی وجہ یہ تھی کہ سالبئیس عرف سالباہن کی اولاد کی طرح کوتکیئس کی اولاد کا سلسلہ حکومت پشت بہ پشت قائم نہ رہ سکا اور وہ بیچ میں آ کر ٹوٹ گیا کئی پشت تک اس کی اولاد منتشر اور پراگندہ حالت میں ملک بملک پھرتی اور خراب ہوتی رہی دوسری وجہ یہ تھی کہ مورخوں اور بنسادل والوں نے اس کی اولاد کی حکومت وسلطنت کا کوئی زمانہ تعین نہیں کیا اور اس کے ساتھ کوئی سال وسمت نہیں لکھا تیسری وجہ یہ تھی کہ خود ہمارے سلسلہ ترتیب میں پڑتا تھا اور ایک کے حالات کا دوسرے کے حالات سے غلط ملط ہو

Marfat.com

جانے کا امکان تھا پس ان وجوہات کو مدنظر رکھ کر ہم نے کوتکیس اور اس کی اولاد کے حالات کو شروع فصل میں تحریر کرنا مناسب نہیں سمجھا لیکن اب ہم ناظرین تاریخ کی ایزادئے معلومات کے لئے کوتکیس اور اس کی اولاد کی پراگندہ حالت اور غیر معین زمانہ حکومت کے مختصر حالات لکھتے ہیں آمدم بر سر مطلب۔ جیسا کہ اس فصل کے شروع میں اس کے پیشتر شاہ کنجکیس کے حالات میں ہم نے لکھا ہے کہ شاہ کنجکیس کے بعد اس کا بڑا بیٹا کوتکیس غزنی میں مسند حکومت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا تھا اور وہ صاحب اولاد بھی تھا جس کے بعد پھر اس کا بڑا بیٹا رامئیوس نامی سریر آرائے تخت ہوا جس پر کہ اشکانی گوجروں نے حملہ کر کے اس کو بھگا دیا، اور تخت غزنی پر قبضہ کر لیا، رامئیوس غزنی سے بھاگ کر ہندوستان میں چلا گیا اور کوتکیس کی تمام اولاد پر بے اطمینانی عائد ہوگئی جس کے بعد آٹھ پشت تک اس خاندان کی حالت وحکومت پراگندہ اور غیر مطمئن رہی کوتکیس کی آٹھویں اور رامئیوس کی نویں پشت میں پھر ہریرام چند پیدا ہوا جس کے عزم واستقلال میں برکت ہوئی اور اس نے کوہستان اور جنگلوں کو فتح کر کے پھر نئے سرے سے اولاد کوتکیس کی حکومت کی بنیاد قائم کی جس کے بعد پھر اس نے عنان عزیمت ہندوستان کی طرف معطوف کی لیکن اس کا تسلط شمالی مغربی پہاڑیوں میں ہی رہا، اس نے افغانستان میں ایک جدید شہر بھی تعمیر کرایا جس کا نام اس نے اپنے نام پر ہرات رکھا۔

ہریرام چند کے کئی ایک بھائی تھے جن میں سے ایک کا نام گوری یا گورسین تھا گورسین نے قلعہ وشہر غور تعمیر وآباد کیا تھا اور وہ بہت کثیر اولاد تھا اس کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر گورسی گوجر موسوم ہوا المختصر ہریرام چند کے بعد پھر اس کے بڑے بیٹے کوی چند کو تاج وتخت ملا اس کے بعد پھر اس کے بیٹے عطر چند کی نوبت آئی، جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد پھر اس کا بیٹا کیسن چند سریر آرائے تخت

Marfat.com

ہوا، کیسن چند بھی بہت کثیر الاولاد تھا اس کی اولاد کا گوت بھی اسی کے نام پر کیسانہ گوجر موسوم ہوا۔

الحاصل راجہ ہریرام چند نے بہت نام پایا تھا لیکن اس کا تسلط شمال مغربی پہاڑیوں میں ہی رہا اس کے بعد پھر کونکیس کی اولاد سلسلہ وار چھپن پشت تک وسط ایشیا سے لے کر بلوچستان و افغانستان اور پنجاب کے شمالی حصوں میں رہی مگر کسی ایک جگہ ٹک کر نہیں بیٹھی، البتہ اس کے بعد راجہ سوکرت دیو نے غزنی، غور، ہرات اور پنجاب پر اپنا قبضہ کیا اور دور و نزدیک کے راجوں مہاراجوں سے راہ و رسم بڑھائی رشتے لینے دینے کی رسم جاری کی حکمرانوں کے جلسے اور مجمعے کر کے ملکی ضرورتوں کے واسطے قاعدے مقرر کئے اور مرجاد پت کا لقب حاصل کیا۔

راجہ کرت دیو کے بعد پھر اس کا بیٹا بسودت عرف سوات سین اس کے تاج و تخت کا وارث ہوا جس نے قلعہ سوات واقعہ افغانستان تعمیر کیا اس کی اولاد انہیں اطراف میں حکومت کرتی رہی مگر اس کی تیسری پشت میں کوی پال عرف اپراجت ہوا جس نے بہت ناموری حاصل کی غزنی اور ملک پنجاب آدھا لے لیا اور ملتان سے ہوتا ہوا متھرا اور فرخ آباد کو بھی فتح کیا، اس کے علاوہ اور کئی ایک ملک بھی فتح کئے اس نے بہت عمر پائی تھی کہتے ہیں کہ شہر اید ہاسن اسی نے آباد کیا تھا جس کو اب فرخ آباد کہتے ہیں اس کے بعد اس کا بیٹا برکھوڈ ہج اس کا جانشین ہوا برکھوڈ ہج نے سلطنت کو سنبھال کر بڑے عدل و انصاف سے حکومت کی یہ بڑا فیاض اور سخی راجہ تھا اس سبب سے کنک سین کا لقب دنیا سے حاصل کیا کنک سونے کو کہتے ہیں اور سین کے معنے صاحب یا مالک کے ہیں یعنی صاحب یا مالک زر راجہ برکھوڈ ہج کثیر الاولاد تھا اس کی اولاد کا گوت اسی کے نام پر برکھوڈ عرف برکھٹ گوجر موسوم ہوا۔

راجہ برکھوڈ ہج کے بعد پھر اس کا بیٹا ست برت مسند نشین ہوا اس نے بھی بہت اچھی حکومت کی وہ ہنر مندوں کی قدر کیا کرتا تھا اور انتظامی طاقت بہت قوی

Marfat.com

رکھتا تھا اس سبب سے سوگن سین بھی کہلایا گن وصف کو کہتے ہیں یونی سو وصف کا مالک غرض اس کے بعد پھر اس کے بیٹے ہر کرن کو راج ملا راجہ ہر کرن کو رفاہ عام کا بڑا خیال رہتا تھا اور خیرات بہت کرتا تھا شہر اید ہاسن (فرخ آباد) میں جگہ جگہ پر باغ اور باولیاں بنوائیں ملک میں آبادی کو رونق دی متھرا میں جگ کیا اور نام پایا اور مکھوان جیت کہلایا اس کے بعد پھر اس کا بیٹا انل عرف کرت سین تخت حکومت پر بیٹھا اس نے اچھے اچھے کام کر کے کرت سین کا لقب پایا اس کے بعد پھر اس کا بیٹا گودردہن سریر آرائے تخت ہوا یہ راجہ صاحب نصیب تھا جدھر نظر اٹھا کر دیکھتا تھا فتح مند ہوتا تھا اس وجہ سے اس کو بھگوان سین یعنی طالع مند بھی کہتے تھے اس کے بعد پھر اس کا بیٹا بیرو ہُن عرف بدھ ورتھ کو تاج وتخت ملا اس نے بھی انتظام ملکی کو احسن طریقہ سے سرانجام دیا اس کے بعد پھر اس کا بیٹا اوند پال عرف بکر سین مسند خلافت پر بیٹھا اس راجہ نے پنجاب میں جو ایک قوم پنڈور نام زور پکڑے ہوئے تھی اس کی طاقت کو زیر کر کے پائمال کیا لاہور کو اپنی راجدھانی بنایا متھر کو خالصہ کیا جاگیریں ضبط کیں اور دور تک حکومت کی اس کے بعد پھر اس کا بیٹا مہاسین عرف کمودسین تخت نشین ہوا اس کے وقت میں اس خاندان کی حکومت شمال مغربی ممالک میں کمزور ہوگئی تھی کیونکہ ترک آئے دن اس پر چڑھائی کرتے تھے اور یہ ان کو روکتا تھا ہمیشہ ترکوں کے ساتھ اس کی لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں اس لئے اس نے پنجاب کو سنبھال کر اسی میں اپنی حکومت کو محدود رکھا اس کے بعد اس کا بیٹا پاؤن عرف برج پال مالک و قابض تخت ہوا اس راجہ نے پنجاب کی سرحدیں مضبوط کیں ترکوں اور یامینیوں کی آمد کے ناکے بند کئے بنگلہ کے راجہ ہری سنگھ سے خونریز لڑائیاں لڑ کر میدان جیتا پنجاب میں قلعہ بھمبور گڈھ اس کی یادگار ہے اس کے بعد پھر اس کا بیٹا باہن پال عرف بجت جے کو راج ملا اس نے باپ کی حکومت اچھی طرح سنبھالے رکھی لیکن اسکی حکومت بھی پنجاب تک محدود رہی، یہ

Marfat.com

راجہ بھی کثیر الاولاد تھا کہتے ہیں کہ اس کے اسی بیٹے تھے جن میں ستائیس بیٹوں کے نام پر گوتیں چلیں اس کے بعد چار پشت تک اس کی اولاد کی حکومت بھی پنجاب تک محدود رہی اس کی چوتھی پشت میں پھر سور پرواہ عرف اور تراسین پیدا ہوا جس نے بعد بلوغت تخت سلطنت پر قدم رکھتے ہی خراسان کو جا کر فتح کیا اور لاہور کو خالصہ بنا کر غزنی اپنا دارالحکومت قائم کیا اس کے بعد آٹھ پشت تک برابر اس کی اولاد پنجاب اور خراسان وغیرہ ممالک پر حکومت کرتی رہی اس کی آٹھویں پشت میں جب راجہ پربل سین عرف بھیم سین تخت نشین ہوا تو اس کے وقت میں سلطنت کو بہت تنزل ہوا غزنی قبضہ سے نکل گئی اور بھبھور پر بھی دشمن کا قبضہ ہو گیا اس کی حکومت صرف لاہور متھرا اور ایدھاسن (فرخ آباد) پر باقی رہ گئی اس نے ترکوں اور ریامیئوں کے ساتھ بے شمار لڑائیاں کیں آخر کار دریائے ستلج کی مہم میں انہی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

مہاراج پربل سین کے بعد اس کا لائق بیٹا اردد یو تخت نشین ہوا اس راجہ کو اپنے باپ کے انتقام لینے کا ہمیشہ خیال رہا، اس لئے اس نے ترکوں سے جنگ کر کے اپنے باپ کا انتقام لیا اور ان کو مغلوب کر کے پسپا کیا یہ راجہ بڑا بہادر اور دلیر تھا اس نے پنجاب کے تمام راجاؤں کو دوبارہ مطیع کر کے اپنا تابع فرمان بنایا اس کے بعد پھر اس کا بیٹا سنگت دیو عرف جگ سوات اس کا جانشین ہوا، اس نے لاہور کو اپنا دار السلطنت بنا کر بڑی کامیابی سے راج کیا، سرحد افغانستان کے تمام قلعوں کو دوبارہ مرمت کر کے مستحکم کیا اس کی اولاد بھی بہت ہوئی آخر جب فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا متر و یو عرف بین سریر آرائے تخت ہوا اس نے بھی کامیاب راج کیا پھر اسکے بعد اس کا بیٹا برت دیو عرف دیو جس مسند حکومت پر بیٹھا اس نے بھی اپنے باپ دادا کی عزت کو بڑھایا اور دیو جس لقب پایا مگر تقدیر الٰہی سے لاولد رہا۔ اس لئے اس نے اپنے چچا کا کل دیو کے بیٹے پربل کو

Marfat.com

متبنّٰے کر کے اور اس کا جدید نام مولاج رکھ کر بذریعہ تبنیت اپنا وارث و جانشین مقرر کیا اس کے بعد پھر وہی پربَل عرف مولاج وارث تاج و تخت ہوا اس نے فرائض ملکی کو اچھی طرح سرانجام دے کر خاندانی عزت کو بڑھایا اور دنیا میں نیک نامی حاصل کی اس کے بعد پھر اس کا بیٹا ست بل عرف رائے دیو تخت نشین ہوا یہ بھی بہت نیک اور منتظم راجہ تھا اس کے بعد پھر اس کا بیٹا مہان بل عرف ستّو راؤ مسند حکومت پر بیٹھا اس نے بھی سلطنت کا بہت اچھا انتظام کیا لیکن یہ راجہ بھی تقدیر آلٰہی لاولد تھا اس لئے اس نے اپنے ہم جدی کا کل دیو کے پوتے مسمی دیو انند کو سُبل نام رکھ کر اپنا متبنّٰے کیا اور راجہ مہان بَل کی جگہ اس کا یہی متبنّٰی لڑکا جانشین ہوا سُبل عرف دیوانند نے بھی بہت اچھی حکومت کی اس کے بعد پھر اس کا بیٹا جیت بل مسند آرا ہوا اس کی فتوحات مشہور ہیں دور دور تک فتوحات کر کے اس نے ناموری حاصل کی اس کی حکومت بھی قابل تعریف تھی جس کی وجہ سے اس نے جگ بُھوب کا لقب پایا تھا اس کے بعد پھر اس کا بیٹا پرتھی بَل عرف بُدھ سریر آرائے تخت ہوا جس نے نمایاں فتوحات حاصل کر کے اپنے باپ دادا کے نام کو بڑھایا اس کے بعد پھر اس کا بیٹا سوچرنگ عرف روہتا اس مسند حکومت پر متمکن ہوا، راجہ سوچرنگ نے پورب پچھّم کی مہمیں سر کیں، عدل و انصاف اور ملک کی آبادی میں عمر صرف کی، روایت ہے کہ پورب میں جو قلعہ روہتاس مشہور ہے وہ اسی راجہ کا تعمیر کیا ہوا ہے دریائے جہلم کے اُس پار ضلع جہلم واقع پنجاب میں جو قلعہ روہتاس ہے وہ اسی قلعہ کا ہمنام کر کے سوری بادشاہوں نے بنوایا تھا غرض راجہ سوچرنگ کی اولاد اس کے بعد چھ پشت تک متھرا میں حکومت کرتی رہی ساتویں پُشت میں پھر چندرپال عُرف گُن پیدا ہوا جس نے متھرا سے اُٹھ کر لاہور کو پایہ تخت بنایا اس کے عہد سے پھر اس خاندان کی حکومت کا رُخ شمال مغربی علاقوں کی طرف ہوا اس کے بعد پھر اس کے بیٹے اَجدیو عرف جگ پال کو حکومت ملی جو متھرا

Marfat.com

میں اپنے بھائی مارتھ سین کو چھوڑ کر خود شمال مغربی علاقوں کی فتوحات کی طرف متوجہ ہوا، اس راجہ نے پورب پچھّم کے علاقے بھی فتح کئے تھے لیکن جب یہ شمال مغربی علاقوں کی فتوحات میں مصروف تھا تو اس وقت علاقہ بیانہ سنٹرل انڈیا کا مغربی شمالی علاقہ کے راجہ بُرج پال نے ایک ہاتھی بان کی سازش سے اس کے بھائی مارتھ سین کو قتل کرواکر متھرا پر اپنا قبضہ جمالیا خدا کی شان کہ بُرج پال کی اولاد اکتیس پُشت تک مسلط رہ کر حکومت کرتی رہی، الحاصل راجہ اَجد یو عرف جگ پال کے بعد چار پشت تک شمال مغربی حکمرانوں کے ساتھ اس خاندان کی لڑائیاں اور ہنگامے ہوتے رہے آخر چوتھی پشت میں جب اجے بَل عرف رسانپ تخت نشین ہوا تو اس نے سلطنت کے نظم ونسق کو درست کرکے ملک میں امن قائم کیا اس راجہ کو ملک بڑھانے کا بہت شوق تھا اس لئے پہلے اس نے ترکوں کو غزنی سے پسپا کیا اور غزنی کو اپنا دارالحکومت بنا کر پھر دیگر ممالک کی طرف متوجہ ہوا جب یہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا کی پال عرف چندر سین سریر آرائے تخت ہوا۔

نسب نامہ اولاد کوتکئیس

سکندر اعظم، اسکندروس عرف شہزادہ گُرجی، سکائی نئیس، سوفا گنسئیس، زجائیس، گنجئیس عرف گج، کوتکئیس، رامئیوس، سد ہر چند، کلیان چند، بھیم چند، لدھر چند، مانک چند، ابھے چند، سوبھا چند، گومن چند، ہر یرام چند، کوی چند، عطر چند، کیس چند، سمند پال، بکرم پال، چندر پال، نراندر پال، دوش پال، ساہپال، چھتر من پال، گیند پال، انند پال، بزدہ بل، موہپال، بھیم پال، مدن پال، کرم پال، ستر پال، اودر پرکاش، مہان پرکاش، سوہل پرکاش، جیت پرکاش، ایت سین پرکاش، سہج بل پرکاش، اوڑد باہو پرکاش، گوبل پرکاش، ساتہہ پت پرکاش، چندر پرکاش، ساحب پرکاش، روپ چند، کیش چرن، پرتھی پت، سوچر من، سوگہر نریش، بحّر بل، سروت دیو، گپت چر، بھدر چر بھ، چادر چند، چتر برت، چتر راج، بھان دیو، سوب بھیام، سبھا

دیو، پربھان پال، بھونومن، چندر من، بردہ بہان، رتن بہان، سور بھان، پرت بہان، سنمتر سدھ، اپرجت، ست جت، سترو جت، چترانگ، بجے پال، چتر کرت، بسومن، اندر سین عرف برت باہو، برت سین عرف دت باہو، دو ساسن عرف باہو بل، چترنگ بہان عرف سو بھنائے، باگ بھان عرف دیودت، برکھ بہان عرف پرتھی سہائے، ایدت عرف مہے پت، سوکرت دیو عرف مرجاد پت، بسودت عرف سوات سین، سومن پال عرف سورسین، کردت پال عرف اودیپ سین، کوی پال عرف اپراجت، برکھوڈ ہج عرف کنک سین، ست برت عرف سوگن سین، برکرن عرف مگھوان جیت، انل عرف کرت سین، گودر دہن عرف بھگوان سین، بیرو ہن عرف بدھورتھ، اوند پال عرف بکرم سین، مہا سین عرف کمود سین، پاؤں عرف برج لال، باہن پال عرف بجت جے، سدہ سوج عرف مورت پال، سنگرام جت عرف رکم سین، بریہت سین عرف کنک سین، سور پرواہ عرف اوترا سین، اجت عرف سوایت سین، جو روپ عرف برت سین، سو بھدر دیو عرف رام سین، سہاروپ عرف شہدیو، کنک پال عرف دیو سوائے، رتن پال عرف شنکر دیو، اہنگ پت دیو عرف سورج دیو، سنتو کہہ دیو عرف پرتاب سین، گووند دیو عرف پرت سین، پربل سین عرف بھیم سین، ارد دیو، سنگت دیو عرف جگ سوات، متر دیو عرف بین، برت دیو عرف دیو جس، پربل عرف مولراج، ست بل عرف رائے دیو، مہاں بل عرف ستو راؤ، سُبل عرف دیو انند، جیت بل، پرتھی بل عرف بُدھ، سوچر نگ عرف رہتاس، شمیرک عرف پرت سین، آیت بل عرف موہ تن، سہج بل عرف باشودیو، اردپورن عرف ابھیان، پرتھی پت عرف بیرسین، گودند دت عرف سوبھیو، ساتہہ پت عرف سورت سین، چندر پال عرف گن پیودہ، اجدیو عرف جگ پال، سکہہ چند عرف بھیم سین، سو بھدرد دیو عرف تیج پال، بُرج بل عرف بھوپت سین، امے بل عرف رسانپ، کی پال عرف چندر سین۔

Marfat.com

فصل پنجم

کوشان گوجر

جیسا کہ اس کے پیشتر اسی باب کے فصل اول میں تحریر کیا گیا ہے کہ گُوجروں کے کوشان خاندان کا مورث اعلیٰ کوشانیس گُرجی تھا جو کہ شہزادہ اسکندروس گُرجی کا پانچواں بیٹا تھا کوشانیس گُرجی کی اولاد کا امتیازی خطاب اسی کے نام کی طرف منسوب ہو کر کوشان گُوجر موسوم ہوا تھا اور اس کی اولاد اس کے سسرال یعنی اپنے ننہال کی ریاست کی وارث بنی تھی جس کی تفصیل یہ ہے، کہ تاتار کا ایک قبیلہ یوچی نام تھا جس کی ریاست شمال مغربی چین کے صوبہ کنسو میں واقع تھی اور یہ ریاست دریائے ینکسی کیانگ جسے نیلا دریا کہتے ہیں اس کے کنارے شہر سوچو تک پھیلی ہوئی تھی جب کوشانیس گُرجی نے اس ریاست کو فتح کیا تو اس ریاست کے ٹانچو یعنی سردار برتاچن نامی کی بیٹی پاتو خانم سے بھی اس نے شادی کر لی لیکن برتاچن کے گھر میں سوائے اس اکلوتی بیتی کے اور کوئی نرینہ اولاد نہ تھی اس لئے اس نے اپنی ریاست کا وارث اپنی اس بیٹی کو قرار دے کر ایک وصیت نامہ لکھ دیا کہ میرے بعد میری ریاست کی وارث و مالک میری یہ بیٹی اور اس کی اولاد ہوگی اس وصیت نامہ کو اس کی قوم یوچی تاتار نے بھی تسلیم کر کے اس پر مُہر تصدیق کر دی تھی جس کے بعد پھر کوشانیس گُرجی کے بھائی شاہ اشکانیس گُرجی نے بھی جس کی زیر سیادت یہ ریاست آ چکی تھی برتاچن کی بیٹی کو اس ریاست کا وارث و مالک منظور کر کے وصیت نامے پر مہر تصدیق کر دی لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بھائی کوشانیس گُرجی کو اس ریاست کا ناظم بھی قرار دے دیا، مختصر اس وصیّت نامے کے مرتب و تصدیق ہونے کے بعد تھوڑی مدت تک یوچی ٹانچو برتاچن زندہ رہا تھا آخر جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کی

Marfat.com

بیٹی پاتو خانم مسند نشین ہو کر حکومت کرنے لگی، اور اس کا خاوند کوشانئیس گُرجی اس کا ناظم بن کر ریاست یوچی کا انتظام کرنے لگا۔

یہ عورت بڑی مدّ برو عاقلہ تھی اس نے اپنے خاوند کوشانئیس کے مشورہ سے اپنی ریاست کے نظم ونسق کو درست کر کے تمام یوچی تاتار کو بذل وعطا اور جو دوسخا سے اپنا گرویدہ احسان بنا لیا تھا اس کے بطن سے کوشانئیس گُرجی کے اٹھارہ بیٹے پیدا ہوئے تھے جو اپنے والدین کی طرح سب کے سب لائق تھے اپنی ماں کے بعد بھی اس کے تاج وتخت اور ریاست کے وارث و مالک ہوئے تھے، اس طرح یوچی تاتار کی ریاست منتقل ہو کر ایک دوسرے خاندان میں چلی گئی تھی جس کے بعد کوشانئیس گُرجی کی اولاد مستقل طور پر ریاست کی وارث و مالک بن گئی تھی پہلے کوشانئیس گُرجی فوت ہوا تھا اس کے چند سال بعد جب اس کی بیوی پاتو خانم فوت ہوئی تو اس کے بیٹوں نے ماں کی وصیت کے مطابق اپنے بڑے بھائی پنگورئیس گُرجی کو ماں کا جانشین مقرر کر کے اس کی اطاعت کرنے کا عہد کیا جس کے بعد پھر پنگورئیس گُرجی نے اپنے بھائیوں کی رضا مندی سے اپنی ماں کی جگہ سریر آرائے تخت ہو کر حکومت کرنی شروع کی، پنگورئیس گُرجی کے وقت بھی یہ ریاست گُوجروں کی مرکزی حکومت خراسان کے زیر سیادت تھی اور اشکانی گُوجروں کو سالانہ خراج بھیجتی تھی لیکن جب پنگورئیس گُرجی فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ونگیئولیس مسند نشین ہو کر حکومت کرنے لگا تو اس وقت ساکا گُوجروں نے جو کہ مرکزی حکومت کی سیادت کا جوا اتار کر آزاد ہو چکے تھے انہوں نے اس ریاست پر حملہ کر کے اس کو اپنے زیر سیادت لے لیا جس کے بعد کچھ دیر تک یہ ریاست ساکا گُوجروں کے زیر سیادت رہی آخر ساکا گُوجروں کی حکومت کو جب مشرقی ترکستان میں زوال آنا شروع ہوا تو کوشاں گُوجروں نے ان کی سیادت کا جوا اتار کر آزادی کا علم بلند کر دیا اور خود مختار ہو کر بلا شرکت غیر اپنے

Marfat.com

ملک پر حکومت کرنے لگے پھر آہستہ آہستہ اپنی سلطنت کو بھی وسیع کرنے لگے، یہاں تک کہ انہوں نے دریائے سیحون کو عبور کر کے تاک عرف تاس گوجروں کی سلطنت پر حملہ کیا جس حملہ کی وجہ سے تاک گوجر مغربی ترکستان کا نصف علاقہ خالی کر کے ایک طرف پسپا ہو گئے جس کے بعد کوشان گوجروں نے اس علاقہ پر قبضہ کر کے اس کو اپنی علطنت مین شامل کرلیا۔

پنگوزیس گرجی کے بعد ابھی تین پشتیں بھی گزرنے نہ پائی تھیں کہ توما گوجروں نے علاقہ ہنسیاں سے اُٹھ کر پھر کوشان گوجروں کی سلطنت پر حملہ کر دیا اور ان کو علاقہ کنسو اور مشرقی ترکستان سے نکال کر دیائے سیحون کی طرف دھکیل دیا، جہاں پر ان خانماں بربادوں نے پھر ایک نئی سلطنت کی طرح ڈال کر حکومت کرنی شروع کی جس کی سرحدیں بلخ سے ملی ہوئی تھیں، رفتہ رفتہ ان کی سلطنت پھر اس قدر مضبوط ہوگئی تھی کہ انہوں نے بلخ کو بھی فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کرلیا تھا جس کے بعد پھر ان کی سلطنت کو دوبارہ زوال آیا، اور یہ سلطنت چھوڑ کر افتقار اور انتشار کی حالت میں زندگی بسر کرنے لگے اور ایک سو سال تک اسی حالت انتشار میں مبتلا رہے ایک سو سال کے بعد کوشاں گوجروں نے پھر اپنے خاندان کی تنظیم شروع کی اور حکومت ملک کی طرف متوجہ ہو کر صنعت وحرفت میں ترقی کرنے لگے جس کے بعد پھر انہوں نے مغربی ترکستان میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈال کر تاک گوجروں کو وہاں سے نکالنا شروع کیا آخر ان کو نکال کر ان کی تمام سلطنت پر قابض ہو کر مغربی ترکستان میں سہ بارہ حکومت کرنے لگے پھر ادھر سے فارغ ہو کر دیگر ممالک کی طرف متوجہ ہوئے اور دُور دُور کے ملکوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کرنے لگے فتوحات کے بعد پھر مغربی ترکستان میں بیٹھ کر گردونواح کے ملکوں پر مدت درز تک حکومت کرتے رہے۔

اس عرصہ میں کوشاں گوجروں کے پانچ بادشاہ یکے بعد دیگرے سریر آرائے

Marfat.com

تخت ہو کر حکومت کرتے رہے ان میں سب سے برا بہادر اور نامور بادشاہ کڈ فائیس اوّل تھا جس نے مسیح سے پچاس سال بعد تمام گوجر خاندانوں پر غلبہ حاصل کر کے ایک متحدہ گوجر سلطنت کی بنیاد رکھی تھی مگر یہ طرز سلطنت و اتحاد زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا غرض اس سلطنت کو عام لوگ کوشان گوجروں کی سلطنت کہتے تھے، اور یہی کڈ فائیس اوّل اس سلطنت کا پہلا بادشاہ تسلیم کیا گیا تھا اس بادشاہ نے قریباً چالیس سال تک حکومت کی اور اس عرصہ میں اس نے نہ صرف باختر (بلخ) کے علاقہ میں ہی مضبوطی سے قدم جمائے بلکہ اشکانی گوجروں کو خراساں میں اور ساکا گوجروں کو قندہار اور ٹیکسلا میں شکست فاش دے کر وہاں سے نکال دیا اور ان علاقہ جات پر قبضہ کر کے ان کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا، یہ بادشاہ ۴۰ء میں تخت نشین ہوا تھا اور ۷۸ء میں مر گیا، اس کے بعد پھر اس کا بیٹا کنکنیس گُرجی تخت پر بیٹھا اور اپنے باپ کی طرح عرصہ دراز تک بڑے شان و شوکت سے حکومت کرتا رہا کنکنیس گُرجی جب فوت ہوا تو اس کے بعد پھر اس کا بیٹا کڈ فائیس ثانی سریر آرائے تخت ہو کر حکومت کرنے لگا اس نے ترکستان و خراسان کے علاوہ نہ صرف سندھ اور بنارس تک شمالی ہندوستان کو فتح کیا بلکہ مالوہ اجین کا راجہ بھی اس کا باجگذار بن گیا اور تمام سوراشٹر کاٹھیاواڑ بھی اس کے قبضہ میں آ گیا جس کے بعد کوشان سلطنت بہت وسیع ہو گئی۔

کڈ فائیس ثانی کی سلطنت ایک طرف تو چین سے اور دوسری طرف سے روم اور خراسان کی سلطنتوں سے ٹکر کھاتی تھی جب چینی جرنیل پان چاؤ اپنی فتوحات کے جوش میں بحیرہ قزوین تک نکل گیا تو کڈ فائیس ثانی نے اپنے ایلچی کے ہاتھ اسے کہلا بھیجا کہ میں بہت بڑا زبردست بادشاہ ہوں، فغفور چین کو چاہیے کہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دے تاکہ دو بڑی سلطنتوں میں رابطہ و اتحاد قائم ہو جائے پان چاؤ کو یہ بات بہت ناگوار گذری اور اس نے کوشان ایلچی کو گرفتار

Marfat.com

کر کے اپنے آقا کے پاس چین میں بھیج دیا اس پر کڈ فائیس ثانی نے چین کے تسخیر کے ارادہ سے ایک جرار فوج تیار کر کے وسط ایشیا کے راستہ سے اس ملک کی طرف روانہ کی لیکن جب یہ فوج دشوار گذار دروں سے نکل کر کاشغر اور یارقند کے میدان میں نمودار ہوئی تو راستے کی صعوبت کی وجہ سے اس قدر چور ہوگئی تھی کہ چینیوں کے خلاف جم کر لڑائی نہ کر سکی آخر شکست کھا کر بھاگ آئی اور کڈ فائیس ثانی کو سالانہ خراج کے وعدہ پر چین سے صلح کرنی پڑی۔

کڈ فائیس ثانی لاولد تھا اس کے گھر کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اس نے اپنے چچا زاد بھائی وجھیشک نامی کے بیٹے کنشک کو اپنا متبنٰے بنا کر جانشین مقرر کیا آخر جب ۱۲۰ء میں کڈ فائیس ثانی فوت ہوا تو اس کی جگہ اس کا متبنٰے بیٹا کنشک سریر آرائے تخت ہو کر حکومت کرنے لگا، کنشک کی حکومت ۱۲۰ء میں پورے عروج پر تھی، مورخین لکھتے ہیں کہ مہاراجہ کنشک کوشان گوجروں کا بڑا زبردست راجہ تھا اس کا نام تبت چین منگولیا اور دیگر ممالک میں ویسا ہی مشہور تھا جیسا کہ مہاتما بدھ کا نام مشہور ہے کنشک کا دار الحکومت پرشپور یعنی شہر پشاور تھا کابل و کشمیر اور دریائے نربدا تک تمام شمالی ہندوستان اس کے زیر نگین تھا چینی جرنیل پان چاؤ کی وفات کے بعد بہت دیر تک پامیر سے پرے وہ چینیوں سے لڑتا رہا آخر کار اس نے کاشغر اور ختن کو جو آج کل چینیوں کے قبضہ میں ہیں ۱۵۲ء میں فتح کیا۔

کہتے ہیں کہ سیب اور ناشپاتی کا رواج ہندوستان میں انہی کوشان گوجروں کی بدولت ہوا چینیوں کی تاریخی اور مذہبی کتابوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ کنشک نے بدھ مذہب کے بہت سے مبلغ چین میں بھیجے تھے جنہوں نے لاکھوں چینیوں کو اپنے مذہب میں داخل کیا چونکہ یہ راجہ ہمیشہ غیر ممالک میں لڑتا بھڑتا رہتا تھا اس لئے اس کے امرائے دولت اس سے تنگ آ گئے تھے ایک دن مہاراجہ کی طبیعت علیل تھی اس کے امراء عیادت کے بہانہ سے اس کے پاس

Marfat.com

آئے اور ایک نے اس پر رضائی ڈال دی اا ور ایک شخص لپک کر اس کے اوپر چڑھ بیٹھا اور اس زور سے اس نے راجہ کو دبایا کہ بیچارے کا دم گھٹ گیا جس صدمہ کی وجہ سے وہ اسی وقت راہی ملک عدم ہوا اس راجہ کے عہد حکومت میں بُدھ مذہب کی چوتھی مجلس کشمیر میں منعقد ہوئی تھی اور راجہ نے اس مذہب کی مصدقہ کتابوں کی اشاعت کا انتظام کیا تھا راجہ کنشک بہت عرصہ تک ہندوستان میں رہا اس کی عدم موجودگی میں پہلے اس کا بڑا بیٹا وششک اور پھر اس کے بعد چھوٹا بیٹا ہوشک انتظام سلطنت کرتا رہا وششک اور ہوشک دونوں بھائی اپنے باپ کی زندگی میں ہی اپنے نام کے سکّے جاری کرنے لگے تھے اسی لئے ان دونوں کے بعض سکّوں پر کنشک کی وفات سے پہلے کی تاریخ درج ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کنشک اپنی عمر کے آخری حصہ میں بُدھ کا پیرو ہوگیا تھا اس مذہب کی کتابیں اشوک اور کنشک دونوں راجوں کی تعریف سے بھری پڑی ہیں بعض اوقات بُدھ مذہب کے لوگ کنشک کو اشوک ثانی بھی کہتے ہیں بُدھ مذہب کی کتابوں میں بعض ایسے قصے درج ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ و جدل اور قتل و غارت نے اشوک کی طرح کنشک کے دل پر بھی بہت اثر ڈالا، آخر اس نے دنیا کے مصائب اور حرص و ہوا سے بچنے کے لئے گوتم بدھ کے سایہ عاطف میں پناہ لی لیکن اس راجہ کے سکّوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان کے دیوتاؤں کے علاوہ مہاراجہ ہرش کی طرح یونانیوں اور زرتشتیوں (پارسیوں) کے دیوتاؤں کی پرستش کیا کرتا تھا اس سے ظاہر ہے کہ کنشک کے زمانہ میں پنجاب کشمیر کابل اور اردگرد کے ممالک میں بدھ مذہب اپنی اصل شکل پر قائم نہ رہا تھا بلکہ اس کی تعلیم میں دوسرے مذاہب کے عقائد بھی شامل ہوگئے تھے ورنہ اس کے عہد کے سکوں میں مختلف مذاہب کے دیوتاؤں کی تصویریں نہ ہوتیں۔

کنشک علوم کا بہت قدر دان تھا چنانچہ بدھ مذہب کے بہت سے مصنف

Marfat.com

اس کے دربار سے وظیفہ پاتے تھے ان میں سے نگر جونا اسوا، گوتس اور سوامتر خاص طور پر قابل ذکر ہیں اسوا گوش کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عالم، شاعر، مناظر، گویا۔ بدھ مذہب کا مبلّغ غرض وہ سبھی کچھ تھا چراکا بھی جس کو ہندو سقراط اور جالینوس کا ہم پلّہ بتلاتے ہیں مہاراجہ کنشک کے دربار کا طبیب تھا۔

کنشک کا بڑا بیٹا وشنشک نامی باپ کے سامنے مر چکا تھا اس لئے کنشک کا دوسرا بیٹا موشک نامی اس کے بعد وارث تاج وتخت ہوا اور قریباً بیس سال تک کنشک کی وسیع سلطنت پر حکومت کرتا رہا اس راجہ نے متھرا میں بدھ مذہب کے سادھوؤں کے لئے ایک خانقاہ بنوائی اور کشمیر میں ایک شہر آباد کیا اس کے عہد سلطنت کا سن قریباً ۱۶۲ء سے لے کر ۱۸۵ء یا ۱۸۰ء تک ہے یہ بھی بڑا بہادر اور مدبّر راجہ تھا اس نے بھی اپنے باپ کی طرح امور سلطنت وفرائض حکومت کو نہایت احسن طریق پر سرانجام دیا لیکن جب ہوشک فوت ہوگیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا واسدیئو تخت پر بیٹھا تو اس راجہ کے عہد حکومت میں کوشان گوجروں کی سلطنت پر بالکل زوال آگیا اور ملک میں چاروں طرف بدامنی پھیل گئی تمام صوبے باغی وخود مختار ہوگئے اور خود کوشاں گوجروں کا قومی شیرازہ بھی منتشر ہوگیا، اس ایک خاندان کے کئی ایک خانوادے اور شاخیں بن گئیں جس کی وجہ سے ان کی عظیم الشان سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آپس میں بٹنی شروع ہوگئی آخر خدا خدا کر کے جب واسدیئو فوت ہوا تو اس کی جگہ اس کا لائق اور بہادر انہل دیو سریر آرائے تخت ہوا، جس نے اپنی شجاعت اور حکمت عملی سے بدامنی دور کر کے ملک میں نئے سرے سے نظم ونسق قائم کیا۔

گوشان گوجر نے اگرچہ بدھ مذہب اختیار کرلیا ہوا تھا لیکن گوشت خوری کی قدیم عادت ابھی انہوں نے نہیں چھوڑی تھی اور نہ وہ کسی کی تحریک سے کبھی اس عادت کو چھوڑنے پر آمادہ ہوئے تھے البتہ اس مذہب کے اختیار کرنے سے

Marfat.com

گوجر قوم کے گوشت خوروں کی تعداد میں کچھ کمی ضرور واقع ہوئی تھی مگر واسدیئو کے عہد حکومت میں گوشت خوروں کی تعداد میں پھر زیادتی ہوگئی جس زیادتی کا انسداد نہ کرنے کی وجہ سے واسدیئو کی حکومت کے خلاف بدھ مذہب کے لوگوں نے عام بغاوت اور شورش برپا کردی جس بغاوت کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ واسدیئو کی وسیع سلطنت سمٹ کر اور کمزور ہو کر ایک چھوٹے سے علاقہ میں محدود ہوگئی اس وقت قوم گوجر کے باقی خاندانوں اور سلطنتوں کی بھی یہ حالت تھی تمام قوم افتراق و انشقاق میں مبتلا تھی الغرض واسدیئو کے بعد جب اس کا بیٹا اہل دیو مسند نشین ہوا تو اس نے بدھ مذہب لوگوں کو تباہ و برباد کرنے اور گوجر سلطنتوں کو مستحکم و مضبوط بنانے اور ان کو باقی رکھنے اور بچانے کے لئے سب سے پہلے قوم گوجر کے تمام پراگندہ خاندانوں کی تنظیم شروع کی جس کے بعد پھر اس نے اپنی قوم سے بعض خاندانوں کو ساتھ لے کر ہندو مذہب اختیار کر کے برہمنوں سے بھی مدد لی اور ان سب کو ہمراہ لے کر بدھ مذہب کے لوگوں کو جو کہ ہندو مذہب اور برہمنوں کے دشمن تھے تباہ و برباد کرنا شروع کیا جس کی تفصیل یہ ہے۔

چوہان گوجر

ہندو مذہب کو زوال کے بعد دوبارہ عروج

ہندو مذہب کے زوال کا باعث اصل میں بدھ مذہب تھا جس نے کہ ہندو مذاہب کے تمام سیاسی و مذہبی امور پر قبضہ کر کے اس کی جگہ لے لی تھی بدھ مذہب کے پیرو برہمنوں کی مقدس کتابوں ویدوں کو پاؤں میں روندتے تھے جس کی وجہ سے برہمن لوگ اس مذہب کے سخت دشمن ہوگئے تھے کہ ہندو مذہب کا کوئی ایسا حامی و مددگار پیدا ہو جو کہ بدھ مذہب کا ہندوستان سے استیصال کر کے ہندو مذہب کو ترقی و عروج دے کر لوگوں کے دلوں میں دوبارہ اس مذہب کی عزت و عظمت کو

Marfat.com

قائم کرے، لیکن خود ہندو مذہب کے پیروں میں برہمنوں کو ایسا کوئی مددگار نہیں ملتا تھا جو اس کام کو سرانجام دے کر ان کی مدد کرتا اس لئے باامر مجبوری یہ سب بے بس تھے اور بدھ مذہب کے زبردست پیروؤں کے آگے ان کی کوئی پیش نہ جاتی تھی آخر مدت مدید کے بعد ان کی مدذ کے لئے خدا نے گوجروں میں سے انہل دیئو کو پیدا کیا جس نے کہ اس کام کو سرانجام دے کر برہمنوں کی مدد کی لیکن خود برہمنوں نے اس کو مشروط مدذ دینے کا وعدہ کیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ انہل دیئو نے سیاسی اتحاد کی جب برہمنوں کو دعوت دی تو انہوں نے انہل دیئو کی دعوت اتحاد کو اس شرط پر قبول کرنے کا وعدہ کیا کہ جب تک تم اور تمہاری قوم ہمارا مذہب اختیار نہ کرے تب تک ہم تمہارے ساتھ سیاسی اتحاد نہیں کر سکتے اور نہ ہی تم کو کسی قسم کی مدد دے سکتے ہیں سیاسی اتحاد کے ساتھ ہی ہمارا مذہبی اتحاد کا ہونا بھی ضروری ہے، انہل دیئو کو آخر با امر مجبوری بہ خیال حفاظت سلطنت کے برہمنوں کی یہ تمام شرطیں قبول کرنی پڑیں اور اپنے آبائی مذہب کو ترک کرنے پر آمادہ ہوگیا جس کے ساتھ ہی شاہی حکمت عملی کو پورا کامیاب بنانے کے لئے اس کی قوم کے بارہ چھوٹے سرداروں نے بھی آبائی مذہب کو ترک کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔

گوجروں کو ہندو بنائے جانے کی رسم

اسکے بعد گوجروں کو ہمراہ لے کر تمام برہمن کوہ آبو پر گئے اور گوجروں کو ہندو بنانے کے لئے وہاں ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی جس کانفرنس میں گوجروں کے چاروں خاندانوں کے آدمی یعنی خاندان اشکانی و خاندان ساکا اور خاندان کوشان کے تمام امرا و سردار شامل ہوئے ان کے علاوہ اہل ہنود کے بھی تمام معزز رؤسا و شرفا شریک جلسہ ہوئے جس کے بعد برہمنوں نے اسی جگہ اوّل اگنی کنڈ کو آب گنگا سے پاک کیا پھر پوجا پاٹ شروع کی اور سجیون منتر پڑھ کر تمام گوجروں کے سر مونڈ کر ان کے سروں پر چوٹیاں رکھیں پھر ان کے گلے میں جنیو پہنا کر اور

Marfat.com

برہمنی مذہب کے اصول تلقین کر کے ان سب کو ہندو بنا دیا گیا جس کے بعد پھر ان کے اصل ناموں اور لقبوں کو تبدیل کر کے جدید ناموں اور لقبوں سے ملقب کیا گیا چنانچہ تاک گوجروں کو پر بہار اور اشکانی گوجروں کو چلوک یا سولنکھی اور ساکا گوجروں کو پرمار اور کوشاں گوجروں کو چوہان کے لقب سے ملقب کیا گیا اور انہل دیو کا نام بجائے انہل دیو کے اگنی پال رکھا گیا چونکہ گوجر خاندانوں میں سب سے پہلے کوشاں گوجروں نے براہمنی مذہب اختیار کرنے میں سبقت کی تھی اور اس تحریک تبدیلی مذہب کے اصل متحرک بھی وہی تھی اس لئے برہمنوں نے اس خاندان کے گوجروں کو باقی تین خاندانوں پر فوقیت دے کر ان کا نام چوہان گوجر رکھا چوہان کے معنی چار ہاتھ کا تلوار یا بہادر (چتر بھج یا چتر باہو بیر) الغرض اس کارروائی کے بعد برہمنوں نے پھر ان چاروں خاندانوں کے بہادر سرداروں کو فوج دے کر باری باری بدھ مذہب کے لوگوں سے لڑنے کے لئے بھیجا۔

بُدھ مذہب کے لوگوں سے گوجروں کو لڑانا

خوش قسمتی سے برہمنوں کو پرانے ہندو چھتریوں کی بجائے اب نئے چھتری ایسے مغضب کینہ اور آتش مزاج مل گئے تھے کہ جن کی جوشیلی اور آتشی طبیعتوں کو برہمنی مذہب کے دشمنوں کے خلاف فوراً مشتعل کیا جا سکتا تھا اور ان کی جنگی طاقت برہمنی مذہب کی اعانت کے لئے وقت ضرورت استعمال کی جا سکتی تھی گوجر لوگ ایسے جوشیلے تھے کہ جب کبھی ان کی آتش غضب بھڑک اٹھتی تھی تو سرد ہونے میں ہی نہ آتی تھی اور میدان جنگ میں ایسے لڑتے تھے کہ پیچھے ہٹنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے چونکہ گوجروں کی طبیعتیں و مزاج اہل ہند سے مختلف واقع ہوئے تھے ان کے مزاج میں غصہ قہر اور جوش حد سے زیادہ تھا ان کی مغضب وار جوشیلی طبیعتیں فوراً مشتعل ہو جاتی تھیں اس لئے برہمنوں نے ایسے معاونوں اور مددگاروں کو اگنی کل یعنی آتشی نسل سے خطاب کیا اور آتش غضب کو بدھ مذہب

Marfat.com

کے لوگوں کے خلاف بھڑکا کر بُدھ مذہب کے استیصال پر آمادہ کیا جس کے بعد پھر انہل دیو کی سرکردگی میں چاروں خاندانوں کو چار جگہوں پر بُدھ مذہب والوں سے لڑنے کے لئے بھیجا چنانچہ پرمار خاندان کو اُجین اور دہار کی طرف روانہ کیا اور چلوک یا سولنکھی خاندان کو انہلواڑا پٹن پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا اور پریہار خاندان کو صحرا کی نو آبادیوں کو فتح کرنے کے لئے بھیجا اور چوہان خاندان کو گور منڈل یعنی مکاوتی نگر کی تسخیر کے لئے روانہ کیا الختصر نئے مذہب کے جوش میں ان نئے ہندوؤں نے بُدھ مذہب کے پیرؤں کو تباہ کر کے ہندو مذہب کی حمایت و حفاظت کا پورا ثبوت دیا اور ان چاروں خاندانوں نے ان علاقہ جات کو فتح کر کے وہاں اپنی حکومتیں وریاستیں قائم کیں۔

چوہان گُوجروں کا جدید دارالحکومت

پہلے پہل انہل دیو نے گور منڈل کے ویران شہر کو تعمیر و آباد کر کے اس کا جدید نام مکاوتی نگر رکھا پھر اس شہر کو اپنا دار الخلافہ قرار دے کر حکومت کرنے لگا اس کے بعد پھر اس نے کوکن، اسیر اور گولکنڈہ کو بھی فتح کر کے اپنے قلم رو میں شامل کیا اس کے لشکر کے لئے ۹۰۰ ہاتھی صرف پانی کی پکھالیں لانے والے تھے غرض جب انہل دیئو فوت ہو گیا تو اس کے بعد مسند حکومت پر سواج پال متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا۔

اس راجہ نے بھی بہت سے جدید علاقے فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کئے اور تمام رعایا کو عدل و انصاف اور بذل وعطا سے خوش کیا، جب یہ فوت ہوا تو اس کے بعد ملان دیئو سریر آرائے تخت ہو کر حکومت کرنے لگا یہی راجہ قوم ملانی کا مورث اعلیٰ ہوا اسی کی نسل و اولاد سے قوم ملانی عالم وجود میں آئی غرض جب ملان دیئو فوت ہو گیا تو اس کے بعد مسند خلافت پر گلشن شور بیٹھا یہ راجہ بڑا مدبّر اور منتظم تھا اس کا عہد حکومت بھی بہت بابرکت تھا ملک میں ہر طرف امن و امان اور

Marfat.com

رعایا خوشحال و فارغ البال تھی ملک میں کسی قسم کا فتنہ و فساد نہیں تھا اس کے عہد میں چوہان گوجروں کی فتوحات کا سلسلہ برابر جاری رہا دیگر ممالک کو فتح کر کے یہ اپنی سلطنت میں شامل کرتے رہے پھر ان کی سلطنت کو وہی عروج حاصل ہو گیا جو زمانہ سابق میں تھا جب گلشن شور فوت ہوا تو اس کے بعد پھر اجے پال تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا شروع میں اس نے بھی بہت سی فتوحات حاصل کیں لیکن بعد میں چوہان گوجروں کا قومی شیرازہ منتشر ہو گیا جس کی وجہ سے ملک میں بدامنی پھیل گئی اور سلطنت چوہان کے حصے بخرے ہونے لگے۔

چوہان گوجروں کے قومی افتراق و انشقاق کا نتیجہ

اجے پال کے عہد حکومت میں کوشان یا چوہان گوجروں میں پھر ایسا افتراق و انتشار شروع ہو گیا کہ اس ایک خاندان کے کئی خانوادے اور شاخیں بن گئیں جنہوں نے کہ چوہان سلطنت کو آپس میں تقسیم کر کے اپنی علیحدہ علیحدہ حکومتیں قائم کرنی شروع کیں، جس کی وجہ سے ان کی مرکزی حکومت کمزور ہو گئی ویسے تو قوم گوجر کے تمام خاندانوں میں حرص و لالچ اور خود غرضی کا مرض پھیل گیا تھا لیکن چوہان خاندان کے گوجروں میں یہ مرض دوسرے خاندانوں سے زیادہ تھا اس لئے تقسیم سلطنت کے بعد بھی ان کی حریص اور لالچی طبیعتیں ان کو ایک پہلو سے بیٹھنے نہیں دیتی تھیں گاہ بگاہ یہ ایک دوسرے پر حملہ کر کے لڑائی کی آگ بھڑکا دیتے تھے اور ہر روز سر پھٹوں اور قتل و خونریزی کا معرکہ کارزار گرم رہتا تھا کبھی ان کو اس خانہ جنگی سے فرصت نہ ملی تھی چوہانوں کے تمام سردار ایسے جوع الارض اور حریص تھے کہ ان کو ہر وقت اپنے ہی مفہوم بھائیوں کے مقبوضات غصب کرنے اور چھیننے کی فکریں رہتی تھیں اور ان کے دانت ہمیشہ انہی کا گوشت کھانے کے لئے تیز ہوتے تھے غرض اسی طرح ان کی تمام جنگی طاقت و ہمت اور شجاعت ہمیشہ باہمی خانہ جنگی میں صرف ہوتی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۰۲ء میں پاٹلی پتر

Marfat.com

کے ایک راجہ نے مکاوتی نگر پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرلیا اور تمام گوجروں کو وہاں سے نکال کر ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا زوال حکومت کے بعد راجہ جے پال مکاوتی نگر کو چھوڑ کر اجمیر میں چلا گیا اور وہاں جا کر اس نے ایک ویران زمین دیکھ کر اس کو آباد کیا اور پھر اس میں ایک قلعہ بنام تارا گڈھ تعمیر کرا کر اس کے ملحقہ علاقے پر حکومت کرنے لگا چوہان گوجروں کی وہ تمام ریاستیں جو اپنے مرکز مکاوتی نگر سے علیحٰدہ ہو کر خودمختار ہوگئی تھیں ۳۲۰ء میں گپتا حکومت نے ان پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر کے اور ان سب کے گلے میں اپنی اطاعت کا جوا ڈال کر ان سے سالانہ خراج لینا شروع کیا جس خراج کی مقدار اتنی زیادہ تھی کہ ان ریاستوں کو اس خراج کا ادا کرنا مشکل ہوگیا حالانکہ جب ان ریاستوں کے رئیس خود اپنی حکومت کے ماتحت تھے تو اس کو برائے نام معمولی مقدار میں خراج دیتے تھے لیکن اب جبکہ گپتا حکومت کے ماتحت ہوئے تو یہ حکومت ان سے بھاری مقدار میں خراج وصول کرنے لگی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تمام ریاستیں کمزور ہو کر تباہ و برباد ہوگئیں اور ان کے رئیس غیر حکومت کے ماتحت رہ کر غلامی اور ذلّت کی زندگی بسر کرنے لگے اور مدت دراز تک گپتا راجاؤں کے ماتحت رہ کر غلامانہ زندگی بسر کرتے رہے اس کے علاوہ گپتا حکومت نے گوجروں کے ان خاندانوں کو جنہوں نے ابھی ہندو مذہب اختیار نہیں کیا تھا ان کو جبراً ہندو مذہب میں داخل کر کے ہندو بنایا، الغرض چوہان خاندان کے باقی وہ خانوادے کہ جن کے ہاتھ سے ریاست وحکومت جاتی رہی تھی انہوں نے پیشہ چوپانی اختیار کرلیا تھا۔

گوجروں نے ہندو مذہب وتہذیب اختیار کرنے کے ساتھ ہی اپنی آبائی تہذیب کو چھوڑ دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ان کی ذہنیتیں بھی بالکل تبدیل ہوگئی تھیں جس تبدیلی کی وجہ سے یہ پورے ہندو چھتری بن گئے تھے اسی ہندو ذہنیت کی تحت میں آکر انہوں نے اعلیٰ پیشہ کاشتکاری کو اس لئے اختیار نہ کیا کہ مبادا ہم

Marfat.com

ویشوں میں شمار نہ کئے جائیں، جو کہ چھتریوں سے نیچے درجے کے لوگ ہیں اس لئے انہوں نے پیشہ کاشتکاری کو چھوڑ کر پیشہ چوپانی کو اختیار کیا، جو سری کشن جی اور دیگر ہندو چھتری بزرگوں کا طریق کار رہ چکا تھا دیگر ہندو ذہنیت کے مطابق اس پیشہ میں ان کو کئی قائدے مدّ نظر تھے ایک یہ کہ ہم گائے کے محافظ تصوّر کئے جائیں گے جس میں ان کا ایک سیاسی راز تھا دوسرا یہ کہ گائے کی غور و پرداخت اور پرورش ہر ہندو چھتری کا مذہبی فریضہ تھا تیسرا یہ کہ ان کو ایک ایسا ذریعہ معاش مل گیا تھا کہ جس کے ذریعہ سے یہ آسانی سے اپنی روزی کما سکتے تھے کیونکہ اس جنگجو قوم کے سپاہی لوگ سوائے تلوار چلانے کے اور کوئی کام نہ جانتے تھے اور اس کے ساتھ ہی دیگر پیشوں کو یہ نظر حقارت دیکھتے تھے اس لئے انہوں نے اس آسان پیشہ کو اختیار کر لیا۔

چوہانوں کی سلطنت کہاں تک وسیع تھی

زمانہ قدیم کی منظوم تاریخوں سے یہ ظاہر ہے کہ ہندوستان کی تمام ریاستیں چوہان گوجروں کی ماتحت تھیں حالانکہ یہ عروج زیادہ مدت قائم نہیں رہا لیکن پھر بھی مکاوتی نگر واقع ساحل تربدا سے مہیشر تک ان کی دارالریاست وسیع تھی جس میں گرد و نواح کے کل علاقہ جات شمالی و جنوبی شامل تھے چوہانوں کی کثرت اتنی ہوگئی تھی کہ تمام ہندوستان میں ہر جگہ یہی نظر آنے لگے تھے اندو، اسیر، گولکنڈہ، کوکن سب ان کے زیر نگین ہوگئے شمال میں دریائے گنگ تک ہر جگہ انہی کی حکومت کا ڈنکا بجتا تھا چنانچہ کبیشر ان کی حکومت کا یوں ذکر کرتا ہے:۔ کہ مکاوتی دارالریاست کا باون قلعوں میں ڈنکا بجتا تھا، ٹھٹھہ لاہور ملتان اور پشاور جب چوہانوں کے قبضہ میں تھے اور ہر بدری ناتھ تک انہوں نے اپنی حکومت قائم کی جب اُس پر شکست کھا کر بھاگے تو دہلی سے کابل تک ان کا سکہ بیٹھ گیا راجہ ملان دیو کو ملک نیپال کی حکومت ملی جو دیوتاؤں کی دعا سے پھر مکاوتی نگر میں فتح نصرت

Marfat.com

کے ساتھ واپس آیا مکاوتی نگر کا اصل نام گورمنڈل تھا اور اس کے فرمانرواؤں کا خطاب پال یا گوجر تھا خطاب پال سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ زمانہ قدیم میں چرواہوں کا کام کرتے تھے۔ آمدم برسرِ مطلب۔

اجے پال چکوہ

چوہان گوجروں کا مشہور تاریخی راجہ اجے پال مکاوتی نگر کے فرمانرواؤں کی ایک شاخ میں سے تھا جس نے ۳۰۲ء میں مکاوتی سے آکر اجمیر میں بود و باش اختیار کر کے وہاں ایک قلعہ بنام تارا گڑھ تعمیر کیا پھر اس کے ساتھ ہی ایک شہر تعمیر و آباد کر کے اس کا نام اپنے نام پر اجمیر رکھا جس کے بعد پھر وہ گرد و نواح کے تمام دُور دُور علاقوں پر حکومت کرنے لگا یہاں تک کہ چکروتی راجہ کہلایا، راجہ اجے پال کے چوبیس بیٹے تھے جن کی اولاد اجمیر کے تمام گرد و نواح میں پھیل کر آباد ہوگئی تھی غرض راجہ اجے پال کی طرح اس کا کوئی بیٹا اس کے بعد ایسا لائق اور نامور بہادر نہ ہوا جو کہ جدید فتوحات کر کے اس کی قائم کی ہوئی سلطنت میں مزید اضافہ کرتا اس لئے اس کی سلطنت اتنی ہی رہی جتنی کہ وہ قائم کر گیا تھا البتہ اس کی ساتویں پُشت میں ایک راجہ دولہ رائے ہوا جس نے کہ بہت سی فتوحات کر کے ناموری حاصل کی لیکن ۷۴۰ مطابق ۶۸۴ء میں کسی غیر ملکی دشمن سے جنگ کرتا ہوا میدان جنگ میں مارا گیا، اس کے بعد اسی کی نسل میں سے راجہ مالک رائے ہوا، جو بڑا بہادر اور نامور راجہ تھا، ۷۴۱ مطابق ۶۸۵ء میں اجمیر اور سانبھر پر حکمران تھا۔

مانک رائے کے عہد سے چوہان خاندان کی تاریخ تاریکی سے روشنی میں آئی، اور روایات و قصص کا نقص جاتا رہا گو کبیشر نے واضح طور پر حالات قلمبند نہیں کئے لیکن اس کا مطلب اصل مفہوم ہوتا ہے اور سمجھ میں آتا ہے کہ گوجروں کے اس خاندان کے بہادر ان صف شکن و دلاوراں روئین تن کے آٹھ سو برس

Marfat.com

تک اس دار فانی میں اپنی شجاعت کا ڈنکا بجایا، جب ۶۸۷ء مطابق ۶۶ھ میں پہلے پہل مسلمانوں نے علاقہ راجپوتانہ پر حملہ کیا تو راجہ مانک رائے والی اجمیر نے ان کا سخت مقابلہ کیا مگر میدان جنگ میں خود بھی کام آیا اس کا نوعمر بیٹا مسمی لوٹ قلعہ پتر کے برج پر کھیل رہا تھا کہ ایک تیر اسے بھی آکر لگا جس کے صدمے سے وہ ہلاک ہوگیا یہ حملہ سندھ کی طرف سے ہوا تھا اور وجہ مخاصمت یہ تھی کہ روشن علی ایلچی مسمانوں کی طرف سے جب مانک رائے کے دربار میں حاضر ہوا تو چوہانوں نے اس کا انگوٹھا کاٹ لیا جس سے وہ ناراض ہوکر دمشق کو چلا گیا اور وہاں جا کر اس نے گوجروں کی بت پرستی کا خاکہ اڑا کر اپنا انگوٹھا کٹا ہوا دکھایا، اس کا انتقام لینے کی خاطر اسلامی فوج تیار ہوگئی اور تاجران اسپ کے بھیس میں مسلمان یہاں وارد ہوئے اور انہوں نے مانک رائے اور اس کے بیٹے پر حملہ کرکے دونوں کو قتل کردیا جس کے بعد گڈھ ٹبیلی پر قبضہ کردیا۔

یہ کیفیت مبالغہ معلوم ہوتی ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ اس سنہ میں خلیفہ عبدالمالک کی فوج سندھ پر قابض تھی جس کی فوج کا سپہ سالار مجاعہ بن سعد التمتمی تھا ممکن ہے کہ اس واقع سے ناراض ہوکر جوش انتقام نے مسلمانوں کو صحرا میں پہنچا دیا ہو تو قرین قیاس ہے خیر کچھ ہی کیوں نہ ہو مسلمان اجمیر پر قابض ہوئے اور مانک رائے کی جان گئی چوہانوں کے دل پر اس واقعہ کا ایسا اثر ہوا کہ لوٹ راجکمار کو پتروں میں شریک کرلیا اس راجکمار کے روزِ قتل کی سالگرہ منائی جاتی ہے چوہان گوجر اس روز اس کی صورت پوجتے ہیں اور اس کے پاؤں کے گھنگروں تک کی پرستش کرتے ہیں اور ان گھنگروں کا ایسا پاس ادب ہے کہ چوہان گوجر اپنے لڑکے کو گھنگرو نہیں پہناتے۔

ایک کبیشر اسی واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ مانک رائے پتر مذکور کا والد مکرم و معظم اور چوہان گوجروں کا واجب التعظیم راجہ اجمیر پر مسلمانوں کا قبضہ

Marfat.com

ہو جانے کے بعد ۱۴۱۷ بکرمی میں روانہ سانبھر ہو گیا اور وہ کیشر مانک رائے کی بدقسمتی کو تائید غیبی سے یوں منسوب کرتا ہے کہ جب دشمن سے بچنے کے لئے وہ پناہ ڈھونڈتا تھا تو اس وقت ساکمبھری دیوی نے اس کو آکر درشن دیئے اور کہا کہ یہی تیری جائے پناہ ہے جتنی دور تک تیرا گھوڑا جا سکے گا اس قدر فاصلے تک تیری عمل داری رہے گی لیکن خیال رہے کہ گھوڑے پر سوار ہو کر جانے کے وقت منہ پھیر کر نہ دیکھنا، غرض مانک رائے نے جب گھوڑا دوڑایا تو گھوڑا جہاں تک دوڑ سکتا تھا دوڑا مگر مانک رائے کو دیوی جی کی آخری ہدایت ذہن سے اُتر گئی اور اس کا منہ غلطی سے پیچھے کی طرف پھر گیا اس وقت اس کو کل قطعہ زمین سفید چادر کا ہمرنگ نظر آیا اور جب اس کو دیکھا تو وہ نمک کی ایک جھیل معلوم ہوئی تو اس نے اس مقام کا ساکمبھری بام رکھ کر دیوی کی مورت وہیں نصب کی اور اب تک اس میں ساکمبھری کی مورت یادگار زمانہ ہے چوہان گوجروں کے عروج کے حالات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں لیکن ان کی صحت میں کوئی شک نہیں کیونکہ ان کے خاص خاص مقامات سے ان کی فضیلت ظاہر ہے سانبھر کی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ مانک رائے کی نسل میں سے پرتھی راج نے شمالی ہندوستان میں شہنشاہی کا ڈنکا بجا کر اپنے نام کو سانبھری راؤ کے خطاب سے زینت دی تھی۔

شمالی چوہانوں کا مورث اعلیٰ مانک رائے کو سمجھنا چاہیے اس نے اجمیر کو دوبارہ فتح کیا تھا اس کی کثیر التعداد اولاد اکثر گوتوں یا خاندانوں کی بانی ہوئی جن کے افراد دریائے سندھ تک آباد پائے جاتے ہیں، ہاڑا کیچی، موہل، نریان، بہدوریا، موریچا، دھنیر یا۔ باگریچا یہ سب گوجروں کے چوہان خاندان کی شاخیں ہیں کھچی شاخ کے چوہان گوجر دریائے سندھ کے بعیدہ دوآبہ میں قیام پذیر ہوئے جو دریائے بہت عرف جہلم اور دریائے سندھ یعنی اٹک کے درمیانی حصے سے مراد ہے اور جس کا دار السلطنت کھچیوا تھا، ہاڑا شاخ کے چوہان گوجروں نے اسی

Marfat.com

یاہانسی واقعہ ہریانہ میں حکومت قائم کی تیسری شاخ گولکنڈہ یعنی موجودہ حیدرآباد میں صاحب تاج وتخت ہوئی، اور جب اس کا وہاں ستارہ اقبال ماند ہوا تو اس نے مہیر میں سکونت اختیار کی موہل کی شاخ نے ناگور کے گرد ونواح میں دریائے چمبل کے کنارے بھدوریا کا علاقہ پایا جس پر اب بھی اس کی اولاد کا قبضہ ہے اس شاخ کے لوگ دھنیر یا شاہ آباد میں بھی آباد ہیں اب یہ علاقہ انقلاب زمانہ سے کوٹہ کی شاخ ہاڑا کے تحت تصرف میں آگیا، نادول میں ایک شاخ اور آباد ہوئی جس نے اپنے چوہان کے لقب کو ہنوز قائم رکھا ہے غرض صحرا میں چوہان گوجروں کی اکثر ریاستیں قائم ہوئیں جن کے فرمانرواؤں کو یا تو اپنی تلوار کا بھروسہ تھا یا شہنشاہ چوہان کا۔ آمدم برسر مطلب۔

مانک رائے کے بعد ۹۷۱ بکرمی میں چوہان خاندان میں پھر ایک بہادر اور نامور راجہ ہرس راج پیدا ہوا جن سے ۱۰۳۴ بکرمی میں سلطان ناصر الدین پر فتح پا کر بارہ سو گھوڑے اس سے حاصل کئے اسی لئے اس کا لقب سلطان گیر ہوگیا اور وہ ناصر الدین وہی سبکتگین تھا جو اس محمود غزنوی کا باپ تھا جس نے کہ اپنے والد سبکتگین کی پانزدہ سالہ حکومت کے بعد ہندوستان کو لشکرکشی سے حیران و پریشان کیا تھا۔

ہرس راجہ کے بعد جب اس کا بیٹا جگن دیو سریر آرائے تخت ہوا تو اس نے بجائے اجمیر کے اپنی راج دہانی بھٹنیز کو قرار دیا اپنے باپ کے بعد اس نے بھی سلطان ناصر الدین سے بہت سی لڑائیاں کیں جن میں وہ اکثر طور پر فتح یاب رہا اس کے بعد ۱۰۶۰ بکرمی میں چوہان خاندان سے پھر ایک بہادر اور نامور راجہ بیر بیلن دیو عرف دہرم گج ہوا جس نے اجمیر کو پھر اپنا دار الحکومت قرار دیا، اور ۱۰۸۰ بکرمی مطابق ۱۰۲۴ء میں جب سلطان محمود غزنوی نے اجمیر پر حملہ کیا تو راجہ بیر بیلن دیو نے اس خوبی سے اس کا مقابلہ کیا کہ گو اس کی اس مقابلہ میں خود اپنی

Marfat.com

جان گئی لیکن حملہ آور بادشاہ غزنی کو بھی محاصرہ سے دست کشی اختیار کرنا پڑی، اس موقعہ پر ہم چوہان خاندان کے ایک اور شیر دل بہادر کا ذکر کرنے پر مجبور ہیں جس نے کہ محمود کے حملہ اول میں اپنا نام روشن کر کے قوم گوجر کو عزت دی وہ بہادر واچا راجہ کا فرزند گوگا تھا جو چوہان گوجروں کی تاریخی دنیا میں بہت مشہور ہے گوگا راجہ کی حکومت ستلج سے لے کر ہریانہ تک پھیلی ہوئی تھی اور اس کے دار الریاست کا نام مہرا تھا جس وقت گوگا میری واقع دریائے ستلج پر محمود نے فوج کشی کی تو اس وقت راجہ گوگا کے پنتالیس بیٹے اور ساٹھ بھتیجے میدان جنگ میں کام آئے یہ لڑائی اتوار کو نومی کی تتھ میں ہوئی تھی اس لئے علاقہ راجپوتانہ میں اس روز تیہوار منایا جاتا ہے اور صحرائے خاص میں اس دن کی بہت عظمت ہے اس صحرا کو گوگا کے نام پر گوگا کا تھل کہا جاتا ہے۔ آمدم برسر مطلب ایک روایت ہے کہ محمود ملتان سے صحرا کو طے کرتا ہوا جب اجمیر پر حملہ آور ہوا تو راجہ اجمیر اور اس کے شہر کے لوگ ڈر کے مارے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے جس کے بعد محمود اجمیر کی دولت کو سمیٹتا ہوا گڈھ ہٹھیلی کی طرف بڑھا جہاں اس کو شکست فاش ہوئی اور وہ زخمی ہو کر چوہانوں کی ریاست ناوول کو لوٹتا ہوا نہر والا میں چلا گیا جہاں اس نے سومناتھ کے بت کو توڑا اس کی تمام دولت پر قبضہ کر لیا جس کے بعد وہ تمام دولت اپنے ہمراہ لے کر وطن کو واپس ہو گیا الغرض جب بیر بیلن دیو قتل ہوا تو اس کے بعد ۱۰۸۰ مطابق ۱۰۲۴ء میں اس کا بیٹا بسیل دیو عرف بسال دیو سریر آرائے تخت ہو کر حکومت کرنے لگا۔

بسیل دیو نے اپنے باپ کے بعد اجمیر کی بجائے پرانے دار السلطنت سا کمبھری یعنی سانبھر کو اپنا دار الحکومت قرار دیا تھا اور یہ بڑا مدبر اور زمانہ شناس راجہ تھا، چنانچہ اس کے تدبر اور زمانہ شناسی کا ایک واقع یہ ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی کے پوتوں یعنی مجدد اور مودود میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو اس نے ان کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر ہندوستان کو آزاد کرانے کی کوشش کی چنانچہ راجہ بسیل دیو نے

Marfat.com

پہلے راجہ دہلی سے مشورہ کر کے اپنے کو مذہب ہنود کا حامی اور محافظ ہونے کا اعلان کیا پھر اس کے بعد تمام دیگر راجگان ہند کو مذہب کا واسطا دے کر مذہب کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شامل ہونے کی دعوت دی جب اس کی دعوت پر تمام راجگان ہند نے لبیک کہتے ہوئے اپنی فوج ہمراہ لے کر اس کے پاس جمع ہو گئے تو اس نے ۱۱۱۰ مطابق ۱۰۵۴ء و مطابق ۴۳۵ھ میں مسلمانوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور ہر جگہ متفقہ فوج سے حملہ کر کے مسلمانوں کو شکست دے کر نکالنا شروع کیا یہاں تک کہ لاہور پر بھی حملہ کر کے ان کو وہاں سے نکالا پھر پنجاب کے دیگر شہروں سے بھی پسپا کر کے سرحد افغانستان کی طرف دھکیل دیا اور تمام ہندوستان کو آزاد کرا کر خدمت وطن اور مذہب کا حق ادا کیا شاعروں اور بھاٹوں سے بھی خراج تحسین و آفرین حاصل کر کے ان کی کتابوں میں اپنا نام چھوڑا، چنانچہ اس موقعہ پر ایک شاعر کب راج چندر نامی بسیل دیو کی تعریف میں ایک نظم لکھتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے، کہ بسیل دیو محافظ مذہب ہنود کو حامیوں اور مددگاروں کے مشورے اور منظوری سے سرگروہی ملی، انہلواڑ کا چالوک راجہ باتوں ہی باتوں میں بگڑ کھڑا ہوا اُس نے مہم میں شرکت سے انکار کر دیا اور اُلٹی مخاصمت پیدا کی شاعر مذکور اس معاملے کو اسطرح واضح کرتا ہے کہ راجہ اجمیر کو کول در لی پر اعتبار تھا اس نے وفاداری پر خیال کر کے اجمیر کی حکومت سونپی اور وہ خود وہاں سے بسیل کے چشمے پر مقیم ہوا اور وہیں اپنے رفیق اور جاگیردار بلائے مانسی پر ہار نے فوج مندور کے ساتھ پابوسی کی گھلوٹ کے سرگروہوں نے کمک دی پوامتر تو نور کو لے کر آئے، رام قوم کو اور ہوہس حاکم میوات کے شریک لشکر ہوئے موہل دونا پور والے نے اظہار اطاعت کے لئے خراج تو بھیج دیا لیکن شرکت جنگ سے غدر کیا، بلوچ فوج بھی شامل ہو گئی یامنی کے رئیس نے سندھ سے اپنی غیر حاضری کا اعلان کیا، بھٹینز سے تحفہ و تحائف آئے ٹھٹھ اور ملتان سے بھی نعلبندی کا نذرانہ

Marfat.com

آیا غرض حکم پہنچتے ہی دراول بھٹی بھومیامن داس جادوں پرموری گوجو پھواہہ میراس نے شرف پابوسی حاصل کیا کوہیل وال جٹ تاکت پور کی فوج لے کر شریک لشکر ہوا پرمار کی قوم میں ادیائر بہان، دور چندیل، واہما وغیرہ سب شامل ہوئے نظم میں اس اختصار کے ساتھ حالات بیان کئے گئے ہیں جن سے ظاہر ہے کہ راجپوتانہ کے خاندانوں میں سے سب اس مہم میں شریک تھے۔

راجہ بسیل دیو کو عمارات کے تعمیر کرانے کا بہت شوق تھا چنانچہ جب اس نے راجہ گجرات پر فتح پائی تو یادگار ظفر مندی میں اسی مقام پر ایک شہر اپنے نام پر بسیل نگر تعمیر کرا کر آباد کیا بسیل دیو آخیر عمر میں ایک مسلمان صوفی کے فیض صحبت اور دعوت اسلام سے مسلمان ہو گیا تھا اس لئے خاندانی قانون کے مطابق تخت و تاج اپنے بیٹے سارنگ دیو کے حوالے کر کے خود حکومت سے علیحدہ ہو گیا اور گوشہ نشین ہو کر اسلامی طریق پر عبادت کرنے لگا، آخر اسی طریق عبادت و مذہب پر اپنی باقی زندگی پوری کر کے اس دنیا سے انتقال کر گیا۔ سارنگ دیو تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد تھوڑی مدت تک زندہ رہا، لیکن اس قلیل عرصہ حکومت میں امورات سلطنت کو نہایت احسن طریق پر اس نے سرانجام دیا اس کے فوت ہونے کے بعد پھر آنو راج عرف آنا سریر آرائے تخت ہو کر حکومت کرنے لگا آنو راج نے اپنے زمانہ حکومت میں اجمیر میں اپنی یادگار قائم کرنے کے لئے ایک تالاب آنا ساگو تعمیر کرایا تھا اس کے دو بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں: جے پال، ہری پال عرف است پال، بڑا بیٹا جے پال ولیعہد تھا اور دوسرا چھوٹا بیٹا است پال سپہ سالار فوج تھا اور اس کو آنو راج نے ہانسی حصار کی جاگیر دی ہوئی تھی یہی است پال چوہان گوجروں کی شاخ ہاڈا یا ہاڑا کا مورث اعلیٰ ہوا، اس کی اولاد آج بھی ریاست ہائے بوندی و کوٹہ میں صاحب ریاست و حکمران ہے جب مسلمانوں کو اپنی خانہ جنگی سے فرصت ہوئی تو پھر انہوں نے سلطان ابراہیم بن مسعود کی قیادت میں

Marfat.com

۵۷۲ھ مطابق ۱۱۴۷ میں دوبارہ ہندوستان پر حملہ کیا اور اس حملے میں انہوں نے پنجاب سے لے کر بہار و بنگال اور اڑیسہ تک کے تمام علاقے فتح کر لئے، اسی اثنائے یورش میں جب انہوں نے قلعہ ہانسی پر بھی جو کہ راجہ آنو راج والی اجمیر کی سلطنت میں واقعہ تھا حملہ کیا، تو راجہ آنو راج اور اس کے بیٹے است پال نے ان کا سخت مقابلہ کیا آخر شدید لڑائی کے بعد قلعہ کی حفاظت میں مدافعت کرتے ہوئے راجہ آنو راج میدان جنگ میں مارا گیا لیکن اس واقع کو چوہانوں کی شاخ ہاڑا کا بھاٹ اور طرح بیان کرتا ہے اور وہ ان حملہ آوروں کو کجلی بن کے جنگلی اور دیو قرار دیتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ: راجہ آنو راج کی سلطنت میں اسی یعنی ہانسی کا مقدم قلعہ واقعہ سرحد پائداری میں بہت مشہور تھا راجہ آنو راج کے بیٹے است پال نے اگن راج خلف اجے راؤ بانی کھینچ پور پاٹن واقعہ سندھ ساگر سے راجہ رند ہیر چوہان والی گولکنڈہ کے خلاف اس بات کا مشورہ کیا کہ ہم دونوں بہ اتفاق مل کر راجہ رند ہیر چوہان پر فوج کشی کریں بلکہ اس کے خلاف دونوں نے مل کر جنگی تیاریاں بھی شروع کر دیں مگر اتفاق سے کجلی بن کے جنگلیوں کی فوج نے ایک ہی وقت میں ہانسی اور گولکنڈہ دونوں پر حملہ کر دیا راجہ رند ہیر نے فیصلہ کن جنگ کے لئے رسم ساکا ادا کی اور اس کے گھر کی سب عورتیں جل مریں یا کوئی ہتھیار مار کر مر گئیں صرف اس کی ایک دختر سورا بائی اس وجہ سے بچ رہی تھی کہ اس نے ہانسی میں پناہ لینے کے لئے وہاں سے راہ فرار اختیار کر لی تھی لیکن جب وہ ہانسی پہنچی تو وہاں بھی اس نے یہ حالت دیکھی کہ وہی کجلی بن کے وحشیوں کی خونخوار فوج چاروں طرف ہانسی کا محاصرہ کئے ہوئے بیٹھی ہے اور قلعہ ہانسی پر حملے کر رہی ہے اس نے یہ بھی دیکھا کہ راجہ آنو راج محاصرہ کی تکلیف سے تنگ آ کر بھاگنے کی تیاریاں کر رہا تھا مگر اس کا بہادر بیٹا است پال ابھی ہمت نہیں ہارا تھا بلکہ اس نے خود جارحانہ حملہ کر کے دشمن کی فوجوں کو دور تک پیچھے ہٹا دیا تھا، اور اسی حملہ میں

Marfat.com

دشمن فوج کا سپہ سالار بھی مارا گیا، لیکن اس حملہ آوری میں خود است پال بھی زخموں سے چور چور ہو گیا تھا جس لئے وہ دشمن فوج کا زیادہ دور تک تعاقب نہ کر سکا آخر ان شدید زخموں کی وجہ سے بے ہوش ہو کر اسی مقام پر جس جگہ کہ سورا بائی ایک پیپل کے درخت کے سائے میں موت کی منتظر بیٹھی تھی است پال بھی وہیں آ کر زمین پر گر پڑا غرض ایک دن سورا بائی دشمنوں کے خوف سے کانپ رہی تھی اور اپنی زندگی سے بالکل نا امید ہو چکی تھی بھوک اور پیاس کی شدت سے ہاتھ پاؤں ہلانا دوبھر ہو رہا تھا کہ عین یاس اور ناامیدی کی حالت میں اس پیپل کے درخت میں جس کے سائے میں کہ وہ بیٹھی ہوئی تھی یکا یک ایک بڑا شگاف ہو گیا اور اس شگاف میں سے اسا پورنا کل دیوی باہر نکل کر سورا بائی کے سامنے آ گئی سورا بائی نے رو رو کر دیوی جی کو اپنا تمام حال سنانا شروع کیا اور کہا کہ گولکنڈہ کی حفاظت میں میرے باپ اور بارہ بھائیوں کو کجلی بن کے ظالم دیوؤں نے قتل کر دیا ہے دیوی جی نے سورا بائی کو تسلی و تشفی دے کر کہا کہ اب غم و غصہ کو دور کرو کیونکہ اب تمہاری قوم میں سے ایک چوہان گوجر نے تمہارے باپ اور بھائیوں کے قاتل دیو کو قتل کر کے تمہارا انتقام لے لیا ہے اور وہ تمہارا ہم قوم بھائی تمہارے قریب ہی زخموں سے چور پڑا ہوا ہے چلو اٹھو کہ میں تمہیں وہ چل کر دکھا لاؤں چنانچہ سورا بائی دیوی جی کے ہمراہ اسی مقام پر جہاں کہ است پال زخموں کی وجہ سے بے ہوش پڑا ہوا تھا گئی وہاں جا کر اس نے دیکھا کہ است پال بھوک و پیاس اور زخموں کی وجہ سے سوکھ کر ایسا کمزور اور لاغر ہو گیا ہے کہ اس کے بدن میں سے سوائے ہڈیوں کے باقی اور کچھ نظر نہیں آتا زمین پر اس کا وجود ہڈیوں کا ایک ڈھیر پڑا ہوا معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ اس کی اولاد ہاڈا نام سے موسوم ہوئی غرض دیوی جی کی مدد سے پھر است پال صحت یاب ہو کر دشمنوں سے جنگ کرنے لگا اور قوت حاصل کر کے چوہانوں کے قدیم ورثہ قلعہ اسیر پر قابض ہو گیا۔

Marfat.com

آمدم برسر مطلب۔

آنو راج کے قتل ہونے کے بعد پھر اس کا بیٹا جھیپال تخت حکومت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا جیپال کے عہد حکومت میں مسلمانوں کی طرف سے پھر کوئی حملہ اجمیر پر نہ ہوا مسلمان پھر اپنی خانہ جنگی میں مصروف ہو گئے اس لئے اس کا عہد حکومت نہایت امن و چین سے گزر گیا راجہ جیپال کے تین بیٹے جن کے نام یہ ہیں:۔ اجے دیو، بجے دیو، اودے رائے۔ سب سے بڑا بیٹا اجے دیو تھا اس لئے راجہ جیپال کے فوت ہونے کے بعد وہی مسند خلافت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا۔

راجہ اجے دیو کا عہد حکومت بھی بڑے آرام و اطمینان سے گزر گیا اس کے عہد حکومت میں بھی کسی اندرونی یا بیرونی دشمن کو اس کی سلطنت پر حملہ کرنے کا موقع نہ ملا اور نہ وہ خود کسی دوسرے پر حملہ آور ہوا جب یہ بھی فوت ہو گیا تو اس کے بعد پھر اس کا بیٹا کنور آنند دیو سریر آرائے تخت ہو کر حکومت کرنے لگا آنند دیو کا عہد حکومت بھی بغیر کسی لڑائی و شورش کے امن سے گزر گیا راجہ آنند دیو کے بھی تین بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں: سومیشور، کانہہ رائے عرف کال رائے، جیت گوہیل۔ دوسرے بیٹے کال رائے کا بیٹا یعنی آنند دیو کا پوتا ایشر داس ایک مسلمان صوفی کی تبلیغ سے مسلمان ہو گیا تھا غرض راجہ آنند دیو کے فوت ہونے کے بعد اس کا بڑا بیٹا سومیشور مسند نشین ہو کر حکومت کرنے لگا تھا راجہ سومیشور نے راجہ دہلی اننگ پال تنور کی دختر بنام روکا بائی سے اپنی شادی کی تھی جس کے بطن سے اس کا بہادر بیٹا پرتھی راج پیدا ہوا جب راجہ سومیشور گجرات کا ٹھیا واڑ کے راجہ بھولا بھیم سے جنگ کرتا ہوا قتل ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا پرتھی تخت سلطنت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا اس نے اپنے باپ کا انتقام لینے کی خاطر بھولا بھیم پر چڑھائی کر دی بھولا بھیم شکست کھا کر بھاگ گیا اور پرتھی راج فتح یاب ہو کر تمام گجرات اور کاٹھیاواڑ پر قابض ہو گیا۔

Marfat.com

راجہ پرتھی اور راجہ جے چند والی قنوج دونوں راجہ دہلی انگ پال تنور کے نواسے تھے کیونکہ راجہ دہلی انگ پال لاولد تھا اور اس کے گھر میں کوئی نرینہ بچہ پیدا نہ ہوا تھا اس لئے اس نے اپنے نواسے پرتھی راج کو اپنا متبنٰے بیٹا بنا کر ولی عہد مقرر کیا اور اپنی زندگی میں سلطنت دہلی کا تاج و تخت پرتھی راج کے حوالے کر کے فوت ہوگیا اس کے بعد راجہ پرتھی راج سلطنت دہلی اور اجمیر دونوں کا مہاراجہ اور مالک بن گیا لیکن یہ حق تبنّیت راجہ جے چند والی قنوج کو سخت ناگوار گزرا کہ پرتھی راج کو تو نانا کے ورثہ سے دہلی کا راج ملے، اور مجھے اس سے محروم رکھا جائے اس لئے اس کے دل میں پرتھی راج کے ساتھ سخت کینہ پیدا ہوگیا مگر اس نے یہ کینہ اپنے دل میں پوشیدہ رکھا۔ جب ۵۸۲ھ و مطابق ۱۲۰۱ء مطابق ۱۲۵۷ میں شہاب الدین غوری نے شمالی ہندوستان پر حملہ کیا تو اس موقع پر راجہ جے چند والی قنوج نے پرتھی راج کو مدد دینے سے انکار کر دیا مگر اس ایک کے سوا ڈیڑھ سو راجگان ہند راجہ پرتھی راج کو مدد دینے پر تیار ہوگئے اور سب اپنی اپنی فوجیں ہمراہ لے کر اس کے قومی و مذہبی جھنڈے کے نیچے آ موجود ہوئے جس کے بعد پھر تھانیسر کے قریب ترلوڑی کے میدان میں سخت معرکہ ہوا گوجر راجپوتوں نے بڑی دلیری اور جوانمردی سے جان توڑ کر مقابلہ کیا اور افغانوں کو شکست فاش دے کر اپنی بہادری و مردانگی کا ثبوت دیا اس معرکہ میں خود سلطان شہاب الدین بھی بُری طرح زخمی ہوا اور وہ بمشکل اپنی جان بچا کر بھاگا غرض گوجروں نے افغانوں کی فوج کا چالیس میل تک تعاقب کیا اور جو افغان گوجروں کے ہاتھ سے زندہ بچے تھے وہ سندھ کے پار بھاگ گئے۔

شہاب الدین غوری کے جانے کے بعد جے چند والی قنوج نے اپنی حسین بیٹی سنجیکتا نامی کے سویمبر کا اعلان کیا یعنی بڑے بڑے راجہ اور سردار جمع ہوئے اور سنجیکتا کو اجازت دی گئی کہ وہ جسے چاہے اپنا شوہر بنا لے اسی موقع پر جے چند نے

Marfat.com

تمام شمالی ہندوستان کا ادھیراج ہونے کا دعویٰ کیا اور تمام گوجر راجپوت راجاؤں کو اپنا تابع سمجھ کران کے نام دعوتی رقعے جاری کئے اس تقریب میں پرتھی راج کے لئے دربانی کا عہدہ تجویز کیا گیا پرتھی راج جے چند کی لڑکی پر عاشق تھا اور لڑکی بھی ہزار جان سے بہادر پرتھی راجہ پر فدا تھی اگر اس کو مہمانوں کی طرح بلایا جاتا تو وہ ضرور دعوت میں شامل ہوتا لیکن وہ بڑا مغرور اور خود دار تھا اس لئے اس نے دربان بن کر جانے سے صاف انکار کر دیا ضیافت کے دن جب جے چند نے پرتھی راج کو حاضر نہ پایا تو اس نے آگ بگولا ہو کر پرتھی راج کا بت بنوا کر اپنے محل کے دروازے پر نصب کر دیا اور سویمبر کی کاروائی شروع ہوئی جو راجا دور دراز سفر کر کے اس امید میں آئے تھے کہ شہزادی سنجیکتا ہم کو پسند کرے گی وہ سب ایک صف میں کھڑے ہو گئے اور شہزادی سنجیکتا کو اجازت ہوئی کہ وہ ان کے بیچ سے گزرے اور جسے چاہے اپنا خاوند بنا لے شہزادی سنجیکتا کے ہاتھ میں پھولوں کی لمبی مالا تھی وہ دیکھتی بھالتی صف کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلی گئی اور دروازے پر جا کر پرتھی راج کے بت کے گلے میں مالا ڈال دی پرتھی راج بھی بھیس بدل کر اپنے چند محرم راز سپاہی ساتھ لئے وہیں موجود تھا جس وقت اس نے دیکھا کہ اس کے بُت کے گلے میں مالا پڑ گئی ہے تو وہ فوراً منڈپ میں گھس گیا اور شہزادی سنجیکتا کا ہاتھ پکڑ کر ایک تیز گھوڑے پر سوار کر کے اس کو دہلی کی طرف لے اُڑا اور لوگوں کی نظروں سے ایک دم میں غائب ہو گیا اس بات پر چوہان اور راٹھور گوجر راجپوتوں میں بہت سخت لڑائی شروع ہوگئی جس کے اخیر میں راٹھوروں کو شکست فاش نصیب ہوئی۔

جے چند گو پرتھی راج سے لڑا مگر اس نے کوئی سرخروئی حاصل نہ کی اس وقت غصے میں بھر کر کمینہ پن سے اس نے شہاب الدین غوری کو پیغام بھیجا کہ آپ ایک بار دہلی پر پھر حملہ کریں اور میں آپ کی مدد کروں گا شہاب الدین پہلے ہی سے

Marfat.com

بڑا بھاری لشکر جمع کئے بیٹھا تھا اس نے تمام غوری سرداروں اور سپہ سالاروں کی بڑی مٹی پلید کی تھی جو تھانیسر کے میدان سے بھاگ نکلے تھے اس نے توبروں میں جو کا دانہ بھروا کر ان کے منہ سے بندھوا دیا تھا اور گدھوں کی طرح ان کو شہر سے نکالا تھا۔ اب وہ جے چند کا پیغام پا کر ۵۸۸ھ مطابق ۱۲۰۷ء و مطابق ۱۲۶۳ میں پھر دہلی کی طرف روانہ ہوا ڈیڑھ لاکھ سپاہی عمدہ افغانی گھوڑوں پر سوار اس کے ہمراہ تھے اس دفعہ بھی جے چند اور راٹھور راجہ پرتھی راج کی مدد کو نہ آئے، پرتھی راج اس دفعہ صرف چوہان گوجروں کو لے کر تھانیسر کے میدان پر دوبارہ شہاب الدین غوری سے دوچار ہوا، چوہان گوجر اس دفعہ بھی اپنے راجہ اور اپنے ملک کے نام پر خوب جان توڑ کر لڑے مگر افغان جو تند اور جانباز سپاہی تھے۔ ان پر غالب آ گئے اس لئے چوہان گوجر تتر بتر ہو گئے اور پرتھی راج اکیلا میدان جنگ میں لڑتا ہوا مارا گیا پرتھی راج کی رانی جے چند کی بیٹی خاوند کی چتا میں جل کر ستی ہو گئی محمود غوری نے پہلے دہلی کو فتح کیا پھر اجمیر میں گیا اور بہت سا لوٹ کا مال ہمراہ لے کر پھر غزنی کو واپس چلا گیا لیکن جانے سے پیشتر پرتھی راج کے بیٹے رین سی کو اس کی آبائی ریاست اجمیر واپس دے گیا اور اپنے نائب قطب الدین کو ہند میں ان صوبوں کی حکومت اور انتظام کے لئے چھوڑ گیا جو اس نے فتح کئے تھے۔

۵۹۴ھ مطابق ۱۲۱۳ء و مطابق ۱۲۶۹ میں جبکہ پرتھی راج کا بیٹا رین سی بڑے امن و چین سے اسلامی سلطنت کے زیر ماتحت اجمیر میں حکومت کر رہا تھا تو اس وقت اس کے ایک مخالف راجہ ہیم راج نے پہاڑی اقوام کی افواج لے کر اجمیر پر حملہ کر دیا قطب الدین ایبک جس کی زیر ماتحت ریاست اجمیر تھی وہ بہت سی فوج لے کر راجہ رین سی کی مدد کے لئے دہلی سے روانہ ہوا لیکن اس کے پہنچنے سے پیشتر ہی راجہ رین سی کے مخالف راجہ ہیم اج نے اجمیر پر قبضہ کر کے راجہ رین سی کو قتل کر دیا جس کے بعد چوہان گوجروں کی سلطنت کا ہمیشہ کے لئے اجمیر سے

Marfat.com

خاتمہ ہوگیا الحاصل ان تمام جنگوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو گوجر دشمنوں کے خوف سے بھاگ کر ملک دکھن میں جا کر پناہ گزین ہوئے تھے اور جنہوں نے اس ملک میں جا کر اس ملک کے اصل باشندوں کی عورتوں سے شادیاں کرلی تھیں ان کے خون اور اصل باشندوں کے خون کی ملاوٹ سے ایک نئی قوم عالم وجود میں آئی اور مرہٹہ کے نام سے موسوم ہوئی جس کو گوجروں نے اپنی شجاعت اور بہادری کا ورثہ دیا اور جواب گوجر کے عوض نما لکر پھالکیا اور باتنکر مرہٹہ کہلاتی ہے۔

بھاٹوں کبیشروں اور مورخوں نے گوجر قوم کی پوری تاریخ نہیں لکھی بلکہ انہوں نے گوجروں کی تاریخ پر لفظ راجپوت کا تاریک و سیاہ پردہ ڈال کر ان کی تاریخ کو ہندو روایات سے غلط ملط کر کے مسخ کر دیا تھا اس لئے ہمیں ضرورت محسوس ہوئی کہ ہم اپنی قوم کی تاریخ کو روشنی میں لا کر لوگوں کو دکھائیں کہ گوجر قوم کے وہ کون کون سے خاندان تھے کہ جنہوں نے ہندوستان میں آ کر حکومت و سکونت کی اور اپنی اولاد کو بطور یادگار کے یہاں چھوڑا اس معاملے میں زیادہ دماغ سوزی کی ضرورت نہیں ناظرین کی سمع خراشی بھی بیکار سنین کی مطابقت سے ہم کو کچھ صحت کی ضرورت نہیں رہتی اور تاریکی میں پڑے ہوئے حالات خود روشنی میں آجاتے ہیں اس لئے یہ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہی کہ ایک ہزار برس پیشتر جن خاندانوں نے ہندوستان میں حکومت کی وہ خاندان کون تھے الغرض چوہان گوجروں کی چوبیس گوتیں یا شاخیں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

چوہان	ہر	سونی گرّا	کھچی
دیوڑا	پبیا	سیچوار	گوئلوال
بھدوریہ	نربھان	مالانی	پوربیہ
سور	مدریچہ	سنکریچہ	بھوریچہ
پالیچہ	بسیرہ	کچیرہ	روسیہ

Marfat.com

چندد نکمپ بہادر ینکٹ

نسب نامہ چوہان خاندان

سکندر اعظم، شہزادہ اسکندروس عرف شہزادہ گرجی، کوشانیس، پنگوریس، ونگولیس، پاماوئیس، والوئیس، چنگدئیس، اینکنئیس، کڈفائیس اوّل، ہوہئیس، وجہیشک، کنشک، ہوشک، واسدیو، انہل، دیوعرف اگنی پال، پلستائن عرف پی لست پال، سوا جا عرف سواج پال، بہو پال، ملان دیو، گلشن شور، امر پال، اجے پال، چکوہ، سودت پال، رے پال، انتی پال، دِند پال، بین پال، ناہر دیئو، دولہ رائے، مانک رائے، لچھمن رائے، لوپتپال، بگرہ پال، مہیند روئیو، سری مانہولا، سری پال، جیت راج، پرتھی پال، ہرس راج، جگن دیئو، بیر بیلن دیئو عرف دہرم گج، بسیل دیئو عرف بسال دیئو، سارنگ دیئو، آنوراج عرف آنا، جیپال، اجے دیئو، آنند دیئو، سومیشور، پرتھی راج، رین سی۔

فصل ششم

گوجر سلطنتوں کو زوال

زوال حکومت کے بعد گوجروں کی نسلی وقومی اور سیاسی و مذہبی حالت میں انقلاب عظیم

گوجر سلطنتوں میں سب سے پہلے توما گوجروں کی سلطنت کو جو کہ صوبہ جات مغلستان اور ہونان میں واقع تھی زوال آنا شروع ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ توما حکومت کے زیر حکومت جو صوبہ جات تھے ان میں کثرت آبادی ہُن قوم کی تھی اور ہُن قوم گوجروں کی سخت دشمن تھی یہ قوم بالکل وحشی اور درندہ خصلت تھی

Marfat.com

اس قوم کے تمام افراد کچا گوشت کھاتے تھے شراب پیتے اور بدن پر حیوانوں کی کھاڑی کا لباس پہنتے تھے اور جب کبھی موقع ملتا تھا تو اس قوم کے تمام سردار توما حکومت کی اطاعت سے منحرف ہو کر ملک میں فتنہ و فساد اور بغاوت برپا کر دیتے تھے لیکن توما گوجروں کی حکومت زبردست و مضبوط اور ہوشیار رہی، تب تک ہُن قوم کے باغیوں اور شریروں کی توما حکومت کے خلاف کوئی پیش نہ جا سکی لیکن جب توما گُوجروں کا زبردست اور منتظم بادشاہ ادر پوئیس گُرجی ۱۹۵ء میں فوت ہوگیا تو اسکے بعد آپس کی خانہ جنگی سے توما گوجروں کی حکومت میں ضعف آنا شروع ہوا اور دن بدن ان کی حکومت کمزور ہونے لگی ادھر ان کی دُشمن ہُن قوم آپس میں اتحاد و اتفاق کر کے آگے سے زیادہ مضبوط و منظّم ہوگئی جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۲۴ء میں ہُن قوم کے ایک سردار روگیلاس نامی نے قوت حاصل کر کے توما حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا جس کے علم کے نیچے تمام ہُن قوم جمع ہو کر توما گُوجروں سے لڑنے لگی اس دفعہ ہُن قوم کی بغاوت ایسی منظّم تھی کہ تمام ملک میں پھیل گئی جس کا تدارک توما گُوجروں سے ہرگز نہ ہو سکا اور آخر یہ اپنے افتراق و انتشار کی وجہ سے مغلوب ہوگئے اور باغیوں نے کامیاب وظفر یاب ہو کر توما حکومت کے دار الخلافہ پر قبضہ کیا جس کے بعد توما گوجروں کی حکومت کا صوبہ جات ہوناں و مغلستان سے خاتمہ ہوگیا۔

جب روگیلاس توما گوجروں کی حکومت کو تباہ برباد کر کے صوبہ جات ہوناں و مغلستان کا واحد بادشاہ ہوگیا تو پھر اس نے گوجروں کی دوسری بڑی سلطنتوں کی طرف اپنی توجہ منعطف کی اور آہستہ آہستہ ان کو بھی یکے بعد دیگرے فتح کر کے تمام مشرقی و مغربی ترکستان پر مسلّط ہوگیا اور مدت دراز تک حکومت کرتا رہا کیونکہ روگیلاس بے اولاد تھا اس لئے اس کے بعد پھر اسکا بھتیجا اتھیل نامی اس کی مسند حکومت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا شاہ اتھیل نے اپنا لقب غضب الٰہی تجویز

Marfat.com

کیا تھا اور واقعی یہ اس لقب کا صحیح مستحق تھا کیونکہ یہ بڑا ظالم و جابر بادشاہ تھا اسی کے عہد حکومت اور اسی کی سرکردگی میں ہُن قوم دوسرے ملکوں کو فتح کرنے کے لئے ایک آندھی کی طرح اٹھی تھی اور تمام خراسان فارس، گرجستان، ارمیا، شام اور روم کے سرسبز علاقوں کو روندتی اور فتح کرتی ہوئی وسطی یورپ تک جا پہنچی تھی۔

روگیلا اس کے عہد حکومت میں گوجر ریاستیں جو وسط ایشیا میں تھیں وہ سب کی سب اس کی باجگذار ہوگئی تھیں اور نیم خود مختاری کی حالت میں اس کی زیر سیادت اپنے اپنے علاقوں میں حکومت کرتی تھیں لیکن جب ۲۴۱ء میں شاہ اٹھیل کا عہد حکومت آیا تو اس نے گوجر رئیسوں کی ریاستیں ضبط کرنے اور تمام گوجروں کو وسط ایشیا سے نکالنے کے لئے ایک جدید حکمت عملی اختیار کی یعنی اس نے اپنی سلطنت میں قومی و نسلی امتیاز کا مسئلہ چھیڑ کر گوجر قوم کے خلاف ہُن قوم میں جذبۂ نفرت و حقارت پیدا کر دیا اور اس جذبے کو اس قدر ترقی دی کہ ہُن قوم تمام کی تمام گوجروں کے خلاف ہو کر ان کو وسط ایشیا سے نکالنے پر آمادہ ہوگئی جس کے بعد قومی تعصب کی وجہ سے گوجروں کو ستانا اور بے عزت کرنا اس قوم کا شیوہ ہوگیا اور گوجروں پر طرح طرح کے جور و ظلم کر کے ان کو تنگ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ ہُن قوم کے لوگ گوجر لفظ سے بھی دہشت اور خوف کھانے لگے اور جو شخص اپنے کو گوجر ظاہر کرتا اس کو اس قوم کے بزدل اور ظالم حاکم سخت سزا دیتے اور بعد سزا کے پھر اس کو اپنے ملک سے خارج کر دیتے تھے اس لئے ان کے مظالم سے تنگ آ کر بعض بزدل اور کمزور طبیعت کے گوجروں نے اپنے آبائی و قومی لقب کو ترک کر کے جدید لقب و نام اختیار کر لئے اور گوجر قومیت کو چھوڑ کر غیر قوموں میں مل جل گئے باقی جو بہادر اور غیور گوجر تھے وہ یا تو ہُن قوم سے لڑتے رہے اور یا ان کے علاقہ حکومت سے ہجرت کر کے دوسرے علاقوں میں چلے گئے۔ اصل میں شاہ اٹھیل کی حکمت عملی اور مدعا گوجروں کو نکالنے اور ان کی ریاستیں ضبط کرنے کا یہ

Marfat.com

تھا کہ مبادا گوجر قوم اپنے افتراق اور خانہ جنگیوں کو چھوڑ کر قومی اتحاد اور تنظیم کر کے کہ کہیں میری نئی سلطنت کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے اور اپنی غصب شدہ سلطنتوں کو واپس لینے کے لئے جدوجہد نہ کرے آخر وہ اپنی حکمت عملی اور ارادے میں کامیاب ہوا اور گوجروں کو ان کی تمام ریاستوں سے بیدخل کر کے ان پر قابض ہوگیا جس کے بعد تمام گوجر اس کے علاقہ حکومت کر چھوڑ کر مختلف اطراف میں جا کر آباد ہو گئے۔

شاہ اتھیل کی یہ حکمت عملی غلط تھی یا صحیح اور ملک کو اس سے فائدہ پہنچایا نقصان؟ ہم کو اس سے بحث نہیں اور نہ ہم کو شاہ اتھیل کے ظلم پر کوئی اعتراض ہے، کیونکہ یہ ہر قوم کے لیڈر کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی غلام قوم کو غیر قوم کی غلامی و محکومی سے آزاد کرانے کے لئے ضرورت اور وقت کے لحاظ سے جیسی چاہے حکمت عملی اختیار کرے اور حاکم یا غیر قوم کے خلاف جیسی چاہے نفرت و حقارت پھیلائے اور اپنی غلام قوم کو اس کے پنجہ حکومت سے آزاد کرائے ہم کو اگر کسی حکمت عملی سے بحث ہے تو صرف ان بزدل اور قوم فروش گوجروں کی حکمت عملی سے کہ جنہوں نے چند روزہ زندگی کے لئے اپنے آبائی لقب و آبائی مذہب و آبائی تہذیب کو چھوڑ غیر مذہب و تہذیب کو پسند کیا اور جنہوں نے گوجر قومیت کو ترک کر کے دوسری غیر قومیتیں اختیار کرلیں اور غیر قوموں میں جا کر ان کے اضافے کا باعث ہوئے جن کی تبدیلی اور علیحدگی کی وجہ سے گوجر قوم کو ایسا بھاری نقصان پہنچا کہ گوجروں کا تمدن و تہذیب اور قومی شعار و اثار سب تباہ و برباد ہو گئے جس کی تلافی آج تک نہ ہوسکی۔

الحاصل شاہ اتھیل کے جور و ظلم سے تنگ آ کر گوجروں کے خیل کے خیل ترکستان سے ہجرت کر کے ہندوستان میں چلے آئے اور علاقہ دوارکا یعنی سوراشتر میں آ کر آباد ہو گئے جسکے بعد ان کی کثرت آبادی کی وجہ سے اس علاقے کا نام ہی

Marfat.com

ان کے قومی لقب پر گوجر دیس یا گجرات ہوگیا حتیٰ کہ ہندوستان میں گوجروں کی اس آمدر وفت کا سلسلہ پانچویں اور چھیویں صدی عیسوی تک جاری رہا بعد آمدہ گوجر قبل آمدہ گوجزوں کے ساتھ مل کر اس علاقے میں رہنے اور اس کو آباد کرنے لگے علاقہ سوراشتر کے علاوہ دیگر علاقوں میں بھی گوجروں نے سکونت اختیار کر کے ان کو آباد کیا۔

ترکستان سے گوجروں کو خارج کرنے کے بعد ظالم شاہ اتھیل کی حکومت کو بھی زیادہ مدت تک استحکام و قیام حاصل نہ ہو سکا کیونکہ اس کے مرنے کے ساتھ ہی ہُن قوم میں بھی گوجروں کی طرح افتراق و انتشار شروع ہوگیا تھا اور اس قوم کی عظیم الشان سلطنت بھی آپس کی خانہ جنگی و سر پھٹول سے بہت جلد تباہ و برباد ہو کر ختم ہوگئی جس کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر گوجر قوم نے بھی اپنی غصب شدہ سلطنت واپس لے لی وسط ایشیا میں پھر از سر نو گوجر سلطنتیں قائم ہوئیں لیکن ان سلطنتوں کو پھر وہ عروج حاصل نہ ہو سکا جو اس کے پیشتر دور حکومت میں حاصل تھا۔

ہندوستان میں گوجروں کے ساتھ کیا ہوا؟

اسی طرح ہندوستان میں بھی آپس کی خانہ جنگی سے گوجر سلطنتوں کو زوال آیا جن کی جگہ پر پھر ہندوؤں کے گپتا خاندان کی حکومت قائم ہوئی گپتا راجاؤں نے بھی گوجروں کے علوم و آداب اور تمدن و تہذیب اور نظام سیاست کا قلع قمع کر کے ان کو غلامی کا عادی بنانا شروع کیا صورت حال پر قابو پاتے ہی سب سے پہلے گپتا راجوں نے یہ کام کیا کہ گجراتی زبان اور گوجر نظام حکومت کو یک قلم موقوف کر کے اُس کی جگہ جدید عدالتیں جدید قانون اور جدید محکمے جدید دفاتر قائم کئے اور ان سب محکموں اور عدالتوں کی زبان بجائے گجراتی کے سنسکرت کر دی جس کی وجہ سے گوجروں کے تمام مذہبی و ملکی حقوق تلف ہوگئے۔

Marfat.com

گپتا راجوں کا طرز حکومت بھی کچھ قابل تعریف نہ تھا یہ بھی اپنی ہندوانہ طبیعت کی وجہ سے نہایت درجہ متعصب اور خود پسند تھے ان میں بھی وطنی و مذہبی رواداری مطلق نہ تھی اور یہ بھی گوجروں کو نہایت حقیر اور ایک ادنیٰ قوم تصوّر کرتے تھے البتہ گوجروں کو ہندوستان سے خارج کرنے میں یہ بالکل کامیاب نہ ہوئے باقی جور و ظلم اور تشدد کرنے میں یہ بھی ہُن قوم کے بادشاہوں سے کچھ کم نہ تھے ہمیشہ ان کی یہ خواہش ہوا کرتی تھی کہ گوجر قوم ہندو مذہب اختیار کرکے ہماری سیاسی غلامی کے ساتھ ہی مذہبی غلامی بھی اختیار کرلے اور اس کے لئے انہوں نے گوجروں پر طرح طرح کے جبر و تشدد کرنے شروع کردیئے اور ہر طرح ان کو تنگ کرکے ہندو مذہب اختیار کرنے پر زور دینے لگے آخر گپتا راجوں کے جبر و تشدد اور مذہبی تعصب اور بدسلوکی سے تنگ آکر بہت سے کمزدل گوجروں نے ہندو مذہب اختیار کرلیا لیکن ہندو بننے والے گوجروں کو پھر بھی وہ درجہ اور رُتبہ نصیب نہ ہوا جو پُرانے ہندو چھتریوں اور ان گوجروں نے جو اہل دیو کے وقت اس کے ساتھ ہندو مذہب میں داخل ہوئے تھے ان نئے ہندو بننے والے گوجروں کے ساتھ انہوں نے بھی روٹی بیٹی کا کوئی رشتہ قائم نہ کیا۔ کیونکہ ہندو مذہب میں کسی قسم کی قومی و مذہبی مساوات مطلق نہ تھی اس لئے بعد آمدہ اور بعد میں ہندو مذہب قبول کرنے والے گوجروں کو اور اگر کوئی درجہ یا رُتبہ ملا تھا تو وہ شودر اور ویشوں کا درجہ تھا جس میں وہ شمار کئے جانے لگے لیکن جو گوجر خودار اور غیور تھے اور جنہوں نے اپنی آبائی تہذیب و مذہب کو کسی قیمت پر بھی فروخت یا ترک نہیں کیا تھا انہوں نے ہر طرح کی تکالیف اور مصیبت کو برداشت کرکے اپنے آبائی مذہب و تہذیب کو محفوظ رکھا مگر انقلاب زمانہ و انقلاب حکومت و انقلاب نسل و خیالات کی وجہ سے ان کا آبائی مذہب بھی اپنی اصل صورت میں قائم نہ رہ سکا اس مذہب کے اصولوں میں بھی تغیر و تبدل واقع ہوگیا تھا آخر ان گوجروں کے ہم مذہب مسلمانوں

Marfat.com

نے جب ہندوستان کو فتح کر کے اپنی حکومت قائم کی تب ان بہادر اور غیور گوجروں نے تجدید کے طور پر پھر اپنے آبائی مذہب کو قبول کر کے مسلمانوں کی رواداری اور مساوات سے متمتع ہونا شروع کیا۔

ہندوستان میں ہُن قوم کی یورش اور گوجروں کی قومی تفریق کا مفصّل حال

ہُن قوم کو وسط ایشیا میں پھر ۴۴۵ء میں دوبارہ سیاسی عرج حاصل ہوا اب اس قوم کا بادشاہ تورامان نامی تھا جس کی سرکردگی میں ہُن قوم نے اس دفعہ ہندوستان پر بھی حملہ کر کے اس کو فتح کیا اور گپتا خاندان کے آخری راجہ کو شکست فاش دے کر ہمیشہ کے لئے اس خاندان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اس وقت ہندستان میں گوجروں کی قومی حالت یہ تھی کہ ان کے تین طبقے ہوگئے تھے جن کا کچھ ذکر اس کے پیشتر باب اوّل کے فصل دوم میں ہم تحریر کر چکے ہیں اور اب ان کی تفریق کا مفصل حال یہاں لکھتے ہیں جیسا کہ ہم نے باب اول میں اپنی ضروری ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے موخر طبقے کو مقدم کی جگہ لکھا تھا اسی طرح اب ہم ضرورت کے لحاظ سے مقدم کو موخر کی جگہ لکھتے ہیں، گوجروں کا ایک طبقہ وہ تھا جس کو قدامت پسندوں کا طبقہ کہنا چاہیے اس طبقے کے لوگ اپنے کو بہادر گوجر یا خالص گوجر کہلاتے تھے یہ کسی ظالم سے ظالم حکومت کے جبر و تشدد لالچ یا طمع سے اپنی آبائی تہذیب و مذہب اور قومی شعار کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے اور اس کی حفاظت کے لئے ہمیشہ غیر قوموں اور دشمن حکومتوں سے لڑتے رہتے تھے یہاں تک کہ اس طبقے کے لوگوں نے اپنی آزادی و تہذیب کی حفاظت کے لئے اپنی ریاستوں اور ملکیتوں کو چھوڑ چھاڑ کر کوہستانوں اور جنگلوں میں زندگی بسر کرنی شروع کی اور جب کبھی کسی غیر حکومت یا غیر قوم نے ان کی آبائی تہذیب یا آزادی کو غصب کرنا چاہا تو اس طبقے کے بہادر گوجروں نے اپنی

Marfat.com

بہادری اور جوانمردی کے جوہر دکھا کر اور اس کا سخت مقابلہ کر کے اپنی خودداری و آزادی کو قائم رکھا جس کی وجہ سے ہمیشہ غیر قومیں یا غیر حکومتیں اس طبقے کے بہادر گوجروں کو بدنام کرنے اور خود اپنے لئے لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے ان کو ڈاکو اور چور کے نام سے نامزد کرتی رہیں چنانچہ کشمیر میں ۷۱۵ء میں ایک ہندو راجہ للتاوت عرف مکتا پیڈ نامی ہوا ہے جس نے اپنے جانشینوں کو امورات ملکی سرانجام دینے کی خاطر چند تجویزیں لکھ کر بھیجی تھیں جن تجویزوں میں سے وہ دوسری تجویز یہ لکھتا ہے کہ اقوام گوجران سے کبھی مطمئن نہیں رہنا چاہیے، ہر وقت حق و ناحق انہیں تعزیری شکنجہ میں اینٹھے رکھنا ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ یہ فارغ البالی کی حالت میں فتنہ و فساد برپا کر کے دشمنوں کے لئے آمدو رفت کے راستے صاف کر دیں بحوالہ مکمل تاریخ کشمیر حصہ اوّل صفحہ ۱۸۰ مصنفہ محمد الدین صاحب فوق۔ غرض گوجروں کا دوسرا طبقہ وہ تھا جو کہ ایک خود دار اور غیور قوم کی طرح اپنی اصلیت کو چھپانا نہیں چاہتا تھا اس طبقے کے لوگ بھی اپنی آبائی تہذیب و آبائی مذہب اور قومی خصائص و شعار کی حفاظت میں پہلے طبقے کی طرح حریص واقع ہوئے تھے یہ بھی غیر قوموں کی تہذیب و مذہب اور شعار کو اس وقت تک اختیار کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے جب تک کہ سچ مچ زمانہ نے ان کو موت کی دھمکی دے کر اس کے اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا لیکن پھر بھی اس طبقے کے لوگوں نے اپنے قومی و آبائی لقب گوجر کو اپنے لئے طغرائے امتیاز سمجھ کر اپنے جدید اور خاص نام کے ساتھ برابر اس کو قائم رکھا تا کہ ہماری اصلیت و قومیت اس سے ظاہر ہوتی رہے اس طبقے کے لوگ بڑ یا گوجر یا چھتری گوجر کہلائے تھے۔

گوجروں کا تیسرا طبقہ وہ تھا جس کی خود اپنی قوم میں کوئی عزت و وقعت نہ تھی اس طبقے کے لوگ راجپوت یا ٹھاکر کہلاتے تھے ان میں خود تو کوئی جنگی

Marfat.com

قابلیت یا ذاتی شجاعت تو نہ ہوتی تھی البتہ اس طبقے کے لوگ اپنے آباؤ اجداد یا اپنے ننہال کے آباؤ اجداد کے کارناموں پر فخر کر کے ان کے ذریعے عزت حاصل کرتے تھے چنانچہ انہی کے متعلق زمانہ قدیم کے بہادر گوجر بزرگوں کا ایک مقولہ ہوا کرتا تھا کہ گوجر اصل میں وہ ہے جو کہ ایک ہاتھ میں بجلی کی طرح چمکتی ہوئی تلوار اور دوسرے ہاتھ میں بھاری گُرز لے کر بادل کی طرح گرجتا ہوا دشمن پر حملہ آور ہو، اگر اس میں یہ وصف نہیں تو وہ گوجر نہیں بلکہ راجپوت ہے اور راجپوت وہ ہے کہ جو خود شجاع و بہادر تو نہ ہو لیکن اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں اور شجاعت پر فخر کر کے ان کے نام سے عزت حاصل کرے اور جس ملک میں رہتا ہو اس ملک کا کوئی معزز خطاب اور رسم و رواج اختیار کر کے اپنی تعظیم و تکریم کرائے تیسرے طبقے کے لوگ برہمنوں اور بھاٹوں یا غیر حکومتوں سے اعزاز و خطاب حاصل کرنے کے بھوکے ہوتے تھے، یہ برہمنوں اور بھاٹوں کی عطا کردہ عزت کو عزت سمجھتے تھے اس طبقے کے بہت سے لوگ تو پہلے ہی دنیا کی جھوٹی عزت حاصل کرنے کے لالچ میں اپنا دین و مذہب اور قومیت فروخت کر کے ہندو راجپوت بن چکے تھے مگر کچھ لوگ ابھی اس طبقے کے اپنی قوم کے طعن و تشنیع کے خوف سے اس قبیح حرکت کے مرتکب نہیں ہوئے تھے اور وہ اس بات کو دیکھ رہے تھے کہ جب کوئی موزوں اور اچھا موقعہ ہاتھ آئے تو ہم بھی اپنی قوم کو چھوڑ کر ہندو راجپوت بھائیوں میں جا ملیں آخر جب ہُن قوم کا عہد حکومت آیا تو اس طبقے کے باقی ماندہ لوگوں نے بھی ہُن قوم کے جور و ظلم کا بہانہ کر کے ہندو مذہب کو اختیار کر لیا کیونکہ ہن قوم قدیم سے گوجر قوم کی پرانی دشمن چلی آتی تھی اور اس قوم کے لوگ گوجر لفظ سن کر ہمیشہ اس سے جلتے اور خوف کھاتے تھے اس لئے گوجروں کے تیسرے طبقے کے باقی ماندہ لوگوں نے ہُن قوم کے ظلم و ستم کی آڑ لے کر اور خوف جان کا بہانہ کر کے گوجر قومیّت کو تبدیل کر لیا جس کے بعد

Marfat.com

پھر اس طبقے کے تمام افراد اپنے آبائی خطاب گوجر کو چھوڑ کر راجپوت یا ٹھاکر کہلانے لگے۔

اصل میں راجپوت بننے والے گوجر غلامی کے عادی ہو چکے تھے اور انہیں غلام بننے کی پوری صلاحیت آ چکی تھی اس لئے ۵۰۰ء میں سیاسی اور مذہبی اور تمدنی و معاشرتی تبدیلی کے ساتھ ہی ان کے حسب و نسب میں بھی ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگیا تھا یعنی انہوں نے اپنے اصل شجروں اور قدیم نسب ناموں کو برہمنوں کی امداد سے پرانے چھتری بزرگوں کے نسب ناموں سے ملا کر اپنے کو ان کی سنتان یا اولاد کہنا شروع کیا سری رامچند ر اور سری کرشن جی مہاراج کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کر کے سورج بنسی اور چندر بنسی راجپوت کہلانے لگے اور ہمیشہ کے لئے برہمنوں کے عطیہ اعزاز اور امداد النساب کی وجہ سے ان کے زیرِ بار احسان ہوگئے، جس کے بعد گوجروں کے پھر ان دونوں طبقوں یعنی راجپوتوں اور اصل گوجروں میں ایسی مغائیرت اور بیگانگی واقع ہوئی کہ پھر یہ دونوں طبقے کبھی آپس میں نہ مل سکے اور ان کے خونی و نسلی تعلقات ہمیشہ کے لئے منقطع ہوگئے جس کے بعد پھر راجپوت گوجر اپنے کو افضل سمجھ کر بہادر اور اصل گوجروں کو ادنیٰ تصور کر کے ان پر اپنی فوقیت اور عظمت ظاہر کرنے لگے جس کے جواب میں اصل گوجر بھی اپنے کو راجپوتوں سے اعلیٰ اور افضل جان کر ان کی اصلیت کے متعلق دو قسم کی روائتیں بیان کر دیتے تھے۔ جن کو سن کر راجپوتوں کا منہ بند ہو جاتا تھا اور وہ دو روائتیں یہ ہیں۔

راجپوتوں کی اصلیّت

پہلی روایت یہ ہے کہ گوجر قوم میں سے جو راجے اور مہاراجے ہوا کرتے تھے، ان راجوں اور مہاراجو ں کے محل سراؤں میں جو ہندو قوم کی کثیر التعداد لونڈیاں اور کنیزیں شاہی خاندان کی خدمت پر مامور ہوا کرتی تھیں ان کنیزوں

Marfat.com

کے بطن سے جو ان کے فرزند پیدا ہوتے تھے وہ راجپوت کہلاتے تھے ان کو گوجر قوم کی طرف سے گوجر کہلانے کا مطلق کوئی استحقاق حاصل نہ ہوتا تھا کیونکہ گوجروں کے قومی قانون میں گوجر خطاب کی وہی اولاد مستحق ہوسکتی تھی جو کہ ان کی آزاد منکوحہ اور مالکہ عورتوں کے بطن سے پیدا ہوئی اس لئے گوجر قوم کے راجے مہاراجے بھی اس قومی قانون کے سخت پابند ہوتے تھے ان کو بھی اپنی قوم کی رضا مندی اور خوشنودی ہر حال میں مدنظر ہوتی تھی وہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی کنیزک زادہ گوجر کہلا کر اور غلامی کی زندگی بسر کر کے ہماری قوم کے معزز خطاب کی ذلت اور بدنامی کا باعث ہو بلکہ وہ گوجر راجگان خود انفرادی حیثیت میں اس بدنامی کے متحمل ہو جاتے تھے اور اپنے کنیزک زادوں کو یہ ہدایت کر دیتے تھے کہ وہ سوائے خطاب ٹھاکر یا راجپوت کے اور کوئی خطاب اختیار نہ کریں جس سے ہماری قوم ناراض ہو وہ ہمیشہ قومی و اجتماعی حیثیت میں اس بات سے ڈرتے تھے کہ مبادا کوئی کنیزک زادہ گوجر خطاب اختیار کر کے آزاد اور نجیب گوجروں کی حق تلفی نہ کرے جس کی وجہ سے ہماری آزاد قوم ہمارے خلاف ہو کر ہمارا ساتھ نہ چھوڑ دے کیونکہ گوجر خطاب گوجروں کی آبائی عزت و عظمت کا نشان سمجھا جاتا تھا اور بہادر و نجیب گوجر اپنی ذاتی شجاعت و عظمت دکھانے کے بعد پھر اپنے حریف پر اپنے آباؤ اجداد کی شجاعت عظمت کا اظہار بھی اسی خطاب کے ذریعے کرتے تھے اس لئے یہ ان کنیزک زادوں کو گوجر کہلانے کا حق نہیں دیتے تھے، یہ خطاب گوجر قوم کے جد امجد شہزادہ اسکندروس گرجی کو اس کے بہادرانہ کارناموں کی وجہ سے دربار سکندری میں آکر خود اہل ایران نے اس کو دیا تھا اس لئے اس کے بعد اس کی اولاد یعنی گوجر قوم ہمیشہ اس آبائی خطاب کی بہت عزت و تکریم کیا کرتی تھی گوجر حکومتوں اور سلطنتوں میں کسی غیر گوجر یا کسی کنیزک زادہ کو اس خطاب کے اختیار کرنے کا مطلق استحقاق حاصل نہ ہوتا تھا

Marfat.com

بلکہ یہ خطاب خاص کر ان اصل گُوجروں کے لئے مخصوص ہو چکا تھا جو آزاد نجیب ہوتے تھے اس لئے جب کوئی شخص گُوجر راجگان کے ان کنیزک زادوں کو پوچھتا تھا کہ تم کون ہو تو وہ اصل اور بہادر گُوجروں کے خوف اور ناراضگی کی وجہ سے اپنی قومیت و اصلیت بتانے کی بجائے ان دونوں باتوں سے علیحدہ رہ کر صرف اپنے کو ان گُوجر راجاؤں کی طرف منسوب کر کے یہ کہتے تھے کہ ہم راجپوت ہیں یعنی راجاؤں کے بیٹے گویا اصل گُوجروں کی طرف سے خطاب راجپوت کے اختیار کرنے کی ان کو عام اجازت تھی اور اس خطاب کے ذریعے وہ عام لوگوں سے اپنے لئے عزت حاصل کر سکتے تھے جس پر اصل گُوجروں کو کوئی اعتراض نہ ہوتا تھا آخر انقلاب حکومت و انقلاب زمانہ کی وجہ سے جب خطاب گُوجر کی کچھ وقعت کم ہوگئی تو اس کے بعد خطاب راجپوت نے مقبولیت عامہ حاصل کرنی شروع کی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ خود گُوجروں کی قوم میں سے گُرجی یا ترکی بیویاں جو ہوتی تھیں ان گُرجی یا ترکی بیویوں کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوتی تھی وہ گُوجر کہلاتی تھی باقی جو ان کی اولاد ان کے ہندو بیویوں کے بطن سے پیدا ہوتی تھی وہ راجپوت کہلاتی تھی اس لئے گُوجروں کی گُرجی یا ترکی بیویوں کے فرزند ہمیشہ ان کی ہندو بیویوں کے فرزندوں کو مفتوح ماؤں کے بیٹے اور خود اپنے کو فاتح ماؤں کے بیٹے کہہ کر اپنی فوقیت ان پر ظاہر کرتے تھے اس لئے گُوجروں کو ہندو بیویوں نے بھی ان کے بالمقابل اپنے فرزندوں کے دل میں اپنے میکے کی نجابت و شرافت ذہن نشین کر کے ان کو راجپوت کہلانے کی تعلیم دینی شروع کی جن کی تعلیم کا اثر یہ ہوا کہ پھر گُوجروں کی ہندو بیویوں کے فرزندان کی گُرجی یا ترکی بیویوں کے فرزندوں کے بالمقابل اپنے ننہال کی عظمت و شرافت ظاہر کر کے ان پر فخر کرنے لگے جس کے بعد پھر آہستہ آہستہ گُوجروں کے راجپوت فرزندوں نے اپنے اصل نسب ناموں کو اپنے ننہال کے بزرگوں کے نسب ناموں

Marfat.com

سے منسلک کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ ہم سری رامچند ر اور سری کرشن جی مہاراج یا فلاں ہندو چھتری بزرگ کی اولاد ہیں اور آج تک اسی طور سے کہتے چلے آتے ہیں لیکن اب ہم ان کے دعویٰ کے فیصلہ کو غیر راجپوت اور غیر گوجر مؤرخوں پر چھوڑ کر ان سے اور ان کی تاریخوں سے پوچھتے ہیں کہ:۔

راجپوت کون تھے؟

(حوالہ نمبر اول) دیکھو تاریخ ہند حصہ اول، مصنفہ جناب وی۔اے سمتھ صاحب بہادر سی۔آئی۔ای مترجمہ شیخ عبدالحمید صاحب ایم۔اے پروفیسر سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور آپ اس تاریخ کے صفحہ ۲۳، ۲۴ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مگر اب تحقیق ہو چکا ہے کہ کئی موجودہ راجپوتوں کے قبائل اور دیگر فرقے مثلاً گوجر، جاٹ، کاٹھی وغیرہ یا تو ہن اور گوجروں کی اولاد سے ہیں یا دیگر اسی قسم کی اقوام کی نسل سے ہیں جو ان کے بعد ہند میں آئیں راجپوتوں، جاٹوں اور گوجروں کی شکل و شباہت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے غیر ہندی آباؤ اجداد بنی نوع انسان کے ان فرقوں میں سے ہے جو سفید فام اور بالا قامت تھے اور زرد رنگ تنگ چشم منگولوں کی نسل سے نہ تھے۔

سمتھ صاحب پھر اسی تاریخ ہند کے جس کا شیخ عبدالحمید صاحب نے ۱۹۲۴ء میں ترجمہ کیا اس کے صفحہ ۱۲۶ اور ۱۲۷ پر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ موجودہ راجپوتوں کے قبائل میں سے اکثر کے شجرہ نسب صرف آٹھویں یا نویں صدی عیسوی تک جاتے ہیں مگر اس سے دور نہیں جاتے اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے شاہی خاندانوں کو اسی وقت عروج نصیب ہوا جبکہ ہُن، گوجر، اور دیگر اجنبی اقوام کے گروہ پانچویں اور چھٹی صدیوں میں پنجاب اور راجپوتانہ میں آباد ہو گئے تھے، دو تین پشتوں کے اندر اندر ہندو بن گئے اور ہندوؤں کی مختلف ذاتوں میں شمار ہونے لگے چونکہ چھتریوں کا کام حکومت و سپہ گری تھا اس لئے

Marfat.com

ان اقوام کے سردار اور ان کے رشتہ دار ہندو مذہب اختیار کر لینے پر چھتری کہلانے لگے اور عام آدمی دیگر چھوٹی ذاتوں میں مل جُل گئے پھر اس کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آج کل کے پریہار راجپوت گوجروں کی اولاد سے ہیں جو اجنبیوں کی حیثیت میں ہند میں وارد ہوئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ گُوجر اور گوجر ایک ہی لوگ تھے لیکن پریہار کھتری یا راجپوت سمجھے جاتے ہیں کیونکہ قدیم زمانہ میں وہ حکومت کرتے تھے حالانکہ گُوجر جو قدیم گُرجروں میں معمولی درجہ کے آدمی نہ تھے آج وہ درمیانی طبقہ میں شمار ہوتے ہیں اور ان کا درجہ راجپوتوں سے بہت کم سمجھا جاتا ہے اسی طرح یہ یقین کرنے کے لئے دلائل موجود ہیں کہ راجپوتوں کے کئی دیگر مشہور قبائل بھی اسی طرح قدیم حکمران اقوام غیر ہندی کی نسل سے ہیں۔

(۲) بھارت کا سنکشپت اتہاس۔ مصنفہ مہاشہ بالکرشن پروفیسر آریہ گوروکل کانگڑی اپنی اسی تاریخ کے صفحہ ۱۷۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ راجپوت کون تھے پھر اس کے آگے لکھتے ہیں کہ راجپوتوں کی اپتّی کا مضمون بڑا مشکل ہے یہاں مختصر طور پر صرف یہی لکھنا کافی ہوگا کہ راجپوت لوگ پُرانے آریوں، یونانیوں گُوجروں وغیرہ جاتیوں کی کہ جنہوں نے ہندو دھرم اور تہذیب کو قبول کر لیا تھا اولاد تھے لیکن جگہ جگہ پر راجپوتوں نے اپنے راج قائم کر لئے تو ان سب کی پیدائش پراچین آریوں سے مان لی گئی تھی تین نہایت قدیم اور معزز خاندانوں کے ساتھ ان کا تعلق جوڑا گیا تھا یعنی اول شری رامچندر کے پُتروں، لوادرکش کے سوریہ بنس سے دوم پرو کے چندر بنس سے اور سوم یادر بنس شری کرشن جی کے ساتھ۔

(۳) ہندو پرئیڈ، حصہ اوّل، مصنفہ ای مارسڈن صاحب اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۰ پر لکھتے ہیں کہ راجپوت کون تھے پھر اس کے آگے تحریر فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ جنگجو قومیں جو یکے بعد دیگرے شمال مغربی ہندوستان میں آکر

Marfat.com

آباد ہوئیں وہیں وہ ہماری آنکھوں سے پرے ہو جاتی ہیں تین یا چار سو برس کے بعد انہی حصوں میں ہم راجپوتوں اور جاٹوں کو آباد پاتے ہیں جبکہ یہ لوگ پہلے کہیں نہیں ملتے تھے اس لئے صاف ظاہر ہے کہ دونوں راجپوت اور جاٹ ایسی قوموں کی کہ جنہوں نے ہندو مذہب اختیار کر لیا تھا اولاد ہیں، جیسے کرشن، یونانی، گوجر اور دیگر قوموں کی جو کسی زمانہ میں آریہ قوم کے تھے پھر آگے چل کر ای، مارسڈن صاحب اسی تاریخ کے صفحہ (۲۱۳) پر لکھتے ہیں کہ برہمن بھی اگر راجہ بن گیا تو وہ راجپوت کہلاتا تھا، اسی طرح سے دیش اور شودر اسی طرح سے ہر ایک کوشن، ترک، گوجر، بھی راجپوت کہلانے لگا کیونکہ راجپوت کے معنی راجاؤں کے بیٹے پہلے پہل تو ہر ایک قوم کے بڑے بڑے خاندان ان کے سردار اور ان کے رشتہ دار راجپوت کہلانے لگے جاٹ اور راجپوت اور دیگر نیچ ذاتیں جواب راجپوتانہ اور پنجاب میں آباد ہیں شمالی حملہ آور جماعتوں کی نسل ہیں تین راجپوت کل پرانی چھتری ذاتوں میں سے تھے چوتھے اگنی کل راجپوت تھے پانچویں وہ راجپوت تھے جو ہندو بن جانے والے بھیلوں اور گونڈوں کی اولاد تھے۔

(۴) ہم ایک اور غیر گوجر اور ہندو مؤرخ مہاشہ سوامی آئنگر ایم۔اے کی تاریخ ہندوستان صفحہ (۱۰۸) کا حوالہ تحریر کرتے ہیں یہ کتاب مدراس کے سکولوں میں پڑھائی جاتی ہے اور لانگ مین اینڈ کمپنی کی طرف سے ۱۹۱۰ء میں چھپی تھی اس تاریخ میں راجپوتوں کی پیدائش کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں کہ بہت سی دریشی قومیں جیسے شک، گوجر، ہوں۔ ہندوستان میں آ کر آباد ہوئے اس کی پرانی آبادی میں ملنے جلنے لگے اور دھرم ریتی رواج میں ہندو بن گئے اس میل جول سے ایک نئی جاتی بن گئی جس میں، ھیہ ایشیا کے مضبوط لوگوں کے جنگجو صفات ہندو دھرم اور روایتوں میں پائے جانے والی بھگتی اور پریم کے ساتھ مل گئے تھے ان نئی جاتیوں کے سرداروں نے اپنے تئیں پرانے ہندو دیوتاؤں اور بہادروں کی

Marfat.com

سنتان کہنا شروع کیا یہ نئے سردار اوران کے ساتھی اپنے تئیں راجپوت کہنے لگے۔

(۵) اسی طرح شری ہیم لوٹا دیوی جی نے بھی اپنی کتاب تاریخ ہند کے صفحہ (۴۰) پرتحریر کیا ہے کہ وقتاً فوقتاً بہت سے غیر ملکی لوگ جیسے کوشان، گوجر وغیرہ بھارت میں آباد ہونے کو آئے اور راجپوتوں کا دہی کوشن گوجر ہونا ممکن ہے۔

(٦) ایسے ہی ایمپیریل گزیٹر آف انڈیا وغیرہ میں لکھا ہے کہ صوبہ اودھ میں برہمن بہار اور اہیر سب نے راجپوت ذاتیں بنائی ہیں لیکن راجپوتوں کی زیادہ تعداد اُن بیرونی حملہ آوروں کی اولاد ہیں جو ہندو بنائے گئے تھے راجپوتانہ کے کچھ کُل یعنی ذاتیں گوجروں سے ملتی ہیں جیسے چوہان، سولنکھی، گھلوٹ، طور وغیرہ بدیشی پیدائش رکھتے ہیں اور دیگر ذاتیں انڈوشک جاٹوں اور گوجروں کے ساتھ رشتہ رکھتے ہیں اور کچھ پرانے شاہی خاندانوں سے تھوڑی بہت سمبھادنا سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۷) تاریخ ہند حصہ اول جس کو پروفیسر ستیارام کو ہلی ایم -اے اور پروفیسر ایشوری پرشاد ایم -اے ایل ایل -بی نے ۱۹۲۶ء میں تصنیف کیا اس تاریخ کے صفحہ ۱۳۱ اور صفحہ ۱۳۳ پر لکھا ہے کہ راجپوت، جاٹ یہ گوجر، شاک اور سیتھین قوموں کی اولاد ہیں شاک اور سیتھین لوگ جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں یہ سن عیسوی کی ابتدائی صدیوں میں اس ملک میں آئے اور یہیں پر بود باش اختیار کر کے ہندو سوسائٹی میں داخل ہو گئے اور چونکہ یہ لوگ بہادر دلیر اور جنگجو تھے اس لئے بعد میں جب برہمنوں کو بدھ مذہب کے خلاف جنگ کر کے اپنے دھرم کو دوبارہ ترقی دینے کی ضرورت پڑی تو انہوں نے ان لوگوں کو اپنے دائرہ میں لے کر کھشتری ذات کا اُونچا رُتبہ دے دیا اس میں شک نہیں کہ انہی لوگوں کی مدد سے برہمنوں نے دوبارہ ہندو مذہب کو قائم کر کے بودھ مذہب کا خاتمہ کر دیا، راجپوتوں کا سلسلہ خاندان چاہے درست ہو یا غلط، لیکن اس میں شک نہیں

Marfat.com

کہ ہندوان کو کہشتری سمجھتے ہیں۔

(۸) اقوام الہند، مئولفہ منشی کشوری لال صاحب اپنی اس کتاب کے صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں کہ راجپوتوں میں بہت فریق ہیں، اصل ان کی چھتری سے ہے اکثر اولاحرم سے جو چہتر یان کی ہوئی وہ بلقب راجپوت دٹھا کر مشہور ہوئے الاّ چہتر یان کے ہمسر راجپوت نہیں ہیں یہ رسم قبیح اس فرقہ میں رائج ہے کہ دختر کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے ہیں اب بخوف سرکار جملے انسداد ہیں۔

(۹) تاریخ فرشتہ اردو جلد اوّل مطبوعہ نولکشور صفحہ (۱۰،۱۱،۸۳) پر تحریر ہے کہ بکر مجیت کے بعد مدت تک سلطنت اس کے خاندان میں رہی آخر راجپوتوں نے کہ مراد کہشتر یوں کی لونڈیوں کے فرزندوں سے ہے اس کی مملکت پر متصرف و قابض ہو کر وارث ملک ہوئے منقول ہے کہ راجگان کہشتری اپنی کنیزوں کو جیسا کہ اہل ہنود میں رسم تھی کہ دن کو وہ اپنی کنیزوں کو خدمت مرجوعہ کا حکم دیتے تھے اور رات کو مطلق العنان کر دیتے تھے پھر ہر ایک ان کنیزوں میں سے اپنے لئے ایک ایک معشوق بہم پہنچا کر لڑکے جنتی تھیں اور پھر اپنے فرزندوں کو کمال محبت و عزت سے مثل فرزندان راجگان کے پرورش کرتی تھیں تو پھر وہ جو غیر نجیب سرخانہ زادوں کے ہوتے تھے وہ اپنے تئیں اصیل و نجیب ظاہر کر کے خود کو راجاؤں کی فرزندی میں منسوب کرتے تھے جب کوئی شخص ان سے پوچھتا تھا کہ تم کس کے بیٹے ہو تو وہ کہتے تھے کہ ہم راجپوت ہیں یعنی راجہ کے فرزند ہیں کیواسطے کہ راج راجہ سے مراد ہے اور پوت پسر سے عبارت ہے۔

(۱۰) تاریخ ہند حصّہ اوّل مصنفہ چوہدری عبد الحمید و مرزا محمد سعید صاحبان ایم-اے اپنی اس تاریخ کے صفحہ (۱۱۷،۱۱۸) پر لکھتے ہیں کہ ۶۵۰ء سے لے کر ۱۲۰۰ء تک کے زمانے کو راجپوتوں کا زمانہ کہتے ہیں اس سوال کو حل کرنا کہ راجپوت کون تھے کچھ آسان کام نہیں راجپوت کے معنی ہیں راجوں کے بیٹے اور

Marfat.com

اس میں شک نہیں کہ شروع میں کھشتری لوگ راجاؤں اور سرداروں کے خاندان سے ہوتے تھے اور اب بھی ہر ایک راجپوت کو کھشتری ہونے کا دعویٰ ہے، اصل میں راجپوتوں کی چند قومیں جو دہی، قنوج اور وسط ہند میں سلطنت کرتی تھیں، وہ تو کھشتری نسل سے ہیں مگر بہت سے راجپوت ان حملہ آور قوموں کی اولاد ہیں جو راجپوتانہ اور مالوے اور گجرات میں آ کر بسیں ان میں سے بہت سے تو مارے گئے مگر بہت بچ بھی گئے اور بہت جلد ہی آرین لوگوں کے ساتھ مل جُل گئے اور بعد میں راجپوت کہلانے لگے چونکہ یہ لوگ بڑے بہادر اور جنگجو تھے اس لئے انہیں بدھ مذہب جس میں کسی جاندار چیز کو ستانا گناہ ہے یہ کیسے پسند آ سکتا تھا، لہٰذا ہندو دہرم کے پیرو بنتے گئے اور زور بازو سے برہمنوں کو پُرانا مذہب دوبارہ پھیلانے میں خوب مدد ملی۔

(۱۱) تاریخ ہند حصہ اول مصنفہ لالہ من موہن ایم-اے نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۹۱ پر تحریر کیا ہے کہ آرین اور قدیم ہندوؤں کے زمانہ میں جو راجہ اور سردار سپاہی ہوتے تھے وہ کھشتری تھے بُدھ کے زمانہ میں بھی جیسا کہ بُدھ خود تھا اکثر راجہ اور سردار کھشتری ہوتے تھے گو بعض مثل چندر گپت اور اشوک کے شودر تھے بدھ مت کے عہد کے وسط سے لیکر مسیح سے تقریباً پانچ سو سال بعد تک شمال مغربی ہند کے بہت سے ملکوں میں سہتین یا ستّا قوم کے راجہ راج کرتے تھے۔

بکر مجیت کے زمانہ سے سہتین اور کھشتری راجاؤں اور ان کی سلطنتوں کا ذکر سننے میں نہیں آتا بجائے انکے ۶۰۰ء سے ۱۲۰۰ء تک جدھر نظر جاتی ہے راجپوت راجاؤں کے راج ہی دکھائی دیتے ہیں سوال یہ ہے کہ راجپوت کون تھے؟

راجپوتوں کا اپنا یہ دعویٰ ہے کہ ہم کھشتری ہیں، رامچند ر جی اور سری کرشن جی سے اور قدیم زمانے کے اور کھشتری خاندان سے ہمارے نسب نامے ملتے

Marfat.com

ہیں اور بعض عالموں کا یہ خیال ہے کہ یہ دعویٰ صحیح ہے، لفظ راجپوت کے معنی ہیں راجاؤں کے بیٹے یا راجاؤں کی اولاد، زمانہ سلف کے کھشتری واقعی راجاؤں کے بیٹے پوتے ہوتے تھے اور ایسا بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ دفعتاً کھشتریوں کی طاقتور قوم کا خاتمہ ہوگیا ہو۔

بعض عالموں کا خیال ہے کہ راجپوت سہتین یا ساکا قوم سے ہیں جو سنہ عیسوی کے پانچ سو سال میں بڑی کثرت سے شمال مغربی ہند میں آکر آباد ہوئی اور اس فرقہ کے لوگ اہل یونان سے ہیں جو ساکا سے پہلے وہاں آباد تھا اصل حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ راجپوتوں کی خاص خاص قومیں مثلاً وہ جو دہلی، قنوج اور ہندوستان کے مرکز میں حکمران تھیں اصل کھشتری نسل سے ہیں اور بعض اور قومیں جن کا نام اوّل ہی اوّل راجپوتانہ، مالوے اور گجرات میں سننے میں آتا تھا، جہاں ساکا کے خیل کے خیل حملہ آور ہوکر آباد ہوئے سہتین نسل سے ہیں۔

(۱۲) غرض راجپوتوں کی پیدائش کے متعلق اسی طرح کے خیالات اور تحریرات ڈاکٹر تیدرزک اور لالہ جپت وکرنل ٹاڈ صاحب اور ڈاکٹر بھنڈا کر وغیرہ نے بھی اپنی تالیف کردہ تاریخوں میں تحریر کئے ہیں ان تاریخوں کے علاوہ اور بھی متعدد تاریخوں سے اسی طرح کے سینکڑوں حوالہ جات ہم پیش کر سکتے ہیں مگر بخوف طوالت اب انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہوئے یہ بات بھی واضح کر دیتے ہیں کہ یہ ساکا، کوشن، تکشک یعنی تاک اور پارتھین یا ستھین وغیرہ سب گوجر تھے اور ان کے ہمراہ جو پہلی دفعہ وسطا ایشیا کی دیگر قوموں کے لوگ مثلاً جیٹی، لاشغی، ہُن، یوچی تاتار کے لوگ بطور سپاہیوں کے بھرتی ہو کر آئے تھے ان کی اولادوں نے ہندو مذہب اختیار کر کے جاٹ یا جٹ کہلانا شروع کیا کیونکہ ان تاتاری قوموں میں جیٹی قبیلہ بہت معزز سمجھا جاتا تھا اس لئے ہندوستان میں آکر ان سب تاتاری قبیلوں نے جیٹی کی بجائے جاٹ یا جٹ کہلانا شروع کیا اسی طرح گوجر قوم میں سے جو خالص

Marfat.com

شاہی خاندان کے لوگ تھے وہ تو اپنے آبائی مذہب و آبائی لقب کو ہی اختیار کئے رہے لیکن جو گوجروں کی ہندی عورتوں کے بطن سے اولاد پیدا ہوئی اور جن کو خالص گوجر لوگ خطاب گوجر سے مخاطب نہیں کرتے تھے انہوں نے ہندو مذہب اور تہذیب کو اختیار کر کے راجپوت کہلانا شروع کیا اور اپنے نسب ناموں کو سری رامچند ر اور سری کرشن جی کے نسب سے منسلک کر کے اپنے کوان کی سنتان یا اولاد کہنا شروع کیا کیونکہ ہندوؤں میں کسی شخص کا سری رامچند ر اور سری کرشن جی کی اولاد سے ہونا ایک فخر اور بزرگی سمجھا جاتا تھا اس لئے گوجر قوم کے اس طبقے کے لوگوں نے اس عزت اور بزرگی کو برہمنوں کی مہربانی اور خدمت کرنے سے حاصل کر لیا۔ ہمیشہ سے ہر قوم اور ہر اہل مذاہب میں ایسے افراد ہوتے آئے ہیں کہ جو اس قوم یا مذہب کے بزرگوں یا مہاتماؤں اور بادشاہوں کی اولاد اپنے کو ظاہر کر کے عزت حاصل کرتے رہے ہیں اور اس مذہب کے ماننے والے ایسے افراد کو اپنے سے افضل اور اعلیٰ مانتے چلے آئے ہیں جیسا کہ مسلمانوں میں حضرت محمد ﷺ کی قوم یا آل سے ہونا ایک عزت اور بزرگی سمجھا جاتا ہے، اور کئی غیر قوموں کے لوگ آپ کی آل یا آپ کی قوم قریش سے ہونے کا دعویٰ کر کے اب سیّد یا قریشی کہلاتے ہیں اسی طرح راجپوت بھی تھے جو کہ اپنے کو سری رامچند ر اور سری کرشن جی کی سنتان یا اولاد ہونے کا دعویٰ کر کے اہل ہنود میں عزت حاصل کرتے تھے گو ان کے خود اپنے بزرگوں میں حضرت ابراہیم و اسحاق اور حضرت عیص و ایوّب جیسے پیغمبر اور بادشاہوں میں فیلقوس اور سکندر اعظم جیسے بادشاہ موجود تھے جن کی ذات اور نام پر یہ فخر کر سکتے تھے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا ممکن ہے کہ گوجر راجپوتوں نے نخوت پسند ہندوؤں کی انانیت وخود بینی کو دور کرنے کے لئے یہ حکمت عملی اختیار کر لی ہو کہ ہم انہی کے بزرگوں کی اولاد بن کر ان سے اپنی بزرگی اور فوقیت تسلیم کرائیں آخر ایسے ہندوؤں نے ان کی فوقیت وعظمت کو تسلیم کر لیا اور ان کی انانیت کو دور

Marfat.com

کر کے یہ گوجر چھتری راجپوت اور ٹھاکر کہلانے لگے، مگر ان نئے ہندو چھتریوں، گوجر راجپوتوں اور ٹھاکروں کو اپنی گوتیں اور ذاتیں تبدیل کرنا یاد نہ رہیں جو ان کی قومیت و اصلیت کا آج بھی خالص گوجروں کی نسل و اولاد سے ہونے کا ثبوت پیش کر رہی ہیں اور یہ پتہ دے رہی ہیں کہ راجپوت ٹھاکر گوجروں کی اولاد ہیں، غیر راجپوت اور غیر گوجر مورخوں نے راجپوت اور خالص گوجر گوتوں کی فہرست دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ راجپوت گوجروں کی اولاد ہیں، ملاحظہ ہو تاریخ ہند حصہ اوّل باب بتیسواں مصنفہ ای۔ مارسڈن صاحب کے صفحہ (۲۱۴) پر۔

گوجر راجپوتوں کی گوتیں

گرجارا، پریہار، پرامرا، چوہان، چالوکیہ، گہلوٹ، کچادا، پرمار، توار، چندیل، بھکیلہ، والبھی، بندہیل، کلاچوری سب اگنی کل راجپوتوں کی جماعتیں یا گوتیں ہیں ان اگنی کل راجپوت جماعتوں میں سے سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ پھیلے ہوئے گرجارا یا گوجر تھے یہ غالباً ساکا یا ترکی اقوام کے تھے چھٹی صدی عیسوی میں ہم ان کا حال پہلے پہل پڑھتے ہیں جبکہ ان کو راجہ ہریش وردھن کے باپ نے شکست فاش دی انہی میں سے معلوم ہوتا ہے کہ پریہار، چوہان، پرامرا چلوکیہ نکلے ہیں، کیونکہ یہ بھی گرجارا کے نام سے مشہور ہیں۔ راجہ ہریش چندر کے وقت ساتویں صدی عیسوی میں گرجارا یا گوجر لوگ اپنے دارالخلافہ بھنمال سے لے کر جو کوہ آبو سے شمال مغرب کو ہے تمام مغربی راجپوتانہ پر حکمران تھے۔ ۸۰۰ء میں ان کے ایک بادشاہ مسمی ناگا بہاٹہ نے قنوج کو فتح کیا وہ ان گوجر بادشاہوں میں پہلا بادشاہ تھا کہ جنہوں نے تین سو برس تک یعنی ۱۰۶۰ء تک قنوج پر حکومت کی اس کے بعد ان کا نہایت نامی بادشاہ بھوج اوّل تھا اور اس کا بیٹا جو نانویں صدی عیسوی میں اتنے ممالک پر حکمران تھا کہ اس نے شہنشاہ کا خطاب پایا، اس زمانے میں ان کی حکومت مشرقی پنجاب، راجپوتانہ، مالوہ اور تمام اس علاقہ پر تھی جو کہ ان کے دار السلطنت قنوج سے لے

Marfat.com

کرکوہ وندھیا کے دامن میں واقع ہے انہیں اس زمانے میں گرجارا یا پریہار کہتے تھے۔ لیکن پچاس سال کے بعد ماہی پالا کے عہد حکومت میں چندیلوں نے بند ہیل کھنڈک جنوبی علاقے پر قبضہ کرلیا۔ کرشنا راجہ پرمار کا سردار جو گرجارا کی ایک جماعت ہے مالوہ کا حاکم تھا ۹۱۵ء میں اس علاقے کا خود مختار حاکم بن بیٹھا، پریہار اور چوہان قبیلہ کے سرداروں نے بھی راجپوتانہ میں ویسا ہی کیا آخر میں گہروار شہزادہ چندرادیو نے ۱۰۵۰ء میں قنوج پر قبضہ کرلیا اور انگ پال گرجارا کا بادشاہ جو اس وقت حکمران تھا جمنا پر ایک قلعہ میں بھاگ گیا جو لال کوٹ کے نام سے مشہور تھا، اس وقت کسی وجہ سے جو معلوم نہیں اس خاندان کا نام توار (تنور) سو برس تک حکمران رہے حتیٰ کہ ۱۱۷۰ء میں حکومت پرتھوی راج چوہان سردار کے ہاتھ میں چلی گئی، جو توار کے آخری بادشاہ انگ پال ثانی کا نواسہ تھا جس کا کہ کوئی بیٹا نہ تھا گرجارا کی ایک اور شاخ گجرات میں ملتی ہے اس شاخ کو چلوکیہ (سولنکھی) کہتے تھے اور وہ تمام شمالی گجرات پر حکمران تھے گرجار یا گوجر قوم کے بعض خاندان جیسا کہ ہم نے دیکھا راجپوت کہلاتے تھے، اور اس کے مختلف قبیلوں کے نام چوہان، پریہار، پرمار، چلوکیہ (سولنکھی) وغیرہ تھے۔ باقی دوسرے خاندان اب بھی گوجر کہلاتے ہیں کہ جن کے نام پر پنجاب میں گجرات اور گوجرانوالہ ضلع مشہور ہیں بس اب اس جگہ الی مارسڈن صاحب کی تاریخ کا اقتباس ختم ہوتا ہے اور اب ہم ناظرین تاریخ کی ایزادے معلومات کے لئے خالص گوجروں کی گوتوں کے نام بھی یہاں تحریر کرتے ہیں۔

خالص گوجروں کی گوتیں

گورسی، کسانہ، چیچی، گہلوٹ عرف بہلوٹ، چوہان، جاریجہ، بھٹی، تنوار عرف طور، چندیل عرف چندیالے، پرامرا عرف بھامبڑا، آوانہ، بجاڑ، بانیاں، بہڈانہ، چادرا عرف چہادڑی، بہنڈ، مارڈ، برکٹ، بوکن، بہرکر، بہلیسر، باہروال، ٹھکے، برّہ عرف برّے، بجیران، کہرلوہوہ، بانیاں، بانٹھہ عرف بنٹھ، پوڑ، بھیمہ

Marfat.com

عرف بھنملہ، پسوال، تاک عرف تاس، ٹھیکریہ، ٹوپا، جانگل، جھینڈڑ، چھوکر، چھالی، چاڑ، وہدڑ، دھونچک، دہکڑ، موٹے، دہڑ، ڈھلینڈہ، ڈہو، ڈوگھہ، ڈوئی، رلائیتی، سرامدنہ، سانگو، کٹاروعرف کٹاری، سود، پھتالی عرف فتالی، کٹھانہ، کالس، کولی، سنگرانہ، سہیٹر، گیگی، گاہذڑی، گجگاہی، مکھن رائے، لوہر، لوہ سر، لنمبور، میہلو، باگڑی، لالی، درادتے، کھیپڑ، تریڑوے، کھینگر، مہیسی، مونن، لادی، مراڑی، مکر، نون، ہکلہ، لودہ، تینگر عرف ٹھانگر، سمہ، ویٹن، بسوئیہ، گھیلا، سُدھن، کھوکھر، جنجوعہ، کھاری، چوہتھڑ، چھوہر، چالوکیہ عرف سولنکھی، پریہار، بالا عرف بالہی، سوکا عرف سُک کوشنی۔

مندرجہ بالا گوتوں کے علاوہ خالص گوجروں کی اور بھی بیشمار گوتیں ہیں جن کے نام ہم کو معلوم نہیں ہو سکے اور جو معلوم ہو سکے ہیں وہ درج کتاب کر دیئے ہیں گوجروں کے بھاٹوں کا بیان ہے کہ گوجر قوم کی بڑی بڑی گوتیں ایک سو ایک ہیں اور پھر ان گوتوں کی آگے بیشمار شاخیں ہیں ان شاخوں نے بھی مستقل گوتوں کی صورت اختیار کر کے اپنی علیحدہ گوتیں بنائی ہوئی ہیں مگر ان تمام گوتوں اور شاخوں کے شجرہ نسب اخیر میں جا کر شہزادہ اسکندروس گرجی بن سکندر اعظم سے مل جاتا ہے بعض تو ان میں سے براہ راست سکندر اعظم تک پہنچتے ہیں اور بعض کسی ایک بڑی گوت سے توصل کر کے پھر آگے جا کر سکندر اعظم تک پہنچتے ہیں۔ جیسا کہ ناظرین تاریخ نے اس فصل کے پیشتر فصلوں میں چند گوجر خاندانوں یا گوتوں کے نسب نامے ملاحظہ کئے ہیں اور انشاء اللہ العزیز باقی ان تمام گوجر گوتوں کے حالات بمعہ ان کے شجرہ نسبوں کے اس تاریخ کی جلد دوم میں تحریر کریں گے۔ لیکن ناظرین تاریخ کی مزید معلومات کے لئے ہم دو اور گوجر گوتوں کے حالات بھی بمعہ ان کے نسب ناموں کے اس فصل میں بھی لکھ دیتے ہیں۔

چیچی گوجر

چیچی گوجروں کی تین اقسام ہیں۔ اور تینوں کے منبع گوجروں کے مختلف

Marfat.com

خاندانوں سے ہیں ان تینوں میں سے ایک قسم لکھن رائے چیچی کے نام سے اپنے کو موسوم کرتی ہے جس کا حال کہ اس وقت ہمارے زیر قلم ہے، لکھن رائے چیچی گوجر سا کا خاندان کی بھٹی شاخ کی ایک شاخ ہیں، لکھن رائے چیچیوں کا مورث اعلیٰ راجہ لکھن رائے تھا اور لکھن رائے کا جد امجد چیچی راؤ تھا اور چیچی راؤ کا مورث راجہ بجے رائے ثانی عرف لانجھا والی شہرلد ہر واد بھٹینز تھا جس نے کہ سلطان محمود غزنوی کا بڑی شدت اور جوانمردی سے مقابلہ کیا تھا اس راجہ کے کارنامے اور مفصل حالات اسی باب کے فصل چہارم میں بھٹی گوجروں کے حالات کے ضمن میں اس کے پیشتر ہم لکھ چکے ہیں لیکن بطور یاد دہانی اب ان کا پھر اختصار کے ساتھ اعادہ کرنے پر مجبور ہیں۔

تذکرہ بہادران اسلام اور تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان ناصر الدین سبکتگین ہندوستان کے سرحدی مقبوضات میں اپنا جو بھی عامل مقرر کرتا تھا راجہ بجے رائے ان میں سے اس کے کسی عامل کی بھی اطاعت نہ کرتا تھا اور نہ ہی وہ راجہ جے پال والی لاہور کی کسی شرط فرمانبرداری کی پرواہ کرتا تھا بلکہ وہ ایک آزاد اور خودمختار راجہ کی طرح راج کرتا تھا جب سلطان ناصر الدین فوت ہو گیا تو اس کے بعد ۳۹۵ھ میں اس کا بیٹا سلطان محمود غزنوی بہادران اسلام کا ایک بہت بڑا لشکر لے کر اور حدود ملتان سے گزر کر دریائے سندھ کو عبور کر کے پے در پے کوچ کرتا ہوا شہر(۱) بھٹینز پر حملہ آور ہوا، یہ شہر بھٹی گوجروں کی ایک زبردست سلطنت اور راجدھانی تھی، وہاں کا راجہ بجے رائے فوج کی عدت اور ہاتھیوں کی کثرت اور عمدہ سامان جنگ کے سبب تمام ہندوستان میں مشہور تھا شہر بھٹینز کا قلعہ بلند و مضبوط اور ناقابل تسخیر تھا قلعہ کے گرد ایک گہری خندق پانی سے لبریز تھی بھٹینز کی فوجیں راجہ جے پال کی مدد میں سلطانی فوج کے منہ پر تلواریں مار چکی تھیں اور وجہ خصومت پیدا کر چکی تھیں۔ اس لئے حملہ انتقامی تھا راجہ بھٹینز نے

(۱) شہر بھٹینر ریاست بیکانیر کے علاقہ میں واقع ہے اور اب ہنومان گڈھ کہلاتا ہے اور آج کل ایک تحصیل کا صدر مقام ہے۔

Marfat.com

قلعہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا اور تین دن تک لڑ کر قومی جنگ کا حق ادا کیا مگر آخر کار بہادران اسلام سے عہدہ برآ نہ ہو سکا اور چوتھے روز مجبوراً قلعہ کو واپس ہوا، مگر بہادر مسلمان بھی ساتھ ہی قلعہ میں گھس آئے اور قلعہ کے اندر فریقین نے خوب دل کھول کر مقابلہ کیا مگر مسلمان قلعہ سے باہر نہ نکل سکے راجہ یہ حالت دیکھ کر اپنے چند ہمراہیوں سمیت سندھ کو بھاگ گیا، مگر ترکتازان اسلان نے راستہ میں ہی اس کو جا لیا۔ اور گرفتار ہونے سے پہلے ہی راجہ بجے رائے نے خنجر سے خود کشی کر لی۔ اور سلطان سالماً غانماً واپس غزنی ہوا مال غنیمت میں صرف ہاتھی دو سو اسی تھے جس سے راجہ بجے رائے کی فوجی طاقت اور شان وشوکت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جب راجہ بجے رائے فوت ہو گیا تو اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا بھوج دیو ۱۰۶۲ء مطابق ۱۰۰۶ء میں قلعہ لدہروا میں تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا یہ نوجوان شہزادہ ہر دلعزیزی میں زمانہ ولی عہدی سے ہی مشہور ومعروف تھا دھار انگر کے راجہ نے جب اپنی لڑکی کا شگن اس کو بھیجا تو راجہ بھوج دیو نے اس کا شگن قبول کر کے اسکی بیٹی سے اپنی شادی کر لی جس کے بطن سے اس کے گھر ایک بہادر پیدا ہوا جس کا نام اس نے چیچی راؤ رکھا۔

راجہ بھوج دیو جیسا کہ اردگرد کے تمام ممالک میں صلح پسند اور ہر دلعزیز مانا گیا تھا ویسا وہ اپنے قریبی رشتہ داروں میں ہر دلعزیز اور مقبول نہ تھا چنانچہ ابھی اس کو مسند نشین ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس کا حقیقی چچا راؤ جیسل جو اندرونی طور پر اس کا سخت دشمن ہو گیا تھا، بھوج دیو کی حکومت کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کرنے لگا مگر اس عرصہ میں راؤ جیسل بھوج دیو کو ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچا سکا کیونکہ اس وقت راجہ بھوج دیو کی حفاظت کے لئے سولنکھی خاندان کے پانچسو بہادر گوجر اس کے پاس موجود رہتے تھے اور بہادر سولنکھی گوجروں کے ہوتے ہوئے راؤ جیسل اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا لیکن غزنی کے مسلمان بادشاہوں کی عرصہ دراز کی فوج کشیوں کے بعد جب راؤ جیسل

Marfat.com

کو ان کی امداد لینے کا موقعہ مل گیا تو اوّل اس نے مسلمانوں کی فوج کے ساتھ مل کر اور ان کے سامان جنگ سے اپنے قدیم دشمن راجہ جے پال وائی لاہور کی حکومت کا خاتمہ کیا جس کے بعد پھر وہ اپنے کو کامیاب سمجھ کر اور بنی بنائی جمیعت سمیت لدہروا میں پہنچا اور وہاں پہنچ کر اس نے اپنی فتح اور کامیابیوں کی خوشیاں منانی شروع کیں راجہ بھوج دیو نے بھی اپنے واجب الادب چچا کا پوری تعظیم کے ساتھ استقبال کر کے وہ خوشیاں منائیں کہ راؤ جیسل کو سالہا سال کے سفروں اور فوج کشیوں کی تکلیفیں نسیاً منیا ہو گئیں، لیکن اس کے احسان فراموش چچا نے اس کا ایک احسان بھی یاد نہ رکھا۔ جب سلطان مسعود کا عہد حکومت آیا، تو راؤ جیسل مبارک باد دینے کے بہانے سے راجہ بھوج دیو کے خلاف ساز باز کرنے کے لئے اس کے پاس گیا اور اس کے دربار میں حاضر ہو کر اپنا مافی الضمیر بیان کیا یعنی راجہ بھوج دیئو کے خلاف فوجی امداد طلب کر کے اس کو حکومت لدہروا سے بے دخل کرنے اور خود حکومت حاصل کرنے کی درخواست کی سلطان مسعود نے اس کی درخواست کو منظور کر کے اس کے ساتھ اسلامی بہادروں کا ایک جرار لشکر دے کر اس کو رخصت کیا جب راؤ جیسل اسلامی لشکر لے کر لدہروا کے پاس پہنچا تو اس نے آتے ہی ہر چار اطراف سے اس شہر کا محاصرہ کر کے راجہ بھوج دیئو کو محصور کر لیا، اس وقت راجہ بھوج دیو کی تمام فوج کسی مہم پر باہر گئی ہوئی تھی، اور دار الخلافہ میں اس وقت مطلق کوئی فوج موجود نہ تھی اس لئے جب اس کے چچا راؤ جیسل نے اس کو یہ پیغام بھیجا کہ یا تو تم میرے ساتھ لڑائی کرو، اور یا تخت و تاج میرے حوالے کر کے یہاں سے نکل جاؤ تو اس وقت با امر مجبوری راجہ بھوج دیئو نے اپنے کو بیدست و پا دیکھ کر تخت و تاج اپنے غاصب چچا کے حوالے کر دیا جس کے بعد پھر وہ اپنے بیٹے چچی راؤ اور دیگر اہل و عیال کو اپنے ہمراہ لے کر گجرات کاٹھیاوار میں چلا گیا، اور وہاں جا کر اپنے نانا سدھ راج راجہ جے سنگھ دالئے

Marfat.com

گجرات کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا اور وہیں گمنامی کی حالت میں بہت جلدی اپنی بقایا زندگی کے دن پورے کر کے اس دار فانی سے چل بسا جس کے بعد اس کی تمام اولاد وہیں مستقل سکونت اختیار کر کے آباد ہو گئی۔

گردش زمانہ کی وجہ سے جب ایک دفعہ ۱۰۹۹ء مطابق ۱۰۴۳ء میں راجہ بجے رائے کا پوتا اور راجہ بھوج دیو کا بیٹا شہزادہ چچی راؤ بتلاش ملازمت سلطان مسعود کے پاس گیا تو سلطان مسعود نے اس کی سابقہ خاندانی عظمت پر خیال کرتے ہوئے اس کی بہت عزت و تکریم کی، پھر ازراہِ شفقت شاہانہ ایک ممتاز عُہدہ پر شہزادہ چچی راؤ کو مامور کر کے اس کو اپنی اعلیٰ ملازمان کے زمرہ میں شامل کر لیا، پھر جب ماور النہر اور خراساں میں سلطان مسعود کے خلاف ۱۱۰۴ء مطابق ۱۰۴۷ء و مطابق ۴۲۸ھ میں سلجوقی ترکمانوں نے علم بغاوت بلند کیا تو اس وقت سلطان مسعود کو ان باغیوں کی سرکوبی کے لئے فوراً ہندوستان کو چھوڑ کر غزنی میں واپس جانا پڑا اور جاتی دفعہ وہ شہزادہ چچی راؤ کو بھی اپنے ہمراہ غزنی میں لے گیا وہاں پہنچ کر اس نے شہزادہ چچی راؤ کو اپنی ہندو فوج کا سپہ سالار بنا کر پھر سلجوقی ترکمانوں کی سرکوبی کے لئے محاذات نیشا پور اور طوس پر بھیج دیا جب شہزادہ چچی راؤ ان محاذات پر پہنچا اور اس نے سلجوقی ترکمانوں سے لڑائی شروع کر کے اپنی بہادری اور جوانمردی کے جوہر دکھانے شروع کئے تو اس وقت اس کے جارحانہ اور دلیرانہ حملوں کو دیکھ دیکھ کر سلجوقی ترکمانوں کے چھکے چھوٹ گئے اور اس کی شجاعت اور دلیری کی داد دے کر بھیڑوں کی طرح اس کے آگے بھاگنے لگے آخر شہزادہ چچی راؤ نے اپنی قابلیت اور تلوار آبدار سے ہزار ہا سلجوقی ترکمانوں کو تہ تیغ کر کے ان کو شکست فاش دی اور ان کے سرداران جعفر بیگ اور طغرل بیگ کو زندہ گرفتار کر کے سلطان مسعود کے حضور میں لے آیا سلطان مسعود اس کے اس کارائے نمایاں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا پھر اس خدمت کے صلہ میں سلطان مسعود

Marfat.com

نے انعام و اکرام اور خلعت فاخرہ دے کر اس کی خواہش کے مطابق صوبہ گجرات میں اس کو ایک بڑی وسیع جاگیر عطا کی جس کے بعد پھر شہزادہ چچی راؤ بحکم سلطان ان باغی قیدیوں کو اپنی زیر حراست لے کر واپس ہندوستان میں چلا آیا آخر جب اس کی مدت ملازمت ختم ہوئی تو پھر وہ ملازمت چھوڑ کر اپنی عطیہ جاگیر واقع صوبہ گجرات ضلع چوال میں آ کر مقیم ہوگیا، اور پھر اس جاگیر کو ہر طرح آباد کر کے بمعہ اپنے اہل و عیال اس میں رہنے لگا، شہزادہ چچی راؤ نے بڑے بڑے معزز اور اعلیٰ خاندانوں میں اپنی پندرہ شادیاں کیں تھیں، ان پندرہ عورتوں کے بطن سے اس کے انتیس بیٹے پیدا ہوئے تھے جب وہ فوت ہوا تو اس وقت اس کے حرم میں دس منکوحہ عورتیں اور پچیس بیٹے زندہ موجود تھے اس کے بعد اس کی تمام اولاد اسی کے نام پر موسوم ہو کر چچی گوجر کہلانے لگی تھی۔

شہزادہ چچی راؤ کی چھویں پشت میں راجہ لکھن رائے پیدا ہوا جس کو اپنی آبائی ریاست جیسلمیر کے تخت پر بیٹھنے کا موقعہ حاصل ہوگیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ ان دنوں ریاست جیسلیمر کے وزراء و امرائے دربار نے اس کے سابقہ والی کو اس کی بد اعمالیوں و بے اعتدالیوں کی وجہ سے مسند حکومت سے علیحدہ کر کے ریاست سے نکال دیا تھا اور اب ان کو اس مسند ریاست کا اصل مالک اور جائز وارث سوائے لکھن رائے کے اور کوئی دوسرا نظر نہ آتا تھا اسلئے تمام وزراء اور امرائے ریاست نے اتفاق کر کے لکھن رائے کو مسند نشینی کے لئے گجرات سے طلب کیا جب ان کی طلبی پر لکھن رائے جیسلیمر میں پہنچا تو ریاست کے تمام وزرائے و امرائے نے مل کر اس کا استقبال کیا پھر اس کو ۱۳۲۷ بکرمی مطابق ۱۲۷۱ء میں سندھ ریاست پر متمکن کر کے عنان حکومت تفویض کی راجہ لکھن رائے نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر پہلے تو انتظامات ریاست کو درست کرنا شروع کیا پھر اس کے بعد رعایا کو عدل و انصاف اور بذل و عطا سے

Marfat.com

اپنا گرویدہ احسان بنانے لگا۔

راجہ لکھن رائے بڑا مخیر ارسخی راجہ تھا اس نے اپنی ریاست کے محاصل کو جمع کرنے کے لئے دو خزانے علیحدہ علیحدہ تعمیر کرا دیئے تھے جن میں سے ایک خزانے کا نام شاہی خزانہ اور دوسرے کا نام رفاہ عام خزانہ تھا اس نے اپنی رعایا کو حکم دیا تھا کہ ہر ایک شخص اپنی آمدنی کا دسواں حصہ خزانہ امورات رفاہ عام میں داخل کیا کرے اور محاصل اراضیات وغیرہ دوسرے خزانہ شاہی میں جمع کرایا کرے، اس خزانہ سے وہ اپنے فوجی سپاہیوں اور دیگر ملازمان شاہی کو وقت مقررہ پر زر نقد کی صورت میں تنخواہ دیا کرتا تھا اور اس خزانہ کی چابی اس نے اپنے وزیر خزانہ کے سپرد کر رکھی تھی، دوسرے خزانے امورات رفاہ عام کی کنجی خود اس نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہوئی تھی یہ خزانہ ہر روز شام کے وقت کھولا جاتا تھا جس قدر آمدنی دن میں جمع ہوتی تھی،وہ راجہ لکھن رائے شام کے وقت سب کی سب غربا و مساکین میں تقسیم کر دیتا تھا یہاں تک کہ اپنے مصرف کے لئے جو خزانہ شاہی سے لیتا تھا وہ بھی خیرات کر دیتا تھا اور اپنے لئے کچھ نہیں رہنے دیتا تھا اپنے آذوقہ کے لئے اس نے کچھ زمین بہم پہنچا رکھی تھی اسے اپنے ہاتھ سے کاشت کرتا اور محاصل کا دسواں حصہ بیت المال میں داخل کر کے باقی اپنے مصرف میں لاتا اور بڑی قناعت اور کفائیت شعاری سے اسی آمدنی پر سال بھر گذارہ چلاتا، راجہ کی سخاوت اور ولائیت کا اثر لوگوں کے دل پر کچھ ایسا بیٹھ گیا کہ خود بخود لوگ اس کے احکام کی تعمیل کرنے لگے ہر ایک شخص اپنی پیداوار کا دسواں حصہ فروخت کر کے جو کچھ وصول ہوتا سرکاری خزانہ میں ڈال آتا تھا، یہ نفس کش راجہ تمام عمر ایک ہی خرقہ پہنے رہا، گوشت اور نمک کے نزدیک تک نہیں گیا تھا روایت ہے کہ ایک رات راجہ لکھن رائے نے گیدڑوں کو بھونکتے ہوئے سنا پوچھا کہ یہ اس بیقراری سے کس چیز کی فریاد کرتے ہیں، پھر آپ ہی اس کے یہ معنی کئے کہ شاید یہ سردی سے گھبرا کر چلاتے ہیں تا کہ کوئی شخص سردی کی

Marfat.com

تکلیف سے ان کو بچالے جس کے بعد پھر حکم دیا کہ ان کے لئے لحاف اور رضائیاں تیار کر کے ان میں تقسیم کی جائیں تاکہ یہ بے زبان سردی سے محفوظ رہیں لیکن لحاف دینے کے بعد پھر بھی برابر ان گیدڑوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں جس کے بعد پھر حکم دیا کہ ان کے لئے عمدہ اور مضبوط (گھریا گھونسلے تعین) تیار کرادیئے جائیں پھر حسب الحکم پختہ نشیمن تیار ہوئے جن کے نام وآثار کسی کسی جگہ اب تک موجود ہیں غرض راجہ لکھن رائے بڑا رحم دل غریب پرور اور مسکین نواز راجہ تھا یہ بڑے امن وچین سے پانچ سال حکومت کرنے کے بعد آخر اس دنیا سے انتقال کر گیا یہ بھی کثیر الاولاد تھا اس کے بارہ بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں: پون پال، چند، دہن، مان، سگوا، لواہ، بیرا، کتیرا، ڈہرا، دہر، ماہل، ساہل۔ جب راجہ لکھن رائے فوت ہوگیا تو اس کے بعد پھر اسکا بڑا بیٹا پون پال مسند نشین ہو کر حکومت کرنے لگا پون پال بڑا بدخلق اور تندمزاج راجہ تھا اس نے تخت پر بیٹھتے ہی عیش پرستی میں پڑ کر بے اعتدالیاں شروع کر دیں اس لئے اہل دربار نے اس کی بے اعتدالیوں سے تنگ آکر تخت حکومت سے اس کو علیحدہ کر کے ریاست سے نکال دیا جس کے بعد پھر راجہ پون پال اپنی برادری اور اہل دربار سے ناراض ہو کر بمعہ اپنے تمام بھائیوں اور اہل وعیال کے ریاست جیسلمیر کو چھوڑ کر وسطی پنجاب کے کسی ضلع میں چلا گیا اور وہاں جا کر ایک ویرانہ زمین پر قبضہ مالکانہ کر کے بمعہ اپنے بھائیوں کے اس میں آباد ہوگیا جس کے بعد پھر اس زمین میں سب بھائیوں نے مل کر ایک بڑا گاؤں آباد کیا اور اس گاؤں کو انہوں نے اپنے باپ راجہ لکھن رائے کے نام سے موسوم کر کے اس کا تاریخی نام لکھنوال رکھا، الحاصل راجہ لکھن رائے کی تیسری یا چوتھی پشت کے بعد اس کی تمام اولاد ولیعہد ہمایوں بادشاہ ۹۵۰ھ میں حضرت قطب عالم شیخ فرید الدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹے پوتے حضرت شیخ ابراہیم کی تبلیغ اور کوششوں سے مشرف با اسلام ہوگئی اس لئے آج تک تمام لکھن رائے چچی گوت کے گوجر حضرت شیخ کو اپنا ہادی اور رہنما تسلیم کرتے چلے آتے ہیں۔

Marfat.com

نسب نامہ خاندان چیچی

حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت اسحاق، عیص، رعوائیل، ضارہ، حضرت ایوب، حومل، بشر عرف ذالکفل، عبدان، رغولس، الکیس، پرئیس، مفی تربون، ہرقلیس، ہائی لیس، زوھئیس، آئی نیکس، آیونیس، پروکاس اوّل، کلائیطس، انیطس، امن تاس اوّل، سکندر اوّل، طرطیوس، پروکاس ثانی، شاہ ارکیلوس، امن تاس ثانی، فیلقوس، سکندر ثالث یعنی سکندر اعظم، شہزادہ سکندروس گرجی، سکائی نیس، سوفا کسنئیس، رجائیس، نجئیس عرف گج، سالبئیس عرف سالباہن، بل بند، بہاٹی راؤ، اہے راؤ، کرن، کیر پال، کمدراؤ عرف کھیم کرن، رند ہیر راؤ، گجو عرف رتن سین، ساہر راؤ عرف لومن، سہجدیئو، صاحبدیئو عرف بھوج سی، راؤ انت بجھ، ابھیاس راؤ، نبھے راؤ عرف سورسین، رگھو راؤ، مانک راؤ، دودے راؤ عرف منگل راؤ، منجھم راؤ، راؤ کیہر، راؤ تنو، بجے رائے اوّل، دیئو راج، مونڈ راؤ، بچھراج عرف باچھور، دوساج، بجے رائے ثانی عرف لانجھا، بھوج دیئو، چیچی راؤ، چھن، سپھن رائے، دیا رائے، بالو رائے، لکھن رائے۔

ہکلہ گوجر

ایسٹ صاحب مولف تاریخ گجرات لکھتے ہیں کہ ہکلہ گوت کے گوجر سکندر اعظم کی اولاد اور یونانی الاصل ہیں جنہوں نے کہ راجپوتوں میں شادیاں کر لیں اور جن کو پتوار ذات کا کہتے تھے بادشاہ سکندر اعظم جب پنجاب میں آیا تو یہاں کی ایک شہزادی سے اس نے اپنی شادی کی جس کے بطن سے اس کا ایک لڑکا پیدا ہوا جس کو وہ اپنے ہمراہ یونان میں لے گیا مگر سکندر اعظم کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے نے کوئی دعویٰ سلطنت نہیں کیا لیکن اس کے بعد اس کے بیٹے یعنی سکندر اعظم کے پوتے مسمی گنگ نے حکومت حاصل کرنے کی خواہش کی، اور مقدونیہ میں کوئی اختیار نہ رکھنے کی وجہ سے خراساں میں آگیا اور وہاں وہ

Marfat.com

من وجہ سکندر کا پوتا ہونے کے بہت مبارک سمجھا گیا اس لئے خراساں کے لوگوں نے اُسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا، اسی نے شہر ہرات کی بنیاد ڈالی تھی اور اس نے ہندوستان کے راجاؤں کے ساتھ عہد و پیمان بھی کئے تھے جس کے بعد پھر اس کا پوتا مسمّی جگ دیئو بوجہ راجہ متھرا کی بیٹی سے شادی کرنے کی خود شہر و ریاست متھرا کا راجہ ہوگیا جہاں اس کی اولاد چودہ پشتوں تک حکمران رہی ان میں سے ایک راجہ نند پال ہوا ہے جسکے چار بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں:۔ گودام، ماسو، دھور، دھول ضلع گجرات میں ہکلہ گوت کے گوجر مسمی گودام کی اولاد سے بیان کئے جاتے ہیں گودام کا بیٹا راجہ بھوان پنوار کے راجاؤں میں نہایت زبردست راجہ تھا اور اس کا بیٹا راجہ سنگانہ متھرا اور نگرکوٹ پر حکمران تھا اس راجہ کی فوج اتنی بیشمار تھی کہ اسکے رہنے کے واسطے ایک لاکھ خیمے درکار ہوا کرتے تھے راجہ سنگانہ کا بیٹا راجہ ہک یا ہکدر تھا جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ اس نے تمام ہندوستان کو فتح کیا تھا اور وہ راجپوتانہ کا بھی بادشاہ تھا اسی کی اولاد میں سے راجہ برن بھی تھا جس نے کہ ضلع گجرات تحصیل کھاریاں میں موضع برنالی کی بنیاد ڈالی تھی اور جو دوآبہ چج اور سلطنت متھرا پر بھی حکمران تھا۔ اسی کے زمانہ میں سلطان محمود غزنوی نے متھرا کو لوٹا تھا۔ ۱۰۲۰ء میں راجہ برن گرفتار ہوکر سلطان کی قید میں ہوگیا۔ آخر حکومت متھرا سے دست بردار ہونے کی شرط پر پھر رہا ہوگیا۔ اور دوآبہ چج کی حکومت پر بدستور بحال رہا۔ موضع برنالی ہکلہ گوت کے گوجروں کا سب سے بڑا مقام کہا جاتا ہے جس کی بنیاد ۱۰۰۹ء میں پڑی تھی، راجہ برن کا بیٹا اور پوتا دوآبہ چج پر حکمران رہے حتیٰ کہ شہاب الدین غوری نے سلطان خسرو ملک کو بڑی مدد دے کر ان کی ریاست سے ان کو نکال دیا، اور صرف ان کے واسطے چند گاؤں چھوڑ دیئے جن پر ہکلہ سرداروں میں سے ایک سردار حکمران رہا، سرداران ہکلہ نے ۱۲۰۵ء میں پھر محمود غوری کا ساتھ دیا جب کہ اس نے ہرات کو فتح کیا۔

Marfat.com

سکھوں کے عہد حکومت میں چوہدری احمد خان ہکلہ گوجروں کا سردار تھا اور کہا جاتا ہے کہ اس نے زمان شاہ ابدالی کی توپیں دریائے جہلم سے نکلوائی تھیں جس کے صلہ میں بحکم مہاراجہ رنجیت سنگھ اسے بطور جاگیر علاقہ جات برنامی اور بھاگو دیئے گئے اس کے پوتے مسمی چوہدری مہر الدین نے انگریزوں کو ۱۸۴۹ء میں بمقام چلیانوالہ میں بہت بھاری مدد دی تھی بحوالہ تاریخ ضلع گجرات پنجاب مؤلفہ الیٹ صاحب بہادر صفحہ ۷۳، ۷۴۔

شجرہ نسب خاندان ہکلہ

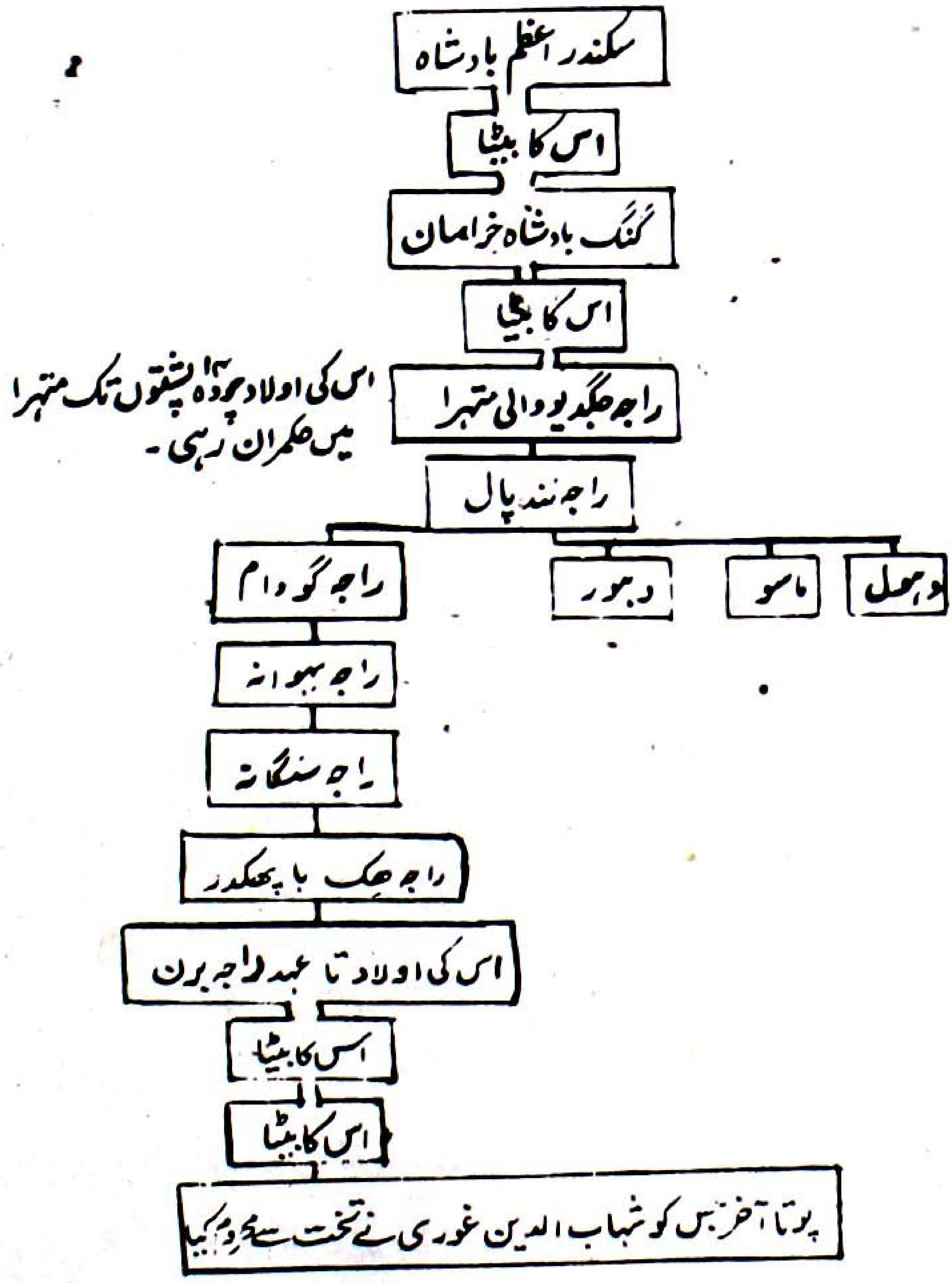

Marfat.com

باب سوم

فصل اوّل

مسلمانوں کے زمانہ میں گوجروں کی سیاسی حالت

اب ہم تاریخ کے اس زمانہ میں پہنچے ہیں جس کو تاریخی دنیا میں مسلمانوں کے زمانہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اس لئے ہم نے بھی اپنی اس تاریخ کے پہلی جلد کو تین زمانوں کے لحاظ سے تین بابوں پر منقسم کر کے لکھا ہے یعنی گوجر تاریخ کا ایک زمانہ حضرت ابراہیم سے لے کر سکندر اعظم تک اور دوسرا سکندر اعظم سے لے کر مسلمانوں تک اور تیسرا مسلمانوں سے لیکر انگریزوں تک کا زمانہ قرار دیا ہے الحاصل اب ہم اس باب میں ناظرین تاریخ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے زمانہ میں گوجروں کی سیاسی حالت کیا تھی اور اس زمانہ میں کس کس خاندان نے طنطنہ جہانگیری بجا کر سیاسی عروج حاصل کیا گو ہم گوجروں کے چند خاندانوں کے سیاسی حالات اس زمانہ کے متعلق اس کے پیشتر بھی اس تاریخ کے دوسرے باب میں لکھ چکے ہیں، لیکن اصل میں اس زمانہ کے حالات کے لئے یہی تیسرا باب مخصوص تھا مگر ہم نے اپنے سلسلہ ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسرے باب میں بھی گوجروں کے چند خاندانوں کے سیاسی حالات اس زمانہ کے متعلق لکھ دیئے ہیں اور اب ہم اس زمانہ کے متعلق گوجروں کے باقی خاندانوں کے سیاسی حالات اس باب میں لکھیں گے جن کے لکھنے کا وعدہ اس کے پیشتر سابقہ بابوں میں ہم لکھتے آئے ہیں۔

چھاوڑی گوجر

پیشتر اس کے کہ ہم چھاوڑی گوجروں کے حالات لکھنے شروع کریں، سب سے پہلے ہم علاقہ گجرات کی وجہ تسمیہ لکھتے ہیں کہ جہاں چھاوڑی گوجروں نے تمام

Marfat.com

گوجر خاندانوں کے پہلے مستقل سکونت اختیار کر کے اپنی حکومت قائم کی زمانہ قدیم میں علاقہ گجرات کو لات یا دوارکا کے ناموں سے موسوم کیا جاتا تھا۔ جس کے بعد چھاوڑی گوجروں کے عہد حکومت میں یہ علاقہ سراستس کے نام سے موسوم کیا جانے لگا لیکن چھاوڑیوں کے بعد پھر یہ علاقہ گجرات کے نام سے موسوم ہوگیا جسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ چھاوڑیوں کے بعد جب گوجروں کے دوسرے خاندانوں نے بھی اس علاقے میں آکر مستقل سکونت اختیار کرلی، تو انہوں نے اس علاقے کو کسی فرد واحد یا کسی ایک خاندان کے نام سے موسوم کرنا پسند نہ کیا، بلکہ اجتماعی حیثیت میں اُن تمام خاندانوں نے اپنے قومی و آبائی خطاب گوجر سے اس علاقے کو مخطوب کرنے کی تجویز پیش کی جس کو تمام قوم نے پسند کر کے اس علاقے کا جدید نام گوجر دیس یا گجرات رکھا پھر یہ علاقہ اسی نام گجرات سے موسوم ہوگیا، جس کے معنی گوجروں کا وطن یا دیس کے ہیں آمدم، بر سر مطلب۔ چھاوڑی گوجروں کی تاریخ میں چاورا، اور چوڑا ناموں سے موسوم کیا گیا ہے یہ لوگ گوجروں کے ساہ خاندان کی ایک شاخ ہیں ان کے مورث اعلیٰ کا نام سراستس گُرجی تھا اور سرانتیس گرجی سکائی نیس گُرجی کا پوتا اور ساکا گوجروں کے تیسرے بادشاہ رجانیس گُرجی کا حقیقی بھائی تھا۔ جب ۶۵ء قبل از مسیح میں رجانیس گُرجی نے ہندوستان پر حملہ کر کے پنجاب اور سندھ کو فتح کرلیا تو ادھر سے فارغ ہو کر پھر وہ علاقہ دوارکا پر حملہ آور ہوا، اور اس علاقے کو فتح کر کے اس کا نظم و نسق اس نے اپنے بھائی یعنی چھاوڑی گوجروں کے مورث اعلیٰ سراستس گُرجی کے سپرد کیا جس کے بعد پھر وہ اس کو اپنا دائمی نائب السلطنت مقرر کر کے خود واپس ترکستان چلا گیا سراستس گُرجی بھی اپنے بھائی کی طرح منظّم اور بہادر حاکم تھا اس نے اپنے بھائی کے بعد اس علاقے کے ربط و ضبط سے فارغ ہو کر یہاں تک تسلط و رتعلب حاصل کرلیا تھا کہ اس کے قرب و جوار کے تمام راجے مہاراجے اس کے جاہ جلال سے مسترد ہو کر کانپنے لگے تھے فتوحات کے علاوہ اس کو نئی عمارتیں اور شہر بنوانے اور برباد شدہ قصبات اور ویرانہ زمینون کو آباد کرانے کا بھی از حد شوق تھا چنانچہ اس نے علاقہ دوارکا کو ہر

Marfat.com

طرح معمور و آباد کر کے اس کا جدید نام اپنے نام پر سرا ستس رکھا تھا جو بعد میں بگڑ کر سوراشتر کے نام سے موسوم ہو گیا اسی طرح ساحل سمندر پر اس نے ایک جدید شہر بھی اپنے نام سے تعمیر کرا کر اس کا نام سراستس رکھا تھا، جس کو آجکل سورتھ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو مؤرخ اس علاقے کو سورج پرست قوم کا مسکن ہونے کی وجہ سے اس کو سوراشتر کے نام سے موسوم کرتے ہیں ان کی یہ تحقیق صحیح نہیں کیونکہ سورج پرست قومیں اس زمانہ میں اس علاقے کے علاوہ دنیا کے دیگر علاقوں میں بھی بکثرت آباد تھیں مثلاً خود ہندوستان اور ترکستان کے دوسرے علاقوں میں بھی سورج پرست قومیں بکثرت سکونت پذیر تھیں، تو پھر کیوں ان علاقوں کو بھی سوراشتر کے نام سے موسوم نہیں کی گیا جیسا کہ گوجر قوم کے نام سے بہت سے علاقے موسوم ہیں گوجر قوم جہاں جہاں آباد تھی وہیں اس کے قومی لقب یا اس کی کسی گوت یا اس قوم کے کسی راجہ کے نام سے کوئی نہ کوئی شہر یا قصبہ اور علاقہ موسوم ہے مثلاً کاکیشیا میں گرجستان، افغانستان میں گرجستان[1] چترال میں باندا گوجر ہندوستان میں گوجر گڑھی گجرات کاٹھیاواڑ گجرات پنجاب گوجر گڈھ گوجر خان گوجرانوالہ شہرو علاقے اس کے نام سے موسوم ہیں اور اسی طرح اس کی گوتوں اور راجوں کے نام پر بہت سے شہر و قصبات موسوم ہیں تو کیا اسی طرح سورج پرست قوموں کے دیگر مسکنوں کو سوراشتر کے نام سے موسوم نہیں کیا جا سکتا تھا جیسا کہ گوجر قوم کے مسکن اس کی سکونت کی وجہ سے اس کے قومی و امتیازی لقبوں سے موسوم ہوئے، آمدم بر سر مطلب۔ سراستس گرجی کثیر الاولاد شخص تھا اس کی پچیس بیویاں تھیں جن کے بطن سے اس کی بہت اولاد پیدا ہوئی اس کے بعد اس کی اولاد بھی پینتیس سال تک اس علاقے پر قابض رہ کر اور خود مختار ہو کر آزادنہ حکومت کرتی رہی لیکن ۳۰ءقبل از مسیح میں اشکانی گوجروں نے اس علاقے پر قبضہ کر کے ساکا گوجروں کی اس شاخ یعنی سراستس گرجی کی اولاد چھاوڑی گوجروں کو اس علاقے کی حکومت سے بیدخل کر دیا لیکن ۹۱ء قبل از مسیح میں پھر چھاوڑی گوجروں نے آزادی کا علم بلند

(۱) یہ علاقہ گرجستان دریائے مرغاب پر غور کے متصل واقع ہے۔

Marfat.com

کر کے اشکانی گوجروں کو اس علاقے سے نکال دیا اور دوبارہ ایک آزاد اور خود مختار حکومت قائم کر کے اس علاقے پر حکومت کرنے لگے لیکن سو سال کے بعد چھاوڑی سلطنت پر پھر گوجروں کے ہی ایک اور خانوادے کوشان نامی نے حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا جس کے بعد پھر دو سو سال تک چھاوڑی گوجر حکومت سے محروم ہو کر محکومی کی زندگی بسر کرتے رہے، جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ جب ۱۱۰ء میں کڈفائیس ثانی کی سرکردگی میں کوشان گوجروں نے مشرقی ترکستان سے اٹھ کر ہندوستان پر حملہ کیا تو وہ اسی ضمن میں علاقہ سوراشٹر پر بھی حملہ آور ہوئے اور ساکا گوجروں کی اس شاخ یعنی چھاوڑی گوجروں کو اس علاقہ کی حکومت سے بے دخل کر کے اُس پر انہوں نے قبضہ کر لیا اسی طرح پھر دو سو سال کے بعد کوشان گوجوں پر اشکانی گوجروں نے حملہ کیا اور وہ ان کو نکال کر اس علاقے پر قابض ہو گئے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ۲۱۰ء میں اشکانی گوجروں نے پھر دوبارہ ارتبنیس گرجی کی سرکردگی میں اس علاقے پر حملہ کیا، تو اس وقت اس علاقے پر کوشان گوجر حکومت کر رہے تھے اس وقت چھاوڑی گوجروں نے کوشان گوجروں کے خلاف ہو کر اشکانی گوجروں کو مدد دی، جس کے صلہ میں بعد از فتح اشکانی گوجروں نے ساحل سمندر پر علاقہ جات دبو، پٹن، سومنات، وغیرہ چھاوڑی گوجروں کو عطا کئے جس جگہ کہ پھر چھاوڑی گوجروں نے اپنی ایک جدید حکومت قائم کر کے اشکانی گوجروں کی زیر سیادت حکومت کرنی شروع کی اور جس کے بعد پھر چھاوڑی گوجروں اور ان کی ریاست کے سیاسی تعلقات اشکانی سلطنت سے وابستہ ہو گئے، چھاوڑی ریاست کا سالانہ خراج سولہ سال تک ملک ایران میں اشکانی حکومت کے پاس جاتا رہا، لیکن جب ایران کے پرانے شاہی خاندانوں میں سے ساسانی خاندان نے گوجروں کے اشکانی خاندان کی حکومت کا ایران سے خاتمہ کر کے اپنی حکومت قائم کی تو اسکے بعد چھاوڑی گوجروں کی ریاست کے سیاسی تعلقات بھی ایران کی جدید حکومت سے منقطع ہو گئے، اور یہ بالکل آزاد اور خود مختار ہو کر اپنی ریاست میں حکومت کرنے لگے، مگر ان کی یہ آزادی و خود مختاری چند روزہ تھی کیونکہ شاہ ارتبنیس کے بیٹے کنکنیس

Marfat.com

گُرجی نے ایران سے آکر بہت جلدی ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں اشکانی حکومت قائم کرلی اور شہر لاہور کو وہ اپنا دارالخلافہ بنا کر صوبہ پنجاب پر حکومت کرنے لگا غرض جب کنکئیس گُرجی کی حکومت صوبہ پنجاب میں مستحکم و مضبوط ہوگئی تو پھر اس نے گرد و نواح کے تمام صوبوں کو یکے بعد دیگرے فتح کر کے اپنے قلمرو میں شامل کرنا شروع کیا اور اسی ضمن میں وہ علاقہ سوراشٹر کی طرف بھی بڑھا اور اس علاقہ کو بھی فتح کر کے پھر سہ بارہ اس نے اشکانی سلطنت میں شامل کیا اور اس علاقے کی تمام باغی ریاستوں کو جن میں چھاوڑی ریاست بھی شامل تھی ان سب کو مطیع و منقاد کر کے اُن سے سالانہ خراج وصول کرنا شروع کیا ان دنوں اشکانی سلطنت کا پرانا نام ہندوستان میں آکر تبدیل ہوگیا تھا جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب نئے سرے سے ہندوستان میں آکر کنکئیس گُرجی نے اشکانی حکومت قائم کی اور اس کے بعد جب اس کا نامور اور بہادر بیٹا بالبئیس نامی اس کا جانشین ہوا تو اس نے برنگرا کے قریب ایک نیا دارالحکومت اور نیا شہر تعمیر کرا کر اس کا نام اپنے نام پر بلبھی پور رکھا، آخر جب وہ فوت ہوگیا تو اس کے بعد اس کی اولاد سے ایک نیا خاندان بنا، اس خاندان نے اپنے امتیازی نام کو اس کے نام کی طرف منسوب کر کے بالا گوجر کہلانا شروع کیا اور اپنی سلطنت کو بھی بالا کے نام سے موسوم کیا، الحاصل چھاوڑی گُوجروں کی یہ ریاست بھی انہیں بالا گُوجروں کی زیر سیادت تھی اور اس ریاست کا سالانہ خراج بھی انہیں بالا گُوجروں کے پاس بلبھی پور میں جایا کرتا تھا، آخر ۴۵۰ء میں جب ہُن قوم نے بالا گُوجروں کی زیر سیادت تھی اور اس ریاست کا سالانہ خراج بھی انہیں بالا گُوجروں کے دارالحکومت بلبھی پور پر یورش کی اور اس خوبصورت شہر کو تباہ و برباد کر کے بالا گُوجروں کی حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا تو اس کے بعد پھر وہ ظالم قوم چھاوڑی ریاست کیطرف بھی متوجہ ہوئی اور اس ریاست کو بھی اسی طرح تباہ و برباد کر کے اس ظالم قوم نے چھاوڑی گُوجروں کو بھی یہاں سے نکال دیا جس کے بعد پھر چھاوڑی خاندان کے تمام لوگ اپنی ریاست کو چھوڑ کر پنچا سور میں جو کہ اس وقت معرض خطرے میں نہ تھا وہاں چلے

Marfat.com

گئے اور وہیں پناہ گزین ہو کر مستقل سکونت اختیار کر کے آباد ہو گئے۔

چھاوڑی ریاست کی سہ بارہ بنیاد

چھاوڑی گوجر بغیر ریاست و حکومت کے پچیس سال تک پنچا سور میں زندگی بسر کرتے رہے اور اس عرصہ میں انہوں نے کوئی سیاسی عروج حاصل نہیں کیا البتہ اس عرصہ میں انہوں نے اپنے خاندان کے لئے صرف ایک رئیس قوم منتخب کر رکھا تھا جس کی سیاست و حکومت صرف اپنے خاندان کے آدمیوں پر ہوتی تھی سوائے ان کے اور کوئی قوم ان کے رئیس کی اطاعت نہیں کرتی تھی، آخر ۶۳۰ء میں چھاوڑی گوجروں میں پھر ایک بہادر اور نامور شخص جس کا نام جے شنکر تھا پیدا ہوا اس بہادر شخص نے ۶۵۰ء میں سیاسی عروج حاصل کر کے پھر سہ بارہ پنچاہ سور میں چھاوڑی حکومت کی بنیاد قائم کی جس کے بعد پھر وہ تمام اِرد گرد کے علاقوں کو فتح کر کے اپنے قلمرو میں شامل کرنے لگا اور آہستہ آہستہ تمام گجرات کاٹھیاواڑ پر قابض ہو کر بڑے شان و شوکت سے حکومت کرنے لگا شہر پنچاہ سور علاقہ رَن کچھ میں واقع تھا اور اب بھی اس نام کا ایک قصبہ نواب راون پور کی زیر ماتحت رَن کچھ کے، کنارے موجود اور آباد ہے غرض راجہ جے شنکر کو ایسا عروج حاصل ہوا تھا کہ اس نے گجرات کے تمام علاقوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا اور بلا شرکت غیر گجرات کاٹھیاواڑ کا واحد بادشاہ بن گیا تھا کہتے ہیں کہ راجہ شنکر پر جب سولنکھی گوجروں کے راجہ بھودر نامی نے یورش کی، تو راجہ جے شنکر بھی اپنی جرار فوج لے کر اسکے مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں نکل آیا جب لڑائی شروع ہوئی تو راجہ جے شنکر نے اپنی جوانمردی اور بہادری کے ایسے ایسے جوہر دکھائے کہ تمام سولنکھی بہادر اس کے جنگی کارناموں کو دیکھ کر حیران رہ گئے، لیکن اس کی قسمت میں شکست لکھی تھی اس لئے سولنکھی بہادروں سے لڑتا ہوا میدان جنگ میں مارا گیا اور اس کی تمام فوج دل شکستہ ہو کر بھاگ گئی جس کے بعد راجہ بھودر

Marfat.com

نے گجرات کاٹھیا واڑ پر قبضہ کر کے اس کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا چنانچہ راجہ بہودر کا ایک مداح شاعر کرشن جی برہمن اپنی کتاب رتن مالا میں جو کہ اس کی ایک منظوم ہندی تاریخ ہے، اس میں راجہ جے شنکر اور راجہ بہود کی لڑائی کا حال اس طرح لکھتا ہے لیکن وہ اس لڑائی کا حال لکھنے سے پہلے راجہ بہود کی تعریف میں ایک قصیدہ مداجہ بھی لکھتا ہے جس کا ترجمہ بھی اپنے ناظرین تاریخ کی ایزادئی معلومات کے لئے لکھ دیتے ہیں۔

راجہ بہود کی تعریف اور راجہ جے شنکر سے اس کی لڑائی

کرشن جی برہمن لکھتا ہے کہ سولنکھی خاندان بڑا نام ور دیوتاؤں کا خاندان ہے اور سدھ راج بہودر اس کی روشنی ہے اور وہ اپنے مریبوں کا مددگار ہے بہادروں کے حال بیان کرنے میں وہ خود سرستی (بلاغت کی دبیر) ہے، پہلے شاعروں نے تصنیف کی راہ کو ہموار کیا ہے اس پر چلنے والا یہی ہے ان موتیوں کی وہ لڑی بناتا ہے جن کو شاعروں کی ذہانت نے باندھا ہے اس کے آگے وہ لکھتا ہے کہ ۷۵۲ مطابق ۶۹۶ء میں گلی آن (قنوج) میں سولنکھی خاندان کا راجہ سدھ راج بہودر حکومت کرتا ہے ہمیشہ اس کے گرد سولہ سپہ سالار رہتے ہیں اور وہ راجہ کے دولت خواہ اور نیک خواہ ہیں ان سب میں جو مبر نام سپہ سالار ہے وہ اس کا امیر الامرا ہے وہ باہر کسی خدمت پر نہیں بھیجا جا سکتا اور باقی سپہ سالار دشاؤں، پورب، پچھم، اُتر، دکن میں بھیجے جاتے ہیں گرد و نواح کے علاقوں میں صرف علاقہ گجرات اس کے ہاتھ سے بچا ہوا تھا جہاں پر چوڑا خاندان کا راجہ راج کرتا تھا جس کی راج دہانی پنچا سورتھی اس راجہ کا نام جے شنکر تھا اور اس کی بیوی روپ سندری تھی جس کا سگا بھائی سورپال اس راجہ کا منتری اور مدارالمہام تھا، اور وہ بہت قوی اور حسین وزیر تھا، سیاہ خزانہ اس راجہ کے پاس بہت تھا لیکن راجہ بہود کو اس دولت مند راجہ اور اس کے ملک کی مطلق کوئی خبر نہ تھی اس کے سرداروں نے

Marfat.com

دانستہ ملک گجرات کے راج سے اس کو مطلع نہیں کیا تھا اس لئے راجہ بہودر یہ جانتا تھا کہ ساری دنیا میرے راج میں ہے وہ شاعروں اور عالموں کا ایسا قدر شناس تھا کہ چاروں طرف سے اس کے پاس ارباب کمال اور صاحب علم و ہنر دوڑے آتے تھے جیسے کہ برسات کا پانی سمندر میں دوڑا جاتا ہے خود اس کے دربار میں کام راج ایک بڑا انغز گفتار شاعر تھا جس کا مقابلہ کوئی شاعر نہیں کرسکتا تھا غرض ایک دن راجہ بہود ایک باغ میں بیٹھا تھا اور اس کا ولیعہد راجہ کرن اور اس کے امراء وزراء اور عالم وفاضل اور سب شاعر اس کے گرد موجود تھے کہ ایک اجنبی شاعر نے اس کے حضور میں آن کر اس کی مداح میں ایک بہت عمدہ نظم پیش کی جس کو سن کر راجہ بہودر بہت خوش ہوا اور اس شاعر کو انعام و اکرام دے کر مالا مال کر دیا پھر، راجہ نے اپنے دربار کے شاعروں کو فرمائش کی کہ وہ بھی اس نظم کے جواب میں کوئی نظم لکھیں، مگر ان میں سے کوئی شاعر بھی ایسی نظم نہ لکھ سکا راجہ نے پھر اس شاعر سے اس کا نام ونشان پوچھا اور کہا کہ وہ کون سا ملک ہے جس میں کہ تو اتنی مدّت چھپا رہا، اور ہمیں معلوم نہ ہو سکا شاعر نے جواب دیا کہ مرا نام شنکر ہے اور میں گجرات سے آیا ہوں، جو دنیا میں سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور دولت مند ملک ہے پنچاہ سوراسی راج دہانی ہے جس کے باشندے اس عیش و آرام سے رہتے ہیں کہ فردوس کی بھی پرواہ نہیں کرتے چھاوڑی خاندان کا راجہ جے شنکر نامی وہاں راج کرتا ہے اس کی مہارانی روپ سندری ہے جس کا بھائی سورپال راجہ کا منتری جے شنکر اور سورپال دونوں مل کر آکاش راجہ کے ٹکڑے اُڑا سکتے ہیں، مگر اُن کو اس کی حاجت نہیں ہے اس لئے کہ اس کے پاس ایک خوبصورت اور شاداب ملک گجرات ہے راجہ بہودر نے اس خوبصورت اور شاداب ملک گجرات کا حال سُنا تو اس کا دل اس محفل سے خوش نہ ہوا، آخر وہ موچھوں کو تاؤ دے کر محفل سے اُٹھ کر کھڑا ہوا اور اپنے محل میں جا کر شام کو سب

Marfat.com

سامان جنگ کی تیاری کا حکم دیا جب تمام سپاہ و سامان جنگ مہیا ہوگیا تو پھر وہ راجہ جے شنکر پر حملہ کرنے کی غرض سے گجرات کی طرف روانہ ہوا اس اثناء میں شنکر شاعر نے بھی اپنے محسن راجہ جے شنکر کو اس امر کی اطلاع دے دی کہ راجہ بہودر آپ پر حملہ کرنے کی غرض سے آرہا ہے راجہ بہودر کی سپاہ کے ساتھ چار ہزار جنگی تہہ تھے، ہاتھی اور سوار بھی بہت تھے اور اس قدر سپاہ تھی کہ جہاں سے وہ گزرتی تھی تو تر زمین خشک ہو جاتی تھی اور خشک زمین تر ہو جاتی تھی لوٹ مار کرتی ہوئی آگے بڑھتی جاتی تھی جب فوج پنجا سور سے چھ میل کے فاصلے پر پہنچی تو یہاں سے سارے ملک کو لوٹنا اور عورتوں اور مردوں کو قید کرنا شروع کیا اس فوج کا سپہ سالار میر تھا جو راجہ بہودر کا وزیر اعظم تھا ادھر جب راجہ جے شنکر نے اس فوج کی آمد کا حال سنا تو وہ سر سے پاؤں تک غصہ کے مارے جل اُٹھا اُس نے میر کو خط بھیجا جس پر لکھا تھا کہ غریبوں پر ظلم کرنا جوان مردوں کا کام نہیں، تیرا حال کُتّے کا سا ہے کہ جو شخص اس کو پتھر مارتا ہے تو وہ اس پتھر کو بجائے پتھر مارنیوالے کے کاٹتا ہے اس کے جواب میں میر نے جے شنکر کو یہ لکھا کہ تو اپنے منہ میں تنکا لے کر یہاں میرے پاس چلا آ اور میرے قدموں پر سر جھکا کر راجہ بہودر کی اطاعت قبول کر لے، یعنی منہ میں تنکا یا گھاس لے کر آنے کے یہ معنی تھے کہ جانوروں کی طرح آ کر اطاقت قبول کرے ورنہ تیرے لئے جنگی سزا تیار ہے جس وقت میر کا جواب آیا تو اس وقت سورپال وہاں موجود نہ تھا لیکن کسی طرح سے اس کو بھی خبر مل گئی تھی اس لیئے اس نے راجہ جے شنکر کے حکم کے بغیر حملہ آوروں کے لشکر پر دفعتاً اس وقت شب خون مارا جس وقت کے دشمن لڑنے کے لئے تیار نہ تھا اس وقت دشمن کی کچھ فوج پاس کے دیہات کو غارت کرنے میں لگی ہوئی تھی اور کچھ کھا پی کے سو رہی تھی اور کچھ ناچ و رنگ میں مشغول تھی سودپال کے سپاہیوں نے تلواریں ہاتھوں میں لے کر دشمن کو اس طرح کاٹ ڈالا

Marfat.com

کہ جیسے گھسیارہ گھاس کو کاٹتا ہے دشمن کا سارا لشکر ایسا پراگندہ ہوگیا جیسا کہ ہرنوں کا گلہ شیر کے آنے سے بے تحاشا بھاگتا ہے میر جو اس لشکر کا سپہ سالار تھا یہ سمجھ کر کہ میرا منہ کالا ہوگیا ہے اپنے راجہ کے دار السطنت سے آٹھ دن کے راستہ پر اُلٹا چلا گیا جب راجہ بہودر کو اس ہزیمت کی خبر ہوئی تو وہ خود میر کے لشکر میں آیا اس نے اپنی مفرور سپاہ کی تسلّی کر کے سمجھایا کہ بھاگنا فتح کی تمہید ہوتا ہے کوئی ہتھیار اس وقت تک سخت نہیں ہوتا جب تک کہ سخت چیز پہنچ کر اُلٹا نہ ہٹے غرض راجہ بہودر اپنی سپاہ کو سمجھا کر اور اس کی کمان اپنے ہاتھ میں لے کر اس کو پنچا سور پر لے گیا اور اس شہر کا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے بیٹھ گیا ادھر سے سور پال بھی حملہ آوروں کی مدافعت کرنے لگا، جب پنچا سور کے راجہ جے شنکر نے دیکھا کہ ہم محصور ہوگئے ہیں تو اس وقت اس نے اپنے تمام لڑنے والے بہادروں کو جمع کر کے یہ کہا کہ جن کو اپنی جانیں عزیز ہیں وہ اس وقت چلے جائیں مگر سب بہادروں نے بالا تفاق کہا کہ ہم خاندان چھاوڑی کی بہادر اور اعلیٰ نسل کے گوجر ہیں اور ہم سب مرنے کو موجود ہیں ہم میں سے کون ایسا ہوگا کہ جو ضرورت کے وقت بھاگ کر بے عزتی ظاہر کرے گا اور اپنی بے عزتی کا موجب بنے گا جو ایسا کرے گا اس کے گوشت کے کھانے سے کوّے اور چیلیں بھی نفرت کریں گی اور وہ ایک کروڑ دن جہنم میں رہے گا الحاصل راجہ بہودر کو جب اس شہر کا محاصرہ کئے ہوئے باون دن گذر گئے تو پھر اس نے یہ تجویز کی کہ سور پال کو رشوت دے کر اسکے ذریعے کام نکالا جائے اس لئے اس نے کسی درخت کے دودھ سے ایک خط لکھ کر اس کے پاس بھیج دیا پھر جس پر سور پال نے زعفران ڈال کر پڑھ لیا اور اس کے جواب میں اس کام سے انکار کرنے کے بعد راجہ بہودر کو یہ لکھا کہ میں اور راجہ جے شنکر آپس میں ایسے متحد ہیں کہ ہم کبھی بھی دونوں ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہوسکتے جیسے کہ دودھ اور پانی آپس میں مل کر

Marfat.com

علیحدہ نہیں ہوسکتے میں اشراف زادہ ہوں بھلا یہ دغا کا کام مجھ سے کیسے ہوسکتا ہے اگر تینوں لوک کا راج بھی دیا جائے تو کوئی اشراف اس کو ہرگز قبول نہیں کرے گا اور اگر منظور کرے گا تو وہ کوئی نطفہ حرام ہی اسے منظور کرے گا غرض راجہ جے شنکر کے لشکر میں رات کو مہا بھارت کے اشلوک پڑھے گئے اور بھیم وغیرہ کی مہمات کے بیان نے تمام سپاہ کو جنگ پر مشتعل کیا تمام سپاہ کو لڑائی کے شوق میں رات کا کاٹنا بھی مشکل ہوگیا آخر جب صبح ہوئی تو دونوں طرف کی فوجیں آپس میں ایسی ٹکرائیں کہ جیسے بادل کی گھٹائیں آ کر ٹکراتی ہیں ان کے ہتھیار ایسے چمکتے تھے جیسے کہ بجلی چمکتی ہے، اور ان کے چلنے سے زمین ایسی گونجتی تھی جیسے کہ بادل گرجتے ہیں اور ان کے باجے نامردوں کو مرد بنا رہے تھے اور ہر طرف ان کے تیروں اور غلولوں کا موسلا دھار مینہہ برس رہا تھا آپس میں وہ تیر اور برچھی و ترسوں سے لڑتے تھے ہاتھی ہاتھیوں پر اور گھوڑے گھوڑوں پر اور رتھہ بان رتھہ بانوں پر کچ کچا کے پلتے تھے خون کے دریا میں مرد بہتے تھے جتنا جنگ کا شوروغل بڑھتا تھا اُتنے ہی بہادر ہنستے تھے سپاہ کے کارفرما جے جے پکار کر کم ہمتوں کی ہمت بندھواتے تھے اور بہادروں کو شاباش دے کر کہتے تھے کہ اب ہم دنیا میں نہیں بلکہ بہشت میں جا کر آپس میں ملیں گے، دیوتاؤں اور آدمیوں سے دنیا اور عقبےٰ میں اپنی تعظیم کرائیں گے الحاصل اس لڑائی کا انجام یہ ہوا کہ راجہ بہودر بمعہ اپنی فوج کے قلعہ کے اندر گھس گیا جب راجہ جے شنکر نے دیکھا کہ دشمن قلعہ کے اندر گھس گیا ہے اور اب میری سپاہ میں بہادر بھی بہت کم رہ گئے ہیں اور اب فتح کی امید بھی کوئی باقی نہیں تو اس وقت اس نے سورپال کو بُلا کر منّت کی اور کہا کہ اب تو اپنی حاملہ ہمشیرہ روپ سندری کو کسی ایسی جگہ پہنچا دے کہ جہاں وہ امن میں رہے تا کہ میری نسل منقطع نہ ہو جائے اگر ایسا نہ ہوا تو پھر دشمن بے کھٹکا ہو کر اس ملک میں راج کرے گا آخر بہت ہی بحث و تکرار کے بعد

Marfat.com

سور پال اپنی بہن کو ایک جنگل میں چھوڑ کر خود واپس لڑنے کو چلا آیا اس اثناء میں راجہ بہودر نے راجہ جے شنکر کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ قلعہ ہمارے حوالے کر کے خود دستور کے موافق منہ میں تنکا لے کر ہمارے پاؤں پر آن گرے اور یہاں آ کر ہماری اطاعت قبول کرے لیکن راجہ جے شنکر نے اس کو یہ جواب دیا کہ میں اس طرح کی اطاعت سے مرنے کو اچھا جانتا ہوں اور گجرات دے کر جنت الفردوس کا لینا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے آخر اس جواں مرد راجہ نے بہادروں کی طرح لڑ کر اپنی جان ملک الموت کے حوالے کر دی جس کے بعد دشمنوں کو اس کی لاش پر قبضہ کرنے کا موقعہ ملا غرض جب راجہ بہودر اس کے محل پر پہنچا تو وہاں محل کی عورتوں نے بھی مسلح ہو کر اُس کا خوب مقابلہ کیا یہاں تک کہ ایک دفعہ پھر دشمن کے لشکر کو شہر کے دروازہ سے باہر کر دیا اور اپنا مطلب اعظم یہ حاصل کیا کہ وہ اپنے خاوندوں کی تمام لاشیں میدان جنگ سے اٹھا کر قلعہ میں لے آئیں اور چتا بنا کے اپنے خاوندوں کے ساتھ ستی ہو گئیں اس کے بعد راجہ بہودر پھر قلعہ میں آیا اور اس نے آ کر خاندان چھاوڑی اور اس کے بہادر راجہ کی تعریف کر کے خود اس کے مرنے کی مراسم کو آراستہ کیا، جس سے اس کی بڑی نیک نامی ہوئی اس فتح کے بعد کچھ اور سورت کے بانی تمام چھوٹے چھوٹے فرمانرواؤں نے بھی راجہ بہودر کی اطاعت قبول کر لی جس کے بعد پھر اس نے گجرات رہنے کا پختہ ارادہ کر لیا مگر عیان سلطنت نے اس کو سمجھایا کہ سور پال ابھی جیتا ہے جو ہمیشہ ہمارے پہلو میں کانٹا سا چبھتا رہے گا اس لئے یہ بہتر ہے کہ یہاں کے راجوں پر سالانہ خراج مقرر کر کے مراجعت کی جائے راجہ بہودر نے اس مشورے کو پسند کر کے آخر یہاں سے مراجعت کی جب سور پال اپنی بہن کو جنگل میں چھوڑ کر واپس آیا تو اُسے معلوم ہوا کہ راجہ جے شنکر قتل ہو چکا ہے اس نے ارادہ کیا کہ راجہ کی طرح اب میں بھی لڑ کر مر جاؤں گا لیکن پھر اُس نے سوچا کہ اگر میں مر

Marfat.com

جاؤں گا تو پھر راجہ بہودر بے کھٹکے ہو کر اس ملک میں راج کرے گا اب جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اب مجھے آئندہ کے لئے کوئی اور ایسی تدبیر کرنی چاہیے جس سے چہاوڑی خاندان کو پھر گجرات کی حکومت مل جائے ہاں اگر خوش اقبالی سے میری بہن کے بیٹا پیدا ہوا تو پھر میں گجرات کی سلطنت حاصل کر لوں گا لیکن میری اعانت کے بغیر یہ کام نہ ہو سکے گا یہ سوچ کر وہ اپنی بہن کی تلاش کو جنگل میں چلا گیا مگر وہ اس کو نہ ملی بعض لوگ کہتے ہس کہ وہ شرم کے مارے اپنی بہن کے پاس نہیں گیا بلکہ گرنار کے پہاڑوں میں مستقل سکونت اختیار کر کے وہاں اپنی بہن کا انتظار کرنے لگا۔

اب روپ سندری کا حال سُنو کہ جب سور پال اس کو جنگل میں چھوڑ کر چلا گیا تو اس کے بعد روپ سندری کے پاس بھیل قوم کی ایک عورت آئی اور اس نے اس کو کسی راجہ کی رانی سمجھ کر التجا کی کہ آپ میرے ساتھ چل کر اسی جنگل میں میرے گھر مہمان رہیں جہاں آپ کے کھانے کے لئے ہر قسم کے پُھول پتے و پھل اور پہاڑ امن سے رہنے کے واسطے موجود ہیں روپ سندری اس بھلینی کی درخواست منظور کر کے آخر اس کے گھر میں چلی گئی جب وہاں پہنچی تو کچھ مدت کے بعد ماہ بساکھ کی پندرہ تاریخ کو اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کی پیدائش پر کچھ ایسے اثرات ظاہر ہوئے کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ لڑکا ایک نامور اور بہادر انسان ہوگا اور اپنے دادا کے نام کو روشن کرے گا ایک دن اس جنگل میں ایک جینی سادھو کا گزر ہوا اس نے اس لڑکے کو دیکھا کہ پنگھوڑے میں جھول رہا ہے اس نے آگے بڑھ کر اس کی ماں روپ سندری سے اس کا حال دریافت کیا جب رانی نے اپنی تمام سرگذشت بیان کی تو سادھو نے رانی کو تسلی و تشفی دے کر یہ وعدہ کیا کہ میں ہر طرح سے تمہاری اور اس لڑکے کی حفاظت کرنے کو تیار ہوں جس کے بعد پھر وہ دونوں ماں بیٹے کو بڑی عزت و تعظیم سے

Marfat.com

شہر میں لے آیا کیونکہ یہ لڑکا جنگل میں پیدا ہوا تھا اس لئے اس کا نام بن راج یعنی جنگل کا راجہ رکھا گیا جب اس لڑکے کی عمر چھ سال کی ہوئی تو اس کا حال اس کے ماموں سور پال کو بھی معلوم ہوا تو وہ اس کو پوشیدہ طور پر اپنے پاس لے گیا اور ہر طرح سے اس کی نگہداشت و حفاظت اور تربیت کرنے لگا، اور چودہ برس کی عمر تک اس کو اپنے پاس رکھا یہ لڑکا شیر کی طرح بڑھا جاتا تھا، اور ہمیشہ بہادری و شہ زوری اور ہوشیاری دکھاتا تھا اور اپنے راج کے دوبارہ حاصل کرنے کی دُھن میں لگا رہتا تھا۔

بَن راج

وہ جین سادھو جس نے بَن راج کو پالا پوسا تھا اُس کا نام شیل گن سوری تھا ابتدائے عمر میں اسی سادھو کے صومعہ میں بن راج رہا اور وہ اپنی اصل کو جھوٹ بتلاتا رہا جب اُس نے ہوش سنبھالا تو اُس کو معلوم ہوا کہ وہ چھاوڑی گوجروں کے شاہی خاندان سے ہے پھر وہ اپنے ماموں کے ساتھ مل کر لوٹ مار میں شریک ہوا جس میں اس نے اپنی ذاتی شجاعت کے جوہر دکھا کر اپنے رفیقوں کی ہمت بندھوائی اور اپنی حالت شاہی کو بہادرانہ مان کر ان کو عہدے اور منصب اس سلطنت کے لئے دیئے جس کو وہ دوبارہ حاصل کرنے کو تھا۔ ایک تاجر کی بیوی شری دیوی نے بَن راج کی بڑی عمدہ خاطر و مدارت کی تھی اس کو اس نے اپنے راج کے ملنے پر تیل ملوانے کا وعدہ کیا جامپ یا چپا نامی ایک سوداگر تھا وہ بڑا جوان مرد اور فن سپاہ گری سے ماہر تھا اس کو اس نے اپنا وزیر اعظم مقرر کیا جس نے بعد میں چنبانیر شہر آباد کیا بَن راج کا ایک اور رفیق انہل نامی تھا جو اس ملک کے حالات سے خوب واقف تھا اس کے نام پر اس نے اپنے دار السلطنت کا نام انہل واڑہ رکھا کچھ مدّت کے بعد جب اس کا ماموں سور پال مر گیا تو اس کے بعد بھی اُس نے سلطنت حاصل کرنے کے خیال کو نہیں چھوڑا بلکہ آگے سے زیادہ مستعد ہو کر اس

Marfat.com

اعلیٰ مقصد کے حاصل کرنے کی جدوجہد کرنے لگا اور اس عرصہ میں اور بھی بہت سے بہادر نوجوان اس کے ساتھ ملتے گئے جن کی مدد سے اس نے ہر طرح کامیابی حاصل کرنی شروع کر دی۔ آخر بَن راج کو اس کے استقلال اور کوشش کا انعام مل گیا یعنی راجہ بھودر نے ملک گجرات کا خراج و محصول اپنی بیٹی مالن دیوی کے نام لکھ دیا تھا اس رانی نے اپنے صلاح کاروں کے مشورہ سے ایک چھاوڑی سردار کو ستھرت یعنی نیزہ بردار کا عہدہ دیا ہوا تھا تاکہ اس کی حفاظت اچھی طرح ہو مگر وہ اس تدبیر میں ناکامیاب رہی اور اس چھاوڑی سردار کے سپاہیانہ جذبات کو نہ روک سکی حکومت کلی آن یعنی قنوج کے چند آدمی چھ ماہ سے اس ملک میں آئے ہوئے تھے کیونکہ سوراشٹر (گجرات کاٹھیا واڑ) کے گھوڑے بہت مشہور ہیں اس لئے وہ شاہی نمائندے بہت سے قیمتی گھوڑے اور بہت سا روپیہ اور کچھ مال و اسباب لے کر قنوج کو واپس جا رہے تھے کہ راستے میں بن راج نے ان پر حملہ کر کے سب کو قتل کر دیا اور ان کا تمام مال و اسباب لوٹ کر لے گیا اس کے بعد وہ ایک دور افتادہ پہاڑی علاقہ میں جہاں کہ وہ راجہ قنوج کے اثر اور غضب و انتقام سے محفوظ رہ سکتا تھا چلا گیا اس لوٹ سے اس کو اس قدر مال و دولت ہاتھ آ گیا تھا کہ وہ اپنے تمام منصوبے جو مدت سے اس کے دل میں تھے پورے کر سکتا تھا سب سے پہلے اس نے اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے ایک دارالحکومت کی بنیاد رکھ کر اس مال و دولت کو اس پر خرچ کرنا شروع کیا جب وہ دارالحکومت بن کر تیار ہوا تو اپنے ایک رفیق کے نام پر اس کا نام انہلپور یا انہلواڑہ رکھا ایک شاعر کی نظم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۸۰۲ مطابق ۷۴۶ء میں اس شہر کی بنیاد رکھی گئی تھی اور اس کے سنگ بنیاد پر لکھا تھا کہ یہ شہر ہمیشہ قائم و دائم رہے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک جینی نجومی نے اس شہر کے جنم پترہ میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ ۱۲۹۷ء میں شہر انہل پور غارت اور ویران ہو جائے گا سو اس کی پیش گوئی کو سلطان علاؤالدین نے پورا کر

Marfat.com

دیا تھا۔ آمدم برسر مطلب۔

شری دیوی نے بن راج کو مسند حکومت پر بٹھانے میں بہت مدد کی تھی اور جامپ نے بھی اس کی اعانت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا تھا اس لئے بن راج نے اس اعانت کے صلہ میں جامپ کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا جس کے بعد اب اس نے شیل گن سوری کی طرف بھی نظر التفات کی کیونکہ اب تک اس کی ماں روپ سندری اس جینی سادھو کے پاس تھی جس کو وہ اپنا روحانی باپ بنا چکی تھی اور وہ جین مت میں بڑی گرم جوش تھی یہ بوڑھی رانی اور اس کا گرداس بُت کو بھی جس کی وہ پرستش کرتے تھے انہل پور میں اپنے ہمراہ لے آئے اور اس کے واسطے ایک بڑا مندر بنوا کر اس کا نام انہوں نے پنچا سور پارس ناتھ رکھا اور اس میں بن راج کی مورت بھی پوجاری کی صورت میں رکھی گئی تھی مگر اس کا مذہب جین اور برہمنی مذہبوں کے درمیان میں رہا الختصر بن راج ۶۹۶ء میں پیدا ہوا تھا اور انہل واڑہ میں ساٹھ سال سلطنت کر کے آخر ۸۰۶ء میں مر گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا جوگ راج (یوگ راج) اس کے تخت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا۔

ابو الفضل نے آئین اکبری میں ہندی ناموں میں بَن راج کا حال اس طرح لکھا ہے کہ ۸۰۳ مطابق ۱۵۴ء ہجری میں اُس نے اول دولت ملک کو فروغ دیا اور گجرات میں اپنی علیحدہ سلطنت قائم کی راجہ سری بہودر دیو مرزبان قنوج نے اپنے نوکر سامنت سنگھ کو اس کی بدگوہری و بد اندیشی و فتنہ انگیزی کے سبب سے مار کر اس کا تمام گھر بار لوٹ لیا، اُن دنوں اس کی بیوی حاملہ تھی گو اس کو خار ناکامی پاؤں میں چبھ میں رہا تھا مگر وہ گجرات میں آئی اور صحرائے بیکسی میں ایک لڑکا جنی، اتفاقاً جین کے وارستگاں میں سے شیل دیئو کا اس کے پاس گزر ہوا یہ حال دیکھ کر اس کے دل میں درد ہوا اور اس نے لڑکے کو لے کر اپنے ایک چیلہ کے حوالے کیا وہ چیلہ اس لڑکے کو رادہن پور میں لے جا کر پرورش کرنے لگا

Marfat.com

جب وہ بڑا ہوا تو اس نے قزاقوں اور ڈاکوؤں کی ہم نشینی کی وجہ سے پیشہ راہ زنی اختیار کیا اور ہزاروں چور اور ڈاکو اس کے پاس جمع ہو گئے ایک دفعہ گجرات سے قنوج کو خزانہ جا رہا تھا کہ راستہ میں اس کو اُس نے لوٹ لیا کیونکہ وہ سعادت سرشت تھا اس لئے جب چپا بقال اس کو ملا تو اس کی نصیحت و ہدایت سے اس نے اس پیشہ کو چھوڑ دیا جس کے بعد پھر اس کی طبیعت نیک کرداری اور خدا ترسی کی طرف مائل ہو گئی اور پچاس سال کی عمر میں بادشاہی اس کے ہاتھ آئی تھی اور شہر پٹن بھی اسی راجہ کا آباد کیا ہوا ہے کہتے ہیں کہ اس نے اپنا تخت گاہ مقرر کرنے میں بہت سوچ بچار اور تگا دو کی تھی انہل نامی ایک گائے چرانے والے نے کہا کہ میں نے ایک بہت عمدہ اور عجیب زمین دیکھی ہے مگر وہاں شہر کو میرے نام پر آباد کرو تو اس کو بتاؤں گا، جب بدلجہ بَن راج نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا تو پھر اس نے ایک سبزہ زار زمین کا پتہ بتلایا جس میں ایک خرگوش اور کُتے کی لڑائی ہوئی تھی اور خرگوش نے اپنی قوت بازو سے رہائی پائی تھی غرض راجہ نے اس سرزمین کو آباد کر کے اس کا نام انہل پور رکھا تھا اختر شناسوں نے کہ دیا تھا کہ جب وہ ایک ہزار پانچ سو سال سات مہینے نو روز چوالیس گھڑی گزریں گی تو یہ شہر ویران ہو جائے گا، زبان فرسوگی اور زبان گُرجی سے اس شہر کا نام نہروالہ مشہور ہوا، اس ملک کی زبان میں پٹن برگزیدہ کو کہتے ہیں اس سبب سے وہ پٹن زبان زد خلائق ہوا ابو الفضل نے بَن راج کے جو حالات وتحقیقات کر کے لکھے تھے اس کی اصلاح و درستی رتن مالا کے بیان سے ہوتی ہے جس کو ہم نے اس کے پیشتر نقل کیا ہے۔

جوگ راج

رتن مالا میں راجہ جوگ راج کا احوال بہت تھوڑا لکھا ہے فقط یہ ایک واقعہ اس کے انہل واڑہ کے راج کا تاریخ گجرات میں بیان کے قابل ہے ایک دفعہ

Marfat.com

سورتھ اور پٹن کے بندرگاہ میں کسی غیر ملک کے جہاز بہت سا قیمتی اسباب تجارت کے لئے لاد کر لائے تھے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ کس ملک سے آئے تھے اور کس ملک کو جاتے تھے راجہ جوگ راج کے ولیعہد کھیم راج نے ان جہازوں پر حملہ کر کے ان کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا کیونکہ یہ حملہ راجہ جوگ راج کے حکم کے بغیر ہوا تھا اس لئے اس کو مہمان پروری کے قوانین کے برخلاف اس لوٹ اور حملہ کے ہونے سے نہایت رنج و ملال پیدا ہوا اس نے فوراً اپنے ولیعہد کھیم راج کو بلا کر لعنت و ملامت کی اور اپنے دو بھائیوں سے جو اس کام میں شریک تھے کہا کہ میں نے اپنی زندگی میں جن کاموں کے کرنے کا قصد کیا تھا تم نے اُن سب کو برباد کر دیا اب اجنبی مُلکوں کے دانشمند راجہ جب یہ حال سنے گے اور تمہارے کاموں کو عقل کے ترازو میں تولیں گے تو وہ گجرات کے راجہ یعنی میری تذلیل کریں گے اور کہیں گے کہ وُہ تو چوروں اور ڈاکوؤں کا راجہ تھا میرے باپ دادا نے جو خطائیں کیں تھیں مجھے ان کے مٹانے کے بعد یہ امید تھی کہ میں بڑے راجاوؤں کے سلسلہ میں داخل ہو جاؤں گا مگر تمہاری طمع نے ان خطاؤں کو پھر از سرنو چمکا دیا راج نیت میں لکھا ہے کہ بادشاہ کے احکام کی نافرمانی اور برہمن کے وظیفہ کی موقوفی اور عورت کا بستر سے بھاگ جانا یہ سب ایسے زخم ہوتے ہیں جو بے ہتھیار کے لگتے ہیں غرض راجہ جوگ راج کی عمر بڑی ہوئی تھی جب وہ پینتیس برس سلطنت کر کے مر گیا تو اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا کھیم راج مسند حکومت پر متمکن ہو کر سلطنت کرنے لگا پچتالیس سال حکومت کرنے کے بعد آخر یہ بھی ۸۶۶ میں مر گیا پھر اس کے بعد اس کا بیٹا شری بھوید سریر آرائے تخت ہوا یہ بھی بڑے امن و چین سے انتیس سال تک حکومت کر کے جب ۸۹۵ میں فوت ہو گیا تو پھر اس کے بعد اسکا بیٹا شری بیر سنگھ تخت خلافت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا۔ شری بیر سنگھ کی سلطنت کے زمانہ میں بہ نسبت اس کے باپ

Marfat.com

شری بھوید کے بہت سی خوبیاں رہیں اس کو غیر ملک والوں سے ضرور مقابلہ کرنا پڑا مگر وہ ہر میدان میں آخر کو فتح یاب ہوتا رہا کبھی اس کو شکست نہیں ہوئی اس کا وزیر اعظم بڑا دانا تھا وہ اس کی بڑی مدد کیا کرتا تھا، لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ وہ غیر ملک والے کون تھے جن سے اس کو لڑنا پڑا، غرض جب ۹۶۰ میں فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا رتنا دیتا مسند ریاست پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا۔

رتنا دیتا جس کو مسلمان مؤرخ رشادت لکھتے ہیں وہ بڑا بہادر اور نامور راجہ تھا بلکہ یہ لکھتے ہیں کہ زمین کا آفتاب معلوم ہوتا تھا قوت و شجاعت اور استقلال اور ایفائے عہد میں بہت مشہور تھا وہ چوروں مکاروں، اوباشوں، دغابازوں اور جھوٹوں کو اپنے ملک میں رہنے کی اجازت نہیں دیتا تھا، آخر جب ۹۳۵ء میں وہ مر گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا سامنت سنگھ اس کا جانشین ہوا جس پر کہ بن راج یعنی چھاوڑی گوجروں کی حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔

کھیم راج اور شری بھوید کے عہد سلطنت میں جو مسلمان عرب سیاح ابو زید الحسن وغیرہ ہندوستان میں آئے تھے اور اپنے سیاحت ناموں میں جن مقامات کے حالات انہوں نے تحریر کئے ہیں ان کے ناموں کو معرب بنا کے ایسا تحریف کیا ہے کہ اب ہزار تحقیق و تدقیق سے شاذ و نادر ہی کسی مقام کا پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ میں ان کا کیا تھا اور اب کیا ہے اس لئے اب ہم ان سیاحوں کی معلومات کے حال کو ترک کر کے اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور اس کے آگے سولنکھی گوجروں کا حال لکھتے ہیں۔

Marfat.com

فصل دوم

سولنکھی گوجر

چالوک عرف سولنکھی گوجر اشکانی خاندان کے گوجروں کی ایک شاخ ہیں ۹۵ سنہء قبل از مسیح میں جب رومیوں سے اشکانی گوجروں کی لڑائی شروع ہوئی تو وہ اپنے ہندوستانی مقبوضات کو لاوارث چھوڑ کر رومیوں کے مقابلہ کے لئے خراسان میں چلے گئے، اور اُنکے خاندان کے آدمی ملک ہند میں پیچھے رہ گئے تھے یا جنہوں نے اس ملک میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی ہوئی تھی ان سب نے اگنی گنڈھ کے موقعہ پر انہل دئیو کے ساتھ کوہ آبو پر جا کر ہندو مذہب قبول کر کے اپنا جدید امتیازی خطاب چالوک عرف سولنکھی حاصل کر لیا تھا۔ آمدم بر سر مطلب۔

جب بلبھی۔ پور پر ہن قوم نے حملہ کر کے اس شہر کو تباہ و برباد کر دیا اور گوجروں کے تمام ایسے خاندانوں کو جو صاحب اقتدار تھے اس شہر کے چھوڑنے پر مجبور کیا تو اس وقت سولنکھی گوجروں کا خاندان بھی مثل دوسرے گوجر خاندانوں کے اس شہر کے چھوڑنے پر مجبور ہوا جسکے بعد انتشار کی وجہ سے اس ایک خاندان کے کئی خانوادے اور شاخیں بن گئیں جنہوں نے کہا کہ اطرف ہند میں مختلف علاقوں میں پھیل کر اپنی علیحدہ علیحدہ ریاستیں وحکومتیں قائم کیں چنانچہ ان میں سے ایک شاخ ملک دکن میں چلی گئی، جس نے وہاں جا کر سب سے پہلے اس ملک میں اپنی حکومت قائم کر کے ہر طرف اپنی فتح اور کامرانی کے ڈنکے بجانے شروع کئے اسی طرح ایک دوسری شاخ نے قنوج پر قبضہ کر کے ایک زبردست سلطنت قائم کی جس کا حال کہ اس وقت ہم تحریر کرنے لگے ہیں اور اس کے ساتھ ہی باقی شاخوں کا حال بھی لکھتے جائیں گے۔

جیسا کہ اس باب کے فصل اوّل میں چھاوڑی گوجروں کے حالات کے

Marfat.com

ضمن میں سولنکھی گوجروں کے کچھ حالات تحریر کئے جا چکے ہیں اور جن میں بتایا گیا ہے کہ سولنکھی گوجروں کے پہلے چھاوڑی گوجروں کے سات راجاؤں نے ملک گجرات میں ایک سو چھانویں سال اس طرح راج کیا کہ باپ کے بعد بیٹا اس کا جانشین ہوا اُن کا آخری راجہ سامنت سنگھ تھا جس نے کہ سات برس راج کیا تھا وہ خفیف العقل راجہ تھا، اس کو نیک و بد کی اور روز و شب کے دوست و دشمن کی مطلق کوئی تمیز نہ تھی اور نہ اس میں استقلال تھا اور نہ زیر کی اس کا حال فقط یہ لکھا ہے کہ وہ بے اولاد اور بے عقل تھا جس سبب سے انہل واڑہ میں سولنکھی خاندان کے گوجروں کا راج قائم ہوا، قنوج کے راجہ بہودر راج کی چوتھی پشت میں بھونا دیتا نام ایک راجہ ہوا، جس کے تین بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں :۔راج، بیج، داندک۔ رتن مالا میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ یہ تینوں بھائی سومنات کے جاترا کو گئے تھے اور ان تینوں میں سے جو بڑا تھا وہ نہایت وجیہ اور خوبصورت تھا اور وہ اپنے مذہب کا پابند اور شیو کا بڑا پجاری تھا ایک دن وہ لڑکا راجہ سامنت سنگھ والی انہلواڑہ کے دربار دیکھنے کو چلا گیا اس کی خوبصورتی و بہادرانہ اور سپاہیانہ اطوار دیکھ کر راجہ سامنت سنگھ نے اپنی بہن لیلا دیوی کی شادی اس کے ساتھ کر دی جب وہ حاملہ ہوئی تو نو ماہ کے قریب پہنچ کر وضع حمل کے وقت مر گئی لیکن مرنے کے بعد بچہ اس کے پیٹ سے زندہ نکال لیا گیا اور اس کا نام مولراج رکھا گیا جس کے بعد راجہ سامنت سنگھ نے اس کو اپنا متبنیٰ بیٹا بنا کر اس کی تربیت کرنی شروع کی جب وہ بڑا ہوا تو شروع میں اس نے اپنے ماموں سامنت سنگھ کی بہت مدد کی اور اپنی بہادری و جوانمردی سے بہت سے علاقے فتح کر کے اس کی سلطنت میں شامل کئے ایسے بہادرانہ اور جنگی کارناموں کی وجہ سے اپنے ماموں اور عام لوگوں کے دل اس نے مسخر کر لئے لیکن بعد میں وہ اپنے ماموں کا دشمن اور قاتل ہوا۔

Marfat.com

رتن مالا میں مُولراج کے خصائل کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ بڑا مکار، دغا باز اور بے رحم تھا اور اپنے تئیں بڑا بنانے کا شائق رہتا تھا گو اس کا رنگ کالا تھا مگر وجیہ تھا اور عشق کی دیوی کا غلام تھا وہ روپیہ کو زمین میں دبا دبا کے رکھتا تھا فن سپہ گری میں اگرچہ بدسلیقہ تھا مگر جب کوئی دشمن مقابلہ کو آتا تھا تو وہ مکر و عیاری سے اُسے باز رکھتا تھا جب وہ بالغ ہوا تو راجہ سامنت سنگھ نے شراب کی مستی میں آ کر مُولراج کی تخت نشینی و تاجپوشی کی رسومات ادا کیں مگر جب اُس کو ہوش آیا تو وہ اپنے کئے سے بہت پچھتایا اور اپنے راج کو واپس لینا چاہا اس لئے اس زمانہ سے چھاوڑی گُوجروں کے عطیہ کا ناچیز ہونا ایک ضرب المثل ہوگئی ہے غرض مُولراج کو حکمرانی کا چسکا لگ گیا تھا بھلا وہ اب راج کو کیسے چھوڑ کر سامنت سنگھ کو دے دیتا، آخر اس نے اپنی سپاہ کو جمع کر کے اپنے ماموں پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر کے خود تخت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا کو مار چرتر کا قول ہے کہ یہ چھ چیزیں کبھی احسان مند نہیں ہوتیں، ایک بیٹی کا خاوند (داماد) دوسرا بچھو، تیسرا شراب، چوتھا شیر، پانچواں بیوقوف، چھٹا بھانجہ (بہن کا بیٹا) ان میں سے ہر ایک فائدوں اور احسانوں کی قدر نہیں کرتا، غرض مُولراج نے اس خیال سے کہ سلطنت میں باقی کوئی کانٹا چبھنے والا نہ رہے، اپنی ماں کے سارے رشتہ داروں کو مار ڈالا جس کے بعد پھر اسکی لڑائیاں گرد و نواح کے راجاؤں سے ہونے لگیں جن میں وہ ہر طرح سے کامیاب اور فتح یاب ہوا، آخر وہ ۵۵ سال یعنی ۹۴۲ء سے ۹۹۷ء تک حکومت کر کے مر گیا، اس کے بعد جو اس کی اولاد یعنی سولنکھی خاندان کے راجے تخت انہلواڑہ پر متمکن ہوئے ان کی مدّت حکومت اور نام یہ ہیں۔

نمبر شمار	نام راجہ	مدت سلطنت
۱	مول راج	۵۶ سال

Marfat.com

۲	چا مندراج دیو	۱۳ سال
۳	درلبھ راج دیو	۱۱ سال ۶ ماہ
۴	بھیم دیو اوّل	۴۲ سال
۵	کرن دیو	۳۱ سال
۶	سدہ رائے جی سنگھ دیو	۵۰ سال
۷	کمال پال دیو	۲۳ سال
۸	اجے پال دیو	۳ سال
۹	بال مول راج دیو	۲ سال
۱۰	بھیم دیو دوم	۳۶ سال

۱۰۵۷ء سے چا مندراج دیو کا راج شروع ہوا ہے، اور اس نے تیرہ برس تک راج کیا ہے اسی کے عہد میں یعنی ۱۰۲۴ء مطابق ۴۱۶ھ میں سلطان محمود غزنوی نے انہلواڑہ پر غلبہ پایا اور ہندوؤں کے سورج نے مسلمانوں کے ہلال کو جُھک کر سلام کیا لیکن محمود نے اپنی طرف ... یہاں مرزبان مقرر کرنے میں یہ حکمت عملی اختیار کی کہ یہیں کے راجاؤں کی نسل میں سے ایک شخص کو راج دے کر اور سالانہ پیش کش ٹھہرا کر سندھ کی راہ سے مراجعت پذیر ہوا مگر چا مندراج دیو کی سلطنت کے بیان میں ہندوؤں کی کتابوں میں سلطان محمود کے حملہ کا بیان نہیں ہے۔

گوجر راجپوت راجاؤں کی نیک نامی لکھنے والے جینیوں، برہمنوں، ولبیوں، کبیتروں اور بھاٹوں کی عادت میں یہ امر داخل ہے کہ جن حالات کو یہ جانتے ہیں کہ وہ اُن کے ممدوحوں کی کسر شان کریں گے ان کے بیان میں وہ خاموشی اختیار کرتے ہیں گو یہ حالات کیسے ہی مشہور کیوں نہ ہوں اور ان کے اثر و نتائج عظیم وقوع میں آئے ہوں غرض جب کوئی راجہ گناہگار نام ان دبلر اقبال ہوتا ہے

Marfat.com

تو یہ اس کی تاریخ پر ایک کال پردہ ڈال کر فقط اس پر یہ لکھ دیتے ہیں کہ وہ پیدا ہوا اور مر گیا۔

ایک دفعہ چامندراج جاترا کو بنارس میں گیا تھا اور جاتی دفعہ اپنے بڑے بیٹے بلبھ راج کو اپنی جگہ تخت پر بٹھا گیا تھا راستہ میں اس کا چھتر شاہی اور گھوڑے کے بالوں کی پنکھی اور راج کی امارات یہ سب کچھ راجہ مالوہ نے چھین لئے تھے جب وہ جاترا سے واپس آیا تو اُس نے آتے ہی اپنے بیٹے بلبھ راج کو مالوہ کے راجہ سے لڑنے کے لئے بھیجا لیکن وہ راستہ ہی میں ستیاہ کی مرض سے مر گیا تو اس صدمہ سے چامند راج ایسا دلِ شکستہ ہوا کہ وہ اپنے دوسرے بیٹے درلبہ کو تخت پر بٹھا کر تارک الدنیا ہوگیا، اس کے بعد پھر اُس نے بھی ایسا ہی کیا یعنی درلبھہ کا بھائی ناگ راج تھا جس کا بیٹا بھیم دیٔو اوّل تھا جس کے پیدا ہونے کی درلبھہ کو بڑی خوشی ہوئی اور جب وہ جوان ہوا تو راجہ درلبھہ نے اس کو راج دے دیا اور خود جاتراؤں کو چلا گیا۔

ہندوؤں کے قومی جنگ میں بھیم دیو کی شمولیت

سلطان محمود غزنوی کو اپنے ہی ملک میں کچھ ایسے ہی حالات پیش آگئے تھے کہ پھر اُس نے ہندوستان کی طرف توجہ نہیں کی لیکن اس کی اولاد کے عہد سلطنت میں ہندوؤں نے پھر اپنے ملک پر قبضہ کرلیا، جب ہندوستان کے سب راجے مسلمانوں سے لڑ رہے تھے تو اُن میں راجہ بھیم دیٔو والی انہلواڑہ بھی شامل تھا جب راجہ بھیم دیو فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا جانشین راجہ کرن ہوا، جس نے ۱۰۷۲ء سے ۱۰۹۴ء تک سلطنت کی اس کو کسی بیگانہ حکمران قوم سے لڑنا نہیں پڑا، راجہ کرن کے بعد پھر سدہ راج سریر آرائے تخت ہوا اس نے ۱۰۹۴ء سے ۱۱۴۳ء تک انتالیس یا پچاس سال راج کیا سدہ راج کے گھر میں کوئی اولاد نہ تھی، اس لئے اس کے بعد حکومت کھیم راج کے خاندان میں جو بھیم دیو کا اوّل

Marfat.com

بیٹا تھا منتقل ہوگئی کھیم راج کے تین پوتے تھے جن میں سے ایک کمار پال تھا جس کو منجسم کہتے ہیں کہ راجہ ہوگا مگر سدہ راج اس کا راجہ ہونا پسند نہیں کرتا تھا اس لئے وہ جان آزاری کے خوف کے سبب سے دیس بدیس جوگی بن کر پھرتا رہا اور جا بجا چھپ کر اپنی جان بچاتا رہا لیکن جب سدھ راج نے پرلوک گون کیا تو وہ انہلواڑہ میں آن کر راج کی گدی پر بیٹھ گیا دشمن بھی اس کے مارنے کے درپے ہوگئے مگر اس نے سب مخالفوں کو زیر کر لیا اور بہت سا ملک فتح کر کے حکومت کرنے لگا جس کے بعد وہ اکتیس سال تک زندہ رہ کر حکومت کرتا رہا۔

کمار پال کا بھی کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے اس کے بعد اس کے بھائی کا بیٹا اجے پال ۱۲۳۰ء مطابق ۱۱۷۴ء میں تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا اور ابھی تین سال ہی فرمان روائی کی تھی کہ ایک دربان وائی جل دیو نے خنجر مار کر اس کو قتل کر ڈالا اجے پال کے بعد ۱۱۷۷ء میں مولراج ثانی تخت خلافت پر بیٹھا اور دو سال حکومت کرنے کے بعد مر گیا جس کے بعد پھر اجے پال کا چھوٹا بھائی بھیم دیو ثانی جس کو بھولوی بھی کہتے ہیں ۱۱۷۹ء میں مسند نشین ہو کر حکومت کرنے لگا، آخر یہ بھی چھتیس سال تک حکومت کر کے فوت ہوگیا بھیم دیو ثانی عُرف بھولو انہلواڑہ کا دیوانہ راجہ مشہور ہے اس کی بھی کوئی اولاد نہ تھی اس کے مرنے کے وقت گجرات کے سولنکھی خاندان میں کوئی بزرگ سوائے سردار بیروہول باگھیلہ کے بہادر اور شائستہ نہ تھا اس لئے بھیم دیو ثانی کے بعد تمام امراء وزراء نے اتفاق رائے سے بیروہول باگھیلہ کو تاج پوشی پہنا کر تخت گجرات پر بیٹھا دیا جس کے بعد گوجروں کے باگھیلہ خاندان کے راجوں کی حکومت کا سلسلہ شروع ہوا باگھیلہ گوت کے گوجر سولنکھی خاندان کی ایک شاخ تھے جن کے راجاؤں کی مدت حکومت اور نام یہ ہیں۔

نمبر شمار	نام راجہ	مدت سلطنت
۱	بیروہول باگھیلہ	۱۲ سال ۵ ماہ

Marfat.com

۲	دی سل دیئو	۳۴ سال ۳ ماہ
۳	بھیم برادرز اور دلیل دیئو	۴۲ سال
۴	ارجن دیئو	۱۰ سال
۵	سارنگ دیئو	۲۱ سال
۶	کرن دیو	۶ سال ۱۰ ماہ

بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وی سل دیو یا ورسل دیو چندر ورتی کا حاکم تھا اور اس کے پاس اٹھارہ سو مندل تھی اور وہ سارنگ دیو مہاراجہ نہر والہ کا محکوم تھا، دونوں بھیم دیو اور سارنگ دیو جو انہلواڑہ یا نہر والہ یا پٹن میں راج کرتے تھے جین مت رکھتے تھے اس کے آگے اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ان راجاؤں اور مسلمانوں کے درمیان اس زمانہ تک جبکہ مسلمانوں کا تسلط ملک گجرات پر ہوا ان کو کیا معاملات پیش آئے۔

۴۱۶ھ مطابق ۱۰۲۴ء میں سلطان محمود نے ملتان کی راہ سے جب سومنات کی طرف کوچ کیا تو وہ راستہ میں جاتے ہوئے انہلواڑہ پر حملہ آور ہوا لیکن سولنکھی خاندان کا راجہ چامند دیو وہاں موجود نہ تھا، آخر سلطان کو خبر لگی کہ راجہ چامند دیو قلعہ کندابہ میں چھپا ہوا ہے جو یہاں سے پنجتالیس فرسنگ دور ہے تو اس نے اس کے فتح کرنے کا ارادہ کیا، جب وہ یہاں پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ قلعہ چاروں طرف پانی سے گھرا ہوا ہے دو تیراکوں سے اس نے پانی کی عمق کا حال پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ اگر چہ ایک مقام پر رستہ نکل سکتا ہے لیکن پانی کی طغیانی ساری کوشش کو نقش بر آب کر دے گی۔ الحاصل سلطان محمود جب اس قلعہ کی دیواروں کے پاس پہنچ گیا تو راجہ چامند دیو تاب مقابلہ نہ لا کر قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا جس کے بعد اہل اسلام نے قلعہ کے تمام آدمیوں کو قتل کر کے سب مال و اسباب لوٹ لیا اور پھر سلطان محمود نے ایک شخص داب شیلم نامی کو

Marfat.com

اس علاقہ کا حاکم مقرر کیا لفظ داب شلیم کی اصل دیوشیل ہے جس کے معنی دھیانی راجہ کے ہیں، دکن میں فاعل مفعول کے قاعدہ کے موافق دیوشیل کو دیوشلیم کہتے ہیں جس کو مسلمانوں نے داب شلیم بنا لیا ہے وہ کسی راجہ کا نام نہیں ہے۔

شہاب الدین غوری کے وقت نہروالہ گجرات میں سولنکھی خاندان کی شاخ باگھیلہ کا راجہ بھیم دیو حکمران تھا جب شہاب الدین غوری غزنی کا بادشاہ ہوا تو اس نے تمام ہندوستان کو فتح کرنے کے ارادہ سے ۵۷۰ھ مطابق ۱۱۷۴ء میں پٹن اُچھ پر فوج کشی کی جب وہ اُچھ اور ملتان کو فتح کر چکا تو پھر وہ نہروالہ گجرات کی طرف آیا اور راجہ بھیم دیو یا باگھیلہ سے اس کا مقابلہ ہوا راجہ بھیم دیو باگھیلہ نے شکست فاش دے کر اس کو بھگا دیا جس کے بعد بہت مشکل سے جان بچا کر شہاب الدین غزنی میں واپس آ گیا جس وقت سلطان شہاب الدین یہاں آیا تھا تو اس وقت گوجر راجپوتوں کی آپس میں لڑائیاں ہو رہی تھیں تو اس نے کہا تھا کہ ملک گجرات نہ گوجروں کا ہے اور نہ مسلمانوں کا، بلکہ تلوار کا ہے۔ الحاصل جب سلطان غوری کی طرف سے قطب الدین ایبک ہندوستان میں اس کا نائب مقرر ہوا، تو اس نے دہلی کو اپنا دار السلطنت بنایا جس کے بعد پھر اس نے نہروالہ پٹن پر فوج کشی کر کے شہاب الدین غوری کی شکست کا انتقام گوجروں سے لیا جب ۶۹۶ھ مطابق ۱۲۴۶ء میں سلطان علاؤ الدین دہلی کا بادشاہ ہوا تو اس نے بھی بسر کردگی الف خان و نصرت خان بہت سی سپاہ مُلک گجرات میں بھیجی اور جس نے وہاں پہنچ کر اس ملک کے گرد و نواح کو خوب لُوٹا، راجہ کرن جو ملک گجرات اور باگھیلہ گوجروں کا آخری راجہ تھا مسلمان فوجوں سے خوب لڑا مگر مقابلہ میں اس کے پاؤں نہ جم سکے آخر شکست اٹھا کر ملک دکن کے شہر دولت آباد میں چلا گیا جسکے بعد راجہ کرن کی تمام مستورات اور لڑکیاں و خزانے اور ہاتھی گھوڑے فتح مندوں کے ہاتھوں میں پڑ گئے مسلمانوں کے دونوں افسروں کی سپاہ نے کھدبا

Marfat.com

بُت کے سوداگروں کو بھی خوب لوٹا اور سومنات کے بُت کو بھی جو کہ محمود غزنوی کے بعد دوبارہ رکھ لیا گیا تھا توڑ دیا تمام مال و اسباب اور راجہ کرن کی رانی مع اس کی بیٹی کے قید کر کے دہلی بھیج دیا۔

راجہ کرن کی بیٹی کا نام دیول دئی تھا جس کے ساتھ خضر خان پسر سلطان علاؤ الدین کو عشق پیدا ہوا جب نہر والہ فتح ہو گیا اور باگھیلہ گوجروں کا راجہ کرن شکست پا کر بھاگ گیا تو الف خان اس ملک کا حاکم مقرر ہوا شہر پٹن (نہر والہ) کی عمارات عالیہ کے آثار اب تک موجود ہیں جو شہادت دیتی ہیں کہ وہاں کسی زمانہ میں بہت شاندار عمارتیں ہوتی تھیں بُرجوں اور فصیلوں کے نشان اب تک موجود ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا وسیع شہر تھا زمانہ کے انقلابات نے بہت سی عمارات کے نشان مٹا بھی دیئے ہیں جب یہاں گوجر راجپوت راجے بااختیار تھے تو اجمیر سے بہت سنگ مرمر یہاں آتا تھا اور مندروں اور ٹھاکر دواروں میں لگایا جاتا تھا اب بھی وہاں کھودنے سے وہی پتھر ملتا ہے احمد آباد اور دیگر جگہوں میں جو سنگ مرمر لگا ہے وہ یہیں سے آیا ہے۔

کب چند بھی سولنکھی خاندان کے اعزاز کا معترف ہے وہ بھی کہتا ہے کہ جب قنوج میں راٹھواروں کے تخت حکومت کے پائے ابھی جمے نہ تھے تو اس وقت دریائے گنگ پر سوریہ قوم کی طرح سولنکھی گوجروں کی بادشاہی شان و عروج اور اقبال کے ڈنکے بج رہے تھے شجرہ خاندان سے بھی واضح ہے کہ سولنکھی گوجروں کی قدیم سکونت و حکومت لُوہ کوٹ (لاہور) میں تھی اور یہ بھی چوہان گوجروں کی طرح بیرونی نسل کی ایک شاخ ہیں، سولنکھی گوجروں کا گوترا چار یہ یہ ہے، ساکھا مَدونی، گوتر بہار دواج، نکاسن، گڑھ، لوہ کوٹ (لاہور)، ندی سرمتی وید، شام وید، دیو کپشر دیو، رکھیشر کرومن چینو، تین پرواز نار یعنی تین دھاگے کا، اشٹ دیوی، کیونچ دیوی طے پال پتر۔ اس بات میں شک نہیں کہ اس شاخ کی

Marfat.com

دو شاخیں لنگا ہا یعنی تین دھاگے کا اور توگرا ملتان اور اس کے گردو نواح کے اضلاع میں سکونت پذیر تھیں جس زمانہ میں بھٹی گوجروں نے ریگستان میں قدم جمائے تھے اس زمانہ میں یہی دونوں شاخیں تھیں جنہوں نے کہ ان سے ٹکر لی ان کی حکومت ساحل مالا بار پر کلیان میں (متصل بمبئی) تھی اگلی شوکت شاہی اور عظمت قدیم کے نشانات اس شہر میں اب تک موجود ہیں سولنکھی گوجروں کی ایک شاخ جو کلیان میں پھیلی تھی اس نے انہلواڑہ (پٹن) کے چھاوڑی گوجروں کے شاہی خاندان میں نسبت کی تھی یعنی شادی کی تھی۔

۹۸۷ھ مطابق ۹۳۱ء میں چھاوڑی خاندان کا آخری راجہ حکمرانی سے محروم رکھا گیا اور ہندوستان کا سارا ملکی قانون بھی بالائے طاق رہا، مسند فرمانروائی پر سولنکھی خاندان کا مولراج متمکن ہوا جس نے انہلواڑہ میں اٹھاون برس تک حکمرانی کی اس کے بیٹے اور پوتوں کے عہد دولت مہد میں محمود غزنوی کو بے شمار دولت ہاتھ آئی اس نے اس فتح کی یادگار میں جو عالی شان عمارتیں بنوائی تھیں ان میں سے ایک کا نام حور فردوس رکھا تھا یہ ان عمارتوں میں سے ایک منتخب اور اعلیٰ درجے کی عمارت ہے جو بنی نوع انسان کے بقائے نام کے واسطے بیوقوفی اور حماقت سے تعمیر کی ہیں انہلواڑہ سے جو بیشمار دولت محمود غزنوی نے گھسیٹی تھی اس کا حساب و اندازہ ممکن نہیں کیونکہ وہاں کی تجارت کو دیکھتے ہوئے وہ اندازہ پائیہ صداقت کو پہنچتا ہے جس طرح کہ یورپ میں مقام وینس تمام تجارتوں کا مرکز ہے اسی طرح ہندوستان میں انہلواڑہ بھی مشرقی و مغربی پیداوار کی تجارت کا خاص مقام تھا، محمود غزنوی اور اس کے جانشینوں کے متواتر حملوں نے لوٹ مار سے انہلواڑہ کے اُجاڑ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا، مگر پھر بھی اس کے بعد انہلواڑہ اپنی اصل حالت پر آ گیا تھا۔

غرض انہلواڑہ کے فرمانرواؤں نے محمود کی لوٹ مار کے بعد پھر ویسی ہی

Marfat.com

دولت اکٹھی کر لی سدھ راج جے سنگھ بانی ریاست کی ساتویں پشت میں وہ نام آور فرمانروا ہوا ہے کہ جس کے برابر کوئی راجہ مہاراجہ دولت مند نہ تھا ہاں یہ اور بات ہے کہ اس عہد کی حکومتوں کے مقابلہ میں اس کی جنگی طاقت بہت کم تھی کرناٹک سے لے کر کوہ ہمالیہ تک بائیس ریاستیں اس کی باجگذار اور فرمانبردار تھیں لیکن جس وقت راجہ مذکور کی گدّی پر ایک بیوقوف جانشین نے قدم رکھا تو اس وقت راجہ پرتھی راج چوہان سے مخالفت ہوگئی آخر راجہ پرتھی راج نے ملک گجرات پر چڑھائی کر کے خوب اچھی طرح اس کی گوشمالی کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چوہان خاندان کے کمار پال کو بطور تنبیت سلطنت ہاتھ آئی۔

یہ ایک عجیب و غریب بات ہے کہ صرف بابکا خاندان ہی میں دو مرتبہ قانون سالک کے خلاف ایسی تخت نشینی عمل میں آئی، کمار پال نے مسند انہلواڑہ کو زینت بخشی اور سولنکھی کا خطاب حاصل ہوا کمار پال سدھ راج جے سنگھ کی طرح بُودھ مذہب کا طرفدار اور سرپرست تھا جو عمارتیں سدھ راج جے سنگھ کمار پال اور ان کے جانشینوں نے تعمیر کیں وہ تمام عجائبات روزگار سے ہیں اور ان میں فن عمارت کے کمال قابل تعریف ہیں جس کا سبب یہ تھا کہ فنِ تعمیرات اور دیگر فنوں کے کامل مذکورہ بالا سوائے انہلواڑہ کے اور کہیں نہ تھے خصوصاً سدھ راج جے سنگھ کمار پال کا عہد اس امر خاص کیلئے یادگار ہے۔ کمار پال کے اختتام زندگی کے قریبی زمانہ میں شہاب الدین غوری کے سپہ سالار نے اُس پر چڑھائی کی، آخر ۱۲۸۴ء مطابق ۲۲۸ھ میں اس کے جانشین بلو مولدیو کے ہاتھ سے حکومت جاتی رہی اور بعدہ سدھ راج جے سنگھ کی نسل میں سے بگھیل نے بدستگیری بسالہ یومسند حکومت پر قدم رکھا، جس کے عہد حکومت میں جہادی و مذہبی جنگ ازمائیوں میں جو مقامات اجاڑ اور کھنڈر ہوگئے تھے ان کی از سرنو آبادی و سرسبزی ہوئی اور اگلی شان وشوکت بدستور نظر آنے لگی سومنات کا اجڑا ہوا مندر پھر از سرنو آراستہ کیا گیا

Marfat.com

اور اس کی شان و شوکت پہلے ہی کی سی پیش نظر ہوگئی بالا خاندان کے عروج شاہی کے ساز و سامان پھر ویسے ہی مبہم ہو رہے تھے کہ اچانک علاؤ الدین نے انہلواڑہ پر یورش کر کے اس کی سر سبز حکومت کو پائمال کر دیا اس آفت ناگہانی اور قہر آسمانی سے سولنکی گُوجروں کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے ایک صدی سے زیادہ گزر گئی مگر وہ دن پھر بھی نہ پھر سکے اور ان کی قسمت کا پانسہ پٹ سے چت نہ ہوا مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ ایک ایسی بات پیش آ گئی کہ سولنکی گُوجر جیسے کے تیسے ہو گئے اور انہلواڑہ پہروں ہی میں پھر انہلواڑہ ہوگیا۔ اگنی کل میں سے جنہوں نے تبدیل مذہب کیا تھا انہیں میں سے ایک شخص مظفر نامی کی اولاد نے از سر نو اس کو رونق دی مگر یہ خاندان اپنے حسب و نسب کو چُھپاتا تھا اور اپنے کو مظفر خاندان کے جدید خاندان سے متعلق بتاتا تھا مظفر خان کا بیٹا تخت گجرات پر رونق افروز ہوا، مگر اس نے حکومت احمد کو دے دی تھی جس نے احمد آباد بسایا تھا احمد آباد کی تعمیر میں جتنا مصالحہ صرف ہوا تھا وہ ان قدیم شہروں کا تھا جس کو تاتاری بادشاہوں نے ویران اور برباد کیا تھا۔ سولنکی خاندان گو انہلواڑہ سے ندارد ہوگیا تھا لیکن اس کی بعض دیگر شاخیں بڑ کے درخت کی طرح دوسرے حصہ جات میں نشو نما پا رہی تھیں اس سولنکی خاندان کی ایک شاخ بگھیل بہت پہلے پھوٹی تھی حتیٰ کہ ہندوستان کے ایک حصہ کا نام ہی اس کے نام پر بگھیل کھنڈ ہوگیا یہی نہیں بلکہ اب تک سدھ رائے کی اولاد صدیوں سے بگھیل کھنڈ میں بر سر حکومت ہے بگھیل خاندان کا خطاب بھاگ راؤ ولد سدھ رائے کی وجہ سے ہے کچھ بندوگڑھ پر ہی منحصر نہیں بلکہ گجرات میں بھی کئی اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں بگھیل خاندان کے قبضہ اختیار میں ہیں جن میں سے پیت جورا اور تھراڈ کو خاص شہرت حاصل ہے، میواڑ میں فرقہ سولنکی کے درجہ دوم کا ایک رئیس روپن پر قابض و متصرف ہے جو بیان کرتا ہے کہ میں سدھ رائے کی اولاد میں سے ہوں اس کا قلعہ موسومہ گڑھ ایسا مستحکم و مضبوط

Marfat.com

ہے کہ میواڑ کے گذرگاہوں میں سے ایک درہ کی اچھی طرح حفاظت کرسکتا ہے اور قابو وپناہ میں رکھتا ہے رئیس روپن گڑھ کی خاندانی تاریخ میں تمام ریاست کی سرحدی جنگ ازمائیوں کی ایک تصویر جنگی کھینچی ہوئی ہے اس خاندان کے لوگ ایسے جنگی اور بہادر ہیں کہ شاذونادر ہی اپنی طبعی موت سے مرے ہوں گے، ورنہ جوان میں سے مرا ہے وہ اپنے مُنہ پر تلوار کھا کر مرا ہے۔ سولنکی گوجروں کی سولہ شاخیں یا گوتیں ہیں جن کے نام یہ ہیں :۔(۱) بھیل، راجہ بھکیل کھنڈر، راجا ھیانی بندوگڑھ، راؤ صاحبان پسیت پور، تھراڈ، وانج وغیرہ

(۲) پیرپور۔ راؤ صاحب آنا وار۔

(۳) بھیلا، راؤ صاحب کلیان پورواقع میواڑ، رئیس سلُومبرا۔

(۴) بھوت

بارو، ٹیکرا، کھیر واقع جیسلیمر میں اقامت پذیر ہیں۔

(۵) کالاج

(۶) لنگاہا، ساکنین ملتان، جومشرف باسلام ہیں۔

(۷) ٹوگرو، پنج ند میں مسکن گزین ہیں اور یہ بھی مشرف با اسلام ہیں۔

(۸) برکو، یہ بھی مشرف با اسلام ہیں۔

(۹) سورکی یہ ملک دکن میں مقیم وآباد ہیں۔

(۱۰) سرور یہ، مساکن گرنار واقع سوراشٹر۔

(۱۱) راوک، یہ تھوڈا واقع جے پور میں مقیم ہیں۔

(۱۲) رانکیا، ساکن دلسیوری (میواڑ)

(۱۳) کھروا، الوٹ وجاورہ (مالوہ)

(۱۴) تانتیا، چاندبھرسا کھمبری۔

(۱۵) المیچہ (سکونت نامعلوم)

(۱۶) کلامور، گجرات کاٹھیاواڑ۔

Marfat.com

فصل سوم

تاس گوجر

تاس گوجروں کے مورث اعلیٰ کا نام تاکتئیس گرجی تھا اور تاکتئیس گرجی شہزادہ اسکندروس گرجی کا نواں بیٹا تھا جس کو اس کے بھائی شاہ اشکائئیس گرجی نے جو کہ گوجروں کی مرکزی حکومت خراسان کا پہلا بادشاہ تھا مغربی ترکستان کا وایسرائے بنا کر بھیجا تھا تاکتئیس گرجی نے اپنے دوران حکومت میں ایک جدید شہر مغربی ترکستان میں تعمیر کرا کر اپنے نام پر اس کا نام تاکتند رکھا تھا، جس کا نام بعد میں بگڑ کا تاشقند مشہور ہوگیا، تاکتئیس گرجی اسی شہر کو اپنا دار الحکومت قرار دے کر بہت مدت تک حکومت کرتا رہا آخر جب وہ فوت ہوگیا تو اس کے بعد مرکزی حکومت نے اس کے بیٹے شہزادہ سونکئیس گرجی وعنان حکومت تفویض کرکے اس کی جگہ خلافت پر متمکن کر دیا، تاکتئیس گرجی بہت کثیر الاولاد شخص تھا گوجر خانوادوں میں اس کے بعد اس کی اولاد کا امتیازی خطاب یا نام اسی کے ذاتی نام پر تاک عرف تاس گوجر موسوم ہوا۔ان ناموں کے علاوہ اس کی اولاد کو تاجک کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اور جس علاقے کو اس کی اولاد نے پہلے پہل معمور وآباد کیا تھا اس علاقے کو گرجستان کہتے ہیں اور اب بھی اس علاقے میں اس خانوادے کے لوگ بکثرت آباد ہیں۔

تاس گوجروں کا ملک ہند پر حملہ

گوجر خانوادوں اور گوجر جرنیلوں میں سب سے پہلے جس خانوادے اور جرنیل نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا وہ خانوادہ تاس گوجروں کا تھا اور تاس گوجر کا جرنیل جس کی قیادت میں حملہ کیا گیا تھا وہ تاکتئیس گرجی کا بیٹا سونکئیس گرجی تھا گوجروں کی مرکزی حکومت خراسان نے ملک ہند سے یونانیوں کو خارج کرنے

Marfat.com

کے لئے سونکنیس گُرجی کو جب ہندوستان پر حملہ کرنے کا حکم دیا تو وہ بیشمار ترکی و تاتاری فوجیں اپنے ہمراہ لے کر اس ملک پر حملہ آور ہوا اس ملک کے دُور دُوردراز علاقوں کو فتح کرتا ہوا مگڈھ دیس (صوبہ بہار) تک جا پہنچا، اور وہاں ایک گوجر حکومت مستحکم و مضبوط بنیادوں پر قائم کر کے حکومت کرنے لگا سونکنیس گُرجی بہت مدت تک مگدھ دیس میں مقیم رہ کر اس ملک کے نظم و نسق میں مصروف رہا آخر اپنے ایک بیٹے کرکنیس گرجی کو اس ملک کی عنانِ حکومت تفویض کر کے خود واپس ترکستان چلا گیا، اپنے باپ کے چلے جانے کے بعد کرکنیس گُرجی نے اس ملک میں مستقل سکونت اختیار کر کے حکومت کرنی شروع کی اور اپنے باپ کی طرح نظم و نسق کو درست کر کے پھر دیگر ممالک فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا، اور بہت سے جدید علاقوں کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں اس نے شامل کیا، کرکنیس گُرجی جب تک زندہ رہا وہ مگدھ دیس کے باشندوں کی فلاح و بہبود اور ترقی و زراعت میں بہت کوشش کرتا رہا آخر جب وہ فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا دارمئیس گُرجی مسند حکومت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا، یہ بھی بڑا منتظم اور بہادر بادشاہ تھا آخر جب یہ بھی فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا گتاریکس عرف کھتر یوگ تخت نشین ہوا یہ بھی بڑا قابل اور لائق و ہوشیار بادشاہ تھا اوز امور حکمرانی کو اچھی طرح سمجھتا تھا اس کے مرنے کے بعد پھر اس کا بیٹا اجیت شترو مسند نشین ہو کر حکومت کرنے لگا جب اس کا انتقال ہوا تو پھر اس کے بعد اس کا بیٹا دو یوگ تخت حکومت پر بیٹھا پھر جب یہ بھی فوت ہوا تو پھر اس کے بعد اس کا بیٹا اجے دیو سریر آرائے تخت ہو کر حکومت کرنے لگا پھر اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا نند وردہن مسند نشین ہوا آخر جب اس کا بھی انتقال ہو گیا تو پھر اس کے بعد اس کا بیٹا مہانند عرف بکھیا تخت خلافت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا مہانند کو تیکپست بھی کہتے تھے یہ راجپوتانہ کے قدیم ہندو

Marfat.com

فرمانرواؤں پر ہمیشہ لشکر کش رہا چنانچہ اہل ہنود کے پرانوں میں لکھا ہے کہ سہناگ کے خاندان میں سب راجے سورما اور بہادر ہوئے ہیں غرض جب مہانند بھی فوت ہوگیا تو پھر اس کے بعد اس کا بیٹا شمالیہ تخت پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا جس پر کے تاس گوجروں کی ہندی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا کیونکہ راجہ شمالیہ عیش پرست اور امور حکمرانی سے ناواقف تھا اس لئے دشمنوں نے اس کے تمام ملک پر قبضہ کرکے اس کو اور اس کے خاندان کو مگدھ دیس کی حکومت سے بیدخل کر دیا اس خاندان کے دس حکمرانوں نے تین سو ساٹھ برس تک داد جہانبانی دی، جن کے بعد پھر تاس گوجروں کی ہندی حکومت کے پہلے دور کا خاتمہ ہوگیا۔

نسب نامہ خاندان تاس

سکندر اعظم، شہزادہ اسکندروس گرجی تاکتیمیس، سونگنیس، کرکنیس، دارمیس، کتاریکس عرف گہتر یوگ، جیت شترو، دوبوک، جے دیئو، نند وردھن، مہانند عرف بکھیات، شمالیہ۔

تاس گوجروں کا ہندو مذہب قبول کرکے پرمار کا خطاب حاصل کرنا

حکومت سے بیدخل ہونے کے بعد تاس خاندان کے تمام لوگ انہل دیئو کی جمیعت اتحاد گوجراں میں شامل ہوگئے تھے جس کے بعد پھر وہ انہل دیئو کے ساتھ کوہ آبو پر جا کر ہندو مذہب اختیار کرکے سب ہندو بن گئے پھر برہمنوں نے پرمار کا خطاب اُن کو دے کر اپنے دشمن بدھ مذہب والوں سے لڑنے کے لئے دھار اور اُجین کی طرف بھیجا اور وہاں پہنچ کر براہمنی مذہب کی حمایت میں بدھوں سے خوب لڑے لیکن پہلی دفعہ ان کو شکست نصیب ہوئی اور بدھ مذہب والوں کو وہاں سے نکالنے میں بالکل ناکام رہے مگر بعد میں پھر فتح یاب ہوکر ان

Marfat.com

تمام جگہوں پر قابض ہو گئے۔

الحاصل تاس گوجروں نے پرمار کا جدید خطاب حاصل کرنے کے بعد مختلف اطراف ہند میں پھیل کر جگہ جگہ اپنی ریاستیں وحکومتیں قائم کیں اُن ریاستوں و حکومتوں کے نام یہ ہیں:۔مہیسوار، دھا، ماندو، اوجین، چندر بھاگا، چتوڑ، آبو، چندرادتی، اسیر گڈھ، مہومیدنا، پرماوتی، امرکوٹ، بکھر، نودروا، پٹن۔

یہ وہ حکومتیں ہیں جن کو تاس عرف پرمار گوجروں نے آباد و معمور کیا یا جن میں بزدِ تیغ پایہ حکومت جمائے گو خاندان تاس عرف خاندان پرمار دولت وحشمت میں انہلواڑہ کے سولنکھی خاندان سے گھٹ رہا اور اس کو چوہان خاندان کی سی شہرت بھی نصیب نہ ہوئی تاہم وسعت وحکومت میں اس کو سبقت حاصل تھی۔ اور زمانہ سابق میں ایسا استحکام بہم پہنچا تھا کہ اگنی کل کے آخری ترقی یافتہ خاندان پری ہار کو بھی مدت دراز تک خاندان پرمار کا ماتحت اور باج گزار بننا پڑا، غرض تاس خاندان کے قبل آمدہ افراد یعنی پرمار گوجروں کی پینتیس گوتیں یا شاخیں ہوئیں جن میں سے اکتیس کے نام مع سکونت یہ ہیں:۔

(۱) موری، یہ شاخ قبل عملداری گھلوٹ چتوڑ میں فرمانروا تھی۔

(۲) سود، اس شاخ کے لوگ ریگستان ہند میں ریاست دھات کے فرمانروا تھے۔

(۳) سنگلا یہ شاخ لوگل اور مارداڑ پر حکمران تھی۔

(۴) کھیرا، اس شاخ کے لوگوں کا دار الحکومت کھرالو تھا۔

(۵) امرا سومرا، اس شاخ کے لوگ قدیم زمانہ میں فرمانروائے ریگستان تھے اب سب مسلمان ہیں۔

(۶) وہل یا بہل یہ شاخ چندراوتی میں حکمران تھی۔

(۷) بیلپادت، بحوالی واقع میواڑ کے حکمران اس نسل کی یادگار ہیں۔

Marfat.com

(۸) کاب، اس شاخ کی شہرت زمانہ قدیم میں علاقہ سوراشتر میں بہت رہی ہے اور اب جو اس کے چند افراد باقی ہیں ان کا قیام سردوئی میں ہے۔

(۹) اومت، اس شاخ کے لوگ اومت وارامیں آباد ہیں اور اومت وارا واقع مالوہ کے راجے اس شاخ کے بقائے نام ہیں ان کو اومت دارا میں بارہ پشتیں گزر گئیں اومت دارا ایک وسیع علاقہ ہے جو پرمار گوجروں کے قبضہ اقتدار میں رہ گیا ہے۔ ۱۸۱۷ء کی جنگ سے وہ انگریزی سلطنت کے زیر حمایت آزاد اور خود مختار ہے۔

(۱۰) بلہر، اس خانوادے کے لوگ شمالی ریگستان میں آباد ہیں۔

(۱۱) ہارسورٹھیہ،

ان خانوادوں میں گریسیا واقع، مالوہ کے چھوٹے چھوٹے سردار ہیں۔

(۱۲) دھوند ہر ہر،

غرض ان شاخوں کے علاوہ باقی شاخوں کے نام یہ ہیں

(۱۳) چونہ (۱۴) کیچر (۱۵) سگرا (۱۶) ہرگوٹا (۱۷) پونی (۱۸) سام پال

(۱۹) کالپوسر (۲۰) کلموہ (۱۲) کوہلا (۲۲) پیا (۲۳) کاہوریہ

(۲۴) دہند (۲۵) دیبا (۲۶) ہر ہر (۲۷) جیرا (۲۸) پوسرا (۲۹) دہونتا

(۳۰) مکوا (۳۱) تیکا۔ باقی تین شاخوں کے حالات اور نام ہم کو معلوم نہیں، کچھ شاخین ان شاخوں میں سے مسلمان ہوگئی ہیں اور کچھ دریائے سندھ کے پار سکونت پذیر ہیں۔

تاس گوجروں کی ہندوستان میں مزید آمد

ہن قوم کا ظالم و جابر بادشاہ اٹھیل جس نے کہ اپنا لقب غضب الٰہی اختیار کیا ہوا تھا جب ۲۵۰ء میں تاس گوجروں کو شکست فاش دے کر اور مغربی ترکستان سے ان کی حکومت کا خاتمہ کر کے وہ اس تمام علاقے پر قابض ہوگیا تو اس کے

Marfat.com

بعد پھر اس نے گوجروں کے تمام خانوادوں پر جبر و تشدد کرنا شروع کر دیا اور ہر ایک جائز و ناجائز طریقہ سے گوجروں کو تنگ کرنے لگا شاہ اتھیل کے جور و ظلم سے تنگ آ کر آخر گوجروں کے بہت سے خانوادے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے جن کے ساتھ ہی تاس خانوادے کے لوگ بھی ہزار ہا کی تعداد میں مغربی ترکستان سے ہجرت کر کے ہندوستان میں چلے آئے اور آتے ہی پری ہار گوجروں کی فوج میں جن کی حکومت اس وقت قنوج میں تھی بھرتی ہو کر فوجی خدمت سرانجام دینے لگے، اور مدت تک ان کی فوج میں رہ کر بطور سپاہیوں کے جنگی خدمت سرانجام دیتے رہے، لیکن جب پری ہار گوجروں کی حکومت کو زوال آیا اور قنوج سے ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا تو پھر یہ نووار د تاس گوجر قنوج کو چھوڑ کر گجرات کاٹھیاواڑ میں جا کر آباد ہو گئے قبل آمدہ تاسوں کی طرح نو وار د تاسوں نے اپنے آبائی و امتیازی خطابوں کو کسی صورت اور کسی حال میں بھی تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ وہ ہر زمانہ اور ہر ملک میں جا کر اپنے آبائی و امتیازی خطاب تاس اور گوجر پر بدستور قائم رہے۔ البتہ غیر لوگوں یعنی اہل ہنود نے اپنے نقطہ خیال کے مطابق ان کے امتیازی خطاب میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے بجائے تاک یا تاس کے ان کو تکشک کہنا شروع کیا اس لئے اہل ہنود کے پرانوں میں آج تک تاک عرف تاس گوجر تکشک کے نام سے موسوم چلے آتے ہیں۔

تاس گوجروں کا مذہب اسلام کو قبول کر کے سیاسی عروج حاصل کرنا

تاس گوجروں کی قدیم تاریخ کا بہت کچھ ذکر ہو چکا ہے اب مختصر حالات تحریر کئے جاتے ہیں، جن سے کہ بہت کچھ مطلب حل ہو گا، یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ زمانہ قدیم سے تاس گوجروں کی موری شاخ کے گوجر میواڑ کے مالک و فرمانروا چلے آتے ہیں مگر چند پشتوں کے بعد گہلوٹ گوجروں نے ان کا قلع قمع

Marfat.com

کر دیا یہاں تک کہ اسلامی تلواریں حملہ آور ہوئیں جن مختلف قوموں نے حملہ آوراں چتوڑ کے مقابلہ میں خم ٹھونکے تھے ان میں اسیر گڈھ کے تاس گوجر بھی اپنے موروثی حقوق کے دعویدار اور حملہ آوروں کے مخالف تھے اس واقعہ کے بعد تاس گوجر اسیر گڈھ پر دو صدی کے بعد تک قابض و متصرف رہے چنانچہ تاریخ کے رو سے ثابت ہے کہ مہاراجہ پرتھی راج کے لشکر میں تاس خاندان کے بہت سے افسر اعلیٰ موجود تھے، چنانچہ کب چند مؤرخ چوہان نے جہاں اس معرکے کا ذکر کیا ہے وہاں اس خاندان کے افسروں کو اسیر گڈھ کے تاک عرف تاس کے نام سے نامزد کر کے صاحب علم و نشان کہا ہے۔

گجرات کے حالات میں تاک عرف تاس گوجروں کے اقتدار و اعزاز شاہنشاہی کے واقعات معلوم ہو سکتے ہیں حال ہی میں ان کی چودہ پشتوں میں جو بادشاہ ہوئے انہوں نے اپنے زعم طاقت سے مظفر کا لقب اختیار کیا، مگر آخر میں وہ خاندان نابود ہو گیا لیکن محمود تغلق کے زمانہ میں محمود کے بھتیجے فیروز تغلق پر ایک ایسی واردات کا اثر پڑا کہ تاس خاندان کی سوئی ہوئی قسمت پھر جاگ اٹھی، لیکن اب اس کا نام و خطاب اصل نہ تھا بلکہ کچھ اور کا اور ہو گیا، یعنی یہ خاندان مذہب اسلام میں داخل ہو گیا اور اس کے سب رویئے بدل گئے۔

تاس خاندان میں سہارن وہ شخص تھا جس نے کے سب سے پہلے مذہب اسلام میں داخل ہو کر اپنی قوم و نسل کو چھپانے کے لئے اپنا خطاب وجیہ الملک رکھا، اس کا بیٹا مظفر خان تھا جو گجرات کا صوبیدار تھا جس زمانہ میں امیر تیمور نے ہندوستان پر حملہ کیا تو اس وقت مظفر خان کو اس کے مربی فیروز شاہ تغلق نے گجرات کی صوبہ داری عطا کی اتفاق سے فیروز شاہ تغلق کے پایہ حکومت کمزور پڑ گئے، اور جا بجا انقلابات زمانہ نے اپنا نیا رنگ دکھانا شروع کیا اس عالم آشوب میں مظفر خان نے موقعہ اور وقت کو غنیمت سمجھ کر مظفر کا خطاب اختیار کیا اور

Marfat.com

فوراً گجرات کے اورنگ جہانبانی پر قدم ہمت جما لئے، غرض مظفر خان آزاد و خود مختار ہو کر اکیس برس تک ملک گجرات پر حکومت کرتا رہا، اور آخر اپنے پوتے احمد کے ہاتھوں قتل ہوا جس کے بعد احمد پھر سریر آرائے تخت ہو کر ملک گجرات پر حکومت کرنے لگا، جب احمد مسند خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے گجرات کے پائیہ تخت شہر انہل واہ کا سابقہ نام تبدیل کر کے اس کا جدید نام اپنے نام پر احمد آباد رکھا یہ شہر مشرق میں واقع ہے اور بہت ہی شاندار و بارونق ہے۔آمدم برسر مطلب۔مؤرخانِ ہند لکھتے ہیں کہ جب گجرات پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تو مختلف بادشاہوں نے یکے بعد دیگرے اپنی طرف سے نائب گجرات مقرر کئے لیکن ان نائبوں میں سے کسی نائب سے بھی اچھی طرح اس ملک کا نظم و نسق نہ ہو سکا، فیروز شاہ تغلق کے بعد غیاث الدین تغلق نے فرحت الملک کو والی گجرات بنا کر بھیجا، جس نے وہاں پہنچ کر ہندوؤں سے بہت عمدہ سلوک کیا لیکن بعد میں یہ باغی ہو کر مکمل آزادی حاصل کرنے کے درپے ہوا، اور اس نے اپنے سیاسی اغراض کو مدنظر رکھ کر اور اپنے ارادوں میں پوری طرح کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہندوؤں کے مذہب کو مدد دینی شروع کی جس مدد کی وجہ سے متعصب مسلمانوں کو اس بات سے بہت خطرہ پیدا ہوا اس لئے اس کے بعد غیاث الدین تغلق نے تاس گوجروں کے ایک سردار کو جو کہ مذہب اسلام قبول کر چکا تھا لقب مظفر خان عطا کر کے صوبیدار گجرات مقرر کیا، اور اس کو اس نے وہی کلغی و نشان عنائیت کئے جو کہ صرف بادشاہ ہی پہنتے ہیں مظفر خان جب گجرات میں داخل ہوا تو اس کی لڑائی فرحت الملک سے مقام سدھ پور پر ہوئی جس میں فرحت الملک مارا گیا اور مظفر خان دار الخلافہ انہلواڑہ پر قابض ہو کر ملک گجرات کا گورنر بنا، مظفر خان نے گجرات کا گورنر ہوتے ہی ہندو امیروں کی جو کہ خود مختار تھے اور ہمیشہ حاکم گجرات کو تنگ کیا کرتے تھے طاقت کو کمزور کرنے کے لئے اپنی تمام

Marfat.com

فوج کو ادھر اُدھر بھیجنا شروع کر دیا، پہلے اس نے شہر اریدر پر حملہ کیا اور پھر اس کا محاصرہ کر کے شہر کے باشندوں کو اتنی مدت بھوکے رکھا کہ وہ بلی اور چوہے کھانے پر مجبور ہو گئے، آخر حاکم ایدر نے آ کر مظفر خان کو عاجزانہ سلام کر کے باشندوں کی جانوں کے بخشنے کا سوال کیا اور بہت سے جواہرات مظفر خان کی نظر کر کے حاکم ایدر نے اطاعت منظور کی ایدر سے واپس آتے ہوئے اس کو معلوم ہوا کہ حاکم جیرند نے بھی مسلمانوں کی اطاعت سے منہ موڑ لیا ہے اس لئے اس پر بھی اس نے چڑھائی کر دی، آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حاکم جیرند نے بھی خراج دینا منظور کر لیا، مظفر خان کو وہاں مندروں میں جو بُت دکھائی دیئے، اُن سب کو اس نے توڑ کر تباہ و برباد کر کے ان کی جگہ بہت سی مساجد تعمیر کیں تیسری بار پھر اس نے مندل گڈھ کو فتح کیا، اس کے بعد اجمیر خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت کو گیا اور وہاں سے آتے وقت جلواڑہ کے مندروں کو توڑا، اور اُن سے بہت سا روپیہ وصول کر کے واپس ہوا، مظفر خان نے ۱۳۹۸ء میں پھر وائی ایدر پر حملہ کر کے اس سے خراج وصول کیا۔

الحاصل تیمور کے حملے کے وقت دہلی کی حالت بالکل ابتر ہو گئی تھی اور بہت سے تخت کے دعویدار اٹھے تھے جن میں سے مظفر خان اور اس کا بیٹا بھی شامل تھا، لیکن پھر اس نے اس ارادہ کو چھوڑ کر یہ کیا کہ خود اپنی جگہ یعنی گجرات میں خود مختاری کا اعلان کر کے مظفر شاہ کا لقب اختیار کیا اور اپنے نام کا سکہ جاری کر کے تمام گجرات پر حکومت کرنے لگا اس کے بعد پھر مظفر خان نے ۱۴۰۲ء میں مقام دئیو اور سومنات کے راجہ پر بہت زبردست فتح پائی مظفر خان کا آخری معرکہ ہوشنگ والئے مالوہ سے ہوا جس میں ہوشنگ کو شکست نصیب ہوئی اور آخر کار وہ گرفتار کیا گیا، ۱۴۱۱ء میں آخر مظفر خان بھی فوت ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا احمد شاہ متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا ۱۴۱۱ء میں جب احمد شاہ تخت نشین ہوا تو اس

Marfat.com

وقت اس کا چچا زاد بھائی فیروز خان بھی دعویدار تخت ہوا اور بھروچ میں جا کر سات آٹھ ہزار فوج فراہم کر کے احمد شاہ کے خلاف اس نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا آخر معمولی لڑائی کے بعد یہ بغاوت فرو ہوگئی، اور احمد شاہ نے اس مقام پر جہاں اس نے اپنے چچا زاد بھائی فیروز خان پر فتح پائی تھی اس فتح کی یاد میں وہاں ایک شہر اپنے نام پر آباد کر کے اس کا نام احمد آباد رکھا، پھر ۱۴۱۲ء میں والی ایدر کی مدد سے فیروز خان نے سرکشی اختیار کی اس دفعہ بھی احمد شاہ کی آمد پر دونوں شہر رنگ پور کی طرف بھاگ گئے جو کہ وہاں سے دس میل کے فاصلہ پر تھا جب وہاں بھی محاصرہ کیا گیا تو پھر وہاں سے دوڑ کر کہیں دور دراز جگہ نکل گیا، احمد شاہ نے پھر سلطان ہوشنگ والئی مالوہ سے جنگ شروع کی، جو کہ ہمیشہ باغیوں کی مدد کیا کرتا تھا، آخر بادشاہ کو کامیابی حاصل ہوئی اور ہوشنگ نے راجہ سورت کے پاس جا کر پناہ لی جس کے بعد احمد شاہ کو راجہ سورت کی سرکوبی کا خیال پیدا ہوا۔

سورت کا علاقہ نہایت شاداب و سرسبز ہے اور ہندوؤں کو اس علاقہ کی طرف دیکھ کر دلی ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے، اس علاقہ میں ہزاروں مندر اور تیرتھ ہیں جن کی جاترا کے لئے لاکھوں ہندو سورت میں جاتے ہیں، احمد شاہ کو بھی علاقہ سورت اور خصوصاً قلعہ گرنار جو کہ بعد میں جونا گڈھ کے نام سے مشہور ہوا، دیکھنے کا شوق تھا آخر اس کو اس کے دیکھنے کا فوراً موقعہ مل گیا کیونکہ وہاں کے راجہ نے اس کے دشمن ملک شیر کو پناہ دی تھی، اس لئے اس پر احمد شاہ نے حملہ کر دیا ہندو راجہ کی فوج کو آخر مسلمانوں کی تلوار نے شکست فاش دی اور ہندو راجہ نے احمد شاہ کی اطاعت قبول کر کے خراج دینا منظور کیا ان فتوحات کے علاوہ اور چھوٹے چھوٹے امراء کے خلاف احمد شاہ نے لشکر کشیاں کیں، اور ان سب کو اپنی اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا۔

احمد شاہ کے زمانہ میں لوگوں نے مذہب اسلام کو قبول کیا اور وہ لوگ

Marfat.com

مسلمان زمینداروں کے نام سے مشہور ہوئے گُوجروں کے خاندان بکھیلا کی تباہی کے بعد دو شخص بنام جیچٹی اور وردجی نے جو اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے ڈیڑھ سو سوار کی مدد سے احمد آباد تک ڈاکہ اور رہزنی کا کام شروع کر دیا احمد شاہ نے ان کے خلاف بہت کوشش کی مگر اس کو چنداں کامیابی نہ ہوئی لیکن ان دونوں بھائیوں کا بھی بہت سا نقصان ہوا اور ان کی حالت یہاں تک خراب ہوگئی تھی کہ ان کو کئی کئی دن تک کھانا میّسر نہ ہوتا تھا، اس لئے وہ دونوں بہت کمزور ہوگئے آخر کچھ دنوں کے بعد اچانک ان کے سواروں میں ایک گوجر راجپوت آن شامل ہوا جس نے کہا کہ میں تین دن کے اندر تمہارا تمام علاقہ بادشاہ سے واپس دلوادوں گا۔ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ احمد شاہ کی بیگم گاڑی پر سوار ہو کر کسی بزرگ کی زیارت کے لئے جارہی تھی اور اس وقت اس کے ہمراہ بہت سے سپاہی تھے جب وہ مزار کے نزدیک پہنچی تو سب سپاہی مزار کے باہر اس کے پیچھے کھڑے رہے جس وقت وہ بیگم صرف اکیلی زیارت کو اندر گئی تو اس وقت دونوں بھائی جیٹجی اور وروجی بھی بمعہ اپنے سواروں کے بیگم صاحبہ کے نزدیک پہنچ گئے اور اس کو گرفتار کرنے لگے بیگم صاحبہ نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کیوں مجھے گرفتار کرنے لگے ہو یہ سُن کر اُن دونوں بھائیوں نے کہا کہ ہم دونوں بھائی بکھیلا نسل کے گُوجر ہیں، بیگم نے کہا کہ اگر تم میری گاڑی چھین کے لے گئے تو میں مارے شرم کے مر جاؤں گی، اور تمہیں بھی کچھ ہاتھ نہ آئے گا ہاں البتہ اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو میں تمہیں تمہاری جاگیر تمہیں واپس دلوا دوں گی، غرض بیگم نے قسم اٹھا کر اس وعدے پر اُن سے خلاصی حاصل کر لی، اس وعدے کے بعد جب بیگم کے سپاہیوں نے ان کو دیکھ لیا تو وہ ان سواروں پر حملہ کر ان کو گرفتار کرنے لگے لیکن بیگم نے کہا کہ چونکہ میں ان سے وعدہ کر چکی ہوں اس لئے اب ان کو کسی قسم کا کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے۔

Marfat.com

جب بیگم اپنے گھر گئی تو احمد شاہ بادشاہ نے اس ماجرا کے متعلق اس سے حالات دریافت کئے تو بیگم نے سب حالات اس کے آگے بیان کر دیئے، احمد شاہ نے اپنی بیگم کے وعدہ کو پورا کرنا چاہا، اور ان دونوں بھائیوں کو فاخرانہ لباس سے عزت بخشنے کا وعدہ کیا، آخر ان دونوں بھائیوں کو دو تین واقعات سے پورا یقین ہو گیا کہ بادشاہ اور بیگم کے وعدوں میں کوئی دغا و فریب معلوم نہیں ہوتا، اس لئے وہ دونوں بھائی دربار شاہی میں آ کر حاضر ہو گئے اور جیسا کہ ان سے وعدہ کیا گیا تھا اس وعدے کے مطابق ان سے سلوک کیا گیا اس کے بعد ان کی بہن جو کہ حسن و جمال میں شہرہ آفاق تھی احمد شاہ سے بیاہی گئی انہی دنوں میں بھولا سامنٹ سنگھ نے دونوں بھائیوں کو طعنہ مارا کہ انہوں نے اپنی بہن کو مسلمان سے بیاہ دیا ہے انہوں نے یہ طعنہ سن کر احمد شاہ کو اس بات کی خبر دی کہ سامنٹ سنگھ کی بیٹی بہت حسین .و خوبصورت ہے بادشاہ کو چاہیے کہ سامنٹ سنگھ کو دام میں لا کر اس کی بیٹی سے نکاح کرے ان کے کہنے سے سامنٹ سنگھ کو بھی دربار شاہی میں لایا گیا، آخر اس نے بہت مشکل سے اس بات کو منظور کیا کہ وہ بھی اپنی لڑکی کو بادشاہ سے بیاہ دے گا لیکن جب شادی کا موقع آیا اور بادشاہ بمعہ اپنے سپاہیوں کے اس کے بُلانے پر جب اس کے گھر گیا تو اُس نے بادشاہ سے خوب مقابلہ کیا اور شکست کھا کر کسی اور طرف کو بھاگ گیا، دیر تک وہ اُس طرح بادشاہ سے مقابلہ کرتا رہا آخر جس کا انجام یہ ہوا کہ احمد شاہ نے اُس کو اُس کی جاگیر واپس دینے کا وعدہ کر کے فساد کو رفع دفع کیا۔

کچھ سالوں کے بعد جب ان دونوں بھائیوں کی بہن لیلا دیوی فوت ہو گئی تو بادشاہ احمد شاہ کو اس کے مرنے کا بہت افسوس ہوا جس کے بعد پھر اس نے برہمنوں کو مختلف اطراف میں اس لئے بھیج دیا کہ وہ لیلا دیوی جیسی کوئی خوبصورت لڑکی اور تلاش کریں آخر بہت مدت کے بعد ایک برہمن نے راجہ

Marfat.com

چتوڑ کے گھر میں ایک ایسی خوبصورت لڑکی دیکھی جو واقعی لیلا دیوی جیسی تھی جب اس نے احمد شاہ کو خبر دی تو احمد شاہ نے یہ خبر سنتے ہی راجہ چتوڑ کو حکم بھیجا کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کر دے لیکن راجہ چتوڑ نے اُس سے انکار کیا اس لئے احمد شاہ نے اُسے گرفتار کر کے قید کر دیا لیکن جب لڑکی کی ماں کو راجہ کی قید کا حال معلوم ہوا تو اُس نے راجہ کی رہائی کی خاطر لڑکی کو دربار شاہی میں احمد آباد بھیج دیا جس پر احمد شاہ نے راجہ چتوڑ کو رہا کر دیا جب راجہ کو اپنی رہائی کا سبب معلوم ہوا تو اُس نے اپنی رانی پر بہت ناراضگی کا اظہار کیا اور خود شرم کے مارے اپنے آپ کو ایک بلند مکان سے گرا دیا جب مکان سے گرنے پر بھی اس کی جان بچ گئی تو اُس نے اپنے پیٹ میں خنجر مار کر اپنا خاتمہ کر لیا، راجہ کی وفات پر احمد شاہ نے اس کے دونوں لڑکوں کو دربار شاہی میں بلایا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ ان کا بڑی عزت سے استقبال کیا جائے گا، جب وہ آئے تو اُن کی بہن نے ان کو بہت ڈانٹا، اور کہا کہ تم میں اتنی بھی غیرت نہیں رہی کہ تمہارا باپ غیرت کی خاطر امر ہو گیا لیکن اس نے بے غیرتی کا داغ اپنے ماتھے پر نہ لگایا بہن کی یہ باتیں سن کر ایک بھائی تو داؤ لگا کر بھاگ گیا اور دوسرے کو بادشاہ نے کہا کہ تم اپنی بہن سے مل کر کھاؤ اُس نے جواب دیا کہ وہ مسلمان ہو چکی ہے ہم اگر بہن سے مل کر کھانا کھائیں گے تو راجپوت اپنی لڑکیاں ہمیں نہ دیں گے، بادشاہ نے کہا کہ تم اس کی پرواہ نہ کرو میں سینکڑوں راجپوتوں کو مجبور کروں گا کہ وہ سب مل کر تمہارے ساتھ کھانا کھائیں چنانچہ اس راجپوت نے مجبور ہو کر نہائیت افسردہ دلی سے اپنی بہن کے ساتھ کھانا کھایا تب احمد شاہ نے بہت راجپوتوں کو بُلا کر اپنے سالہ راجپوت سے کھانا کھانے کا حکم دیا لیکن جب ان راجپوتوں کو اصل واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ سب اپنے گاؤں اور جاگیروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے اس طرح احمد شاہ نے بہت سے راجپوتوں سے جنگیں کیں، جن جنگوں میں سینکڑوں راجپوتوں

Marfat.com

کی جائیں تلف ہوئیں جن راجپوتوں کو اپنی ذات سے علیحدہ کیا گیا تھا وہ اب موسیٰ سلطان کہلاتے ہیں، کیونکہ انہوں نے سلطان کے محل کو ایک قسم کا سلام کیا تھا، وہ ابھی تک ہندو کہلاتے ہیں اور ان کی کچھ رسمیں ہندوؤں کی ہیں اور کچھ مسلمانوں کی سی یہ مردوں کو دفن کرتے ہیں جلاتے نہیں، شادی کے وقت بھی آگ نہیں جلاتے بلکہ نکاح پڑھاتے ہیں جو راجے زبردست تھے لیکن بادشاہ کی ماتحتی قبول کر چکے تھے وہ جی کے لقب سے پکارے جاتے ہیں۔

۱۴۱۸ء میں وائی اسیر اور شار ہوشنگ وائی مالوہ نے دوسرے سرداروں کی مدد سے سلطان پور اور نند پور پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا اور شاہ کو اس طرح کے بہت سے مدافعانہ معرکوں میں شامل ہونا پڑا پہلے شاہ ہوشنگ کو شکست دی جس کے بعد پھر آپس میں صلح ہوگئی، اس کے بعد پھر احمد شاہ نے دوسرے سرداروں کی مثلاً حاکم ایدز اور چمپا نیر کی سرکوبی کی اور وائی چمپانیر نے خراج دینے کا وعدہ کیا، اس کے بعد پھر احمد شاہ نے اپنے ملک کی حدود وغیرہ قائم کیں اور مختلف جگہوں میں قلعے تعمیر کئے جن میں سے جنورا اور شوپور قابل ذکر ہیں کچھ دیر تک گجرات اور مالوہ کی آپس میں جنگ رہی احمد شاہ اگرچہ کامیاب رہا تاہم اس سے اس کا بہت سا نقصان ہوا، والی ایدر نے احمد شاہ کو پھر تنگ کرنا شروع کیا احمد شاہ نے اس کے سر کے لئے انعام رکھ کر یہ اعلان کیا کہ جو شخص اس کو قتل کر کے اس کا سر لائے گا اس کو بہت سا انعام دیا جائے گا حاکم ایدر ایک دن پہاڑوں میں سے گزر رہا تھا گھوڑے پر سے گر کر پتھر پر آپڑا، اور ایسی چوٹ لگی کہ اس کے صدمے سے جاں بحق ہوگیا اس کے بعد پھر دکن کے بہمنی راجہ سے احمد شاہ کی جنگ ہوئی جس میں احمد شاہ کو فتح نصیب ہوئی اور وہاں کے راجہ نے اپنی لڑکی حرم شاہی میں بھیج دی، احمد شاہ سے پہلے کسی حاکم گجرات کے پاس اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ ملک دکن میں اتنی دور جا کر لشکر کشی کرتا۔

Marfat.com

اس میں شک نہیں کہ خاندان انہلواڑہ کی حکومت دور تک دکن میں پھیلی ہوئی تھی اور کورن وگیلا دیر تک خاندیس کے شمال میں حکومت کرتا رہا انہلواڑہ کی بڑی طاقت کا اس سے صاف پتہ چلتا ہے جس کے ذریعے سدھ راج نے اتنا علاقہ فتح کیا، بہمنی سلطان نے پھر سر اٹھایا جس پر احمد شاہ نے پھر دوبارہ لشکر کشی کی اس وقت تمام دکن ایک طرف تھا لیکن آخر کار دکن کے سپاہیوں کو شکست فاش ہوئی، اور احمد شاہ اپنے ساتھ بہت سے جواہرات اور لوٹ کا مال لے کر آیا، سلطان بہمنی نے سہ بارہ ۱۴۳۱ء میں بدلہ لینے کی خاطر خاندیس پر حملہ کیا، احمد شاہ نے بذات خود اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست فاش دی اس کے علاوہ راجپوتانہ اور بہت سے دوسرے علاقوں کے سرداروں سے بھی اس نے خراج وصول کیا، آخر ۱۴۴۳ء میں احمد شاہ اس دنیا ناپائدار سے انتقال کر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمد شاہ تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا۔ محمد شاہ نے تخت نشین ہوتے ہی سب سے پہلے ایدر کے راجہ کے خلاف لشکر کشی کی لیکن اس نے اس سے معافی مانگ لی اور اپنی لڑکی کو حرم شاہی میں بھیج دیا، ۱۴۴۹ء میں گنگا داس مائی چمپانیر پر حملہ کیا، تو اس نے شاہ مالوہ سے مدد لے کر اس کا خوب مقابلہ کیا جس پر محمد شاہ واپس گجرات کو لوٹا، جن دونوں سلطان محمد شاہ والئی مالوہ نے گجرات کو فتح کرنے کی دھمکی دی انہیں دنوں میں محمد شاہ والی گجرات مر گیا اور اس کا بیٹا قطب شاہ مسند خلافت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا، قطب شاہ کی تخت نشینی کے وقت حملہ آور دار الخلافہ کے نزدیک پہنچ گیا، جس پر دونوں طرف کی فوجوں میں سخت خون ریزی ہوئی اور شاہ مالوہ شکست فاش اٹھا کر اپنے وطن کو واپس چلا گیا لیکن اس لڑائی کے بعد پھر دونوں کی آپس میں صلح ہو کر یہ طے پایا کہ ہم دونوں مسلمان بادشاہ مل کر اپنے دشمنوں ہندوؤں کے خلاف کاروائی کیا کریں گے۔

راجہ کمبوہ والی میواڑ بڑا طاقتور راجہ تھا جس نے مسلمانوں کے خلاف بڑی

Marfat.com

ہمت سے مقابلہ کیا، اس نے میواڑ کی حفاظت کے لئے چوراسی قلعوں میں سے بتیس قلعے بنائے، شمس خان نے رانا کمبوہ کے خلاف قطب شاہ سے مدد طلب کی کیونکہ قطب شاہ اس کا قریبی رشتہ دار تھا شمس خان کو پہلے تو چنداں کامیابی نہ ہوئی لیکن جب قطب شاہ بذات خود شامل ہوا تو راجپوتوں کو شکست ہوئی اور رانا کمبوہ نے صلح کی درخواست کی جس پر اس سے صلح کر لی گئی، دوسرے سال قطب شاہ نے والئی چتوڑ کے خلاف چڑھائی کر کے قلعہ الوگڈھ پر قبضہ کر لیا جس پر وہاں کے راجہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی رانا کمبوہ نے پھر دوبارہ سر اٹھایا جس کے خلاف قطب شاہ کو پھر لشکر کشی کرنی پڑی جس کے بعد پھر اسی دوران میں قطب شاہ اس جہانِ فانی سے ۱۴۵۸ء میں رخصت ہوا۔

طب شاہ کے بعد اس کا چچا دودو اسکا جانشین ہوا تھا لیکن وہ اپنی نا قابلیت کے سبب زیادہ دیر تک حکومت نہ کر سکا، آخر اس کے بعد اس کا چھوٹا بھائی محمود بیگڑا تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا محمود بیگڑا گجرات کے تمام بادشاہوں میں سے بڑا زبردست بادشاہ تھا تھوڑے عرصے میں اس نے اپنی لیاقت و شجاعت کا ایسا ثبوت دیا کہ اپنے وزیر کی حفاظت کے لئے جس پر کہ باغیوں نے حملہ کیا تھا اس زور اور بہادری سے لڑا کہ باغیوں کو وہاں سے بھاگنا پڑا، اس وقت سلطان محمود کے دوست اُسے مشورہ دیتے تھے کہ تمہیں قلعہ میں جا کر چھپنا چاہیے لیکن اس نے اس بات کو بزدلی سمجھ کر کہا کہ عزت کی موت رسوائی کی زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے تین سالِ عنان حکومت کو ہاتھ میں لینے کے بعد محمود نے خاندیش کی طرف لشکر کشی کی اور وہاں جا کر شاہ بہمنی کو سلطان مالوہ کے خلاف مدد دے کر اس کو بچایا۔ محمود بیگڑا نے سورت کو فتح کرنے کے لئے بڑی وسیع پیمانے پر جنگی تیاریاں شروع کیں محمد تغلق اور خود محمود کے اپنے بزرگوں سے سورت فتح نہ ہو سکا تھا اس لئے محمود بیگڑا نے خیال کیا کہ سورت کی فتح اسی کا حصہ ہے بیش بہا

Marfat.com

جواہرات عرب و ترکستان اور مصر وغیرہ کی ساختہ چیزیں ساتھ لیں تاکہ فتح کے بعد بہادر سپاہیوں کو انعام دیا جائے ترکی اور عربی گھوڑے بھی قریباً دو ہزار کے قریب تھے محمود نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ لوٹ کا مال بھی جنگجو بہادروں کا حصہ ہوگا جب محمود بمعہ اپنے لشکر کے قلعہ گرنار سے اسی میل پر پہنچا تو اس نے اپنے لشکر سے ایک دستہ فوج علیحدہ کر کے اپنے چچا تغلق خان کے ماتحت مہابلا پر دھاوا کرنے کے لئے انتخاب کیا تغلق خان نے راجپوتوں کو بھگا دیا جب راجہ سورت کو معلوم ہوا تو اس نے خود تغلق خان پر حملہ کر دیا اور قریب تھا کہ تغلق خان کو شکست ہو جبکہ محمود خود آپہنچا اور شکست کو فتح میں بدلنے کا موجب ہوا تب راجہ سورت بھاگنے لگا اور بھاگتے ہوئے سخت زخمی ہوا آخر کار اُسے اطاعت قبول کرنا پڑی، اور بادشاہ محمود واپس گجرات کی طرف لوٹا۔

محمود نے دو دفعہ اور ایسے حملے کئے جن کی وجہ سے راجہ سورت نے بغیر جنگ و جدل بہت سا خراج دے کر اس کو واپس لیا آخر کار راجہ سورت کو کہا گیا کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ آپ مسلمان ہو جائیں اتفاق ایسا ہوا کہ ایک دن بہت سے لوگ ایک بزرگ عالم شاہ نامی جو کہ رسول آباد میں رہتے تھے ان کی زیارت کو جا رہے تھے راجہ نے کسی شخص سے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں جا رہے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ یہ لوگ ایک بزرگ کی زیارت کو جاتے ہیں جو کہ ایک خدا کی برتر ہستی کے سوا کسی اور کو قابلِ تعظیم نہیں سمجھتا راجہ مذکور کو یہ جواب بہت پسند آیا اور اُسی وقت اُس بزرگ کی زیارت کے لئے گیا اور وہاں جا کر اس بزرگ سے سوال و جواب لینے کے بعد اُس نے اسلام قبول کیا اس خاندان کے آخری راجہ کا لقب جہاں خان ہوا، غرض اس کام کی تکمیل کے بعد محمود نے سیدوں اور دوسرے طبقے کے علماء کو وہاں آباد کیا، اور وہاں ایک شہر آباد کر کے اس کا نام مصطفٰے آباد رکھا پھر انہی دنوں میں کچھ کے لوگوں نے گجرات پر دھاوے

Marfat.com

کرنے شروع کر دیئے جس پر بادشاہ محمود نے ان سب کی سرکوبی کر کے ان کو مطیع ہونے پر مجبور کیا جس کے بعد پھر جاٹوں اور بلوچوں کے خلاف دُور دریائے اٹک تک فوج کشی کی۔ ۱۵۵۷ء میں یورپ کے تاجروں کی بحری طاقت بہت بڑھ چکی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے گجرات کا بہت ساحصہ آباد ہونے کے لئے فتح کرنا چاہا امیر حسین ترکی بادشاہ بایزید دوم کا بحری امیر البحر ساحل گجرات پر بہت سے جنگی جہاز اور پندرہ سو آدمی لے کر اُترا، محمود شاہ بیگڑا جو کہ اس بات کا خواہان تھا کہ یورپ کے تاجروں کو ملک سے نکال باہر کرے دمن اور موسیٰ جزائر پر جنگی بیڑا لے کر پہنچا ادھر سے امیر الامراد ملک فیاض سلطانی بندرگاہ دیو سے پرتگیزوں کی سرکوبی کے لئے گیا اور کچھ میل بمبئی سے جنوب کی طرف پرتگزی بیڑے نے حملہ کیا لیکن تاس گوجروں کو فتح نصیب ہوئی، اور پرتگیزی بیڑا اپنے چار ہزار پرتگیزی سپاہیوں کو ساتھ لے کر وہاں سے بھاگ نکلا، سلطان محمود بیگڑا احمد آباد گجرات کے تمام بادشاہوں سے زیادہ مشہور بادشاہ گزرا ہے وہ مسلمانوں کے لئے ایسا ہی تھا جیسا کہ سدھ راج ہندوؤں کے لئے تھا اس کی ذاتی شجاعت و طاقت انصاف وسخاوت اور شریعت پر عمل یہ تمام باتیں قابلِ ستائش ہیں اس نے مصطفیٰ آباد اور محمود آباد بسائے، میوہ دار درخت باہر کے علاقوں سے دیہات اور شہروں میں اسی بادشاہ نے لگائے، قلعہ گرنار اور چمپانیر اس نے فتح کیا اور اسی لئے اس کو بیگڑا کہنے لگا کیونکہ بیگڑا کے معنی ہیں دو قلعے بی کے معنے دو اور گڑھ کے معنے ہیں قلعے۔ الغرض اس کی موت کے متعلق میرات احمدی میں لکھا ہے کہ یہ ۱۵۱۰ء میں پٹن کی طرف روانہ ہوا، اور وہاں جا کر اس نے تمام امیروں کو بلا کر کہا کہ اب میرے کوچ کا دن قریب آچکا ہے پٹن سے چار دن میں واپس احمد آباد آیا اور شیخ احمد فتو کے مزار پر آکر بہت رویا اور اپنی قبر پر جو کہ شیخ کے مزار کے نزدیک ہے پہلے ہی کھدوا رکھی تھی، آکر اپنے

Marfat.com

گناہوں پر خیال کر کے گریہ وزاری کی اور خدا سے توبہ کر کے مغفرت چاہی احمد آباد میں آ کر پھر وہ بیمار ہوا، اور تین مہینے بیمار رہنے کے بعد خلیل خان کو بڑودہ سے بلا بھیجا، اس کو اپنی موت کی خبر دے کر اس جہاں سے سوموار کے دن تیسری ماہ رمضان ۹۱۷ھ ہجری مطابق ۱۵۱۱ء کو کوچ کیا مرنے کے بعد اس کو اپنے مقبرہ میں دفن کیا گیا جو کہ آج سیر کھیج میں موجود ہے۔

محمود بیگڑا کے بعد اس کا بیٹا مظفر ثانی تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا اور عنانِ حکومت ہاتھ میں لیتے ہی سلطان مالوہ نے اس سے مدد کی درخواست کی کیونکہ سلطان مالوہ کے وزیر مدنی راؤ کی طاقت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ سلطان صرف برائے نام بادشاہ تھا سلطنت کا تمام کاروبار وزیر کے قبضے میں ہو گیا عین الملک گورنر انہلواڑہ پٹن کو احمد آباد کی طرف روانہ ہونے کے لئے حکم ہوا راٹھوروں نے موقعہ پا کر عین الملک کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھانا چاہا راؤ بھان والئے ایدر نے اردگرد کا تمام علاقہ لوٹ مار سے برباد کر دیا، عین الملک واپس ہو کر اس کو سزا دینے کے لئے آیا لیکن شکست کھائی اس پر مظفر شاہ ثانی نے چڑھائی کر کے اس کی سرکوبی کی علاقہ ایدر کو اچھی طرح سے لُوٹا گیا، جب راؤ بھان کو شکست ہوئی تو وہ پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا آخر راؤ بھان نے ایک برہمن کے ذریعے بادشاہ کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ بہت سا خراج ادا کرے گا اس وعدہ کا عملی ثبوت دینے کے لئے راؤ نے بہت سا مال بھیج دیا مظفر ثانی نے مالوہ کی طرف پھر شاہ مالوہ کی مدد کے لئے فوج کشی کی راؤ کے بعد اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا لیکن اسے رانا سانگا، والئے چتوڑ نے مسند ریاست سے اتار کر اس کی جگہ اپنے داماد رامِلجی کو شکست دے کر بارمل کو دوبارہ تخت پر بٹھایا لیکن نظام الملک نے بہت دور تک پہاڑیوں میں رامِلجی کا تعاقب کیا جہانکہ رامِلجی کے قابو میں آ گیا، اور شکست کھا کر واپس ہوا مالوہ میں مظفر شاہ ثانی نے سلطان

Marfat.com

مالوہ کو راجپوتوں کے خلاف مدد دیکر تخت پر بٹھایا جس پر سلطان مالوہ نے اس کا بہت شکریہ ادا کیا مظفر شاہ جب واپس دار الخلافہ میں آیا تو اس نے دیکھا کہ علاقہ پٹس اور شہر گلواڑہ کو راملجی نے تباہ کر رکھا ہے۔ نصرت الملک نے اس کو شکست دی جس کے بعد راملجی کچھ دن بیمار رہنے کے بعد مر گیا، اور برمال مالک ایدر ہوا اس وقت مباذر خان کو نصرت الملک کی جگہ مقرر کیا گیا، ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص نے مباذر خان کے روبرو رانا سانگا کی بہت تعریف کی جس پر مباذر خان بہت خفا ہوا، اس نے ایک کتے کا نام رانا سانگہ رکھ دیا، جب رانا سانگا کو معلوم ہوا تو اس نے غصّہ کے مارے اسی وقت علاقہ ایدر پر چڑھائی کر دی بہت سے راجپوتوں نے اس کی مدد کے لئے جانیں تک نچھاور کرنے کا عہد کر لیا اور تھوڑے میں تمام گردونواح کے علاقوں میں لوٹ مچا دی راجہ درگور نے بھی اس کا ساتھ دیا والئی ایدر نے مباذر خان کی مدد کے لئے کوئی کمک نہ بھیجی، مباذر خان ایدر کو چھوڑ کر احمد نگر کی طرف چلا گیا رانا نے وہاں بھی اس کا تعاقب کیا پھر وہاں مسلمانوں اور راجپوتوں کی لڑائی ہوئی۔

جن دنوں بابر بادشاہ مغلوں کی فوج لے کر حدود دہلی میں آیا تھا انہی دنوں میں گجرات میں قحط عظیم پڑا ہوا تھا اور انہی دنوں میں مظفر شاہ ثانی بھی اپنے بیٹے بہادر خان کی مفارقت میں نہایت مغموم ہو کر بیمار ہو گیا تھا اور ہر روز اسکا مرض بڑھتا گیا، ایک دن سلطان مظفر شاہ نے نہایت رِقت کے ساتھ اپنے بیٹے بہادر خان کو یاد فرمایا ایک شخص نے فرصت پا کر عرض کیا کہ لشکر سلطانی کے دو فرقے ہو گئے ہیں ایک گروہ شاہزادہ سکندر خان کو چاہتا ہے اور دوسرا لطیف خان کی طرف مائل ہے سلطان نے کہا کہ شہزادہ بہادر خان کی بھی خبر آئی ہے یا کہ نہیں عقلمندوں نے اس سے یہ گمان کیا کہ وہ شاید شہزادہ بہادر خان کو ولیعہد بنانا چاہتا ہے مگر وقت کی ضرورت کے سبب مظفر شاہ نے دوم جمادی الاوّل

Marfat.com

۹۳۲ھ میں سکندر خان کو بلا کر ولیعہد کیا اور اس کو اس کے بھائیوں کے حق وصیّت کر کے رخصت کیا پھر جمعہ کے روز اس دنیا ناپائدار سے انتقال کیا۔

مظفر شاہ ثانی نے چودہ سال نو ماہ حکومت کر کے چھپن برس کی عمر میں اس دنیا سے انتقال کیا تھا اس کے بعد اس کے خاندان میں گیارہ سال تک حکومت رہی، اس عرصہ میں مظفر شاہ کے بیٹے سکندر خان ولطیف خان اور نصیر خان و بہادر خان یکے بعد دیگرے تخت سلطنت پر متمکن ہو کر حکومت کرتے رہے ان چاروں بھائیوں میں سے سب سے زیادہ عقلمند اور کامیاب حکمران بہادر شاہ ثابت ہوا جس نے کہ اپنے باپ کی مسند پر قبضہ کر کے بہت دیر تک حکومت کی اس نے اپنی زندگی میں بہت سے جنگ کئے جن میں وہ فتح یاب ہوتا رہا پرتگیزوں اور ہمایوں بادشاہ سے بھی اس کی لڑائیاں ہوئیں لیکن ہمایوں بادشاہ نے اس کو ایک ایسی شکست فاش دی جس شکست کی وجہ سے اس کا دبدبہ جاتا رہا اور ملک میں فتنہ وفساد شروع ہوا آخر ۹۴۳ء میں پرتگیزوں نے دھوکے سے بہادر خان کو شہید کر کے تاس گوجروں کی حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔

شجرہ شاہانِ تاس گوجر

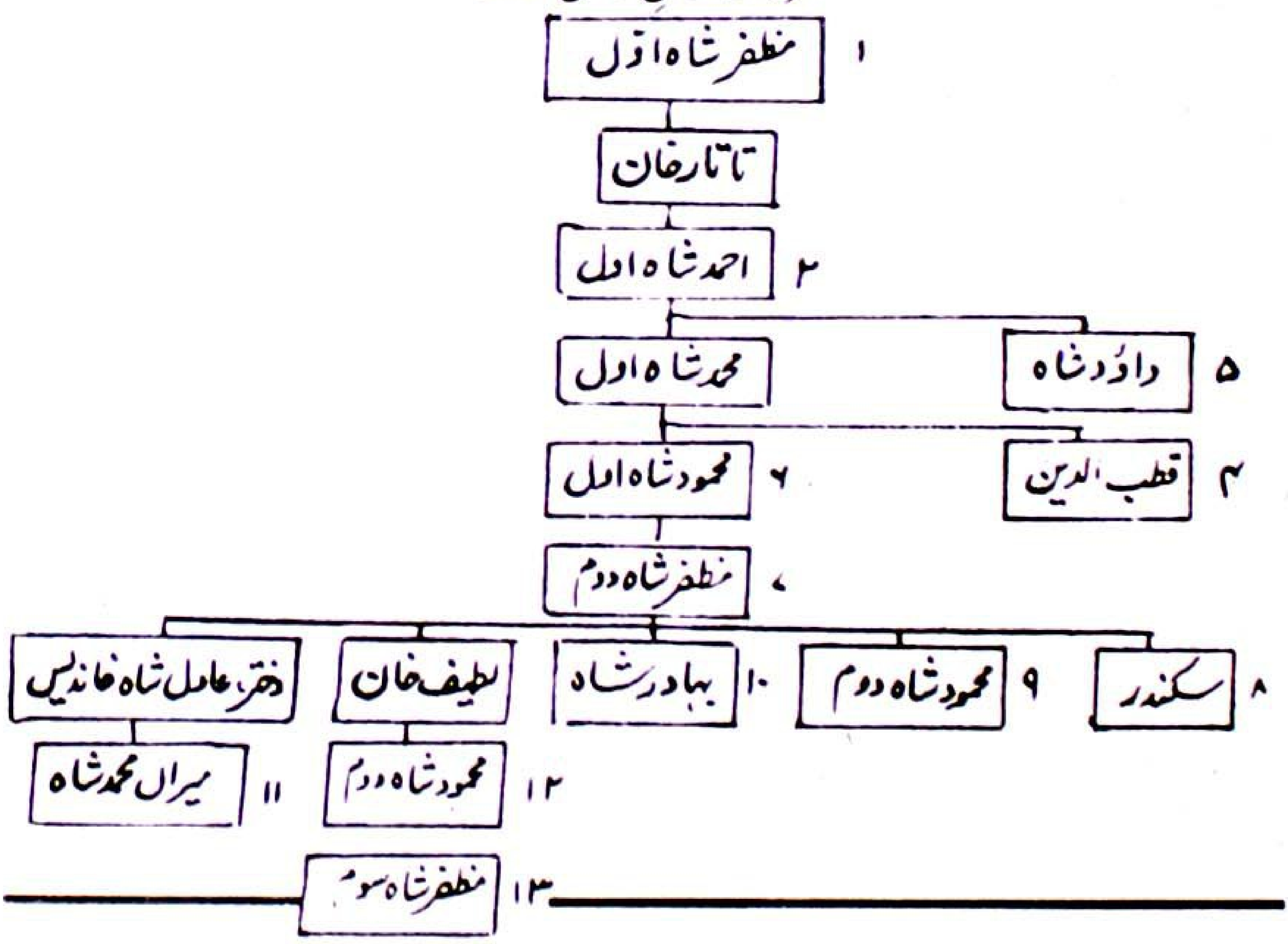

Marfat.com

فصل چہارم

متفرقہ حالات

یہ فصل کسی خاص گوت یا خاندان کے حالات نسب کے لئے مخصوص نہیں بلکہ اس فصل میں چند متفرقہ حالات اور واقعات ان خالص گوجر بہادروں کے لکھے جاتے ہیں جن کے آباؤ اجداد اور وہ خود گوجر کہلانا پسند کرتے رہے، اور جن کی اولاد آج بھی لقب گوجر کو اپنے لئے طغرائے امتیاز سمجھتی ہے اب ہم ان چند واقعات کو بمعہ تاریخی حوالوں کے تحریر کرتے ہیں۔

گوجروں کا حفاظت وطن میں مسلمان حملہ آوروں کی مدافعت کرنا

اجتماعی حیثیت میں گوجروں کی سیاسی و جنگی طاقت ہُن قوم اور گپتا راجاؤں سے مقابلے کر کے اور کچھ آپس کی خانہ جنگی سے مسلمانوں کے آنے کے پیشتر ہی اصل میں فنا ہو چکی تھی مگر انفرادی حیثیت میں پھر بھی ان کی بڑی بڑی ریاستیں و حکومتیں ملک ہند میں موجود تھیں، جو یہ تبدیل لقب راجپوت ملک ہند پر اس وقت حکومت کرتی تھیں، ان گوجر راجپوت ریاستوں کے علاوہ کہیں کہیں ملک ہند میں اُن خالص اور بہادر گوجروں کی ریاستیں و حکومتیں بھی پائی جاتی تھیں جنہوں نے کہ اپنے آبائی لقب گوجر کو ابھی تک تبدیل نہیں کیا تھا سب سے پہلے انہی بہادر اور خالص گوجروں نے مسلمان حملہ آوروں کا مقابلہ کر کے حفاظت وطنی کا حق ادا کیا تھا۔

چنانچہ جب مہلب ابن صفیرہ ۴۴ھ میں ملک ہند پر حملہ آور ہوا تو اوّل انہی گوجروں نے جن کی حکومت کہ اس وقت مقام بیلہ علاقہ بلوچستان میں واقع تھی، مہلب کا مقابلہ کر کے اس کی سخت مدافعت کی مگر ان کو شکست نصیب ہوئی

Marfat.com

اور مہلب جارحانہ اقدام کرتا ہوا سرحد ہندوستان میں داخل ہوگیا، جس کے بعد مہلب نے لَس بیلہ پر قبضہ کر کے اس علاقے کی حکومت گوجروں سے چھین کر قوم براہ کو جو اس کی معاون اور مددگار تھی حوالے کر دی۔

۹۲ھ مطابق ۷۱۴ء میں حجاج حاکم بصرہ کے حکم سے جب محمد بن قاسم ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اس وقت بھی مقام لَس بیلہ پر قوم براہ کی معیت میں قوم گُوجر نے محمد بن قاسم کا مقابلہ کیا لیکن بدقسمتی سے اس دفعہ بھی دونوں قوموں کو شکست فاش ہوئی اور محمد بن قاسم فتح کا پھریرہ اڑاتا ہوا سرحد ہندوستان میں داخل ہوگیا بحوالہ تاریخ رئیسانِ لس بیلہ، غرض جب بھی مسلمانوں نے ہندوستان پر حملہ کیا تو گُوجر قوم نے ان کی سخت مدافعت کی چنانچہ جب سلطان محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری وغیرہ ہندوستان پر حملہ آور ہوئے تو اس وقت بھی گوجر قوم نے ان کا مقابلہ کر کے حفاظت وطن کا حق ادا کیا۔

رانی کشمیر سے ایک گُوجر کی شادی

تو نگ نام ایک گُوجر علاقہ پونچھ متصل کشمیر کا رہنے والا تھا اور وہ بڑا بہادر، خوبصورت اور رسیلہ جوان تھا ایک دفعہ ریاست پونچھ کی طرف سے وہ بطور ایلچی خط لے کر کشمیر کی رانی ویدا نام کے پاس گیا، جوان دنوں کشمیر پر بڑی شان سے حکومت کرتی تھی، تو نگ کے حسن جمال کو دیکھ وہ رانی اس پر عاشق ہوگئی کیونکہ ویدارانی بیوہ تھی، اس لئے اس نے تو نگ کو وزیر اعظم کے منصب جلیلہ پر مامور کر کے پھر اس کے ساتھ نکاح کر لیا جس کے بعد تو نگ کا ستارہ اقبال روز افزوں ترقی کرنے لگا، اور وہ گُوجر سے رانا اور رانا سے راجہ بن گیا، پھر انہی دنوں میں پرتھی راج حاکم راجوڑی نے سرکشی اختیار کی جس پر ویدا رانی نے تو نگ گُوجر کو ایک لشکر جرار دے کر اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا جس نے کہ بڑی خودسری اور عالی حوصلگی سے کئی ایک خونریز لڑائیوں کے بعد پرتھی راج کو شکست

Marfat.com

فاش دے کر راجوڑی کو آگ لگا دی اور راجہ کو گرفتار کر لیا۔

ویدارانی کے آخری دور حکومت یعنی ۱۰۱۵ء میں سلطان محمود غزنوی نے کشمیر پر حملہ کیا جس کی مدافعت کے لئے رانی نے پھر تونگ گوجر کو روانہ کیا لیکن سلطان محمود کی فوج راستہ بھول گئی اور جاڑا سر پر آن پہنچا، برف گرنے لگی بہت سے آدمی بھی ہلاک ہوئے اور سلطان محمود بغیر جنگ بہت سی زحمت اٹھا کرنا کام واپس چلا گیا، اس کے بعد رانی کو بھی موت کا دھیان آیا، اور وہ ولیعہد کی تلاش ہوئی، کیونکہ اس کے سابقہ خاوند کی اولاد سے جس کی سلطنت کی یہ مالک بنی تھی کوئی وارث تخت باقی نہ رہا تھا،اس لئے اس نے اپنے بھتیجے سنگرام دیو کو سنگرام راج کا خطاب دے کر ولیعہد مقرر کیا، جس کے بعد جلدی ہی ویدارانی کو اٹھارہ سال چار ماہ اور آٹھ دن کی خود مختار حکومت چھوڑ کر روانہ عدم ہونا پڑا۔

۱۰۱۷ء میں دیدارانی کا بھتیجا سنگرام راج تخت پر بیٹھا اُس نے وزیر تونگ گوجر کو منصب مدارالمہامی عطا کیا، اور خود عدل و انصاف سے حکومت کرنے لگا تونگ گوجر کا عروج برہمنان پرسپور کو مرغوب خاطر نہ ہوا، اور انہوں نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر کے تمام ملک میں فتنہ وفساد برپا کر دیا لیکن جلدی ہی سب کے سب گرفتار ہوگئے، اور ان کی جاگیریں ضبط ہوگئیں منادروں اور معاہدوں سے نکال کر انہیں بالکل ذلیل وخوار کر دیا گیا، کس کے ہاتھ سے ؟اسی بہادر گوجر کے ہاتھ سے! کن کو ان برہمنوں کو جن کا درجہ بلحاظ مذہب راجوں مہاراجوں سے بھی بڑھا ہوا تھا انہی دنوں میں سلطان محمود غزنوی نے راجہ کالنجر پر حملہ کیا، راجہ ترلوچپال (جیسپال) والئی لاہور جو راجہ کالنجر کے رفیقوں اور تعلق داروں سے تھا اس کی امداد کے لئے لڑائی میں شریک ہوا لیکن باوجود کوشش بلیغ راجہ کالنجر کو شکست نصیب ہوئی، راجہ ترلوچپال (جیسپال) بھی بھاگ گیا اور

Marfat.com

اب اسے اپنی جان بچانے کی فکر پیدا ہوگئی، چنانچہ وہ اپنے ملک سے بھاگ کر ۱۰۲۲ء میں کشمیر پہنچا اور سنگرام راج سے معاونت کا طلب گار ہوا، سنگرام راج نے وزیر تو نگ گوجر کو لشکر جرار دے کر اس کی کمک کے لئے بھجوایا، لیکن سلطان محمود کے مقابلہ میں ان دونوں کی کوششیں رائیگاں گئیں بلکہ سلطان موصوف نے لاہور پر بھی قبضہ کرلیا اور وزیر تو نگ گوجر پشیمان ہوکر واپس آگیا، اس واقعہ سے خطے کشمیر کو اور تو کوئی فائدہ نہ پہنچا مگر اتنا ضرور ہوا کہ اس کی مخالفت نے سلطان کی ۱۰۱۵ء کے حملہ کشمیر کی ناکامیابی کے زخم پر از سر نو نمک چھڑک دیا، اور پھر والئی کشمیر اور اس کا وزیر ان کی نگاہوں میں خار کی طرح کھٹکنے لگے چنانچہ دوسرے سال ۱۰۲۳ء میں اس بادشاہ نے دوسری مرتبہ کشمیر پر فوج کشی کی لیکن خلاف توقع اس مہم میں بھی سلطان کو کامیابی نہ ہوسکی بہادر وزیر تو نگ گوجر نے قدرتی مورچوں کی آڑ میں اس جوانمردی سے اولوالعزم بادشاہ کا مقابلہ کیا کہ اس کے دانت کھٹے ہوگئے چنانچہ اس دفعہ بھی تمام ہندوستان کے تہ و بالا کرنیوالے سلطان کو برف باری اور جاڑے کے خوف سے ناکام ہی مراجعت اختیار کرنی پڑی، اس کے بعد سلطان محمود نے وادئی کشمیر پر کوئی حملہ نہیں کیا بلکہ اس ملک کے لق و دق اور ویران جنگلوں اور سر بفلک پہاڑوں میں اوقات ضائع کرنے کی نسبت قنوج اور سومنات وغیرہ کے زرو جواہر سے مالا مال ہونے کی طرف متوجہ ہوا اور ملک کشمیر اس کی خونخوار شمشیر زنی سے بالکل بچ گیا۔

ان واقعات کے بعد راجہ سنگرام راج کی طبیعت میں بھی کسی قدر نخوت اور کدورت نے جگہ کر لی اراکین دولت میں بھی نزاع شروع ہوگیا، وزیر اعظم تو نگ کے جاہ وجلال کے رشک اور حسد نے اکثر لوگوں کو اس کے بھی برخلاف کر دیا کیونکہ کشمیر کا حکمران اصل میں تو نگ گوجر ہی تھا اور سنگرام راج برائے نام راجہ تھا کیونکہ وہ تو نگ کے حکم کے بغیر کوئی کاروائی نہ کرسکتا تھا اس لئے

Marfat.com

مخالفوں نے موقعہ پا کر راجہ کی لاعلمی میں تونگ گوجر کا کام تمام کر دیا تونگ کی وفات نے راجہ کو سخت افسردہ خاطر کر دیا، اور وہ اراکین سلطنت سے بدظن ہو گیا، بحوالہ مکمل تاریخ کشمیر جلد اوّل صفحہ ۲۲۵ مؤلفہ محمد الدین صاحب فوق ایڈیٹر اخبار کشمیری لاہور۔

نہلہ گوجر کا جسراج کھوکھر حاکم ماری کو شکست دینا

شاہان خلجی کے عہد سلطنت میں جو ۱۲۸۸ء سے ۱۳۲۱ء تک رہا ایک شخص جس راج کھوکھر ماری کا حاکم تھا اور جس نے شاہان خلجی کو مالیہ دینے سے انکار کر دیا تھا تب دہلی سے شاہ خلجی نے نہلہ گوجر کے ماتحت ایک دستہ فوج کو بھیجا نہلہ گوجر جس راج سے آکر لڑا اور آخر جسراج کو شکست فاش دینے کے بعد گرفتار کر کے دہلی۔لے گیا جس کے صلہ میں نہلہ گوجر کو ضلع پنجاب گجرات کا حاکم مقرر کیا گیا، اور اس ضلع کے گوجر اسی کی (۱) اولاد ہیں بحوالہ تاریخ گجرات پنجاب صفحہ ۴۳،۴۷ مؤلفہ ایسٹ صاحب بہادر، ڈپٹی کمشنر ضلع گجرات۔

گوجروں نے سیالکوٹ کے قریب بابر بادشاہ کی مدافعت کر کے اس کو واپسی پر مجبور کیا

مولوی ذکاء اللہ صاحب بحوالہ تزک بابری لکھتے ہیں کہ کھوڑی بہلول پور جو دریائے چناب کے کنارے واقع ہے جب یہاں پر بابر بادشاہ اپنے لشکر میں آیا اور اس نے شراب کی محفل آراستہ کی گھوڑوں کو کنارہ آب پر ایک دن آرام

(۱) ایسٹ صاحب کی یہ تحقیق کہ ضلع گجرات کے تمام گوجر نہلہ کی اولاد ہیں صحیح نہیں کیونکہ اس ضلع میں بے شمار گوتوں کے گوجر آباد ہیں اور جن کے مورث نہلہ کے سوائے اور ہیں پھر کس طرح ضلع گجرات کے تمام گوجر نہلہ کی اولاد ہوئے نہلہ کسی ایک گوت کا مورث ہوسکتا ہے نہ کہ تمام گوتوں کا اس لئے ایسٹ صاحب کا یہ کہنا کہ ضلع گجرات کے تمام گوجر نہلہ کی اولاد ہیں غلط ہیں

Marfat.com

دے کر پھر ۱۴ ربیع الاول بروز جمعہ کو وہ سیالکوٹ میں آن پڑا لیکن ہر دفعہ جب بابر بادشاہ ہندوستان میں آتا تھا تو قوم گوجر کے بیشمار بہادر لٹیرے پہاڑوں اور جنگلوں سے نکل کر گائے بیل اور بھینسوں کے لوٹنے کے لئے آیا جایا کرتے تھے اور یہ بد بخت بڑا ظلم کرتے تھے اس سے پہلے یہ ولایت باغی تھی اور اس میں کوئی گرفت و گیر نہ ہوتی تھی اور اب یہ تمام ولائتیں تابع ہوگئی تھیں مگر گوجروں نے ابھی اپنا وہی پرانا طریقہ لوٹ مار کا اختیار کیا ہوا تھا اور وہ کسی بادشاہ کے تابع نہ ہوتے تھے بابر لکھتا ہے کہ میری تمام سپاہ سیالکوٹ سے بھوکی ننگی اور فقیر و مسکین ہو کر واپس آگئی تھی، کیونکہ گوجر غوغا مچا کر اس پر لوٹ کے لئے ٹوٹ پڑتے تھے آخر میں نے لٹیروں کو پکڑوا کر ان میں سے دو تین کے پرزے اُڑوا دیئے،

بحوالہ تاریخ ہندوستان، جلد سوم، صفحہ ۶۷ مصنفہ مولوی ذکاء اللہ

انوپ سنگھ گوجر نے عہدہ منصب داری کس طرح حاصل کیا

تاریخوں میں راجہ انوپ سنگھ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ گوجر قوم میں سے ایک بہادر اور نامور شخص گذرا ہے اس کے خاندان میں اگرچہ زمینداری کا پیشہ چلا آتا تھا لیکن دادا کے وقت سے افلاس و مصیبت کی گنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی اس کا دادا جنگل جنگل پھر کر اور ہرن کا شکار کر کے اس کے گوشت سے اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا تھا اب اسے اتفاق وقت کہو یا خوبی قسمت سمجھو کہ ایک دن اس نے ایک جھاڑی میں شیر کا شبہ پا کر بندوق چلائی قریب جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ چیتا ہے اور اس کا کام تمام ہو چکا ہے اول تو بہت خوش ہوا لیکن جب اس کو اٹھانا چاہا اور اس کے گلے کی سونے کی گھنٹیوں اور سونے کی قلادوں کو دیکھا تو ششدر ہو کر سکتے کی سی حالت میں رہ گیا سمجھا کہ یہ شہنشاہ اکبر کا چیتا ہے جو کسی ہرن کی تاک میں جھاڑی میں چھپا بیٹھا تھا غرضیکہ جلدی سے گھنٹیوں اور قلادوں کو نکال کر چیتا کو ایک اندھے کنوئیں میں ڈال دیا اور وہاں سے بھاگ کر اپنے

Marfat.com

گھر جا پہنچا شاہی شکاری بھی جو چیتا کی تلاش میں سرگرداں تھے ڈھونڈتے ہوئے اسی کنوئیں پر پہنچے اور کنوئیں میں چیتا کی لاش کو دیکھ کر سخت متعجب اور پریشان ہوئے آخر پتہ لگاتے لگاتے ٹھاکر صاحب کے گھر پہنچے اور تلاشی لینے سے ٹھاکر صاحب کے گھر میں سے دو گھنٹیاں اور قلادے برآمد ہوئے تو وہ انہیں باندھ کر بادشاہ کے سامنے لے آئے اور کل ماجرا بیان کیا، بادشاہ نے ٹھاکر صاحب سے وجہ دریافت کی اس نے سچ سچ حال کہہ سنایا بادشاہ کو اس کی حالت زار پر ترس آیا،فوراً بند جدا کرا کر ملازمت شاہی میں داخل کرلیا۔ (بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے)

غرض ٹھاکر صاحب کے مرنے کے بعد پھر اسکا بیٹا راجہ بیر نرائن منصبدار مقرر ہوا اور وہ اپنے باپ سے زیادہ ترقی پا گیا، راجہ بیر نرائن کا بیٹا راجہ انوپ سنگھ بھی سن تمیز پر پہنچ کر باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں داخل ہوا اور ترقی پاتا ہوا اخیر عہد اکبری میں خواصوں کا سردار مقرر ہوگیا۔

شیر کا شکار اور راجہ انوپ سنگھ کی بہادری

۵ ؁ء جلوس جہانگیری میں ۴ شوال ۱۰۱۹ھ کو بادشاہ پرگنہ باری میں چیتا کے شکار میں مشغول تھا اور انوپ سنگھ معہ خواصوں کے بادشاہ کیساتھ تھا اثنائے راہ میں دور سے ایک درخت پر بہت کوؤں کو بیٹھا دیکھ کر اپنی کمان لے کر ادھر روانہ ہوا جب درخت کے پاس پہنچا اس کے نیچے نیم خوردہ گائے پڑی دیکھی اور اسی وقت ایک قوی ہیکل شیر قریب ہی کی جھاڑی سے نکل کر روانہ ہوا جہانگیر کو شیر کے شکار کا بہت شوق تھا انوپ سنگھ نے اسی وقت اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو بادشاہ کے پاس دوڑایا اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ شیر کے روکنے میں مصروف ہوا جہانگیر نے خبر پاتے ہی معہ شہزادہ خرم اور دو تین اور امیروں کے سوار ہو کر اس طرف روانہ ہوئے جب شیر کے قریب پہنچے تو بادشاہ کی سواری

Marfat.com

کا گھوڑا شیر کی صورت دیکھ کر شوخی کرنے لگا بادشاہ گھوڑے پر سے اتر پڑے اور پا پیادہ ہو کر شیر پر متواتر بندوق کے تین چار فائر کئے شیر زخمی ہو کر بادشاہ پر جھپٹا اس کی چنگھار سنتے ہی بہت سے خدمتگار اور امیر جو بادشاہ کے ارد گرد کھڑے تھے بھاگ پڑے ایک کے اوپر ایک گرنے لگا اس کش مکش میں بادشاہ خود بھی زمین پر گر گیا اور بدحواسی کے عالم میں کئی شخص بادشاہ کے سینے پر پاؤں رکھتے ہوئے بھاگے لیکن شیر دل انوپ سنگھ اپنی جگہ اڑا رہا آخر شیر نے اس شیر دل پر حملہ کیا اس نے دونوں ہاتھوں سے شیر کے سر پر لاٹھی ماری شیر پھر جھپٹا اور دونوں کی کشتی ہونے لگی انوپ سنگھ کے دونوں ہاتھ اور کچھ حصہ لاٹھی کا شیر نے اپنے منہ میں دبا لیا اسی حالت میں شاہزادہ خرم اور راجہ رام داس ہمت کر کے پہنچے اور دونوں نے شیر پر تلواروں کے وار کرنا شروع کئے حیات خان خواص نے بھی پہنچ کر لکڑیاں مارنا شروع کیں مگر چونکہ انوپ سنگھ نے بھی زور مار کر اپنے ہاتھ شیر کے منہ میں سے نکال لئے اور اس زور سے لاٹھیاں رسید کیں کہ شیر کا منہ پھر گیا شیر دوسری طرف بھاگا اور اس بہادر نے اپنی کمر سے تلوار سونت کر اس کا تعاقب کیا اور بھاگتے ہی میں اس زور سے کئی تلواریں ماریں کہ شیر کا کئی جگہ سے گوشت پوست جدا ہو گیا، چونکہ مغرب کا وقت ہو گیا تھا ادھر سے آفت کا مارا صالح نام مشعلچی روشنی کے واسطے آ رہا تھا شیر نے اس کے ایسا تھپڑ مارا کہ بیچارے کا آناً فاناً میں کام تمام ہو گیا انوپ سنگھ چونکہ ہاتھوں میں موٹے موٹے چھلّے پہنے ہوئے تھا ان کے اور لکڑی کی وجہ سے ہاتھوں کو تو کوئی ضرر نہیں پہنچا لیکن کئی جگہ شیر کے پنجوں سے زخمی ہو گیا، شاہی طبیب اور جراح علاج کے واسطے مامور ہوئے تھوڑے دنوں میں اچھا ہو کر دربار شاہی میں حاضر ہوا بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے ایک مرصع تلوار مرحمت فرمائی اور خطاب انی رائی سنگھ دلن سے موصوف کر کے امرائے خاص کے سلسلے میں منسلک کیا، ایک دن جہانگیر بادشاہ

Marfat.com

نے انوپ سنگھ کی کسی بات پر اعتراض کیا اس نے فوراً جمدہر کمر سے کھول کر اپنے پیٹ پر دے مارا مگر ہلکا زخم آیا اور بچ گیا اس دن سے جہانگیر کے دل میں اس کا اعزاز و اعتبار بہت بڑھ گیا، بڑی بڑی ذمہ داری کی خدمتیں اس کے سپرد ہونے لگیں، یہاں تک کہ شہزادہ خسرو جو باپ کے پاس تھا اس کے سپرد کر دیا گیا مہم بنگش اور دیگر مہمات میں بڑے بڑے امیروں کے اوپر وہ سپہ سالا رمقرر ہو کے بھیجا گیا شہنشاہ شاہجہان نے تخت نشین ہو کر پہلے ہی جشن میں منصب سر ہزاری ہزار و پنصد سوار سے اس کو سرفراز فرمایا اور خلعت اور جمدھر مرصع عنائیت کیا پہلے سال جلوس میں مہم ججبار سنگھ بند ہلہ اور اس کے دیگر مہمات دکن وغیرہ میں اس نے خدمات نمایاں انجام دیں۔ ۷ صفر ۱۰۴۰ھ کو اپنے باپؒ کی وفات کے بعد جو خطاب راجہ سے موصوف اور منصب ہزاری ہشت صد سوار پر سر بلند تھا خطاب راجگی سے موصوف ہوا ۱۰ جلوس میں وفات پائی راجہ انوپ سنگھ خط و انشا میں کافی مہارت رکھتا تھا اس کی وفات کے بعد جے رام اس کا بیٹا جانشین ہوا۔

راجہ جے رام راجہ انوپ سنگھ کا بڑا بیٹا تھا باپ کی زندگی ہی میں ملازمت شاہی میں شامل اور اکثر مہمات میں شریک تھا۔ ۱۱ جلوس میں باپ کے مرنے کے بعد خلعت مرحمت ہو کر خطاب راجگی اور منصب ہزاری ذات ہشت صد سوار پر مفتخر ہوا، ۱۲ جلوس میں منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر سر بلند ہوا۔ ۱۳-۱۴ جلوس میں صوبہ کابل میں متعین رہا، ۱۵ جلوس میں منصب ہزار و پانصد ذات ہزار سوار پر ممتاز ہو کر شاہزادہ بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشاں پر مامور ہوا اور بعد فتح بلخ بہادر خان کے نذر محمد خان والی بلخ کے تعاقب پر معین ہوا اور اس مہم کے حسن خدمت کے صلے میں منصب دو ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی ہنوز وہاں سے واپس نہ آیا تھا، کہ اجل کا پیغام آ گیا، اور اسی جگہ ۱۰۵۷ء میں انتقال کیا، جس کے بعد بادشاہ نے اس کے بیٹے راجہ امر سنگھ گوجر کو جو پہلے ہی

Marfat.com

ملازمان شاہی میں منسلک تھا خطاب راجگی مرحمت فرمایا اور منصب میں ترقی کر دی اس خاندان کے علاوہ گوجروں کے اور خاندان بھی شاہی دربار میں بڑے بڑے مناصب اور عہدہ ہائے جلیلہ پر متعین تھے جن میں سرمست گوجر راجہ اعتماد رائے کا بیٹا شش صدی اور سہ صد سوار کے عہدہ پر ممتاز تھا اسی طرح ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات میں چیتا گوجر اکبر کے ساتھ تھا ایک دفعہ لڑائی کے وقت غنیم کے ایک سوار نے اکبر بادشاہ پر نیزہ کا وار کیا تو چیتا گوجر نے آگے بڑھ کر اس سوار کو ایسا برچھا مارا کہ اس کا کام تمام کر دیا، اس خدمت کے صلے میں چیتا گوجر کو بہت انعام ملا اور وہ ہمیشہ نوازش ہائے شاہانہ سے مفتجر ہوتا رہا، غرض اسی طرح شاہی جانثاروں میں ایک گوجر کتارو نام تھا جو ۱۸ جلوس میں زین خان کو کہہ کے ساتھ مہم سواد باجوڑ میں شریک تھا بحوالہ امرائے ہنود صفحہ نمبر ۵۱، ۵۳ مصنفہ منشی محمد سعید احمد مارہردی۔

ریاست اندور کے گوجر حکمرانوں کے حالات

ریاست اندور گوجر یا چرواہے بادشاہوں کی سلطنت کہلاتی ہے اور اس ریاست کے فرمانروا ہلکر کہلاتے ہیں جو گوجروں کی ایک گوت ڈھانگر سے تعلق رکھتے ہیں ان کے آباؤ اجداد ملک دکن سے نکل کر پونہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر دریائے ہنرا کے کنارے ایک گاؤں ہل میں آباد ہو گئے اس خاندان کے بانی کا نام ملہار راؤ ہلکر تھا، جو ۱۶۹۴ء میں پیدا ہوا یہ شخص ایک معمولی گوجر کاشتکار کا بیٹا تھا، جب مغلیہ سلطنت دم توڑ رہی تھی یہ ریاست نمودار ہوئی اس ریاست کا بانی ملہار راؤ ہلکر عجیب وغریب آدمی تھا، اس شخص نے غیر معمولی طریق سے ترقی حاصل کی اس کو ہمیشہ قوت اور طاقت حاصل کرنے کا بہت شوق رہتا تھا، مہارانی اہلیہ بائی اس ریاست کی ایک درخشندہ تاج وتخت رانی تھی اس نے تیس سال تک ریاست میں بڑی عمدگی سے سلطنت کی اور اس ریاست کے

Marfat.com

انتظام کو نہایت عمدگی سے چلایا جس کی بنیاد پر ملہار راؤ ہلکر نے ڈالی تھی مہارانی ہر امر کی نگرانی کرتی تھی صلح یا جنگ اس کے اشارہ پر موقوف تھی ہر معاملے میں وہ اپنے اقتدار کو نمایاں کرتی تھی وہ فرائض سلطنت کو نہایت عمدگی سے پورا کرتی تھی اس کے الطاف و رحم اور اس کی عصمت مآبی کی وجہ سے ریاست کا ہر فرد اس کو نہایت ہی اکرام و احترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور وہ مخلوق کے ہر کام میں بہ نفس نفیس حصہ لیتی تھی، جو محصولات اس نے مقرر کر رکھے تھے وہ بہت ہی کم ہوتے تھے افسران دیہات اور مالکان اراضی کے حقوق کی حفاظت اس نے اپنا خاص فریضہ سمجھ رکھا تھا اس نے عدالتیں قائم کیں اور اپنے فرائض کو اس قدر پہچانتی تھی کہ خواہ کتنا ہی چھوٹا مقدمہ کیوں نہ ہوا اگر اس کے پاس پہنچ جائے تو وہ اس کا قرار واقعی فیصلہ کرنے کے بغیر چین نہیں لیتی تھی، اور وہ بڑی فیاضہ تھی نہایت سادہ زندگی بسر کرتی تھی، اس کی سخاوت زبان زد خلائق تھی، یہ حقیقت خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ ان ایام میں جبکہ ہندوستان میں جنگ و جدل کا طوفان برپا تھا سوائے مہیا راجہ اودے پور کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ اس کے علاقے پر دھاوا بول دے اس نے بھی جب اس کی ریاست پر حملہ کیا تو مہارانی اہلیہ بائی نے اس سے صلح وصفائی کر لی ہمسایہ ریاستوں کے ساتھ اس کے تعلقات بڑے خوشگوار تھے اور وہ ہمیشہ ہی اپنی رعایا کی سود و بہبود کا خیال رکھتی تھی مذہبی عمارات کی تعمیر میں اس نے بڑا روپیہ خرچ کیا اور وہ برہمنوں کو بڑا دن دیا کرتی تھی ہندوستان میں بڑے بڑے منادر اس کے بنائے ہوئے ہیں اور اس کی فیاضی اور مذہب پرستی کی نمایاں شہادتیں ہیں یہ مہارانی ۱۷۹۵ء میں ساٹھ سال کی ہو کر مہیشور میں فوت ہوئی وہاں اس کی یاد میں ایک خالی مقبرہ بنا ہوا ہے جہاں اس کے نام پر بہت سے خیراتی اور دھارمک کاموں کا اہتمام کیا جاتا ہے یہ مہارانی ہلکر راؤ کی بہو تھی، اس کے بعد اس کی محبوبہ اور داشتہ کھیلی نام حکومت

Marfat.com

کرنے لگی تھی یہ عورت بڑی تعلیم یافتہ اور فاضلہ تھی لیکن اس کو رعایا کی ہر دلعزیزی نصیب نہ ہوئی اور اس کے دربار میں عام طور پر بے ایمانیاں ہونے لگ گئیں ہوسکتا ہے کہ اس وجہ سے ہو کہ مہارانی بڑی متکبرہ تھی اس کی افواج نے اس کے خلاف بغاوت کی اور یہ مہارانی رکھیلی اپنے محل میں قتل کر دی گئی۔

گو یہ پرانی باتیں ہیں لیکن آج یہ حال ہے کہ اندور میں تشدد اور سازش کا نام نہیں ہے یہاں امن وامان قائم ہے اگر آپ ایک بازار میں گزریں تو آپ کو پرانے چوبی مکانات پر ایسے عجیب وغریب نقش ونگار نظر آئیں گے جو دیکھنے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں دوسرے بازار میں آپ جائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ ساہوکار اور مہاجن اپنی دکانات پر بیٹھے ہوئے ہیں اور خوب لین دین ہو رہا ہے اندور کے درخت اور محلات خاص شان رکھتے ہیں یہاں روئی کے متعدد کارخانے ہیں اور انہی سے زیادہ محصول ہوتا ہے مکانات دیکھ کر آپ کو نظر آجائے گا، کہ گذشتہ زمانہ میں ہندوستان کی صنعت کا کیا حال تھا اور کس طرح ہندوستانی پانی کی طرح اپنا روپیہ نقش ونگار اور بیل بوٹوں پر خرچ کر دیتے تھے بحوالہ تاریخ ریاست اندور۔

عہد مغلیہ میں عبدالفتاح گوجر نے علاقہ پونچھ میں علم آزادی بلند کیا

چوہدری عبدالفتاح گوجر علاقہ پونچھ متصل کشمیر کا حاکم تھا ۱۷۰۵ء میں ابراہیم خان جو حکومت مغلیہ کی طرف سے صوبہ کشمیر کا ناظم وصوبیدار تھا اس کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے تنگ آکر چوہدری عبدالفتاح گوجر نے علاقہ پونچھ میں علم آزادی وخود مختاری بلند کر دیا، لیکن ابراہیم خان کی جنگی طاقت اور منظم فوج کے آگے اس کی کوئی پیش نہ جاسکی، آخر کار ایک خونریز لڑائی کے بعد چوہدری عبدالفتاح گوجر شکست کھا کر شاہی فوج کے ہاتھ میں گرفتار ہوگیا۔

Marfat.com

۱۷۳۱ء میں صوبہ کشمیر کا ناظم وصوبیدار محمد علی خان تھا اس کے عہد حکومت میں اس کے ہمراہیوں اور اہلکاروں کے ظلم اور بے اعتدالیوں کی وجہ سے پھر چوہدری عبد الفتاح گوجر کے بیٹے چوہدری عبد الرزاق گوجر نے علم آزادی بلند کیا لیکن وہ بھی اپنے باپ کی طرح آخر لڑ بھڑ کر شاہی فوج کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا جس کے بعد محمد علی خان چوہدری عبد الرزاق کو گرفتار کر کے سرینگر لے گیا وہاں لے جا کر ناظم صوبہ نے اس سے عہد و پیمان کیا اور باج وخراج وصول کر کے اُسے حکومت پونچھ پر بدستور بحال کر دیا۔ دل دلیر خان پانی پت کا باشندہ اور شاہجہان کے رشتہ داروں میں سے تھا اس نے ۱۷۳۶ء میں نظامت و صوبیداری کشمیر حاصل کر کے ابو البرکات خان کو اپنا نائب اور قائم مقام مقرر کیا خود بھی اس نے کشمیر آنے کا کئی مرتبہ ارادہ کیا لیکن لاہور سے آگے نہ بڑھ سکا دوسرے سال جب ہیبت خان والئی مظفر آباد نے شورش برپا کی تو اس کے نائب صوبہ ابوالبرکات خان نے میر جعفر کنٹ کو بیشمار فوج دے کر اس کی مدافعت کے لئے مامور کیا جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی حسن تدبیر سے تمام قوم بلبہ کو مطیع و منقاد کر لیا، لیکن جب وہ واپس سرینگر پہنچا تو ابو البرکات خان نے اس کی خدمات کی چنداں پروانہ دی جس سے وہ ناراض ہو کر چوہدری عبد الرزاق گوجر کے پاس علاقہ پونچھ میں چلا گیا، اور اس سے رابطہ اتحاد مستحکم کر کے مدد کا خواں ہوا۔ چوہدری عبد الرزاق نے مدد کا وعدہ کر کے جنگی تیاریاں شروع کیں اور آخر میر جعفر کنٹ کی بیقدری اور ہتک عزت کا انتقام لینے کے لئے نائب صوبہ کشمیر پر حملہ آور ہوا اور ۱۲ شوال ۱۱۵۰ء ایک سخت خونریز لڑائی کر کے ابوالبرکات خان کو شکست فاش دی، اور منہزم ہو کر لاہور بھاگ گیا جس کے بعد گوجروں نے اس کا تمام گھر بار لوٹ کر حوالہ آتش کر دیا، اور اس کا مال و متاع جہاں کہیں ملا وہ سب جمع کر کے اپنے ساتھ لے گئے جس کی جگہ پھر دلیر خان نے اپنا نائب صوبہ جلیل الدین خان

Marfat.com

کو مقرر کیا غرض ۱۷۴۰ء میں خود ابو البرکات خان کو بھی گوجروں کی امداد کی ضرورت لاحق ہوگئی، اور وہ گوجروں سے آکر مدد کا طلبگار ہوا آخر مدد لینے کے بعد پھر احسان فراموش ہوگیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ۱۷۳۹ء میں صوبہ کشمیر کا ناظم وصوبہ دار عنایت اللہ خان ثانی مقرر ہوا تو ابو البرکات خان کے تعلقات اسکے ساتھ بگڑ گئے اور دونوں میں سخت عداوت پیدا ہوگئی جس عداوت کی وجہ سے کئی ایک لڑائیاں بھی ان میں ہوئیں جن لڑائیوں میں ابو البرکات خان کو شکست ہوتی رہی، اور آخر کار وہ منہزم ہوکر علاقہ پونچھ میں چوہدری عبد الرزاق گوجر کے بیٹوں محمد زمان اور محمد ولی کے پاس چلا گیا اور ان سے جا کر مدد کا طلبگار ہوا آخر چوہدری محمد زمان و چوہدری محمد ولی گوجران نے امداد کا وعدہ کر کے کشمیر پر چڑھائی کر دی اس وقت صوبیدار عنایت اللہ خان ابھی خواب غفلت میں ہی اونگھ رہا تھا کہ گوجر فوجیں محمد زمان ومحمد ولی کی سرکردگی میں دتھہ نار کے راستے حدود سرینگر میں داخل ہوگئیں، اب عنایت اللہ خان ثانی کا بیٹا خلعت خان بھی اپنی فوج لے کرہفت چنار کے نزدیک جا پہنچا، اور غنیم سے دو بدو ہوا لیکن ابھی لڑائی شروع بھی نہ ہونے پائی تھی کہ خلعت خان کی فوج گوجروں سے جا ملی اور اس بیچارے کو مایوس ہوکر بھاگنا پڑا، ۱۹ ماہ شوال ۱۱۵۳ء کو گوجر فوجیں مظفر ومنصور ہوکر شہر سرینگر میں داخل ہوگئیں، عنائیت اللہ خان خود بھی مقابلہ کو نکلا، اور آدھی رات تک لڑتا رہا لیکن تمام ملک کے مقابلہ میں اس کی کچھ پیش نہ چل سکی، اور اسے بھی اپنے بیٹے کی طرح راہِ فرار اختیار کرنا پڑا، خام پور کے راستے سوپور پہنچا اور وہاں سے خلعت خان کو ساتھ لے کر راجہ محمود خان بلبہ کے پاس چلا گیا، جہاں سے معہ اسکی فوج کے پھر کشمیر میں آگیا اور علاقہ کامراج میں لوٹ مار مچانے لگا، دو تین ماہ تک یہ فتنہ وفساد قائم رہا آخر ماہ صفر ۱۱۵۴ھ میں پونچھ کے گوجروں کی خواہش سے شہر سرینگر میں آگیا، محمد ولی اور محمد زمان دونوں بھائی اس کے استقبال کے لئے گئے

Marfat.com

اور بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اسے شہر میں لے آئے، آدھی رات کے وقت محمد ولی کے اشارے سے دیا رام نے اس کو قتل کر کے تمام جھگڑوں کا فیصلہ کر دیا، عنایت اللہ خان کے انتقال کے بعد دو تین ماہ تک ابو البرکات خان گوجروں کی مدد سے آزادانہ حکومت کرتا رہا، اسی اثناء میں محمد شاہ بادشاہ کی طرف سے اسعد یار خان صوبہ کشمیر مقرر ہوا، اس نے بھی ابو البرکات خان کا زور و شور دیکھ کر اس کی تبدیلی کا حوصلہ نہ کیا اور اسے بدستور اپنی قائم مقامی کا پروانہ بھجوا دیا پونچھ کے گوجر جن کی معاونت سے ابو البرکات خان کو یہ منصب حاصل ہوا تھا، اب وہ جادۂ اعتدال سے باہر ہو گئے نائب صوبہ یعنی ابو البرکات خان کو وہ اپنا آوردہ خیال کر کے دن بدن اقتدار حاصل کرنے لگے ابو البرکات خان بھی ان کے اقتدار و اختیار دیکھ کر دانت پیش رہا تھا، لیکن ان سے اس کی کچھ پیش نہ چل سکتی تھی، تاہم اس نے اپنی حکمت عملی سے گوجروں کو شہر سے نکال دیا لیکن کچھ عرصہ بعد پھر بہادر گوجر استعداد کلی حاصل کر کے داخل شہر ہو گئے، لیکن ابو البرکات خان نے شہر والوں کی معاونت سے انہیں پھر شہر بدر کر دیا، لیکن بہادر گوجروں نے بیرون شہر ہی استقامت پا کر لڑائی شروع کر دی، آخر الامر بروز غرہ ماہ شوال ۱۱۵۵ھ کو بوقت آخر شب گوجر بہادر غلبہ حاصل کر کے ابو البرکات خان کے مکان میں آ گھسے۔ اتفاقاً اس وقت ابو البرکات خان خانقاہ معلیٰ کی زیارت اور مورچہ بندی کے ملاحظہ کے لئے گھر سے نکلا ہوا تھا گوجروں نے مایوس ہو کر لوٹ مچا دی، اہل خانہ بہزار وقت جان سلامت لے کر باہر نکل گئے، اسی اثناء میں جب ابو البرکات خان کو اطلاع ہوئی تو وہ بھی اپنے ہمراہی جمع کر کے آ گیا اور دروازہ روک کر کھڑا ہو گیا کہ دشمن باہر نہ نکل سکیں۔ ابو البرکات خان کا نصیبہ اچھا تھا تین روز کے بعد محمد ولی و محمد زمان اور دیا رام یہ تینوں بہادر احسان فراموش ابو البرکات خان کے دام تزویر میں اسیر ہو کر گرفتار ہو گئے جس کے بعد ۱۶ ماہ شوال ۱۱۵۵ھ کو اس

Marfat.com

احسان فراموش نے انہیں قتل کر دیا، تین روز تک گوجران پونچھ پر قتل عام کا حکم جاری رہا، جو بھی گوجر ملتا تھا اسے کوتوالی میں لے جا کر پھانسی دے دیا جاتا تھا، اسی طرح قریب پانچ سو گوجر بہادر قتل کر دیئے گئے تھے جس سے ابو البرکات خان کی معاونت کا حق اور عنایت اللہ خان کے قتل کا قصاص بطریق احسن پورا ہوگیا بحوالہ مکمل تاریخ کشمیر جلد دوم صفحہ ۲۳۳ سے ۲۶۴ تک مؤلفہ محمد الدین صاحب فوق۔

راجہ بہادر سنگھ گوجر کی معرکہ آرائیاں

۱۷۸۹ء میں نواب فتح علی خان ولد ثابت خان پرگنات نواح کول یعنی علی گڑھ پر قابض ہونے سے موردِ عتاب شاہی ہوا محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اسد خان وزیر کو مع دس ہزار سوار اور توپخانہ کے نواب فتح علی کے اخراج کے واسطے متعین کیا نواب فتح علی خان راجہ بہادر سنگھ گوجر وائی گھاسیڑھ سے مدد کا خواستگار ہوا راجہ بہادر سنگھ گوجر نے اس کی دستگیری منظور کر کے عہد و پیمان واثق کیا جس وقت اسد خان مع فوج کے نواح چندوس میں آیا تو نواب فتح علی خان نے اسد خان کے پاس پیغام بھیجا کہ کول (علی گڑھ) قدیم ہمارا ہے اور ہم موروثی بادشاہی خانہ زاد ہیں، اس لئے اب یا تو اس ارادہ سے درگزر کرو ورنہ لڑائی کے واسطے تیار ہو جاؤ، یہ پیغام سن کر اسد خان نے بہت خفگی سے فتح علی خان کے وکیل کو رخصت کیا اور اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا، افسران فوج نے فوج کی قلت پر نظر کر کے جو صرف پانچ ہزار تھی دو تین روز کی اور مہلت چاہی تا کہ اس عرصہ میں دیگر شاہی فوج بھی آجاوے جس کے ساتھ ملکر ہم یکبارگی دشمن پر حملہ کریں لیکن اسد خان بخوف اعانت راجہ بہادر سنگھ گوجر کے توقف مناسب نہ سمجھا، آخر پھر رات باقی رہے سے اسد خان حملہ آور ہوا، اور فتح علی خان کی طرف سے راجہ بہادر سنگھ گوجر بھی بمعہ اپنی گوجر راجپوت فوج کے سامنے آیا،

Marfat.com

جس کے ساتھ ہی کنور سورجمل بھی فتح علی کی مدد کے لئے آگیا، اور خود فتح علی خان بھی معہ دو ہزار سوار کے میدان جنگ میں پہنچا، اور چار گھڑی دن چڑھے تک عساکرین میں بازار جنگ و جدل گرم رہا، آخر راجہ بہادر سنگھ گوجر نے یکبار گی حملہ کر کے دشمن کو شکست فاش دی اور خود اسد خان بھی اس لڑائی میں گولہ سے مارا گیا جس کے بعد اس کی تمام فوج منتشر ہوگئی، بعد حصول فتح نواب فتح علی خان کو کول (علی گڑھ) میں مختار کر کے خود راجہ سنگھ گوجر اپنے دار الریاست گھا سیڑھ کو واپس آگیا۔

اسی طرح ایک دفعہ مینہ قوم کے لوگ ساکن گھا سیڑھ پرگنہ سوہنہ راجہ بدن سنگھ جٹ حاکم موضع سنستی اور مسمی تھوں پرگنہ دیگ کے بیٹے کنور سُور جمل کے لشکر کے اونٹوں کو چُرا کر لے گئے، سور جمل نے راجہ بہادر سنگھ گوجر والئی گھا سیڑھ کو جو کہ ایک بہادر حکمران تھا واپسی شتران اور سزا دہی مجرمان کے لئے لکھا، لیکن راجہ بہادر سنگھ گوجر نے اس کی کچھ پرواہ اور تعمیل نہ کی سورجمل کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور اس نے انتقام لینے کا ارادہ کیا جب راجہ بہادر سنگھ گوجر نے افغانوں کی لڑائی میں طرح دی تو اس وقت نواب صفدر جنگ نے بمشورہ کنور سورجمل کے بادشاہ کو راجہ بہادر سنگھ گوجر کی نافرمانبرداری سے مطلع کر کے اس کی سزا دہی کی اجازت حاصل کی، اور یہ خدمت بعطاء خلعت شمشیر و سپر سورجمل کو سپرد کی، جس کے بعد سورجمل نے وطن میں آکر اپنے باپ بدن سنگھ جٹ سے اجازت لی اور پھر باپ سے رخصت ہو کر کول (علی گڑھ) پہنچا، بعد ازاں اپنی جمیعت فوج کو لے کر بمقام جوار میں داخل ہوا اور لالہ جواہر سنگھ سردار بھی حسب الطلب بمعہ اپنی جمیعت کے اس کے ساتھ شامل ہوا گھا سیڑھ میں ایک بہت مضبوط قلعہ دو کوس کے احاطہ میں تھا اور اس کے اندر بکثرت پانی پینے کے لئے موجود رہتا تھا اور اس کے گرد جو خندق تھی وہ بھی بہت عمیق اور پُر آب تھی قلعہ

Marfat.com

کے اندر آٹھ ہزار فوج کی جمیعت حفاظت کے واسطے موجود تھی شاہی فوج کی آمد کی خبر سن کر راجہ بہادر سنگھ گوجر نے صلح کے واسطے وکیل بھیجا مگر صلح نہ ہوسکی حملہ آور فوج نے قلعہ کے پاس پہنچ کر چہار اطراف سے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ محاصر فوج کی ترتیب محاصرہ یہ تھی کہ جانب جنوب لالہ جواہر سنگھ معہ رتن سنگھ و راجہ میڈ ہو، وپھپ سنگھ وکسل سنگھ و مست سنگھ و رام گوتم وکشن سنگھ و سارودل سنگھ گوجر معہ اپنے برادرزادگان وسکرہام وبخشی موہن رام و راجہ موہن رام چوہان وتلکا و دہن سنگھ وٹھاکر داس اور دولت رام و پیم سنگھ وغیرہ سرداران فوج تھے مغرب کی طرف خود کنور سور جمل معہ گوکل رام گوڑ اور برج سنگھ چوہان وکسل سنگھ پسر صورترام وشیام سنگھ پنگھور یہ وشیام سنگھ ثانی ولد تھان سنگھ اور جے رام ومنسارام پا کہر یہ وسہی وفتح رام ولد اودہمان پروہت و چندر بھان پسر کہمنڈی پروہت و دیبی سنگھ والہے سنگھ و دلیل خان عرف ولاّ میواتی سرداران تھے مشرق کی جانب درجن سنگھ و رام سنگھ تنوار اور ہرناگرمصر وجمیعت کھونٹیلاں وغیرہ تھے، اسی طرح جانب شمال گدال گوجر و چیت سنگھ ولد بھوندارام وٹھاکراڑنیگ سنگھ و رنجیت سنگھ و انوپ سنگھ سرداران فوج محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ غرض اس طرح سے محاصرہ ہوکر طرفین میں جنگ و جدل ہونے لگی تھی اس لڑائی میں خود راجہ بہادر سنگھ گوجر کو بھی گولی لگی مگر باوصف زخمی ہونے کے بھی وہ برابر پندرہ روز تک شاہی فوج سے لڑتا رہا جب قلعہ کے لوگ آمد و رفت بند ہونے سے تنگ ہوگئے تو پھر راجہ بہادر سنگھ گوجر نے ظالم سنگھ سردار کو صلح کے واسطے حملہ آور فوج میں بھیجا، آخر بہت تعین دس لاکھ روپیہ نقد و سامان جنگ پر صلح قرار پائی لیکن راجہ بہادر سنگھ نے نقد روپیہ دینا تو منظور کرلیا مگر سامان جنگ دینے سے انکار کر دیا اس وجہ سے ظالم سنگھ اپنے قول کی بدعہدی ہونے سے زہر کھا کر مر گیا، کنور سورجمل نے اس حال سے مطلع ہوکر امر سنگھ ولد منجھا کو راجہ بہادر سنگھ گوجر کے پاس بھیجا لیکن اس نے جواب دیا

Marfat.com

کہ جب تک ذخیرہ میں غلہ ہے صلح نہ کروں گا، مگر آخر کار امر سنگھ کی فرمائش سے صلح قبول کر کے راجہ بہادر سنگھ نے کہا کہ قلعہ محصور ہونے کے سبب سے میں کوئی اعتبار نہیں کرتا، کہ زرنقد کا بندوبست کرسکوں، ہاں میرا مال واسباب لے جاؤ اور دہلی میں لے جا کر رہن کر کے روپیہ وصول کر لو، سورجمل نے اس مال کو وصول کر کہ کہنا ندنامی ایک سردار کو اس مال کے ساتھ دہلی بھیجا مگر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ راجہ بہادر سنگھ گوجر نے اپنے بیٹے فتح سنگھ گوجر کو جو حاضر باش دربار شاہی ہے لکھ دیا ہے کہ وہ مال واسباب مراسلہ کو اپنے قبضے میں رکھے اور سورجمل کے آدمیوں کو دم دلاسا دیتا رہے آخر، کہما نند اس کی چالاکی دیکھ کر جب سورجمل کے پاس واپس آیا تو سورجمل نے غصہ میں آکر پھر قلعہ پر حملہ کر دیا مگر جب یہ لڑائی دوبارہ شروع ہوئی تو اس میں سورجمل کی فوج کے کئی نامی سردار مارے گئے، آخر کار بڑی جدو جہد کے بعد قلعہ فتح ہوا، مگر راجہ بہادر سنگھ گوجر پھر بھی بہ جمعیت ڈیڑھ سو خیر خواہ آدمیوں کے لڑتا رہا، انجام میں اپنی عورتوں کو قتل کر کے یکا یک دشمن پر حملہ آور ہوا اور لڑتا ہوا دلا میواتی کے ہاتھ سے مارا گیا اور اس کے سب ہمراہی بھی لڑتے ہوئے کام آئے سورجمل فتح پا کر گیا سیڑھ پر قابض و متصرف ہوا مگر راجہ بہادر سنگھ گوجر کے مارے جانے پر بہت افسوس کرتا رہا۔

بادشاہ محمد شاہ کے حضور میں نواب منصور علی خان جو صفدر جنگ کا وزیر تھا اس کی بابت غازی الدین کے پوتے نظام الملک نے بہت شکوہ و شکایت کئے منجملہ ان شکایات کے کہا کہ خیر خواہ سرکار راجہ بہادر سنگھ گوجر کو بے عذر و بے گناہ سزا دی گئی ہے اور اس کو تباہ و برباد کیا گیا ہے آخر محمد شاہ بادشاہ نے ان باتوں سے متاثر ہوکر اور انجام کو سوچ کر منصور علی خان صفدر جنگ کو عہدۂ وزارت سے معزول کر کے شہر بدر کر دیا، اور اس کی جگہ نواب غازی الدین کو اپنا وزیر مقرر کیا، بحوالہ واقائع راجپوتانہ جلد سوم باب چھٹا صفحہ ۵۰ سے ۶۲ تک مؤلفہ بابو جوالا سہائے۔

Marfat.com

محمود گوجر کا ڈیرہ غازی خان پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کرنا

محمد یوسف نام گوجر ساکن ڈیرہ غازی خان ایک غریب آدمی تھا جب وہ مرگیا تو اس کی بیوہ عورت محنت و مشقت سے اپنے تین بیٹوں محمود و احمد اور نور احمد کی پرورش و تعلیم میں کوشش کرتی رہی آخر اس کا بڑا بیٹا محمود تحصیل علم سے فارغ ہو کر نواب غازیخان کے مرشد کی سفارش سے اس کے دربار میں نوکر ہو گیا اور رفتہ رفتہ اپنی لیاقت و رسائی سے نواب غازی خان کے حضور میں ترقی پاتا ہوا اس کا وزیر اعظم بن گیا جب نواب غازیخان کی لڑائی غلام شاہ کلہوڑا کے ساتھ جو کہ سندھ کا بادشاہ تھا شروع ہوئی تو اس لڑائی میں غازی خان تاب مقابلہ نہ لا کر غلام شاہ کے ہاتھ میں قید ہو گیا اور ۱۱۸۳ھ میں غلام شاہ نے ڈیرہ پر قبضہ کر لیا جس کے بعد وہ محمود گوجر کو ڈیرہ کی حکومت سپرد کر کے واپس چلا گیا، لیکن جاتی دفعہ نواب غازی خان کو بھی گرفتار کر کے اپنے ہمراہ اپنے ملک میں لے گیا۔

چونکہ محمود گوجر ایک ہوشیار اور بیدار مغز آدمی تھا، اس لئے اس نے رعایا کو بہت جلد ہی اپنے سے خوش کر کے تمام ملک مڑ رانی پر قبضہ کر لیا جس کے بعد غلام شاہ کی حکم برداری کا جوا اتار کر آزاد و خود مختار بادشاہ بن گیا کافی مدت حکومت کرنے کے بعد آخر جب محمود گوجر فوت ہوا تو اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ خان اس کی جگہ تخت نشین ہو کر حکومت کرنے لگا، یہ بھی اپنے باپ محمود کی طرح آزاد و خود مختار بادشاہ تھا اور ہر وقت رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال رکھتا تھا لیکن موت نے اس کو بہت مدت تک حکومت کرنے کی مہلت نہ دی آخر وہ تین سال حکومت کرنے کے بعد اس دنیا ناپائدار سے چل بسا، چونکہ عبد اللہ خان لاولد تھا اس لئے اس کے بعد اس کی جگہ اس کا بھتیجا برخوردار خان تخت سلطنت پر متمکن ہو کر حکومت کرنے لگا، برخوردار خان بھی بڑا نیک اور رعایا پرور بادشاہ

Marfat.com

تھا لیکن اس کو آرام سے حکومت کرنا نصیب نہ ہوئی چنانچہ اس کے عہد حکومت میں قوم بلوچ نے جو محمود کے وقت سے دشمن چلی آتی تھی علاقہ روہ سے نکل کر اس کے ملک میں لوٹ مچا دی برخوردار خان اس کی تنبیہ کے واسطے اپنا لشکر لے کر جب آگے بڑھا تو اس قوم کے ساتھ اس کی بہت سخت لڑائی ہوئی آخر بہت سی خونریز لڑائی کے بعد گوجر بادشاہ کو شکست ہوگئی اور وہ اس لڑائی میں لڑتا ہوا ۱۱۹۳ھ میں میدان جنگ میں مارا گیا برخوردار خان کے مارے جانے کے بعد چونکہ ملک لاوارث ہوگیا تھا اس لئے تمام علاقہ جات ڈیرہ غازی خان پر بادشاہ خراسان نے قبضہ کر کے اپنے حاکم مقرر کر دئے اور لیّہ سے تا کوٹ محمود تک قوم جسکانی جس کی حکومت پھکر میں تھی قابض و متصرف ہوگئی، بحوالہ تاریخ ڈیرہ ہائے اسماعیل خان صفحہ ۱۸۲ سے ۱۸۳ تک مؤلفہ رائے بہادر منشی چرنجیت لعل۔

نجیب اللہ خان و مشرف خان گوجران و حاکمان ضلع ہزارہ کے حالات اور واقعات

۱۷۳۷ء عہد دورانی یعنی قوم افغان کے پیشتر ضلع ہزارہ میں قوم گوجر کی ایک آزاد و خود مختار حکومت قائم تھی جو تمام ضلع ہزارہ اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر قابض و مسلط تھی لیکن جب عہد درّانی شروع ہوا تو اس وقت گوجروں کی فوجی قوت ٹوٹ گئی، مگر پھر ۱۷۶۲ء میں سرکار دورانی کی طرف سے نجیب اللہ خان گوجر ضلع ہزارہ کا حاکم مقرر ہوگیا، جس کو پھر اتنی قوت حاصل ہوگئی کہ اس نے اپنی برادری کی ملکیّت رہن وبیع اور معاملہ سرکاری کے علاوہ اور بہت کچھ اپنے قبضہ میں کر لیا، جب نجیب اللہ خان ۱۷۶۹ء میں مر گیا تو اس کے پیچھے اس کا ایک نابالغ بیٹا محمد خان باقی رہ گیا، لیکن اس کی بیوہ عورت مسمات بی بیگم جو بہت نیک بخت اور منتظمہ تھی اور جس کی نیک بختی و انتظام ملکی کا شہرہ آج بھی اس ملک میں بہت ہے اپنے مرحوم خاوند کے بعد اس علاقے پر حکومت کرنے

Marfat.com

لگی اور مدت دراز تک انصرام و انتظام کرتی رہی اخیر میں وہ بیچاری خود اپنی برادری کے فتنہ و فساد اور غالب ہمسایہ قوم کی سازشوں اور شرارتوں سے بہت تنگ آ گئی، اور قریب تھا کہ نجیب اللہ خان گوجر کا وہ گھر جو اس نے بڑی محنت اور کوشش سے بنایا تھا بالکل تباہ و برباد ہوجاوے، کیونکہ غالب ہمسایہ قوم کے شریروں نے اس کی بیوہ عورت کو یہاں تک تنگ کیا تھا کہ موضع و درویش سے تارخیلی قوم کے لوگ جب اس کے گھر میں بطور مہمان کے رات کو آن کر ٹھہرتے تھے تو صبح کو وہ ان کے تمام لحاف و رضائی وغیرہ بھی اپنے گھوڑوں پر باندھ کر چلے جاتے تھے اور کسی شخص کو یہ مجال نہ ہوتی تھی کہ ان کو اس نازیبا حرکت سے منع کرسکے آخر با امر مجبوری مسماۃ بنی بیگم بیوہ نجیب اللہ خان نے اپنی برادری میں سے ایک شخص مسمی مشرف گوجر کو جو کہ مقدم تھا اور جو کوٹ نجیب اللہ خان کے تمام گوجروں میں نہایت صالح اور نیک شخص مانا جاتا تھا اور جس کی دیانت و شجاعت اور نیک بختی بہت مشہور ہو چکی تھی اپنا مختار کار مقرر کیا تاکہ وہ ان کے مال و جان کی ہر طرح حفاظت کیا کرے، مقدم مشرف گوجر نجیب اللہ خان کے اہل و عیال کے مال و جان کا محافظ اور مختار کار مقرر ہوگیا تو اس کے بعد وہ اپنی ذاتی شجاعت وار جوانمردی سے علاقہ کوٹ نجیب اللہ خان یعنی پرانی پٹی گوجری اور علی العموم تمام پٹی ترینی اور اس کے گرد ونواح کے تمام علاقوں سے افغان قوم کے شر و فساد کو دور کر کے ان کی حفاظت کرنے لگا۔

۱۸۱۷ء میں جب نجیب اللہ خان کا بیٹا محمد خان جوان ہوا تو اس نے مقدم مشرف کو عہدہ مختار کاری سے علیحدہ کر دیا مگر مقدم مشرف کو یہ سبب پرانے لگاؤ ملکیت اور ذاتی جوانمردی سے جو بہت بڑی قوت حاصل ہو چکی تھی اس کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچا، بلکہ جب دورانی قوم کی حکومت کے زوال کا آخری وقت تھا اور سکھ قوم کی آمد آمد اس ملک میں سنی جانے لگی تھی تو اس وقت بھی مقدم

Marfat.com

مشرف کی قوت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا تھا، بلکہ ابتدائے عملداری سکھاں میں سکھ حکومت نے بمشورہ مقدم مشرف کے اس ملک کا انتظام شروع کیا جس کے صلہ میں سکھ حکومت کی طرف سے مقدم مشرف کو سب سے پہلے الٹ رور کی جاگیر عطا ہوئی اور اس علاقے کے اکثر دیہات کی آبادی اسی کے ہاتھ سے سرانجام پائی۔

مقدم مشرف کے ملکی انتظامات و آبادی دیہات کے حالات اور ذاتی شجاعت و جوانمردی اور اخلاقی واقعات اب بھی اس علاقے میں زبان زدخلائق ہیں بلکہ اس علاقے کے لوگ ابھی بھی اس کا ذکر خیر ایسی خوشی سے کرتے ہیں کہ گویا وہ اب بھی باوصف مرنے اور بہت مدت گزرنے کے زندہ اور اپنا عملدرآمد کر رہا ہے اس کے متعلق ایک یہ بھی ضرب المثل ہے کہ کئی مرتبہ دس لوس افغان عثمان زئی و تارخیلی اور سید خانی وترک اور دلازاک وصواتی وغیرہ نے علیحدہ علیحدہ و نیز بہئیت مجموعی اس کے علاقے پر چڑھائی کی مگر مقدم مشرف ہمیشہ اپنے قوت بازو اور غلبہ و اقتدار سے تھوڑے آدمیوں کے ساتھ شکستوں پر شکستیں ان کو دیتا رہا، یہاں تک کہ ان سرکش قوموں کے بڑے بڑے بہادر اور دلیر جوان اس کے رعب اور خوف سے بدحواس ہو کر پانی طلب کیا کرتے تھے، اور دریائے گزر کر گھاس اور خشک مکئی یعنی گھاڑ ہائے کڑب میں چھپتے تھے اور بعض میں سے بھاگنے کی طاقت بھی جاتی رہتی تھی جن کو مقدم مشرف کے بہادر سپاہی گرفتار کر لیتے تھے، غرض مقدم مشرف بڑے بڑے گردن کشوں اور راہزنوں کو چاہات میں لٹکا کر سزا دیا کرتا تھا، اور اپنی تمام عمر میں کبھی اس نے کسی سے شکست نہیں کھائی تھی ہاں البتہ اخیر میں ایک شکست دغا سے موضع چبہ پنڈی کی جنگ میں کھائی جس کے بعد پھر وہ اس شکست کے غم میں بہت جلدی مر گیا۔ سکھوں کے عہد حکومت میں مقدم مشرف کے خاندان نے حکومت وقت سے بہت عزت حاصل

Marfat.com

کی تھی اور اب انگریزی علمداری میں بھی یہ خاندان زیادہ تر انگریزوں کا خیر خواہ و خدمت گزار پایا گیا ہے، علی الاتصال مسلمانوں کی عملداری سے اس وقت تک وارثان مقدم مشرف کا قبضہ اس علاقے پر چلا آتا ہے اور ابتدائے عملداری سرکار انگریزی مقدم مشرف کی اولاد کے قبضہ میں بطور جاگیر وملکیت یہ دیہات ہیں۔ کوکلیا پنڈوری، جوڈنگی، چھاڑ۔

مقدم مشرف کا خاندان بہ سبب عزت و اعتبار اور نیک نامی کے اس وقت بھی ضلع ہزارہ کی گوجر قوم و نیز گردونواح کی تمام دیگر قوموں میں بڑی عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے زیادہ اس علاقے کے لوگ اس خاندان کی اس واسطے بھی تعظیم کرتے ہیں کہ مقدم مشرف کے وقت خواہ کسی قوم کا بھی کوئی بہادر اور جوانمرد شخص اس کے پاس آکر نوکر ہوتا تھا تو وہ اس نوکر کو کبھی نوکر کے لفظ سے نہیں پکارتا تھا بلکہ وہ اس نوکر کو سنگی و رفیق یعنی ہمراہی و مددگار کے لفظ سے بلاتا تھا اور اس نے اپنی تمام عمر میں کبھی بھی اپنے کسی ملازم کو لفظ نوکر یا ملازم سے نہیں پکارا تھا اور جب کبھی اس کا کوئی ملازم ملازمت چھوڑ کر چلا جاتا تھا، اور یا ضعیفی کے سبب ضعیف ہو جاتا تھا تو مقدم مشرف اپنی وسعت کے مطابق اس ملازم کی خدمات کے عوض بطورِ پنشن یا امداد اس کے گھر میں کچھ نہ کچھ بھیجتا رہتا تھا ور آج بھی ان ملازموں کی اولاد میں سے جو لوگ موجود ہیں وہ اس پرانی رسم کے مطابق مقدم مشرف کی اولاد میں سے جو اس کا جانشین ہوتا ہے فصل کے موقع پر بصورت غلہ اس کے پاسوں وظیفہ لیتے ہیں بحوالہ تاریخ ضلع ہزارہ صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۵ مؤلفہ محمد اعظم بیگ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست ۱۸۷۲ء

چوہدری سلیمان گوجر کا ضلع جہلم تپہ روہتاس پر حکومت کرنا

شہر جہلم سے چار میل کے فاصلے پر شمال مغرب کی طرف ایک مشہور قصبہ بنام کالا گوجراں آباد ہے جس کو قوم گوجر نے آباد کیا تھا یہ قصبہ مسلمانوں کے

Marfat.com

عہد حکومت سے آباد چلا آتا ہے اور ابتدأ یا اس کے آباد کرنے والا چوہدری سلیمان گُوجر تھا جو گوجروں کی گوت پسوال سے تھا اکثر اس علاقہ و قصبہ کے گوجر چوہدری سلیمان کی اولاد سے اپنے آپ کو بتاتے ہیں، منجملہ چوہدری سلیمان گوجر کی اولاد میں سے چوہدری عبد الرحیم ایک بہت بڑا بہادر اور زبردست آدمی ہوگزرا ہے جس کی لڑائیاں و زور آزمائیاں اکثر طور پر قوم گکھڑ سے ہوا کرتی تھیں جن میں وہ اپنی جوانمردی و آزمودہ کاری سے ہمیشہ فتح یاب اور کامیاب ہوتا رہا بلکہ اس نے اپنے زورِ بازو اور قوت سے یہاں تک سیاسی اقتدار حاصل کرلیا تھا کہ تمام پتہ روہتاس پر اس کی حکومت قائم ہوگئی تھی جو کچھ مدت تک اس کے بعد بھی قائم رہی لیکن خود گوجروں کے اپنے افتراق و نفاق کی وجہ سے اس حکومت کو بہت جلدی زوال آنا شروع ہوا پھر جیسا کے زوال کے بعد گوجروں کے سیاسی اقتدار کا ہمیشہ کے لئے اس علاقہ سے خاتمہ ہوگیا اور اب اس علاقے میں گوجر قوم کا قبضہ بطور زمینداری کے رہ گیا ہے چوہدری عبد الرحیم مذکور کی اولاد میں سے چوہدری نورداد خان ۱۸۷۱ء میں نمبر دار مقرر تھا جو قریب ایک سو روپیہ کے انعام پایا تھا بحوالہ تاریخ ضلع جہلم صفحہ ۱۴۹، مؤلفہ مرزا اعظم بیگ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست ۱۸۷۱ء۔

قصبہ ڈنگہ کس نے آباد کیا تھا

قصبہ ڈنگہ گوجراں ضلع گجرات پنجاب میں واقع ہے اور یہ قصبہ بوجہ تجارت سونف کے بہت مشہور ہے اور قوم گوجر کی سرحد ملکیت کے خاتمے پر آباد ہے جس کے آگے پھر قوم گوندل جٹ کی آبادی شروع ہو جاتی ہے قصبہ ڈنگہ کی آبادی کے پیشتر گوجروں کو ہمیشہ گوندل جٹ مار دھاڑ کرکے لوٹ لیا کرتے تھے آخر گوندل جاٹوں کے دفعیہ فساد اور انسداد جور و ظلم کے لئے چوہدری مقیم خان کھٹانہ گوجر نے بہلسیر انوالہ سے اُٹھ کر سرحد ملکیت گوجراں پر یہ قصبہ آباد کیا

Marfat.com

پھر چوہدری مقیم خان کے بعد بھی اس کے خاندان کے بہادران لٹیروں کی مدافعت کر کے ان کی مار دھاڑ سے لوگوں کو بچاتے رہے چوہدری مقیم خان کے بعد اس قصبہ اور اس کے گردونواح کے علاقہ پر اسی کے خاندان کا اقتدار و اختیار رہا اور آج بھی اس کی اولاد میں سے ایک معزز رئیس چوہدری غلام سرور خان ذیلدار موجود ہے جس کی حکام وقت کے درباروں میں بہت عزت و رسوخ ہے، بحوالہ تاریخ ضلع گجرات پنجاب مؤلفہ مرزا محمد اعظم بیگ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست ۱۸۷۱ء۔

۱۸۵۷ء میں تمام ہندوستان میں گوجروں نے علم آزادی بلند کیا

گوجر قوم کے بہادروں نے ۱۸۵۷ء میں انگریزی حکومت کے خلاف تمام ہندوستان میں علم آزادی بلند کر دیا تھا لیکن انگریزوں جیسی ہوشیار اور منتظم قوم کے مقابلہ میں ان کی کوئی پیش نہ جا سکی، اور ہر جگہ ان کو شکست نصیب ہوئی جس کے بعد ظالم شیر برطانیہ نے کامیاب ہو کر اپنے ظالم پنجہ میں ہزار ہا بہادر گوجروں کو پکڑ کر اور ان کو تختہ دار پر لٹکا کر ان کے پسماندہ بہادروں کے جذبۂ آزادی کو ہمیشہ کیلئے فناء کر دیا۔ چنانچہ گوجروں کے جذبۂ آزادی کے متعلق ٹالبرٹ صاحب اپنے ہم قوم انگریز مورخوں کی طرح جو ہمیشہ کسی غیر قوم کے محب وطن اور ہمدرد قوم لیڈر کو یا کسی آزادی پسند اور محب وطن قوم کو بدنام کرنے کے لئے وحشی، درندہ، چور اور ڈاکو کے ناموں سے نامزد کر کے بدنام کیا کرتے ہیں پس اسی طرح ٹالبرٹ صاحب بھی اُن بہادر اور محبان وطن و آزادی پسند گُوجروں کو مفسد اور چور کے ناموں سے نامزد کرتا ہوا ان کے جذبۂ آزادی کا ذکر ان الفاظ میں لکھتا ہے، کہ دہلی کے آس پاس بکثرت گُوجر قوم زمانہ قدیم سے آباد چلی آتی ہے جو نہایت مفسد و مُسرق ہے پچاس برس تک سرکار انگریزی کی تنبیہ و تادیب

Marfat.com

سے یہ قوم چوری و فساد سے باز آتی رہی لیکن پھر ہنگامہ بغاوت ۱۸۵۷ء میں سرکاری فوجوں کی بغاوت کی خبر سن کر یہ قوم ایک دم ایسی اٹھی کہ میں نہیں کہتا کہ چند ہفتوں میں یا چند روز میں بلکہ چند گھنٹوں میں یہ تمام ملک میں پھیل کر لوٹ گھسوٹ کرنے لگی اس کے آگے چل کر پھر ٹالبرٹ صاحب لکھتا ہے کہ یہ قوم ضلع گجرات پنجاب میں بھی بکثرت آباد ہے جہاں اسکا چال وچلن بہت اچھا ہے اور پیشہ زمیندار ہے اس کے آگے پھر گجرات کی وجہ تسمیہ یوں لکھتا ہے کہ گجرات نام ذرا مشکوک ہے بعض اس کو ہجا کر کے گذرات بولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نام فارسی ہے جو گھات کے لئے بھولا جاتا ہے لیکن میرے نزدیک یہ وجہ غلط ہے بلکہ یہ نام اس قوم گوجر کی سکونت کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ غرض اسی طرح ٹالبرٹ صاحب گجرات کاٹھیاواڑ کی وجہ تسمیہ بیان کرتا ہوا، یہ لکھتا ہے کہ دوسری گجرات جو سندھ اور بمبئی کی طرف واقع ہے اس کا اصل نام گرجرات بتاتے ہیں جس کی وجہ تسمیہ بھی خاندان گوجر کی سکونت و آبادی بیان کی جاتی ہے لیکن میں اس خاندان گوجر سے ناواقف ہوں البتہ کٹک اور جنوبی ناگپور کے علاقوں میں جہاں ایک بھی گوجر نہیں ملتا وہاں سرداران گرجت پائے جاتے ہیں تاہم میں اس سے زیادہ تحقیقات چاہتا ہوں کیونکہ میں نے سُنا ہے کہ گجرات بمبئی کے گاؤں کے نام ضلع گجرات پنجاب کے گاؤں کے ناموں سے ملتے ہیں اور گوجر لوگ اکثر طور پر مسلمان ہوتے ہیں لیکن پورب و جنوب دہلی کی طرف ہندو گوجر بھی آباد ہیں ان کے علاوہ ایک اور قوم بنام میواتی گوجر بھی پائی جاتی ہے۔ بحوالہ خلاصہ حال اقوام ہند بزبان اردو صفحہ ۶۱ و ۶۲ مؤلفہ ٹالبرٹ صاحب بہادر۔

ایک گوجر رئیس اور اس کی ریاست کے حالات

ریاست دیوتی ایک بہت قدیم ریاست تھی جس کا دار الحکومت شہر راجور تھا اس ریاست پر قدیم سے گوجروں کا ایک خاندان بڑ گوجر حکومت کرتا چلا آتا

Marfat.com

تھا جو اپنے کو سری رامچند رجی کی اولاد ثابت کرنے کے لئے آپ کے بیٹے سری لوجی سے اپنا شجرہ نسب ملاتا تھا یہ خاندان بھی گوجروں اور راجپوتوں میں اس لئے ممتاز رہا کہ اس میں اہل اسلام سے قرابت شادی جائز نہ رکھی تھی کہیشروں کے اقوال سے ثابت ہے کہ اس خاندان کے بہادروں نے نازک موقعوں پر ساکا کر کے خاص شہرت وعزت حاصل کی تھی۔

چنانچہ جب جے سنگھ کچھواہہ کو ان علاقہ جات کی صوبہ داری حاصل تھی تو انہی دنوں میں اس ریاست کا گوجر رئیس بھی اپنی بائیسی فوج کے ساتھ شاہی دربار میں شاہی خدمت سرانجام دے رہا تھا، اور اس کا چھوٹا بھائی اس کی جگہ ریاست دیوتی راجور کا انصرام و انتظام کرتا تھاایک روز جو اس گوجر رئیس کے بھائی کو شکار کی ہواسمائی تو اس نے بہت عجلت سے کھانا کھا کر شکار کو جانے کی تیاری کی، اس کی عجلت کو دیکھ کر اس کی بھاوج نے کہا کہ اتنی جلدی کیوں کرتے ہو کیا تم نے جے سنگھ کچھواہہ پر برچھی چلانے جانا ہے گویا یہ ایک کنایہ تھا جس سے کہ مخاطب کو آمد نرور فتح کچھواہہ اور دیوسا میں قدیم قبضہ و دخل کی یاد آ گئی اور اس نے فوراً ہی ٹھاکر جی کی قسم کھا کر کہا کہ جب تک میں جے سنگھ کچھواہہ کو نہ مارلوں گا تب تک میں تمہارے ہاتھ کا پکا ہوا اور چھوا ہوا کھانا نہ کھاؤں گا۔

گوجر رئیس کا بھائی اپنی بھاوج کو اتنا کہہ کر اور اپنے ہمراہ صرف دس سوار لے کر گھر سے چلا گیا اور کئی مہینے تک دھول کوٹ میں جا کر فروکش رہا، اس نے سامان خوردونوش کی عدم موجودگی میں اپنے گھوڑے بھی بیچ ڈالے پھر جب بہت تنگدستی ہوئی تو اپنے ہمراہیوں کو بھی گھروں میں بھیج دیا اور آپ تنہا وہیں قیام گزین رہا، فاقہ کشی کی یہ حالت تھی کہ تمام ہتھیار، تلوار، برچھی وغیرہ اور ساری پوشاک بھی بیچ ڈالی تین دن کے بعد پھر آدھی پگڑی بھی فروخت کر دی جس کے بعد اوڑھنے بچھانے کو بھی کچھ نہ رہا، اتفاقاً اسی روز جے سنگھ کچھواہہ کی سواری بھی

Marfat.com

مورا کی پہاڑی کے پیچیدہ راستے سے گزری تو گوجر رئیس کے بھائی نے جس وقت اس کا سکھپال دیکھا تو فوراً جھپٹ کر برچھی کا وار کر دیا لیکن اس گوجر بہادر کا نشانہ خطا گیا اتنے ہی میں جے سنگھ کچھواہہ کے سو سوار تلواریں کھینچے ہوئے گوجر پر حملہ آور ہوئے قریب تھا کہ گوجر بہادر کا قیمہ کر دیتے لیکن راجہ جے سنگھ کچھواہہ نے حکم دیا کہ خبردار اس کا رواں میلا نہ ہو، بلکہ اسے زندہ ہی گرفتار کرنا لازم ہے، جس کے بعد جے سنگھ کے سپاہیوں نے اس گوجر بہادر کو زندہ ہی گرفتار کرلیا۔ گرفتاری کے بعد جے سنگھ نے پوچھا کہ یہ کیا حرکت تھی جو تم نے کی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ فعل اپنی بھاوج کے طعنہ سے متاثر ہو کر کیا ہے، اور اب مجھے آپ قتل بھی کر دیجئے تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں میں سچ کہتا ہوں کہ میں آپ کی تاک میں کئی مہینوں سے تھا لیکن آپ مجھے اب سے جب کہ میں چار دن سے بھوکا ہوں اور اتنے دن سے میرے منہ میں کوئی دانہ پانی نہیں گیا، اگر یہ لڑاکے کے فاقے نہ آئے ہوتے تو نا معلوم میری برچھی کیا قیامت ڈھاتی اس کا یہ دلیرانہ بیان سن کر جے سنگھ کچھواہہ بہت خوش ہوا اور اس نے اسی وقت اس کو خلعت فاخرہ پہنا کر گھوڑے پر سوار کیا، اور پچاس سوار ہمراہ کر کے بڑے اعزاز سے رخصت کر دیا، اپنے سواروں کو اس لئے ساتھ بھیجا کہ وہ بڑی حفاظت و عزت سے اس کو راجور میں پہنچا آئیں، جس وقت اس گوجر بہادر کی بھاوج سے فوج کی ملاقات ہوئی اور اس نے وہ سب حال اس کو سنایا تو وہ سب ماجرا سن کر بیساختہ بول اٹھی کہ زہریلے سانپ کو زخمی کرنے کا نتیجہ رنگ لائے بغیر نہ رہے گا، گو اس وقت تمہاری جان بچ گئی مگر آئندہ اس زہریلے سانپ سے ہوشیار رہنا، آخر اس اندیشہ کو مدنظر رکھتے ہوئے گوجر رئیس کے بھائی نے تمام بوڑھے بچوں کو انوپ شہر میں بھیج کر قلعہ راجور کے استحکامات شروع کر دیئے، ادھر جے سنگھ کچھواہہ نے اس واقعہ کے تیسرے ہی روز بعد تمام سرداران

Marfat.com

ریاست کو بلا کر ان کے سامنے یہ معاملہ رکھ دیا، کہ ریاست دیوتی کو سر کرنے کے لئے کون سردار تیار ہے؟ یہ سن کر سردار موہن سنگھ چومو نے کہا کہ مہاراج اب اس معاملے کو رفت و گذشت کیجئے، کیونکہ گوجر رئیس بھی دربار شاہی کا حاضر باش ہے، اب کچھ نشیب و فراز بھی سوچ لیجئے موہن سنگھ کی یہ تقریر کچھ ایسی مؤثر تھی کہ خود جے سنگھ بھی اس سے متاثر ہو کر چپ ہو رہا، خیر اس وقت تو یہ بات ٹل گئی مگر اس کے تلووں سے لگی تھی آخر ایک مہینے کے بعد پھر یہی بات چھیڑی، مگر رئیس چومو کے الفاظ بھی کسی کو دل سے نہ بھولے تھے اس لئے اور تو کسی نے کچھ ہست و نیست سے مطلب نہ رکھا صرف فتح سنگھ بن بیر پوت نے اس بات کا بیڑا اٹھایا کہ میں جا کر دیوتی کو فتح کروں گا۔ فتح سنگھ بن بیر پوت ایک سو پچاس جاگیرداری فوج کا حامل تھا اس کو پانچ ہزار سوار بڑگوجر پر حملہ آوری کے لئے ملے، ان دنوں بڑگوجر بہادر گنگور کا میلہ منانے جا رہا تھا کہ اس کو دشمن کا پیغام پہنچا کہ فتح سنگھ بن بیر پوت تمہارے مقابلے کے لئے سر پر پہنچ گیا ہے گوجر رئیس نے اس پیغام کو ایک مضحکہ سمجھ کر اس پیغامبر کو مروا ڈالا ابھی اس کے قتل کو چند ہی لمحہ گزرے تھے کہ جے سنگھ کچھواہہ کی فوج بھی سر پر آ پہنچی اور کشت و خون کا یکا یک دریا جاری ہو گیا آخر اس لڑائی میں معہ فوج کے گوجر رئیس بھی مارا گیا جس کے بعد قلعہ اور شہر راجور پر جے سنگھ کے جھنڈے لہرانے لگے، رئیس چومو قوم کچھواہہ کی بہن یعنی راجہ راجور کی رانی اس واقعہ کو دیکھ کر زار زار رو رہی تھی جب فتح یاب لشکر قلعے میں داخل ہو گیا تو گوجر رئیس کی رانی روتی ہوئی بولی کہ بھائی فتح سنگھ اب بیٹے کا دان دو، یہ کہتے ہی اس کو یونہی خیال آیا کہ اس بربادی کی میں ہی بانی مبانی ہوں جس کے بعد اس نے جھٹ ایک خنجر پکڑ کر اپنے کلیجے میں مار لیا اور اسی وقت اپنی جان شیریں ملک الموت کے حوالے کر کے دنیا کے دکھوں سے نجات پا گئی جس کے بعد پھر حملہ آور

Marfat.com

سپاہیوں نے تمام مقتولین کے سر زین اسپ میں باندھ کر راجہ جے سنگھ کے حضور پیش کر دیئے، رئیس چوموکی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہو گیا ادھر جے سنگھ کو بھی اس کی وہ بات یاد آگئی کہ رئیس راجو ر دربار شاہی میں حاضر باش ہے اس سے مخالفت اچھی نہیں اس لئے اس نے فوراً کہا کہ اس وقت آنسو بہاتے ہو اور جب مجھ پر برچھی کا وار ہوا تھا اس وقت ایک آنسو بھی تمہاری آنکھ سے جاری نہ ہوا تھا بس آج کے بعد تم کو جلا وطن کیا جاتا ہے اور تمہاری جاگیر چوموبھی ضبط کی جاتی ہے موہن سنگھ بیچارا تو اسی وقت جلا وطن کیا گیا، اور اس نے رانائے اودھے پور کے پاس پناہ لی، اور ریاست دیوتی و راجور پر جے سنگھ کچھواہہ کا قبضہ ہو گیا ان کے ساتھ ہی وہ علاقہ جات بھی ضبط ہوئے جو ماچیری کے لقب سے مشہور ہیں، بحوالہ ٹاڈ راجستان، جلد دوم صفحہ، ۱۶۰۸، مترجمہ دوار کا پرشاد صاحب افق۔

حضرت شیخ جمال گُوجر قدس سرہ

حضرت شیخ جمال گُوجر نسب کے لحاظ سے قوم گُوجر کی چیچی گوت سے تھے چنانچہ خود اپنے مرقع میں آپ نے اپنا نسب نامہ لکھتے ہوئے اپنی گوت چیچی گُوجر لکھی ہے آپ صاحب تصنیف تھے اور کئی کتابیں آپ نے تصنیف کیں منجملہ ان کے ایک کتاب مرقع گُوجراں بھی آپکی تصنیف ہے جس میں آپ نے گوجروں کی تمام گوتوں کے نسب نامے تحریر فرمائے ہیں جس کا ذکر بطور حوالہ کے اس تاریخ میں بھی کئی جگہ آیا ہے، تصوف کے لحاظ سے آپ حضرت شیخ مظفر بلخی کے خلیفہ و مرید تھے اور آپ کا سلسلہ بیعت باواسطہ پانچ مرشدوں کے حضرت شیخ نجم الدین سے جا کر ملتا ہے، نقل ہے کہ بعض اوقات حضرت شیخ جمال گوجر طعام کھیر کی دیگچی اپنے سر پر رکھ کر جگہ بہ جگہ پھرا کرتے تھے، اور جس جگہ بھوکے پیاسے شخص کو دیکھ پاتے تھے کھانا بلا قیمت دے دیتے تھے اتفاقاً ایک روز شیخ جمال

Marfat.com

گوجر طعام کی دیگچی سر پر اٹھائے ہوئے جب شاہ موسیٰ عاشقان کے گھر پہنچے تو وہاں ایک دہقانی کے حوالے کر کے فرمایا کہ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔ کہ اے جمال! اگرچہ آپ اپنے بھائی گوجروں کی طرح جیسے کہ وہ دودھ کا گھڑا سر پر رکھ کر دودھ فروخت کرتے پھرتے ہیں اور دودھ کے عوض درم و دینار حاصل کرتے ہیں اسی طرح آپ طعام کھیر کی دیگچی سر پر رکھ کر لوگوں کو عشق کی کھیر دیتے ہیں اور اس کے عوض عشق ہی حاصل کرتے ہیں، پس اسی دن سے آپ بجائے جمال گوجر کے شیخ جمال کے لقب سے ملقب ہوگئے، غرض گوجر قوم میں سے آپ ایک بہت بڑے صاحب کرامت اور عالی مقام بزرگ ہو گزرے ہیں۔

حضرت شیخ جمال گوجر حضرت شاہ موسیٰ عاشقان اور خلیفہ شیخ حاجی چراغ اور شیخ فتح اللہ آودھوی کے معاصر تھے، اتفاقاً ایک دفعہ آپ شیخ مخدوم احمد عبد الحق چشتی کو ملنے کے لئے صوبہ آودھ میں تشریف لے گئے اور جاتے ہی ان کی محبت میں گرفتار ہوگئے اکثر اوقات حضرت شیخ مخدوم احمد عبد الحق فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بہت ممالک کی سیر کی ہے لیکن میں نے کوئی مسلمان نہیں دیکھا مگر ملک آودھ میں ایک شخص جمال گوجر کو مسلمان دیکھا ہے۔ نقل ہے کہ ملک آودھ میں حضرت شیخ احمد کے پاس ایک سگ مادہ تھی اور جو ہمیشہ بچے دیا کرتی تھی شیخ مذکور اس سگ مادہ کی غورو پرواخت اور میزبانی میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کیا کرتے تھے اور ہمیشہ ہر قسم کا کھانا اس سگ مادہ کو کھلایا کرتے تھے، ایک دفعہ اس سگ مادہ کے ہاں بہت سے بچے پیدا ہوئے تو شیخ مذکور نے ان سگوں کی ولادت کی خوشی میں تمام شہر کے اکابر و امرائے کی ضیافت تیار کر کے ان سب کو اس ضیافت پر طلب کیا لیکن اس ضیافت پر حضرت شیخ جمال گوجر کو نہ بلایا جب دوسرے دن دونوں کی ملاقات ہوئی تو حضرت شیخ جمال گوجر نے اس بات کی شکایت کر کے کہا کہ آپ نے تمام شہر کے اکابر و امراء کو تو اس ضیافت پر طلب کر

Marfat.com

لیا لیکن مجھ جیسے مونس و ہمدم ومحرم راز دوست کو طلب نہ کر کے اس ضیافت و محفل سے محروم رکھا یہ شکایت سُن کر حضرت شیخ احمد نے مُسکرا کر فرمایا کہ اے جمال الدین بے شک تمہاری شکایت جائز ہے لیکن میں نے سگوں کی ولادت کی خوشی میں دنیا کے سگوں کو یہ ضیافت دی تھی اس لئے میں نے ان دنیا دار سگوں کو اس ضیافت پر طلب کیا تھا لیکن آپ کو میں انسانوں اور خاص آدمیوں میں شمار کرتا ہوں اسی لئے میں نے آپ کو ان سگوں کی ضیافت و محفل میں طلب کرنا پسند نہ کیا، الحاصل حضرت شیخ جمال گُوجر کی وفات ۸۵۸ھ میں واقع ہوئی تھی اور آپ کی وفات کا سن تاریخ ان اشعار سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

جمال جہاں شیخ اکرم جمال مکرم شاہ باکمالِ مُہشت
بتاریخ ترحیل آں شاہ دین ندا شد کہ عابد جمال بہشت

بحوالہ مرقع گُوجراں مؤلفہ حضرت شیخ جمال گُوجر، دوسرا حوالہ خزینۃ الاصفیا صفحہ ۳۲۰ بزبان فارسی مؤلفہ مفتی غلام سرور صاحب لاہوری۔

فصل پنجم

گُوجروں کا آبائی مذہب

گُوجروں کے آبائی مذہب کے متعلق ان کی پرانی تاریخوں سے اس بات کا پورا ثبوت ملتا ہے کہ زمانہ قدیم میں موجودہ گُوجروں کے آباؤ اجداد مذہب حنیف یعنی اسلام کے پیرو تھے اور ایک خدا وحدہٗ لاشریک کی پرستش کیا کرتے تھے اور ان کی مذہبی کتاب صحائفہ ابراہیم تھے کہ جن کے احکام کے مطابق وہ عمل درآمد کرتے تھے لیکن جب انہوں نے دیگر ممالک کو فتح کر کے ان میں مستقل سکونت اختیار کی تو ان کے کئی سو سال بعد ان کی اولادوں نے اپنے آبائی مذہب حنیف کو ترک کر کے وہاں کے اصل باشندوں کے تمدن و تہذیب اور مذاہب

Marfat.com

اختیار کر لئے بعض جگہ زرتشت، شامانی اور بعض جگہ ہندو بدھ، یہودی، اور عیسائی وغیرہ مذاہب کے پیرو بن گئے، ورنہ اس کے پیشتر زمانہ قدیم کے تمام گوجر اسی مذہب حقہ حنیف کے پیرو تھے بعد میں آ کر ان کی اولادوں نے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہبوں کو اختیار کر لیا اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مذہب حنیف یعنی اسلام قدیم سے ہے یا اس کی ابتداء حضرت محمد ﷺ سے ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مذہب حنیف یعنی اسلام قدیم سے ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس کی تکمیل و تجدید کے لئے مبعوث ہوئے تھے جیسا کہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** بس اسی اکملیت کی وجہ سے آپ کو مہارشی اور خاتم الانبیاء کے خطابوں سے مخاطب کیا گیا تھا اور دنیا کو آپ کی آمد کی خبر مذہبی کتابوں کے ذریعے دی گئی تھی چنانچہ اہل ہنود کی[1] مذہبی کتابوں میں بھی آپ کی

---

(۱) سام وید میں حضرت محمد رشی کا نام مبارک خاص طور پر ذکر کر کے اس طرح پیشن گوئی کی گئی ہے منتر (۱) وہ ہر مقدس رسم کا مربی (۲) رعد والا (۳) نہایت تعریف کیا گیا (۴) قلعوں کا توڑنے والا جوان عقیل۔ بے انداز قوت کا پیدا کیا گیا (۵) تو نے اے پتھر رکھنے والے۔ والا کے گائیوں سے مالا مال گڑھے کو پھاڑا۔ یہ دیوتا دباتے ہوئے تیرے پہلو میں آئے اور خوف سے آزاد ہو کر انہوں نے تیری مدد کی (۶) انہوں نے دعا کے بھجنوں کے ساتھ اس اندر کی شان بیان کی جو اپنی قوت سے حکومت کرتا ہے۔ جس کے ہزاروں بلکہ اس سے بھی کہیں کثرت سے عطئے آتے ہیں۔ بحوالہ سام وید۔ دوسرا حصہ باب پنجم۔ فصل اول۔ پر پاٹھک بستم صفحہ ۱۲۵ مترجمہ بابو پیارے لال صاحب زمیندار پروٹھا۔ مطبوعہ ددیا ساگ پریس پروٹھا ضلع علی گڑھ۔ ۱۸۲۷ء

اس عبارت میں جس قدر اوصاف و کمالات ذکر کئے گئے ہیں وہ سب کے سب پورے حضرت محمد رشی میں پائے جاتے ہیں اور آپ کے سوا اور کوئی شخص ایسا نہیں۔ جس میں یہ سب وصف اجتماعی طور پر پائے جائیں نہ آپ سے پہلے ہوا نہ بعد لہذا اس بشارت و تعریف کا مصداق آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ہم ان اوصاف کا آپ میں پورا پورا پایا

Marfat.com

آمد کی خبر موجود ہے۔ غرض محمد رسول اللہ ﷺ کے پیشتر جس قدر دنیا میں رشی و مُنی تشریف لائے وہ سب کے سب اسی مذہب حنیف کی دعوت دیتے اور تبلیغ و اشاعت کرتے تھے اور وہ تمام پرانی قومیں جو اس وقت دُنیا میں موجود ہیں زمانہ قدیم میں یہ سب اسی مذہب حنیف کی پیرو تھیں شرک اور بت پرستی بعد میں آکر

(بقیہ سابقہ) (۱) جانا ثابت کر سکتے ہیں۔

سام وید کی عبارت میں اس برگزیدہ مقدس رسول کے لئے تیسرا امر یہ ذکر کیا گیا ہے کہ (نہایت تعریف کیا گیا) اس امر پر ہم کو زیادہ لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تو ترجمہ آپ کے نام پاک محمد کا ہے کیونکہ محمد اسم مفعول کا صیغہ ہے مصدر تحمید سے جس کے معنی ہیں بہت تعریف کرنا پس محمد اسم مفعول کے معنی ہوئے نہایت تعریف کیا گیا۔ کیا اس سے زیادہ وضاحت اور صفائی سے بھی کوئی امر بیان ہوسکتا ہے کہ کسی شخص کی تعریف وتعین کے لئے اس کا نام اور اوصاف ہر دو امر ذکر کئے جائیں۔ سام وید کا ایک اور شلوک پیش کیا جاتا ہے جو اس سے بھی بہت اہم ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت محمد رشی کی پہچان کا گر بتایا گیا ہے (شلولک) مودود۔ برتنا۔ دیاؤ گاراتنے پرکر۔ تیستا بشنو۔ نانک بھکھا۔ تیوسدا۔ بید شاسترے حشر تیا۔ اس اشلوک کا ترجمہ یہ ہے کہ جس دیپ (بزرگ) کے نام کا پہلا حرف (م) اور اخیر حرف (د) ہو اور جس کے پیرؤ گئو بھکھن (ذبیحہ گائے) کرتے ہوں وہی وید شاستر کے رو سے رشی یعنی (پیغمبر) ہے اس کی پیروی کرنی ہر ایک ہندو کا فرض ہے۔

اب دیکھئے کہ کس خوبی سے سام وید نے حضرت محمد صلعم کی پہچان کا گر بتایا ہے کیا محمد کے شروع کا لفظ (م) اور اخیر حرف (د) نہیں ہے۔ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر کیوں بزرگ مذکور کے آگے ہندوؤں کے سر نیچے نہیں ہوتے پھر صرف اسی پر اکتفا نہیں۔ بلکہ اس کی ایک اور بڑی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ اس کے پیرو گئو بھکھن کرتے ہوں گے۔ چنانچہ مسلمان گئو بھکھن کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ کلکی پوران میں جو ہندوؤں کی ایک معتبر کتاب ہے۔ جس میں کرشن جی کی طرف سے ان خبروں کا حال ہے جو آخر زمانہ میں پیش آئیں گے۔ اس میں لکھا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک اوتار پیدا ہوگا اس کی پیدائش شمبل دیپ میں ہوگی۔ شمبل دیپ سے ہمارے ملک کے ہندو سنبھل مراد آباد خیال کرتے ہیں کہ وہ اوتار یہاں پیدا ہوگا۔ گو سنسکرت کی لغت

Marfat.com

ان قوموں میں رائج ہوئی ورنہ زمانہ بت پرستی کے پیشتر یہ سب کی سب توحید محضہ کی قائل اور ایک خدا وحدہٗ لاشریک کو مانتی اور اسی ایک کی پوجا کرتی تھیں بلکہ ہماری تحقیق کے مطابق ہندوستان کی قدیم قوم ہندو بھی اسی مذہب حنیف کی پیرو تھی چنانچہ سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب سیتارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء

(بقیہ سابقہ) کی کتابوں میں شمبل دیپ کے معنی عرب ملک کے ہیں مشہور انگریز سنسکرت دان پروفیسر میکس مولو نے بھی یہی معنی شمبل دیپ کے لکھے ہیں۔یعنی انہوں نے شمبل دیپ کو ملک عرب لکھا ہے' کلکی پوران میں آگے بڑھ کر یہ لکھا ہے کہ اس اوتار کی ماں کا نام امتی ہوگا۔امتی کے معنی امانتدار کے ہیں اور آنحضرت کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔جس کے معنی امانت دار کے ہوتے ہیں۔پھر لکھا ہے کہ اوتار کے باپ کا نام دشنوداس ہوگا۔وشنو کے معنی ہیں اللہ اور داس کے معنی ہیں۔غلام سو آنحضرت کے والد کا نام عبداللہ اور عبداللہ کے معنی عربی میں اللہ کے غلام کے ہیں۔

پھر کلکی پوران میں لکھا ہے کہ یہ اوتار پہلے پہاڑ کی غار میں خدا کی بندگی کرے گا۔وہاں خدا اس کو سبق دے گا۔پھر اس کو اپنے گھر والوں سے تکلیف ہوگی۔اور یہ مجبوراً ان سے جدا ہو کر شمالی پہاڑوں میں چلا جائے گا اس اوتار کے چار بھائی ہوں گے جو اس کے دہرم و دین کو سارے جہان میں پھیلائیں گے اس اوتار کی ایک بیوی بڑی خوبصورت سرخ رنگت کی ہوگی۔

ان سب باتوں سے سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ پہاڑ کے اندر بندگی سے مراد غار حرا ہے اور خدا کا سبق یہی اقراء باسم ربک الذی خلق ہے اور شمالی پہاڑوں میں جانا ہجرت ہے جو مکہ سے مدینہ کو ہوئی اور چار بھائی چاروں اصحاب ہیں جنہوں نے دین اسلام کی اشاعت کی اور لال رنگ کی خوبصورت بی بی حضرت عائشہ ہیں۔

کلکی پوران میں اس کے علاوہ بہت مفصل اور پورا بیان ہے ہم طوالت کے سبب فقط اتنا ہی لکھتے ہیں آخر میں سری کرشن نے فرمایا ہے کہ اے لوگو جب اس اوتار کا ظہور ہو تو تم اس کے قدموں میں اپنے سر رکھ دینا کیونکہ نجات اور ہدایت اسی کے پاس سے ملے گی۔

اہل ہنود کی ایک اور کہنہ کتاب بنام کھیل برن ہے جس کے حصہ اوّل' ادھیا بارھواں کانڈ چھٹی میں حضرت محمد رشی کی آمد کی خبر ان الفاظ میں لکھی ہوئی ہے''کمشن اوتاریا'' اوتار پسن

Marfat.com

کے صفحہ ۳۵۳ پر لکھا ہے، کہ مہاراجہ یدھشٹر کے دربار میں عربی زبان بولی جاتی تھی چنانچہ جس وقت کوروں نے پانڈوں کو تباہ کرنے کے لئے لاکھشا گرہ یعنی رال، لاکھ، گندھک وغیرہ کا مکان تیار کیا تاکہ جب پانڈوں اس میں داخل ہوں تو وہ آگ لگا کر ان کو خاک سیاہ کر دیں اس وقت یدھشٹر کو اس فریب سے آگاہ

(بقیہ سابقہ) نلتم پرتھوری مدہم ارن سیل بارتم بلونت سورتم پرتھوی مدہی سرب ادن کا سن کرام پرسن پر پرسیوتم دہن کرایت چھاگ واکو رو دوسن کرام'' (ترجمہ) نجات دینے والا اوتار پیدا ہوگا۔ بیچو بیچ زمین کے (یعنی مکہ معظمہ میں) دشمن کا مارنے والا' زور والا بڑا بہادر بیچو بیچ زمین کے نام اس کا تعریف کیا گیا ہے (یعنی محمدؐ) بذریعہ لڑائی وسچائی کے دین کو پھیلا دے گا۔ اس کے پاک دین میں اوتار پیدا ہوں گے۔

اب ایک اور حوالہ۔ چھٹی کانڈ۔ بارہویں اسکنذ۔ پوتھی راما سنگھ رام۔ جو کہ بیاس جی نے لکھا ہے اور جس کا ترجمہ گوسائیں تلسی داس جی نے اشعار میں کیا ہے پیش کیا جاتا ہے۔

دید پر ان ست مت بھاکوں ترپر نہ کچھ بات میں نہ راکھوں

یعنی جو دید نے کہا ہے اور پرانوں میں لکھا ہے وہی کہوں گا۔ طرفداری اور جانبداری میں کچھ نہ کروں گا۔

عرب دیس بھرکتا سہائی سوتھل بھوم کت سکھہ رائی

ملک عرب میں ایک خوشنما متارہ ہوگا۔ نہایت اچھی شان کی خوش نصیب وہ زمین ہوگی۔

سمبھوسمت تاکر ہوئی سندرم اویس تھتھ سوئی

ان ہوئی بات یعنی معجزے اس سے ظہور میں آئیں گے۔ والی اللہ قائم ہوگا۔

سمیت بکرم وددواں کا مہا کوک نسن چترتی کا

راجہ بکرماجیت کی ساتویں صدی میں پیدا ہوگا۔ نہایت اندھیری رات میں مثل آفتاب چمکے گا

راج نیت بھوپریت دمکھاوے اپن مت سب کو سمجھا دے

بادشاہی قاعدے کے مطابق خوف دلا کر خلق ومحبت ظاہر کرے گا۔ اپنا دین سب کو سمجھا دے گا۔

چتر سندرم سب چاری تنگی نس ہوا دے بہاری

اس کے چار خلیفہ ہوں گے۔ اس کی نسل سے بہت رعب پیدا ہوگا۔

Marfat.com

کرنے کے لئے دور جی نے عربی زبان اس کو سمجھایا کہ وہاں نہ جانا چنانچہ یدھشٹر نے بھی عربی زبان میں ہی اس کا جواب دیا اور وہ سب بچ گئے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج سے پانچ ہزار سال پیشتر ہندوستان میں عربی زبان میں مہاراجہ یدھشٹر کے دربار میں کیسے رائج ہوگئی، اس کا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ آج سے پانچ ہزار سال پیشتر اس ملک میں دین حنیف کا دور دورہ تھا اور یدھشٹر وغیرہ جس قدر بھی مہاراجہ تھے وہ بت پرست نہیں تھے بلکہ دین حنیف کے ماننے والے تھے یہ وہی زمانہ تھا جبکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے عراق و عرب اور ملک شام و حجاز کے اندر دین کا ڈنکا بجا رکھا تھا اور چونکہ ہندوستان اور عرب کے درمیان اس زمانہ میں تجارتی مجلسی اور مذہبی تعلقات موجود تھے، اس لئے

(بقیہ سابقہ)

تب لک سندرم چھجہ کوئی بنا محمدؐ پار نہ ہوئی

اس دین کے جاری ہونے سے جو کوئی خدا تک پہنچے گا۔ بغیر ذریعہ محمدؐ پار نہ ہوئی

تب ہوئے سنگ لنگ تارا مہدی کہے سکل سنسارا

تب اخیر زمانہ میں ایک مرد کامل ہوگا۔ امام مہدی کہیں گے سب اس کے اہل و عیال

سندرم تمام پرتھین ہوئے تلسی بچن ست مست کھوئے

اس کے بعد ولایت نہ ہوگی۔ تلسی داس سچ بات کہتا ہے۔

حضرت محمد رشی کے ماننے اور آپ پر ایمان لاتے ہیں۔ کیا اب بھی ہمارے بچھڑے ہوئے ہندو گوجر بھائیوں کو انکار کی کوئی گنجائش ہوگی۔ کیا اب بھی وہ اپنے آبائی مذہب حنیف یعنی اسلام میں واپس آنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ جس مذہب میں کہ ہر قسم کی سیاسی و مذہبی اور تمدنی و معاشرتی مساوات ہم کو حاصل ہوسکتی ہے اور جس کے ہر رتبے اور درجے پر پہنچ کر ہم مساوی حقوق حاصل کرسکتے ہیں۔ ڈیڑھ ہزار سال کا عرصہ ہوا جبکہ ہماری قوم میں سے چند خاندانوں نے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر ہندو مذہب اختیار کرلیا تھا۔ لیکن ہندوؤں نے آج تک ان گوجروں کو وہ رتبہ اور درجہ نہیں دیا۔ جو ان کے ہاں برہمنوں، ٹھاکروں راجپوتوں کو حاصل ہے۔

Marfat.com

ہندوستان کے راجوں اور مہاراجوں میں عرب کی زبان کا رواج تھا اور انہوں نے حضرت ابراہیم سے جن کو عبرانی زبان میں ابراہیم کہا جاتا ہے خدائے وحدہٗ لاشریک کی پرستش کی تعلیم حاصل کر کے اس کو اپنے ملک ہندوستان میں برہم ودیا کے نام سے جاری کیا چنانچہ اب نشدوں کو اب بھی برہم ودیا کے نام سے پکارا جاتا ہے اور برہم ودیا میں سوائے خداوحدہٗ لاشریک کے کسی دوسرے کی پرستش کی تعلیم نہیں ہے خود سوامی دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں جا بجا اس بات پر زور دیا ہے کہ زمانہ قدیم میں اس ملک ہندوستان میں بُت پرستی نہیں تھی بلکہ بت پرستی زمانہ مابعد کی ایجاد ہے چنانچہ سوامی صاحب لکھتے ہیں کہ برہمنوں نے سوچا کہ ہمیں اپنی روزی کا بندوبست کرنا چاہیے یہ صلاح کر کے وہ سب کو یہ اپدیش کرنے لگے کہ ہم ہی تمہارے معبود ہیں ہماری خدمت کرو گے تو مکتی ملے گی ورنہ جہنم میں جلو گے بھلا ایسے بے عقل، نفس پرست، فریبی عیاش ادھرمی، بیدین اور جاہلوں پر عالموں کے اوصاف کب گھٹ سکتے ہیں صفحہ ۳۱۶ جب ان برہمنوں کو عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے (چیلے) مل گئے تو ان کے لئے عیش وعشرت کا باغ کھل گیا، صفحہ ۳۱۶ برہمن کہنے لگے کہ ہماری خدمت کے بغیر بہشت کسی کو نہیں ملتا پوچھنا چاہیے کہ تم کس لوک میں جاؤ گے تمہارے کام تو گھورنرگ یعنی جہنم میں پڑنے کے ہیں تم کیڑے مکوڑے اور پتنگے وغیرہ ہوں گے صفحہ ۳۱۶ پھر وہ پوپ لوگ یعنی برہمن اپنی اور اپنے پاؤں کی پوجا کرانے اور کہنے لگے کہ اسی میں تمہاری بہتری ہے جب یہ لوگ یعنی ہندو ان کے بس میں ہو گئے تب غفلت اور نفس پرستی میں غرق ہو کر گڈریئے کی مانند جھوٹے گورو بن کر چیلے پھنسانے لگے صفحہ ۳۱۹۔ پتھر وغیرہ مورتی پوجا کی بنیاد جنیوں سے چلی صفحہ ۳۲۴ شنکر آچارج کے وقت میں جینی ہلاک ہوئے اب جتنے بت جنیوں کے ٹوٹے ہوئے نکلے ہیں وہ سب شنکر آچارج کے وقت میں ٹوٹے تھے اور جو بغیر

Marfat.com

ٹوٹے ہوئے نکلتے ہیں وہ جینیوں نے زمین میں گاڑ دیئے تھے تاکہ یہ بھی توڑے نہ جائیں صفحہ ۳۲۵ پران دام مارگی اور شیوؤں نے صلاح کر کے بھگ لنگ کو قائم کیا جسکو جلد ہری اور رنگ کہتے ہیں اور اس کی پرستش کرنے لگے ان بے شرموں کو ذرا شرم نہ آئی کہ یہ مکروہ کام کیوں کرتے ہیں، صفحہ ۳۳۸ اسی پتھر وغیرہ کی بت پرستی اور بھگ لِنگ کی پرستش میں نجات ماننے لگے صفحہ ۳۳۸ برہمنوں نے صلاح کی جنیوں کی مانند اپنے بھی اوتار، مندر مورتی اور کتھا کی کتابیں بنا دیں چنانچہ انہوں نے جنیوں کے چوبیس تیر تھنکروں کی مانند چوبیس اوتار مندر اور بت بنائے صفحہ ۳۴۰ بحوالہ ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء۔

الحاصل اکثر مؤرخین و محققین کی یہی رائے و تحقیق ہے کہ زمانہ قدیم میں ہندوؤں اور خصوصاً گوجروں کے آباؤ اجداد مذہب حنیف کے پیرو تھے اور ایک خدا وحدہٗ لاشریک کی پرستش کیا کرتے تھے چنانچہ کرنل ٹاڈ صاحب بھی گوجروں کے چند خاندانوں کے آبائی مذہب کے متعلق ہرودوٹس نامی ایک یونانی مورخ کی روایت کے مطابق لکھتا ہے کہ گوجروں کے ساکا اور تکشک یعنی تاس اور چیچی خاندانوں کا مذہب خدا پرستی تھا اور یہ بُدھ مذہب والوں کی طرح عقیدہ رکھتے تھے کہ روح جادووانی ہے فانی نہیں صفحہ ۱۸۶ پھر اسی کے آگے صفحہ ۱۲۷ پر لکھتا ہے کہ یہ لوگ مخلوق عالم میں سب سے زیادہ تیز رو[1] جانور کو خالق برحق کے نام پر قربان کر کے ثواب حاصل کیا کرتے تھے پھر اسی جلد اول کے صفحہ ۱۵۶ پر ہروڈوٹس کا ایک اور مقولہ نقل کرتا ہے کہ شاکا اور کوشاں گوجر حق پرست تھے اور وہ روح کو فانی سمجھتے تھے بحوالہ ٹاڈ رجستان جلد اوّل مترجمہ منشی دوارکا پرشاد اُفق۔ اسی طرح ایک اور انگریز مورخ پروفیسر آرنلڈ صاحب لکھتا ہے کہ ترکوں گوجروں

(۱) ملت ابراہیم کے پیرو یعنی مسلمان بھی جب قربانی دینے کا ارادہ کرتے ہیں تو قربانی کے لئے کوئی موٹا تازہ اور تندرست اور بے نقص جانور تلاش کر کے لاتے اور خدا کے نام پر قربان کرتے ہیں۔

Marfat.com

کا آبائی مذہب شامانی تھا اور یہ ایک خدا کو مانتے اور اسی ایک کی پرستش کرتے تھے بحوالہ دی پریچنگ آف اسلام مؤلفہ مسٹر ٹی ڈبلیو آرنلڈ مترجم رحیم بیگ بھی اپنی کتاب تاریخ چین میں گوجروں کے آبائی مذہب کے متعلق تحریر کرتا ہے کہ ترکوں گوجروں نے ممالک ہند اور چین میں جا کر بت پرستی اختیار کر لی ورنہ ان ممالک میں سکونت اختیار کرنے سے پیشتر یہ سب لوگ مواحد اور خدا پرست تھے اور میدان میں جمع ہو کر ایک ہی قادر و مطلق اور حاضر و ناظر خدا کی پرستش کیا کرتے تھے بحوالہ تاریخ چین صفحہ ۴۴۶ جلد سوم باب چوتھا مؤلفہ مرزا رحیم بیگ۔

اب ہم خود گوجر مورخوں کی تاریخوں سے دو حوالے پیش کرتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ جمال گوجر اپنی تصنیف مرقع گوجراں میں لکھتے ہیں کہ زمانہ قدیم میں میری قوم گوجر کے تمام لوگ مذہب حنیف کے پیرو تھے اور شریعت ابراہیمی پر ان کا عمل درآمد تھا لیکن زمانہ مابعد میں آکر گوجروں کے بعض خاندانوں نے برہمنوں کی ترغیب و تبلیغ سے کوآبو پر جا کر براہمنی مذہب اختیار کر لیا بحوالہ مرقع گوجراں بزبان فارسی غیر مطبوعہ مؤلفہ شیخ جمال گوجر۔ایک دوسرا گوجر مؤرخ چوہدری فیض محمد لکھتا ہے کہ زمانہ قدیم کے تمام گوجر مذہب حنیف کے پیرو تھے اور وہ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم کے صحائف پر عملدرآمد کیا کرتے تھے لیکن زمانہ مابعد میں جب ان کی اولادوں نے وسط ایشیا اور گرجستان سے آکر ہندوستان میں مستقل سکونت اختیار کر لی تو ان میں سے بعض خانوادوں کے سرکردہ راہنماؤں اور سرداروں نے کوہ آبو پر جا کر ہندو مذہب و تہذیب اختیار کر کے بت پرستی شروع کر دی ورنہ ملک ہند میں آنے سے پیشتر تمام گوجر توحید محضہ کے قائل اور پختہ مواحد ہوتے تھے آخر ہندوستان میں جب مسلمان آئے تو انہوں نے گوجروں کو پھر ان کے آبائی مذہب میں آنے کی دعوت دی جن کی دعوت تبلیغ سے گوجروں کا کثیر گروہ مذہب اسلام میں داخل ہو کر پھر اپنے آبائی

Marfat.com

مذہب حنیف کی طرف لوٹ آیا باقی قلیل گروہ اسی کفر و شرک میں مبتلا رہا اور آج تک مبتلا چلا آرہا ہے بحوالہ مرأت گوجراں بزبان فارسی، غیر مطبوعہ، مؤلفہ چوہدری فیض محمد صاحب گوجر۔

جسکے بعد یہ سوال ہے کہ سکندر اعظم اور اس کا خاندان بھی اسی مذہب کا پیرو تھا کیونکہ بعض یونانی اور انگریز مؤرخوں نے لکھا ہے کہ سکندر اعظم بت پرست تھا اور دیوی دیوتاؤں کو مانتا تھا جس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان مؤرخوں نے جو تاریخ کے استاد تسلیم کئے گئے ہیں سکندر اعظم کو ایک پکا مواحد اور وحدۂ لاشریک خدا کی پرستش کرنے والا ثابت کیا ہے اور بعض نے اس کو ایک ولی اللہ اور نبی لکھا ہے اس لئے ماننا پڑے گا کہ سکندر اعظم اور اس کا خاندان اسی مذہب حقہ حنیف کا پیرو تھا ہاں تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ مان لیتے ہیں کہ سکندر اعظم کے خاندان کے لوگوں میں یونانی بت پرستوں کے میل جول اور ان کی طرز معاشرت اختیار کرنے سے بعض مشرکانہ رسومات و رواجات رائج ہو گئے ہوں اور سکندر اعظم بھی ان کا پابند ہو گیا ہو لیکن پھر بھی ہم اس کو اور اس کے خاندان کو خاص بت پرست اور مشرک نہیں کہہ سکتے ممکن ہے کہ اس نے کسی سیاسی مصلحت کی وجہ سے ایسا کیا ہو کیونکہ بہت سے بادشاہ ایسا کرتے چلے آئے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں شہنشاہ اکبر اور کئی دیگر بادشاہوں نے کیا اس کے علاوہ سکندر اعظم کے تمام حالات اور عادات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک خدا پرست اور مواحد بادشاہ تھا اور اس کے تمام عادات و خصائل توحید پرستوں اور مواحدوں جیسے تھے پہلا ایک ایسا بادشاہ جس کے دربار میں بڑے بڑے حکماء و فضلا اور فلاسفر موجود ہوں اور وہ خود بھی ایک بڑا فلاسفر اور حکیم و دانا ہو تو پھر وہ ایک حی و قیوم اور سمیع و بصیر خدا کو چھوڑ کر ایک پتھر اور بت جیسی بیجان چیز کی کس طرح پرستش کر سکتا ہے۔ البتہ ہم اس بات کو تسلیم کئے لیتے ہیں کہ جب کبھی کوئی قوم

Marfat.com

اپنے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک کو فتح کر کے اس میں مستقل سکونت اختیار کر لیتی ہے تو مفتوح قوم پر فاتح کا اور فاتح پر مفتوح کے تمدن و معاشرت اور مذہب و تہذیب کا اثر ضرور پڑتا ہے مفتوح قوم فاتح کی اور فاتح قوم مفتوح کی اکثر رسم و رواج اختیار کر لیتی ہین جیسا کہ مسلمان فاتح قوموں کے خاص ترکی و عربی النسل لوگوں نے ہندوستان میں مستقل سکونت اختیار کرنے کی وجہ سے اکثر اہل ہنود کے رسم و رواج اختیار کر لئے ہیں اور آج ان غیر ہندی اقوام یعنی سیّد، قریشی، شیخ، مغل، پٹھانوں میں اہل ہنود کی طرح بیاہ شادیوں کے موقعہ پر تیل، مائیں گانا، سہرا، مہندی وغیرہ کئی قسم کی ہندووانہ رسومات ادا کی جاتی ہیں، لیکن پھر بھی ہم ان کو مسلمان سمجھتے ہیں اور کسی طرح اہل ہنود میں ان کو شامل نہیں کر سکتے پس اسی طرح حضرت عیص کی اولاد یعنی سکندر اعظم اور اس کا خاندان ہوگا، جو یونانی بت پرستوں کے میل جول کے باعث ان کی بعض رسومات کا پابند ہوگیا ہوگا اس لئے ہم اس کو اور اس کے خاندان کو خاص بت پرست نہیں کہہ سکتے اور نہ بت پرستوں میں شمار کر سکتے ہیں کیونکہ اس کے ساتھ ہی حضرت عیص کی اولاد مذہب حنیف کی پیرو ہونے کی وجہ سے توحید پر بھی ایمان رکھتی تھی اور اکثر اپنے جد امجد حضرت ابراہیم کے صحائف کے احکام پر عملدرآمد کرتی تھی۔

الغرض سکندر اعظم اور اسکا بیٹا شہزادہ اسکندروس گرجی اور اس کی تمام اولاد گوجر قوم زمانہ قدیم میں مذہب حنیف یعنی اسلام کے پیرو تھے مگر ان کے پیشتر ان کے آباؤ اجداد کی ملک کنعان سے نقل مکانی اور پھر ان کی اس ملک سے دوری اور بُت پرست قوموں سے میل ملاپ اور حضرت ابراہیم کے زمانہ بابرکت کو زیادہ عرصہ گزر جانے کے سبب ان کی اولاد گوجر قوم میں بھی ان کے بعد وہ مذہب حقہ حنیف اپنی اصل صورت میں قائم نہ رہا اور اس قوم میں بھی ان کے بعد کئی قسم کی مشرکانہ رسومات و بدعات رائج ہوگئیں جن کے رواج کی وجہ سے گوجروں کے

Marfat.com

بعض خانوادوں کو بڑی آسانی سے دوسرے مذہبوں نے اپنے اندر جذب کر لیا۔ ان وجوہات کے علاوہ گوجر قوم کے بعض خانوادوں کے تبدیل مذہب کی وجہ ایک اور بھی تھی کہ حضرت ابراہیم کے بعد آپ کی اولاد میں سے ممالک عرب و شام اور کنعان وغیرہ میں جو رسول دینی مبعوث ہوئے تھے ان کی دعوت و تبلیغ بھی گوجر قوم تک نہ پہنچ سکی اور اگر کچھ پہنچی بھی تو وہ مبدل صورت میں اس وقت پہنچی جب کہ خود ان نبیوں کی امتوں نے ان کے اصل دین و تعلیم میں تغیر و تبدّل کر کے اس کی اصل صورت کو بگاڑ دیا تھا جیسا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ کی امتوں نے کیا اصل میں ان نبیوں کے دین و شریعتیں[1] کامل ہونیکا حکم نہ رکھتی تھیں، دین کامل و

(۱) جیسا کہ انجیل یوحنا کے باب ۱۴ آیت ۲۶ میں مذکور ہے (میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے۔ وہ سب تمہیں یاد دلائے گا) اس کے آگے پھر اسی باب کی آیت ۲۹، ۳۰ میں حضرت مسیح اپنے شاگردوں کو یہ ارشاد کرتے ہیں" اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تا کہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں' اسی طرح پھر باب ۱۵ کی آیت ۲۶ میں مذکور ہے لیکن جب وہ مددگار آئے گا۔ جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی سچائی کا روح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو۔ کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو اس کے آگے پھر باب ۱۶ کی آیت ۷ سے ۱۳ تک یہ مضمون ہے لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ سنے گا۔ وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ اسی

Marfat.com

اکمل کا سٹیفکیٹ اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم کسی اور ہی نبی کو حاصل تھا۔

جو ان سب کے بعد آنے والا تھا، اسی لئے ان کی رحلت کے بعد اُن کی اُمتیں بہت جلد بگڑ جایا کرتی تھیں، زمانہ قدیم میں نبیوں کی غیر موجودگی یا رحلت کے بعد اکثر ان کی قومیں و امتیں ان کی تعلیم و توحید کو چھوڑ کر بت پرستی کرنے

---

(۱) (سابقہ بقیہ) طرح پھر کونتھیون کے باب ۱۳ کی آیت ۹،۸ میں وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ (نبوتیں ہوا) تو موقوف ہو جائیں گی۔ زبانیں ہوں تو جاتی رہیں گی۔ علم ہو تو مٹ جائے گا۔ کیونکہ ہمارا علم ناقص ہے اور ہماری نبوت ناتمام لیکن جب کامل آئے گا تو ناقص جاتا رہے گا۔

الحاصل حضرت مسیحؑ کی پیشن گوئیوں کے مطابق جب وہ مددگار، شفیع، سردار، سچائی کا روح کامل نبی دین اکمل لے کر آیا اور مولف تاریخ گوجر کے قول کے مطابق جب اس تمہ دور زبان خاتم الانبیاء نجم الھداء اور آفتاب رسالتﷺ نے کوہ فاران کی چوٹیوں پر طلوع کیا تو اس آفتاب نبوت کی نورانی شعائیں قوم گوجر کے تاریک سینوں پر بھی پڑنے لگیں۔ جن شعاؤں کی وجہ سے قوم گوجر کے تاریک سینے بھی روشن ہو گئے۔ جس طرح کہ فلکی آفتاب اپنی طرف پانی کو کھینچتا ہے۔ پس اسی طرح آفتاب رسالت بھی قوم گوجر کو اپنی طرف کھینچنے لگا۔ جس کے بعد پھر قوم گوجر بھی گیاہ اور لوہے کی طرح اس کھربا اور مقناطیس ہدایت کی طرف کھچی جانے لگی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل پھر اس قوم کا کثیر حصہ اپنے آبائی مذہب حنیف کی طرف لوٹ کر نجات آخروی کا مستحق ہو گیا صحیح ہے کہ کل شیی یرجع الی اصلہ غرض قوم گوجر کی اکثریت آج سے کئی سو سال پیشتر مشرف با اسلام ہو کر اسلام کی تمام برکات و فیوضات سے مستفیض ہو رہی ہے آج اس قوم کے کسی فرد کو اسلام کے اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب و مدارج حاصل کرنے میں کسی قسم کی دقت و دشواری پیش نہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ آج اس قوم میں ہزارہا حافظ قرآن و علماء اور فضلاء موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام کے تمام تمدنی و معاشرتی حقوق بھی مسلمان گوجروں کو مساوی طور پر حاصل ہیں اور اسلام کا کوئی طبقہ بھی ان حقوق سے مسلمان گوجروں کو محروم نہیں کرسکتا۔ لیکن ان حقوق کے حاصل کرنے میں پابندی اسلام درکار ہے۔

Marfat.com

لگ پڑتی تھیں جیسا کہ حضرت اسماعیل کے بعد آپ کی اولاد یعنی اہل قریش و اہل عرب آپ کی تعلیم کو چھوڑ کر بت پرستی کرنے لگ پڑے تھے اور ان میں بھی وہ مذہب حقہ حنیف اپنی اصل صورت میں قائم نہ رہا کئی قسم کی مشرکانہ رسومات و بدعات اہل عرب میں بھی رائج ہوگئیں حالانکہ حضرت ابراہیم و اسماعیل کے بعد حضرت صالح نبی بھی ان میں مبعوث ہو کر ان کو توحید باری تعالیٰ اور وحدانیت کی تدریس و تعلیم دیتے رہے لیکن پھر بھی توحید اور وحدانیت کو چھوڑ کر اہل عرب بت پرستی کرنے لگ پڑے، اسی طرح پھر موسیٰ علیہ اسلام کو جب کوہ طور پر چالیس روز تک عبادت کے لئے ٹھہرنا پڑا اور آپ اپنے پیچھے اپنی قوم کا محافظ و خلیفہ اپنے بھائی ہارون کو بنا گئے تو آپ کی اس غیر حاضری و غیر موجودگی میں آپ کی قوم نے گوسالہ کی پرستش شروع کر دی حالانکہ آپ بہت قلیل عرصہ اپنی قوم سے غیر حاضر رہے تھے لیکن اس معمولی وقفہ میں بھی آپ کی قوم گوسالہ کی پرستش کرنے لگ پڑی آخر کوہ طور سے واپس آ کر جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کا یہ حال دیکھا تو وہ اپنے بھائی ہارون سے بہت ناراض ہوئے۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت مسیح کے بعد آپ کی قوم بھی توحید کو چھوڑ کر تثلیث کی قائل ہوگئی اور حضرت مسیح اور آپ کی والدہ مریم کے بتوں اور صلیبوں کی پرستش کرنے لگ پڑی، الحاصل اسی طرح قوم گوجر کی حالت ہوگئی تھی جس کے بعض خانوادوں نے سیاسی و ملکی اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے آبائی مذہب حنیف کو چھوڑ کر ہندو، بدھ زرتشی وغیرہ مذاہب اختیار کر لئے جن کے بعد گرجستان کے گوجروں نے بھی اپنے سابقہ ہموطن یونانیوں کی تقلید کر کے عیسائی مذہب اختیار کر لیا غرض گوجر قوم کے لوگ جس قوم میں جا کر سکونت پذیر ہوئے وہ اسی ملک اور اسی قوم کا مذہب و تہذیب اور رسم و رواج اختیار کر کے اس میں جذب ہو گئے لیکن پھر جب مسلمانوں کا زمانہ آیا تو مسلمان صوفی و مبلغ دعوت اسلام لے کر گوجر قوم

Marfat.com

کے پاس بھی پہنچے تو ان کی سعی و تبلیغ سے گوجر قوم کا کثیر حصہ بھی اپنے آبائی مذہب یعنی اسلام میں داخل ہو کر صراط مستقیم پر آ گیا جس کے بعد گوجر قوم کے لوگ ان صوفیوں اور مبلغوں کی اور ان کے بعد ان کی اولاد ہدایت پر عمل کرتے رہے اکثر گوجر قوم کے لوگ ان صوفیوں کی اولاد کو اپنے ہادی و راہنماؤں کی یادگار سمجھ کر آج بھی انہی سے ہدایت حاصل کرتے ہیں لیکن جاہل اور غیر شرح صوفیوں نے گوجر قوم کو آج پھر شرک و بدعت کی تعلیم دینی شروع کر دی ہے غرض گوجر قوم فرقہ ہائے صوفیہ میں سے اگر کسی فرقہ صوفیہ کی زیادہ منون و مشکور ہو سکتی ہے تو وہ فرقہ چشتیہ ہے خصوصاً حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خاندان کی یہ قوم سب سے زیادہ زیر بار احسان ہے کہ جن کی طفیل آج اس قوم کے تین حصے اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور باقی ایک حصہ ہندو مذہب میں رہ گیا ہے۔

فصل ششم

گوجروں کا آبائی وطن

گوجروں کے مورث اعلیٰ شہزادہ اسکندروس گرجی نے مقدونیہ کے بعد جس علاقہ کو اپنا جدید وطن قرار دیا تھا اس کا نام گرجستان تھا اور یہ علاقہ ملک کوہ قاف میں واقع ہے، شہزادہ اسکندروس نے اس علاقہ کو اپنا جدید وطن قرار دینے کے بعد اپنے خطاب گرجی سے اس کو مخاطب کر کے اس کا جدید تاریخی نام گرجستان رکھا تھا جس کے بعد پھر اس کی تمام اولاد یعنی زمانہ قدیم کے تمام گوجر بھی اس علاقہ کو اپنا آبائی وطن تسلیم کرتے رہے، موجودہ گوجروں کے آباؤ اجداد بھی اسی علاقہ سے ہجرت کر کے یا بطور فاتح کے ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں جا کر آباد ہوئے، اسی لئے اب ہم اس علاقہ کو موجودہ گوجروں کا آبائی وطن قرار دیتے ہوئے ان کی ایزادئے معلومات کے لئے اس کے

Marfat.com

جغرافیائی و تاریخی حالات تحریر کرتے ہیں ملک کوہ قاف کے نام سے ہر آدمی کے کان آشنا ہیں، اور اب تو یورپ کی جنگ عظیم میں اسے خاصی اہمیت حاصل ہو گئی ہے، تعلیم یافتہ طبقوں کے ماسوائے عوام الناس میں بھی دنیا کا شاید ہی کوئی طبقہ قاف سے بڑھ کر مشہور ہوگا، کیونکہ پرانے ایشیائی قصوں اور دیو پری کی داستانوں نے کوہ قاف کے نام سے بچوں کو مانوس کر دیا ہے، غرض قاف تاریخ کے اس بحر ذخار میں ایک جزیرہ کی طرح ہے جس کے کنارے اقوام عالم کے جہاز ٹوٹ پھوٹ کر آن لگے ہوں اور شکستہ کشتیوں اور تختہ ہائے جہاز پر ہر قوم کے چند بچے کھچے افراد نے اس ایک جزیرہ میں پناہ لی ہو۔

وسط ایشیا سے جب آرین قوم مشرق وجنوب کی طرف بڑھ رہی تھی تو اس قوم کے چند افراد بھی ان بلند ترین چوٹیوں پر رہ گئے تھے، پھر سکندر اعظم کی فوج سے بھاگے ہوئے سپاہی اور پالپئی کے جوانمرد بھی اس تعداد میں اضافہ کرتے رہے، سلطان تیمور کے سپاہیوں سے قاف کے یاغستان سے گزرتے ہوئے اس تعداد میں اور اضافہ ہوا، پھر اٹھویں صدی میں عرب بہادر اس حصہ ملک کو روند رہے تھے انہوں نے پہاڑوں میں فوجی چھاؤنیاں اور عرب نو آبادیاں قائم کیں، یورپ کے مجاہد صلیبی فلسطین سے واپس ہوتے ہوئے اسی ملک میں بود و باش اختیار کر چکے، قاف میں یہودی، گرجی، ایرانی، ارضی، تاتاری، عرب، مغل، یونانی الغرض دنیا بھر کی مشہور اور طاقتور اقوام کے پسماندہ لوگ موجود ہیں۔

قاف پر گزشتہ چار ہزار سال میں فوج پر فوج بڑھتی اور اپنی ہستی ملیامیٹ کرتی رہی، قومیں اپنے ممالک سے جلاوطنی اختیار کر کے اور ہجرت کر کے اس ملک میں آکر آباد ہوتی رہی ہیں۔ ڈاکو، لٹیرے، باغی قاتل اور دوسرے جرائم پیشہ لوگ اس حصہ ملک میں جا کر پناہ گزین ہوتے رہے، اور بلا مبالغہ یورپ اور ایشیا کی ہر ایک قوم کسی نہ کسی وقت اس کے پاس سے گزری، اور اپنے چند آدمی بطور یادگار اس ملک میں ضرور چھوڑتی گئی ہے اسی لئے قاف کے باشندوں کے خط وخال، ٹیوٹن، اسکاٹ، جرمنی اور مغل اقوام سے ملتے جلتے ہیں اگر قاف کا ایک

Marfat.com

باشندہ سکاٹ لینڈ کے کسی شریف آدمی کا لباس پہن کر سکاٹ لینڈ میں سے گزرے تو وہاں کے باشندے اس کو اپنا بھائی سمجھیں گے، قاف کے باشندے بہادر، جفاکش، تندخو ہیں اور مہمان نوازی ان میں حد سے زیادہ پائی جاتی ہے یہ لوگ زراعت پیشہ اور تاجر ہین اور بہت لوگ مویشی بھی پالتے ہیں کوہ قاف کا اکثر حصہ سوئٹزر لینڈ کی طرح بلند سلسلہ پہاڑوں سے مل کر بنا ہوا ہے جہاں کہ آبشار، نہریں اور وادیاں زرخیز سبزہ سے بھری ہوئی ہیں یہ ملک سات سو میل لمبا ہے جس کی بلندی سطح زمین سے دس ہزار فٹ بلند واقع ہوئی ہے دنیا کا کوئی حصہ ایسا دلچسپ اور خوبصورت سبزہ زار پیش نہیں کرسکتا، پہاڑوں سے اترا ہوا انسان جب اس کی سرسبز وادیوں میں قدم رکھتا ہے تو اس کو تمام اشجار پھلوں اور پھولوں سے بھرے ہوئے نظر آتے ہیں نارنگی، انگور، ناشپاتی، اخروٹ وغیرہ بالکل خودرد ہیں یہاں کی آب وہوا، پیداوار اور دیگر دلچسپ نظارے جنوبی فرانس کے مشہور اور شہرہ آفاق علاقہ سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔

قفقاز یعنی کہ قاف کی آبادی ایک کروڑ سترہ لاکھ پینتیس ہزار ہے جو سوئٹزر لینڈ اور بلجیئم کی مشترکہ آبادی کے مساوی ہے اس علاقے کا رقبہ ایک لاکھ چوراسی ہزار چھ سو تین مربع میل ہے آبادی کا صرف ۱۳ فیصدی حصہ خواندہ اور باقی ۸۷ فیصدی جاہل ہے ملک ۴۶ اضلاع میں منقسم ہے جس میں دس شہر پچاس ہزار سے زیادہ آباد کہتے ہیں باکو اور تفلس شہروں کی آبادی دو دو لاکھ سے زیادہ ہے باکو اور باطوم کے درمیان سات سو میل لمبا ایک سلسلہ نل قائم ہے اور باکو کا تیل براہ راست سیدھا باطوم زمین کے نیچے نلوں میں سے ہوتا ہوا پہنچتا ہے دنیا کی انجنیئری کا یہ ایک اعلیٰ ترین نمونہ ہے اس ملک کی تجارت کا اندازہ صرف اس سے ہوسکتا ہے کہ باطوم سے ہر سال ۵ کروڑ روپیہ کا مال باہر جاتا اور ۱۵ کروڑ کے قریب ملک میں داخل ہوتا ہے پٹرولیم، ریشم، کچی دھاتیں اور لکڑی زیادہ تر باہر چلی جاتی ہے اس ملک کی آبادی کا ۹/۱۰ حصہ مسلمان ہیں عیسائی اور یہودیوں کی تعداد بھی معقول ہے اور چند بت پرست بھی پائے جاتے ہیں ملک میں

Marfat.com

ریلوے کا سلسلہ قائم ہے باکو سے کولنز، بٹوپول ٹفلس، کوری، قطاس، موتی لکولیا اور باطوم تک اس کے علاوہ گوری، ایوان تک اور ایک سلسلہ ایلگر نیڈ دوپول، ٹفلس سے ملا ہوا، قارص کو بھی جاملتا ہے غرض اس ملک کے موجودہ جغرافی و تاریخی حالات کے متعلق ایک دلچسپ بحث لنڈن کے ایک انگریزی اخبار نیرایسٹ کی اشاعت مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۱۸ء میں شائع ہوئی تھی جس کا خلاصہ ہم بھی اپنے ناظرین تاریخ کی ایزادئ معلومات کے لئے ذیل میں تحریر کرتے ہیں۔

علاقہ قاف کے شمال میں علاقہ ڈان کا سک اور صوبہ استر خان ہے جنوب میں مشرقی ترکی اور ایران مشرق میں بحیرہ خضر اور مغرب میں بحیرہ اسود سلسلہ کوہ قاف جو ایک ہزار میل کی لمبائی میں بحیرہ اسود سے بحیرہ خصر تک چلا گیا ہے اسے شمالی و جنوبی دو حصوں میں منقسم کرتا ہے اس سلسلہ کا درمیانی پہاڑ کوہ البرز سے قزیق تک ۱۳۰ میل لمبا ہے بلند ترین چوٹی البرز ۱۸۴۷۰ فٹ بلند ہے قزیق ۱۶۲۴۶ فٹ بلند ہے اس سلسلہ کو چار درے قطع کرتے ہیں کلان ترین درہ ٹفلس اور دلاء یکار کاس کے درمیان گرجستان کی جنگی سڑک ہے مشہور دریا یہ ہیں کوبان جس کا طول ۴۳۰ میل، رنگور، دیون ۲۰۰ میل، طرق ۳۵۰ میل قورا ۶۹۰ میل، ارس ۵۲۰ میل علاقہ کی طبعی بناوٹ اور سالانہ بارش کی مقدار کے مختلف ہونے کی وجہ سے علاقہ کے مختلف حصص کی آب و ہوا باہم بہت ہی مختلف ہے بحیرہ اسود کے سوا اعلیٰ مقام سوچی میں سالانہ تین ہزار ملی میٹر بارش ہوتی ہے اور باکو میں صرف ۲۴۱ ملی میٹر مغربی علاقہ کی آب و ہوا معتدل اور مشرق کی خشک ہے کوہ قاف کے دامن میں زمین نہایت زرخیزہ ریچھ بکثرت ہیں اور کہیں کہیں شیر چیتے بھی پائے جاتے ہیں بلند پہاڑوں پر جنگلی بھینسے اور بکرے خزیر، لومڑی، ہرن، بارہ سنگہ اب بھی ملتے ہیں اسی طرح پرندوں کی چار سو قسمیں پائی جاتی ہیں۔ علاقہ قاف میں بعض اشخاص کے قول کے مطابق ساٹھ مختلف قومیں آباد ہیں۔ مگر یہ بیان غلط ہے وہاں کی قومیں اور آبادی حسب ذیل ہے۔

(۱) روسی جن میں زیادہ تر کا سک ہیں ۴ لاکھ شمالی کا کیشیا میں اور ایک

Marfat.com

لاکھ ۶۰ ہزار شمول فوج عملہ یا ٹرانس کا کا کیشکا میں انقلاب سے پہلے آباد تھے۔

(۲) کوہستانی چرکس ۲ لاکھ، لاسغی اور چچن ۶ لاکھ ۸ ہزار، ارسیٹی، نوغانی، قلماق، انگوشی تین لاکھ ۹۵ ہزار کل دو لاکھ ۷۵ ہزار جو بجز چند کلھم مسلمان ہیں۔

(۳) گُرجی آبادی ۴۰ لاکھ، ان میں سے ۲۰ لاکھ مسلمان ہیں جو اضلاع باطوم دار وہان میں رہتے ہیں، لازی ۲ لاکھ جو ضلع طرابزون میں رہتے ہیں۔

(۴) ارمن ۱۴ لاکھ ۹۰ ہزار جو اضلاع ادیوان۔ ازبتھ پول۔ باکو۔ اور مارص ہیں تاتاریوں کے ساتھ ملے جلے رہتے ہیں۔

(۵) تاتاری و ایرانی بائیس لاکھ ہیں۔

(۶) جرمن شمالی حصہ میں ۴۲ ہزار اور جنوبی میں ۱۸ ہزار یہ لوگ زارا سکندر اول کے عہد میں جرمن سے لاکر یہاں آباد کیے گئے تھے۔

(۷) یونانی ۶ ہزار۔ یہ ایشیا کوچک سے یہاں آئے۔

(۸) یہودی شمالی حصہ میں ۴۴ ہزار۔ پہلی صدی عیسوی میں فلسطین سے یہاں آگئے تھے۔ ان کی زبان قدیم عبرانی اور تاتاری کی آمیزش ہے۔ علاقہ قاف ایشیا اور یورپ کے مابین پل کے مترادف ہے۔

اسکندر اعظم سے بیشتر کے فاتحین نے بھی اسے مسخر کرنے کی کوشش کی تھی۔ رومہ اور ایتھنز کے وجود میں آنے سے مدتوں پہلے یہاں بڑے بارونق شہر آباد تھے یونانیوں ایرانیوں۔ ترکوں۔ تاتاریوں۔ ہنوں اور دیگر فاتح اقوام نے اپنی اپنی نوبت میں یہاں قدم جمانے کی کوشش کی۔ یہاں کی قدیم ریاستوں میں صرف گرجستان کی سچی ریاست اٹھارہویں صدی تک باقی رہی۔ باقی تمام علاقہ پہلے ایران و ترکی اور پھر روس کے بھی ماتحت رہ چکا تھا۔ ایک گُرجی بادشاہ نے ۳۲۲ء میں عیسائی مذہب قبول کیا۔ اور ۶۹۴ء تک تمام ریاست عیسائی ہوگی۔ تاتاری عروج پر گُرجیوں نے ماسکو کے عیسائی فرمانرواؤں سے تعلق بڑھا لیا۔ مگر جب تاتاریوں نے جنوبی روس کو بھی فتح کرلیا۔ تو یہ تعلق صرف اس وقت تک تازہ کیا جاسکا جس کے بعد روسی تاتاری اور ترکی حکومت پر غالب آنے لگے۔

Marfat.com

۱۵۵۵ء میں روسی زادایوان نے ماسکو کی ایک فوج دریائے طراق کو بھیجی جس نے وہاں بستی قائم کرلی۔ بمرور زمانہ روس نے نہ صرف استرخان وغیرہ ایران سے اور کرمیا وغیر ترکون سے فتح کرلیے۔ بلکہ ریاست گرجستان یا جارجیا کو بھی جس کی حمایت کے بہانے سے زادوس اکثر ایران اور ترکی سے نبرد آزما ہوتے رہے جنوری ۱۹۰۱ء میں اس کو بھی ملحق کرلیا۔

علاقہ قاف کے کوہستانی مسلمان گرجیوں سے مدتوں جو روس کو لڑائی کرنی پڑی، اس کی داستان بہت طویل ہے۔ صرف ایک شجاع امیر شارل کی کارندوں کی توضیح کے لئے کئی دفتر درکار ہیں کچھ حالات شائقین ناول عمر پاشا میں پائیں گے۔ جس میں محاربہ کریمیا کی بھی داستان درج ہے امیر شارل کو آخر بتاریخ ۲۵ اگست ۱۸۵۹ء میں اس کے ہم وطن و ہم قوم گرجی جرنیلوں نے ہی مغلوب واسیر کیا تھا اس کے خاندان کو روس میں جلاوطن کیا گیا تھا اور اس کے بیٹوں کو پیٹر وگراڈ کے جنگی مدرسہ میں تعلیم دلائی گئی انہی ایام میں پرکیوں پر روسی حملہ شروع ہوگیا اس قوم نے بتاریخ ۲۱ جون ۱۸۶۱ء میں اپنے علاقہ کو ۱۲ اضلعوں میں تقسیم کرکے ۱۵ اکابر کی مجلس منتظم قائم کی اور سوم قلعہ کے برطانوی کونسل مسٹر ڈکس کی معرفت ترکی و برطانیہ سے امداد کی التجا کی مگر گرجستانی جرنیلوں نے ۱۸۶۴ء تک اس قوم کو بھی شکست دے کر ساحل کی طرف مٹادیا روسی حکومت نے اسے دوصورتیں پیش کیں کہ یا مطیع ہو جائے یا ملک چھوڑ دے صرف ۹۰ ہزار نے جو زیادہ پیرانہ سال تھے پہلی صورت منظور کی باقی ۴ لاکھ ۱۸ ہزار ترکی ہجرت کرکے چلے گئے اور اس پر وہ چالیس سالہ محاربہ غاصبانہ جو روس نے قاف کے کوہستانی اقوام کے خلاف اختیار کر رکھا تھا ختم ہوگیا۔

چرکس بڑے محنتی کسان ہیں اور قاف میں اب تک کئی ویران مرزعے ان کی محنت و مشقت کی یادگار باقی ہیں ترکی سلطنت کے لئے یہ محاربہ صرف ملک کی آبادی بلکہ جنگی لحاظ سے بھی بڑے مفید ثابت ہوئے ان کی مہاجرت کا سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا۔ ۱۸۷۷ء کے محاربہ کے بعد اس نواح میں روس کو

Marfat.com

ترکی سے مزید علاقہ باطوم، قارص اور اردہان مل گیا۔ اس علاقہ کے مسلمان گرجی نسل سے تھے چنانچہ الحاق کے بعد گرجی امرا نے حکومت سے بدیں غرض علاقہ مذکور میں گرجی مدرسے کھولنے کی اجازت مانگی کہ اس طرح مسلمان گرجی اپنے ہم قوم عیسائیوں کی طرف مائل کیے جائیں گے مگر یہ تجویز منظور نہ ہوئی اور اس کے برعکس روسی حکومت نے گرجی مسلمانوں پر ظلم و ستم شروع کر دیا۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۸۰ء میں ان میں سے ایک لاکھ ترکی کو ہجرت کر کے چلے گئے جہاں ترکی حکومت نے ان کو سر آنکھوں پر لیا اور علاقہ بروصہ میں بسا دیا ۱۸۷۴ء تک گرجستان کی قومی فوج کا وجود جس کی تعداد خاصی تھی قائم رہا۔ ۱۸۷۷ء میں جنگی خدمت لازم کی گئی اور ۱۹۰۰ء میں گرجی رستوں سے سلطنت کے بعید ترین حصص لینے کا قانون پاس ہوگیا۔ گرجی سپاہیوں کو سرد ترین خطوں میں جانے سے بہت تکلیف پہنچی۔

روسی حکومت نے ۱۸۰۱ء میں گرجستان کی سیاسی آزادی سلب کرنے پر اکتفا نہ کر کے گیارہ ہی سال میں گرجی کلیسیا کو بھی جو ۵۴۲ء سے قائم چلا آتا تھا، مسلمان فاتحین نے بھی اس سے کبھی تعرض نہ کیا اور گرجی اس کے بطریق اعظم کو مشورہ کے بہانے سے پٹیرو گراڈ بلا کر وہیں روک لیا اور گرجی کلیسیا کی تمام املاک مالیتی ایک ارب روپیہ ضبط کر لئے لیکن ان سختیوں کے باوصف گرجی قوم نے گزشتہ ساٹھ ستر سال میں خاصی ترقی کر لی۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں اس کے ۲۴ اخبار روزانہ و ہفتہ وار جاری تھے اور اس سال میں مختلف مضامین کی ۲۴ کتابوں کے چار لاکھ ساٹھ ہزار نسخے طبع ہوئے۔ آبادی کا ۳/۴ حصہ لکھ پڑھ سکتا ہے ۸۵ فیصدی کاشتکار ہیں۔ مگر اعلیٰ درجہ کے جو تمباکو، انگور اور ریشم و دیگر قیمتی اجناس تیار کرتے ہیں باہمی امداد کی مجلسوں کا عام دستور ہے ان کی تعداد چار سو کے قریب ہے اور ستر فیصدی دہقان اس کے ممبر ہیں۔ ارمن بھی گرجیوں کی طرح قدیم سے عیسائی مذہب رکھتے ہیں مگر ان کی ریاستیں گرجستان سے صدیوں پیشتر اسلامی

Marfat.com

فتوحات کے دائرہ میں آ گئیں۔ انیسویں صدی کے وسط تک دونوں قوموں کے تعلقات بہت دوستانہ رہے مگر محاربات روم روس کے بعد جب کثیر التعداد ارمن ترکی علاقہ سے کاکیشیا کو نقل مکانی کر گئے تو جگہ کی تنگی اور ارمنوں کی تجارتی ترقی کے باعث تعلقات بگڑ گئے۔ روسی حکومت پہلے تو بہت مہربان رہی مگر اس نے آخر ارمن کلیسیا کو بھی ضبط کر کے ارمن مدرسے بند کر دیئے۔ تاتاری جنوبی کیشکا کے مشرق میں آباد ہیں پچھلی صدی میں انہوں نے چنداں ترقی نہ کی ۱۹۰۶ء میں ان کا پہلا روزانہ اخبار بنام اوشاد جاری ہوا۔ اس وقت ان کے بیس روزانہ ہفتہ وار اخبار جاری ہیں ۱۹۰۶ء تک عملاً ان کی کوئی کتاب شائع نہ ہوئی ۱۹۱۳ء میں متعدد مضامین کی ۳۷ کتابوں کے علاوہ ایک لاکھ ٦٦ ہزار نسخے طبع ہوئے باکو تاتاریوں کی قومی ثروت کا بڑا مرکز بن گیا ہے نفت کے چشموں کا بڑا حصہ ان کی ملکیت ہے یہ شہر بین الاسلامی تحریک کا بھی روحانی مرکز بن گیا یہاں کے تاتاریوں کا استنبول کے نوجوان ترکوں سے بڑا گہرا تعلق ہے ایران کے انقلاب میں بڑی مددی اور سابق روسی سلطنت میں رہنے والی تمام مسلمان قوموں کے احیائے اسلام میں بھی بہت نمایاں حصہ لیا چونکہ جنوبی کاکیشیا میں ارمن بھی بہت آباد ہیں ان میں اور تاتاریوں میں بہت بے مزگی ہوگئی تھی۔ جن کو روسی گورنر نے اور بھی چمکایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۰۴ء اور ۱۹۰۵ء میں دونوں قوموں نے ایک دوسرے کے قتل عام میں خوب حصہ لیا، مذہبی معاملات میں البتہ تاتاریوں کو روسی حکومت کی طرف سے کامل آزادی حاصل رہی اور ایک بڑی بات یہ ہے کہ ۱۹۱۶ء کے خاتمہ تک وہ ہر قسم کی جنگی خدمت سے بھی معاف کئے رہے۔

۱۹۰۵ء کے روسی انقلاب کا اثر کاکیشیا (کوہ قاف) میں بھی پہنچا، اور گرجی، ارمن، تاتاری تینوں قوموں نے اندرونی خود مختاری کا مطالبہ کیا، مگر روسی حکومت نے کچھ پرواہ نہ کی موجودہ محاربہ یورپ کے آغاز پر کاکیشیا کی تمام

Marfat.com

اقوام نے فوجی خدمت کو لبیک کہا اور ساتھ ہی گرجیوں نے حکومت کو سمجھایا، کہ اگر ہمارے دستوں سے ترکی حملہ کے خلاف علاقہ قاف کی حفاظت کا کام لیا جائے، تو حکومت کے لئے بہت بہتر ہوگا کیونکہ ہم کوہستانی گرجی ان قطعات سے خوب طرح واقف ہیں مگر اس کی بجائے تین لاکھ گرجی ہسپتالوں کو پولینڈ اور کاکیشیا میں بھیج دیا گیا۔ اس پالیسی کو ڈیوک نکلس نے قاف کا وائسرائے ہونے پر بدل دیا۔ اور تازہ دستے ترکی محاذ پر بھیجنے شروع کر دیئے جس کا اثر یہ ہوا، کہ جلدی ہی ارض روم اور طرابزوں اور ترکی ارمیلیا کے حصہ کثیر پر روسی قبضے ہوگیا مگر روسی سپہ سالار جنرل یوڈنش نے یہ انعام دیا کہ مفتوحہ علاقوں میں گرجیوں کی نوآبادی کی ممانعت کر کے یہ کہہ دیا کہ میں یہیں کا سکوں کو آباد کرونگا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ گولہ بارود بنانے کا خام مصالحہ اگرچہ علاقہ قاف میں وافر مرجود ہے لیکن روسی حکومت نے وہاں ایک بھی کارخانہ بنانے نہ دیا، چنانچہ کاکیشی محاذ کی فوج کو اس سامان پر انحصار رکھنا پڑا، جو آرکنحل سے بھیجا جاتا ہے غرض ۱۹۱۸ء میں گرجستان کو ترکوں نے فتح کر کے گرجیوں کو آزادی دے کر ان کے لئے جمہوری حکومت قائم کر دی پھر انقلاب روس کے بعد جب روس کا اشتراکی گروہ برسراقتدار ہوا، تو اس نے بھی گرجیوں کی آزادی تسلیم کر لی اور آج کل جمہوریہ گوجستان کا الحاق جمہوریہ روس سے ہے اور یہ علاقہ حسن و خوبصورتی کے لئے بھی بہت مشہور ہے اسی لئے قصہ جات میں اس کو پرستان کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

گرجیوں کا قبول اسلام :۔ گرجیوں میں اشاعت و تبلیغ اسلام کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں اس کیلئے صرف ہم دی پریچنگ آف اسلام کا اقتباس درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

گرجی کلیسہ (جو چوتھی صدی عیسوی کے شروع میں قائم ہوا) یونان کے

Marfat.com

کلیسہ کی شاخ تھا چھٹی صدی عیسوی کے وسط سے گرجستان کے بطریق نے خود مختاری حاصل کی، لیکن گرجی و یونانی کلیسہ میں ہمیشہ تعلق قائم رہا۔ خانہ جنگیوں سے برباد ہوکر اور یونانیوں، عجمیوں، عربوں، ترکوں اور مغلوں کی متواتر یورشوں کو سہکر بھی گرجستان کے بہادر باشندے کی تاریخ ایسی ہے کہ جس میں بیرونی دشمنوں سے معرکوں کا تانتا اور ملکی سرداروں کے نہایت سخت باہمی ہنگاموں کا سلسلہ مشکل سے ختم ہوتا ہے البتہ دو ایک شاہان ذیقدران میں سے گزرے جنہوں نے اپنے عہد میں رعایا کے لیے چند روزہ امن پیدا کر دیا۔ اور ملک کی بدرجہ اوسط بدنظمی ہمیشہ کے آشوب کے مقابلہ میں زیادہ نمایاں ہوئی۔ گرجیوں کا شوق خودمختاری جو غیر ملکی حکومت کا متحمل نہ تھا بلا کی وحشت رکھتا تھا۔ چنانچہ جب مسلمان جو گرجستان کے قریب رہتے تھے۔ گرجیوں پر حکومت قائم کرنے میں یا ان کو اپنے دین پر لانے میں ناکام رہے۔ تو اکثر اوقات مسلمانوں کا غصہ گرجستان والوں پر ایسا ایسا تیز ہوا، کہ دیوانگی کو پہنچ گیا، تبدیل مذہب کے معنی تھے ملکی آزادی سے محروم ہونا، اور یہی خیال گرجیوں میں تھا جو اس امر کی توجیہہ کرتا ہے کہ گرجی کلیسہ نے جس قدر مسیحی شہیدوں کے نام اپنی تاریخ میں درج کئے ہم عصر کلیسہ یونان ایسے معزز ناموں کی کوئی فہرست ہمارے سامنے پیش نہیں کرتا۔
جس وقت تک گرجستان پر غارتگر افواج مغل کا گذر نہ ہوا مسیحی دین بدستور قائم رہا، لیکن جب ان کا خونخوار لشکر گرجاؤں اور خانقاہوں کو مسمار کرتا اور آدمیوں کی کھوپریوں کے منارے چنتا ہوا آگے بڑھا تاکہ اس کے کوچ کے نشان جا بجا نظر آویں تو اس وقت البتہ مسیحی دین بازی ہارنے لگا، کیونکہ گرجی مدت سے دینی ضروریات سے مہیا نہ رہے تھے قسیس کی تعداد اور لیاقت میں کمی ہوگئی تھی ان واقعات کے بعد جو لوگ عیسائی مذہب پر قائم رہے انہوں نے قسیسوں کی تکلیفوں کو اس طرح اور بڑھا دیا کہ گرجاؤں اور خانقاہوں کی آمدنیوں کو اپنے نفع

Marfat.com

کے لئے استعمال کیا اور اس طرح مسیحی دین کے زوال میں عجلت پیدا کر دی ۱۴۰۰ء میں تیمور کا حملہ گرجستان کی مصیبتوں پر دوسرا قہر تھا جو سب سے بڑھ گیا سکندر بادشاہ گرجستان (۴۲-۱۴۱۴ء) نے اپنے عہد حکومت میں ملک کو غیروں کے تسلط سے آزاد کیا اور مسلمانوں کو گرجستان سے نکال دیا لیکن سکندر کے مرنے کے بعد گرجستان کی سلطنت حصے ہو کر چھوٹی چھوٹی عملداریوں میں تقسیم ہوگئی اور جس قدر ملکی آزادی ان کے پاس رہ گئی تھی اس کو بھی ذرا ذرا کر کے ترکوں اور عجمیوں نے چھین لیا مسمانوں نے گرجستان کو ہمیشہ اپنے مقبوضات کا سرکش اور باغی حصہ سمجھا تھا جو ہمیشہ خفیف موقعہ پر بھی بغاوت اٹھانے سے نہ چوکتا تھا ترک اور عجم دونوں چاہتے تھے کہ گرجستان کی رعایا کو مسلمان کر کے اپنا مطیع بنایا جائے اور قسطنطنیہ میں جب عیسوی سلطنت کا زوال ہوا اور ایشیا کو چک میں ترکی قوت کو عروج حاصل ہوا تو اخل زیخی اور دیگر اضلاع کے باشندوں نے جو اخل زیخی سے مغرب کی سمت میں آباد تھے اسلام قبول کر لیا۔ ۱۵۷۹ء میں دو گرجی شہزادے جو بھائی بھائی تھے سفیر بن کر دو سو ملازموں کے ساتھ قسطنطنیہ میں آئے اور چھوٹے نے معہ اپنے ساتھیوں کے اسلام قبول کیا جس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے منصب پر تصرف کرنا چاہتا تھا، عرصہ کے بعد چند اضلاع جو گرجستان کے وسط میں تھے فتح ہونے کے بعد ترکوں کے قبضے میں آگئے، اور وہاں کے تمام باشندوں نے اپنے فاتحوں یعنی مسلمانوں کا دین قبول کرلیا، اسی زمانہ سے سمرخی نے جو گرجستان کا بالکل مغربی حصہ تھا سلطنت ترکی کو اپنا حاکم بالا دست تسلیم کیا والیان گرجستان اور اس کے باشندوں کو ترکوں نے مسیحی دین کی پیروی کی کامل آزادی دی لیکن ۱۶۲۵ء میں گرجستان کا فرمانروا خاندان تمام مسلمان ہوگیا اور رفتہ رفتہ اس ملک کے سرداروں اور امیروں نے بھی شاہی خاندان کی مثال کا اتباع کیا۔

Marfat.com

عیسائی مذہب نے گرجی کسانوں پر مدت تک اپنا قبضہ کئے رکھا لیکن جب سمزخی کے قسوں نے کارتلی کے بطریق کی اطاعت سے انکار کیا تو باشندوں کی دینی ضروریات کے لئے جو سامان مہیا کیا جاتا تھا بند کر دیا گیا، گرجستان کے بڑے لوگوں نے مسلمان ہونے سے پہلے ہی گرجاؤں کے اوقاف کو لوٹنا شروع کر دیا اور مسلمان ہونے کے بعد قدرتی طور پر انہوں نے گرجاؤں میں نذریں چڑھانی چھوڑ دیں جب گرجا اور کنائس بوسیدہ ہوئے تو ان کی جگہ مسجدیں تعمیر ہوگئیں۔

گرجستان کا جو حصہ ترکوں کے قبضہ سے بچا اُس نے فارس کی اطاعت قبول کی جس وقت تاورنیر نے گرجستان کے اس حصہ کو دیکھا تو اس کو معلوم ہوا کہ وہ دو عملداریوں میں منقسم ہے جو سلطنت فارس کے مطیع ہے اور ان پر دو گرجی شہزادے فرمانروا ہیں جن کو منصب حکومت کے لئے پہلے اسلام قبول کرنا پڑا ان شہزادوں میں سے پہلا شہزادہ طاریوج قسطنطنین تھا جو سکندر دوم بادشاہ غیت کا بیٹا تھا قسطنطنین نے شاہ فارس کے دربار میں پرورش پائی تھی اور سترویں صدی کے شروع میں وہیں اسلام قبول کیا تھا پہلا مسلمان بادشاہ کارتلی کا طاریوج رستم (۵۸-۱۶۳۴ء) تھا اس نے بھی فارس میں پرورش پائی تھی، اور وہ خود اور اس کے جانشین سترویں صدی کے اختتام تک مسلمان تھے۔

تاورنیر نے بیان کیا ہے کہ مسیحی دین کی باتوں سے گرجستان کے لوگ بالکل ناواقف ہیں اور ان کے قسیس جاہل اور شریر ہیں بعض افسران کلیسہ نے فی الواقع عیسائی لڑکوں اور لڑکیوں کو ترکوں اور عجمیوں کے ہاتھ غلامی میں فروخت کر دیا، اس زمانے سے گرجستان میں مذہب عیسوی سے برگشتگی عام ہوگئی، خاص کر اونچے لوگوں میں جو دربار فارس میں رسوخ پیدا کرنا چاہتے تھے، ۱۷۰۳ء میں کارتلی کا بادشاہ وختنگ پنجم مسیح مذہب تھا اوائل دورِ حکومت میں سات برس تک اصفہان میں قید رہا جہاں بہت کوشش کی گئی کہ وہ مسلمان ہو جائے مگر وختنگ نے

کہہ دیا کہ میں تخت و تاج کو کفر کے بدلے میں خریدنے سے حکومت سے محروم ہو جانا بہتر جانتا ہوں لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا چھوٹا بھائی اگرچہ گرجستان کا وہ بطریق تھا مگر اس نے عیسائی مذہب ترک کر کے اسلام اس شرط پر قبول کیا کہ کار تلی کا تخت اس کو مل جائے آخر اسلام قبول کرنے کے بعد اہل مجسم نے اس کو شاہانہ اختیارات دے دیئے لیکن گرجیوں نے اس کو اپنا حاکم ماننے سے انکار کیا اور عملداری سے اس کو باہر نکال دیا، اٹھارویں صدی کے ختم کے قریب گرجستان کے بادشاہ نے اپنی رعایا کو سلطنت روس کی حفاظت میں دے دیا جس وقت تک گرجیوں پر مسلمان حملہ آور یورش کرتے تھے اس وقت تک اہل اسلام کے جوش نے گرجیوں کی اس آبادی کی آزادی کو چھیننا چاہا، جو عیسائی مذہب رکھتی تھی اسی طرح کوہ قاف کے بعض شمالی اضلاع میں بھی مسلمانوں کا جوش صرف ہوا جس سے اسلام کا نفع مرتب ہو گیا، داغستان میں ایک درویش منصور نامی نے کوشش کی کہ قاف کی مختلف قوموں کو روسیوں کے مقابلہ کیلئے متحد کر دے منصور نے اسلام کا وعظ کرنا شروع کیا اور بوتحپستان اور داغستان کے عیسائی شہزادوں اور رئیسوں کو مسلمان کر لیا جو آج تک مسلمان ہیں سرکیشیا کے بہت سے لوگوں نے بھی منصور کا وعظ سن کر اسلام قبول کیا اور عیسائیوں کی ماتحتی سے جلا وطنی کو بہتر جانا، لیکن ۱۷۹۱ء میں منصور قید کیا گیا، اور ۱۸۰۰ء میں آخر کار گرجستان کو سلطنت روس میں شامل کر لیا گیا۔

تمت بالخیر

Marfat.com

Marfat.com

تحفۃ القادریہ
سر الاسرار
خزینۂ نعت
جہانِ اولیاء
انیس الطالبین
حدائقِ بخشش
تعویذ و وظائف
تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر
تذکرہ مجددینِ اسلام
اصحابِ بدر
معجزاتِ رسولِ کریم ﷺ
فیوضِ غوثِ یزدانی
ترجمہ الفتح الربانی
تذکرۃ الاولیاء
سیرت و خطباتِ غوثِ اعظم
شانِ حبیب المنعم من روایات المسلم
کشف المحجوب
مولانا نورانی کی بارہ تقریریں
ختمِ نبوت زندہ باد
ایمانی کمزوریاں اور ان کا علاج
امام اعظم کے عقائد
مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان
بزرگ
نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی
امام احمد رضا اور عشقِ مصطفیٰ
کیا آپ جانتے ہیں
فتوح الغیب

بدعت کی حقیقت
جامع وصیت قدسیت
بیانِ میلادِ مصطفیٰ
چشمۂ علم و حکمت
سیرتِ خاتم النبیین
جہانِ انبیاء
خطباتِ الرضویہ
راہنمائے تجارت
مواعظِ اہلِ قلوب
شانِ رسول
خطباتِ مجددیہ
خطباتِ نورانی
نورانی حکایات
شانِ حبیب الباری
رسائل مجدد الف ثانی
غنیۃ الطالبین
مسلمان کا عقیدہ
نورِ حبیب الٰہ
تاریخ گوجراں
شاہانِ گوجر

قادری رضوی کتب خانہ

Marfat.com